

خون کا گھٹ

ستمبر 2014

لوگوں کے لڑناؤں پر مبنی
خون کا گھٹ اور خونی خواتین

WWW.PAKSOCIETY.COM

جانتی کہ تصویر کی ہر

RS:70

کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہیں ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تخیلی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر۔ رائٹر۔ ادارہ۔ یا پبلیشر ز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلیشرز شہزادہ عالمگیر پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ لاہور)

آپ کے خطوط

پراسرار قلعہ

رابی خان پشاور

سندیے

کالا سماہ

آفر کنول

118

مجھے یہ شعر پسند ہے

حقیقی محبت

این اے کاوش

80

پھول اور کلیاں

غزلیں نظمیں

سات ہلاکت خیز گناہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: سات جاہلن اور ہلاکت خیز گناہ سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، جس جان کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، اسے ناحق قتل کرنا، جہیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جہاد سے فرار ہونا، پاک دامن خواتین پر زنا کی تہمت لگانا۔

شیطان کی اعانت سے بچو

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا اسے ذانت ڈپٹ کر دو۔ مسلمان اسے ذانت ڈپٹ کرنے لگے۔ کسی نے کہا تو نے اللہ کی فرمانبرداری کا خیال نہ کیا؟ کسی نے کہا تجھے اللہ کا خوف نہ آیا؟ جب ایک آدمی نے کہا اللہ تجھے رسوا کرے تو نبی کریم نے اس کو روک دیا اور فرمایا: اسے بدو عاتیں دے کر اس کے خلاف شیطان کی اعانت نہ کرو اس کے بجائے اسے دعائیں دو، یوں کہو اے اللہ اس کی بخشش فرما، اے اللہ اس پر رحم فرما۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے تو آپ نے فرمایا جب تیری موت آئے تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زور ہو۔

ذکر اللہ تعالیٰ کی تمام عبادات کا خلاصہ ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: آسمان والے اہل زمین کے ان گھروں کو جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر ہوتا ہے ستاروں کی طرح چمکدار دیکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جنت میں وہ لوگ بلائے جائیں گے جو مصیبت و آرام کے وقت اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کرو کہ لوگ مجنوں کہلانے لگیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذابِ غیر سے زیادہ عذاب دینے والا نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جسے مشغلہ اور دستور بنالیا جائے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ذکر سے نو ہر وقت رطب اللسان رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ و مردہ کی سی ہے۔ ذکر کرنے والا زندہ اور نہ کرنے والا مردہ۔

نوید سلیم۔ مرید والا، فیصل آباد

پڑوسیوں کے حقوق

اسل میں ہمسایہ ہر وہ شخص ہے جو آپ کے دائیں بائیں اور نیچے چالیس گھر تک آس پاس دہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من لو چالیس گھر تک ہمسایہ ہوتا ہے اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے ڈرتا ہو۔ اسلام کی نظر میں ہمسائے کے حقوق کی بنیاد چار اصولوں پر ہے:

☆ انسان اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے۔

☆ اس کو اس شخص سے بچائے جو اسے ایذا پہنچانا چاہتا ہو۔

☆ اس کے ساتھ اچھائی کا برتاؤ کرے۔

☆ اس کی بد عزرائی کا رد کیا اور دگر دے بدلہ لے۔

ایذا کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً زنا، چوہی، گالی گلوچ، برا بھلا کہنا اور دگند وغیرہ ڈالنا بھی ایذا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس عقوقوں سے زنا اور دس آدمیوں کے مال کو چوہی کرنے کو ہمسائے سے ایک مرتبہ زنا اور ایک مرتبہ کی چوہی کو برابر قرار دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مرتبہ قسم اٹھا کر خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے آمن میں نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ہمسایہ مدد طلب کرے تو اس کی مدد کر اور اگر قرض مانگے تو قرض و درمختاج ہو جائے تو مالی امداد کر، پیدا ہو جائے تو علاج کر اور اگر مر جائے تو جنازے کے ساتھ قبرستان جاؤ اور اس کے بعد اس کے بچوں کی دیکھ بھال کرو۔ اسے کوئی اعزاز مل جائے تو جا کر مبارکباد دو، کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو اٹھنا اور مدد کی کرو۔

محمد عباس راحت و حافظ محمد اکبر عطاری۔ لسبیلہ

حضورؐ کا گزر اوقات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی دو دن متوازن جوئی کوئی سیر ہو کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی بھی تین دن مسلسل گندم کی دوئی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بھر نہ تو کبھی۔۔۔ بیکار نہ کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی چٹائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

کوٹ جنال

-- تحریر۔ اہناس سعادت اشرف۔ گوجرانوالہ۔ قسط نمبر ۲۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب شہابہ کی آنکھ کھلی کہ اس کا نام لینے پر کھلی وہ دھجھل دھجھل آنکھوں سے اپنے ارد گرد دیکھنے لگی اسے ٹھوڑی دور بند کھڑکی کے بار وہ عورت کھڑکی رکھائی رہی وہ شہابہ کو اپنے پاس بلا رہی تھی کسی کے بھی ہاتھ لگالے بغیر کھڑکی خود بخود کھل گئی شہابہ چپ چاپ بھی اور کھڑکی کی طرف چلنے لگی اب کہ اس نے دیکھا کہ وہ عورت سرخھی کے بجائے ہوا پر تیرتے ہوئے اونچائی سے مین کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ شہابہ کے لیے سیرھی لگی تھی وہ اس پر چلتے ہوئے نیچے اترنا وہ عورت اسے لیے پھرائی بڑے سے میدان میں جا چکی جہاں بڑا سا کالے رنگ کا بازو ہاتھ وہ عورت اس دائرے کے پاس پہنچ کر رک گئی شہابہ بھی کسی روایت کی طرح اس کے پاس جا کھڑی ہوئی کہ وہ عورت ڈھاری میں اپنے شوہر کے مرنے پر تڑپ رہی ہوں اور تم اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے لگی ہوئی ہو یہ کہتے ہوئے اس عورت کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے نیلے رنگ کی شعاعیں نکلنے لگیں اس نے یکدم شہابہ کا بازو پکڑ لیا وہ اس کے لیے تیار نہ تھی اس لیے اپنا ہچکاوند کر سکی جیسے ہی شہابہ کا بازو اس عورت کے ہاتھ میں گیا اسے ایسے لگا جیسے اسے کسی انگارے نے چھو لیا ہوا اس کا بازو چلنے لگا اس نے زور لگا کر اپنے آپ کو اس سے چھڑانے کی کوشش کی کہ عورت کے نوکیلے ناخن اس کے بازو کا گوشت چیرتے دے باہر نکل گئے اب وہ تیز پی سے بھاگ رہی تھی بھاگتے بھاگتے اس کی نظر دور کھڑے کسی ہونے کی کمر پڑی ان کے پاؤں پہنچ کر آگے کھدھے رہے ہاتھ رکھا۔ وہ اس کی جانب بڑت اور جیسے ہی اس کی نظر ان پر پڑی ان کی جین گلی دھکا بند انگلی ہی تھے ران کی آنکھوں کی جگہ گڑھے بنے تھے جس میں سے نیلے رنگ کی روشنی نکل رہی تھی انہوں نے شہابہ کو پکڑنے کے لیے اس پر جیسے پران کے ناخن اس کے چہرے پر خراشیں ڈالنے لگے وہ رو رہے تڑپ رہی وہ بھاگنے لگی بھاگتے بھاگتے اس نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا اسے بہت سے نیلے رنگ کے ٹکٹے نظر آئے بھاگتے ہوئے وہ کسی چیز سے زور سے ٹکرائی اس نے نگرانے والی چیز کو دیکھا تو وہ گائینڈ انگل تھے وہ تیرتے میں ڈوب گئی کہ میں تو اسے چھپے چھوڑ کر آئی تھی تو پھر یہ یہاں کیسے کا گائینڈ انگل ہے تلواری کا ہاتھ اپنے تیز ناخنوں سے اس کی گردن پر وار کیا وہ قلع کے تل چلائی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی اس نے گھبرا کر اپنے آپ کو دیکھا تو زنب اور بازو یہ خوف زہری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھیں اس کے بازو اور گردن سے خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر خراشیں پڑی ہوئی تھیں جس سے خون رس رہا تھا۔ ایک سنسنی خیز اور ڈر والی کہانی۔

نجانے کیوں کب کیسے اس عورت کی بات اور اب وہ پچھتا رہی تھی بھاگتے ہوئے اسے ٹھوکر لگی ۵۵
ماتے ہوئے اس کے پیچھے یہاں تک آگئی اور وہ منہ کے تل پیچھے جا گری جس سے اس کے منہ



انھا سلیپر باؤں میں اڑے اور دروازہ کھولا سامنے پریشان سی ماڈی کی گھڑی تھی ماڈی کو دیکھ کر احمر کی خند اڑ گئی کسی انسبونی کا احساں ہوتے ہی وہ کہنے لگا۔
خونیں خشک نہ ہو۔

ہاں پندجیس مگر میرے سامنے آؤ شہابہ کو پندجیس کیا ہو گیا ہے۔

اصحاً تم جلو میں آ جاؤ اس کے واپس جانے ہی اس نے ان ختوں کو بلایا یہ الگ بات ہے کہ جاگا کوئی بھی نہیں ہیں سامنے والے کمرے میں جا رہا ہوں یہ کہتے ہوئے وہ ان کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر نرسب نے دروازے کی طرف دیکھا احمر کو اندر آتا ہوا دیکھ کر وہ جو بہت ہمت دکھا رہی تھی جلدی سے پوئی۔

دیکھیں اسے یہ نہیں کہا ہو گیا ہے۔ نوٹ بھی بھٹ گیا ہے خون بھی کافی بہ نکلا ہے اور دیکھو احمر سوچیں بھی اسے کتنی دہائی ہے ماڈی جو کہ انجی واش روم میں سے نکلی تھی نو لپے سے ہانپ رہی تھی بونٹے احمر پر نظر پڑتی تو اس سے پوئی

وہ اس کو سونے سے پہلے یہ ڈراؤنی فلم دیکھ رہی تھی اور پھر فجر کی نماز کے لیے میرنی آنکھ دہرے کی وضو کر کے باہر آئی تو یہ مجھے تجوز دیتے پھاؤ سینے کسی کو نہیں مارا پندجیس کہا کیا بول رہی تھی میں نے جلدی سے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے پہلے بھی اسے تین چار بار ملا باہر یہ نہیں جاگی اور ماڈی بیا دکا نام نے لاس چلائی تو اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اب یہ بار بار ایک ہی بات بولے جا رہی ہے وہ مجھے ماروں گے

احمر نے قہقہے سے نرسب کی ساری بات سنی پھر بونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے شہابہ کے پاس بیٹھ گئی دوسری جانب آجینا اور شہابہ کو دیکھنے لگا۔ وہ بہ اندازہ کہنے کی کوشش کرنے لگا کہ اگر وہ ہوش میں دلی نو احمر کو بھی اپنا

سے خون بنے لگا، ہجوم اس کا بہتا خون دیکھ کر اس پر چھڑا مارنے کو اس تک پہنچے وہ جتنے لگی مجھے معاف کر دیں میں نے کچھ نہیں کہا ہے مجھے بچا لو نرسب

ماڈی کہ یک وقت کسی نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی

کیا ہوا شہابہ دروازہ نا خواب دیکھا ہے کہا نرسب نے اس کے منہ پر آئے بالوں کو چھپے کرتے ہوئے اس سے نرمی سے پوچھا
ماڈی نے اٹھ کر لاس آں کر دی اب کہ اسے نرسب اور ماڈی کا پریشان چہرہ دکھائی دیا جبکہ اس پر جھکا ہوا احما ماڈی نے کہا

لگتا ہے اس نے کچھ بڑا دہی برا خواب دیکھ لیا ہے اللہ خیر کرے

نرسب پریشان ہو گئی شہابہ نے آنکھیں میاڑ پھاؤ کر اپنے اطراف میں بے یقینی سے دیکھا اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے
وہ مجھے مار دیں گے وہ مجھے مار دیں گے میں نے اسے مار دیا

اسے کہا ہو گیا ہے ماڈی نے ہراساں نظر آئی اور عجیب طرح کی بانیں کرنی شہابہ کی جانب دیکھ کر کہا ہم سب تمہارے پاس ہیں

نرسب نے اس کا چہرہ اپنی طرف موڑا نرسب ہم اس کے پاس بیٹھو میں احمر کو بلا کر بلاتی ہوں

ماڈی بہانہ دینا دینا ٹھیک کر لی ہوئی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی ایمر جو انجی انجی سونے کو اپنا خنڈ بند گہری تھکی نہ دلی تھی کہ زوردار طریقے سے دروازہ بجا احمر بڑبڑا کر اٹھ بھاڑا انجی بھی نیند کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا وہ اسے دینا دیکھ جان کر دوبارہ سونے لگا کہ دروازہ پھر سے بجا اٹھا اس کی نظر سامنے کی گھڑی پر جا پڑی صبح کے چہرے دے نئے دروازہ زوردار طریقے سے بجنے کی وجہ سے حسن اور اتوس بھی کسکائے دو

بولی جو کچھ میں نے رات فلم میں دیکھا وہی سب حقیقت میں ہوا خواب نو بس ایک بہانہ تھا خواب دیکھنے کے بعد جب آنکھ کھل جائے تو سکون آ جاتا ہے کہ یہ تو صرف خواب تھا پر میری کیفیت تو خند کی گہمی پر میرے ساتھ جو ہوا وہ حقیقت اور چٹائی پر مٹی تھا یہ ایسے کیسے ہو سکتا ہے ہم خواب جب دیکھتے ہیں تو ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہم وہ سب اصل میں ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اور ویسے بھی خواب نو چٹائی کا دوسرا نام ہے زب نے رہا نہ گیا تو بول پڑا تم سب سمجھ رہے ہو کہ میں بھوت بول رہی ہوں یہ سب سچ ہے پھر بانی اپنے سے لے کر ٹھوکر لگ کر پہنچ کر گئے تک ساری بات انکو بنا دینی

خس نے کہا اور دیکھا کر پڑو اپنی فلمیں ایک تو تم لوگوں نے ڈروانی فلمیں بھی دیکھنی ہوتی ہیں اور پھر چٹیں بھی ماری ہوتی ہیں تم میری بات کیوں نہیں مان رہے کہ زب نے کہا

باس حسن جب میں وضو کے لیے اٹھی تو بانی کا گھاں زمین پر گرا ہوا تھا اور بانی کی بوتل بغیر دھنکے کے ساتھ ٹنبل پر پڑی تھی اور ٹھوکر بھی کھلی ہوئی تھی جو کہ میں بھی رات کو شہا پہ کھل کر سوتی ہو گئی شہا نے کہا

دیکھو ٹھوکر تلنے پر میں نے منہ کہ بل بچے گری تھی میرے منہ سے اسی لیے خون بہہ رہا تھا

کہا پند کہ تم نے خود ہی خواب کی حالت میں دانتوں تلے زبان باہر دے دے بچے ہوں ماؤ نے اخبار خیال کیا

تم تم سب جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ دو زور سے چینی اسے اسبا لگا کہ وہ اپنی بات ان سب کو خفیک طرح سے نہیں سمجھا پارہی تھی وہ سب حقیقت تھا یہ دیکھو اس کے باریک ناخن ہر ت بازو میں جیسے نئے جب میں گری گئی تو میرے منہ سے خون نکلا تھا

مسئلہ بتائے گی مگر وہ صرف ایک خبر مرئی فقط کو گھورے جارہی تھی وردادہ کھلنے کی آواز پر ان نبیوں نے مرکز دیکھا تو حسن اور اتوس کمرے میں داخل ہوئے رہے نئے اندر داخل ہو کر انہوں نے سمجھنے کی کوشش کی کہ یہاں کیا ہو رہا ہے مگر کچھ سمجھ نہ آنے پر حسن نے باس کھڑی زنب سے مارا بازو پوچھا۔ زنب نے ساری رام کہانی اسے سنائی کہ حسن شروع ہو گیا۔ شہا بہ کبازو اسے لگا رکھا ہے کیا بدنام اس کی حالت تو دیکھو ماؤ نے مجھ انوس مجھ سے سمجھ میں اس سے کہا۔ میں تو ڈر گیا تھا کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا ہوگا ایک تو تم لاکھاں چھوٹی سی بات کو بڑا کرنے میں بہت ماہر ہو اسی لیے تو ہمیشہ لوگوں کو بچانے لاکھاں نمبر زباؤں لے جاتی ہو

بولی میں امخانو کے دوران اگر تمہیں خواہنیں اتنی ہی بی بی لگتی ہیں تو پھر تمہاری دوستی ہم سے کیسے ہوگئی ہم بھی نو

اسٹاپ اسٹاپ اسٹاپ ات چپ کر جاؤ ایک دم چپ کر جاؤ احمر جو کافی دیر سے برداشت کر رہا تھا یکدم دھاڑا۔ سب چپ ہو گئے احمر کو اتنے غصہ میں پہلے بھی نہیں دیکھا ماؤ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں زنب سے کہا وہ کندھے اچکا کر رو گئی اب کہ کھلے ہوئے دروازے سے زنب بھی اندر داخل ہوا اور دفع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے چپ رہا کہ احمر نے شہا سے پوچھا۔ شہا۔ ہمیں بناؤ یہاں دیکھو میری طرف وہ جو کسی اور طرف دیکھ رہی تھی اس کا چہرہ اپنی جانب موڑا وہ کچھ ہنر لگ رہی تھی اب اس نے سب کی طرف باری باری دیکھا احمر نے پھر اس سے کہنا شروع کیا۔ ہمیں ساری بات بناؤ تم نے کل رات فلم دیکھی تھی۔ دیکھی تھی ناں۔ وہ اس کا رد عمل جاننا چاہتا تھا شہا نے ہلکے سا سر کو ہاں میں جنبش دی۔

باس نو بناؤ ناں پھر کیا دوا تھا شہا نے سنی ٹرانس میں

ہے احرنے بال شپ کے کمرٹ میں اچھا دی
میری دوائے پوچھو تو مجھے اس کرے سے؛ دلگ
رہا ہے تو بس پھر ناشتہ کرلو تو آؤنگ پر پلے جیسا یہ
کہتے ہی حسن نے فون اٹھا کر ناشتے کے لیے کہہ دیا
کچھ دیر بعد ہی دروازے پر ناک ہوئی زب نے کھولا
تو روم سردس بونے تھا وہ کھانا لگا کر جانے لگا تو اس
نے اسے روک لیا
یہاں کوئی گائیڈ ملے گا جو ہمیں آپ کا یہ کمرٹ
جناں دیکھا سکے۔

جی صاحب یہاں پاس ہی میں رہتا ہے آپ
کہو تو اسے بلا لوں اوس نے اونچے ہوئے احمر کو بلایا
پردہ زین کی مینگ پر بیڈ کی پانی سے ٹیک لگائے
مستطیل اونچے میں مصروف تھا کہ اوس نے اسے
چٹکی کا پیڑہ ہز بڑا کر سیدھا؛ دھجھا۔

کیا ہے۔ وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں
اوس کی طرف متوجہ ہوا
میں اسے کہنے لگا ہوں کہ ایک گھنٹے تک اس کا
گائیڈ کو بلا لے پھر باقی معاملات بعد میں اس سے مل
کر طے کر لیں گے۔

ہاں تو کہہ دو مجھے کیوں تک کر رہے ہو نہ سب جو
معو نے یہ بھی لکھی ان کے درمیان ہونے والی گفتگو
سن کر سوچتے گی پتہ نہیں یہ رات کو ٹھیک سے سو یا بھی
ہے کہ نہیں کیونکہ اسے یاد تھا کہ اس کے بہترین
دوست اوس نے ایک بار کہا تھا کہ اگر جگہ تبدیل ہو
جائے تو اسے سونے میں مشکل پیش آتی ہے اسے اتنی
جلدی نیند نہیں آتی کتنی نیند آ رہی ہے اسے ہائے کتنا
مقصود لگ رہا ہے احمر جو بیڈ کی پانی سے ٹیک لگانے
سو جاتا سوئے ہونے لڑھکنے کی وجہ سے پھر جاگ جاتا
یہ عمل وہ نین بارہوا وہ دیکھ کر سکرادی کہ اسے لگا جیسے
وہ کسی کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی ہو۔ اپنی بے وقوفی پر
کہ کیوں احمر کو گھورے جا رہی تھی کہیں کوئی اس کے
دل کی چوری نہ پکڑے یہ سوچتے اس نے اپنے بائیں

میرے بازو پر خراشیں بھی آتی تھیں ابر اگر اب بھی
میں کہیں پاگل رہی ہوں تو یہ دیکھو اس نے جب مجھے
پکڑا تو اس کے ہاتھوں کے نشانات کیا اب بھی یقین
نہیں آ رہا تھا وہ انیس اے زخم اور نشانات دکھاتے
ہوئے بولی اب تو شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی تھی
سب کے چہروں پر خوف اور پریشانی دکھائی دینے لگی
پر دل اور دماغ اس حقیقت کو ماننے سے انکاد کی تھا پر
دکھائے گئے ثبوتوں سے۔ درگزر دگیا زب نے اس
خاموشی کو توڑا

ابھی بھی وقت ہے واپس چلے ہیں حسن نے
ماننے پہ ننگوں کا جال بچنے ہوئے زب کی طرف
دیکھا اور کہا

یار اتنا تو اڑکیاں بھی نہیں ڈرتی ہیں جتنا کہ
تہما دے پیسے جمعیت جاتے ہیں

اوسے ہاں اسی لیے تو مجھے اس کی شرٹ بھی بیگ
ہوئی لگ رہی ہے اور زب نے بے ساختہ اپنی شرٹ
کی طرف دیکھا مینشن کے باوجود بھی شہابہ نے
ہونٹوں سے ہلکی سی مسکراہٹ کو چھوا

اس اسی طرح ہنستے مسکراتے رہو میرے دوستو
ٹھہ سے میرے دوستوں کی اداس پرچ میں ایک دم
کجو اس شکلیں نہیں دیکھی جاتیں اوس نے سب سے
مشورہ کرنے والے انداز میں پوچھا

کیوں نہ ہم سب آؤنگ کے لیے چلیں شب
کی طبیعت بھی بہل جائے گی۔

نہیں ابھی اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کل یا
پرسون کا پروگرام کو کھولنے سب نے اپنی طرف سے انکا
کیا۔۔۔

پر میں اسی کے لیے تو کہہ رہا ہوں اوس نے کہا
وہیے نہ سب اوس کی فحش کہہ دیا ہے ایسے اس کا
دھیان بٹ جائے گا کسی پارک میں چلتے ہیں ماویہ
نے نہ سب کی بات کی زبرد کر تے ہوئے کہا
دیے شہابہ سے اپو چھاو پر مجھے تو بہت نیند آ رہی

دقت میں کھوپڑی کے کانوں کے بے سوراخ
میں انسانی بازو کی ہڈیاں اور ہاتھوں کی استخوانی
انگلیاں مکلی ہوتی ہیں جن پر شیشہ رکھا ہوا ہے کرسی کی
کراؤن انسانی کھوپڑی جبکہ بیک ٹیک لگانے کو انسانی
پسلیوں سے جلی لگ رہی ہیں جبکہ کرسی کی چار ٹانگیں
اور پاؤں انسانی ڈھانچے کی ہڈیاں لگ رہی ہیں عجیب
جھوٹے کمرہ آفوس نے دورے کمرے کا نقشہ کھینچا۔
ویسے مجھے اب بھی ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی ہے
وہ کیا۔۔۔ احرار نے اس کی طرف سوالیہ نظروں
سے دیکھا۔

وہ یہ کہ انسانوں کی چار ٹانگیں کون سے زمانے
میں ہوتی تھیں ایسے فضول سوالات دو جواب دینے
ہی لگا کر دم سردی والا لڑکا آتا ہوا دکھائی دیا وہ پاس
آکر بولا۔

آپ نے گائیکو بلانے کے لیے کہا تھا۔ میں
نے ان کو بلایا ہے وہ آتے ہی ہونگے تب تک آپ
بیٹھیں آپ کچھ لیں گے۔
احرار نے نوٹس لیں کہ گائیکو بلانے پر اسے
شکریہ کہتے ہوئے نپ دینے چاہے کہ دلاڑکا شکر آتا
ہوا کہنے لگا۔

صاحب ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہوتی آفوس
جواب تک پتہ نہیں کس طرح چپ بیٹھا ہوا تھا اور ان
کی باتیں سن رہا تھا اچھل پڑا اور حیرت سے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

کیا کہا۔ ضرورت نہیں ہوتی کیوں اور کیسے۔
اگر میرے پاس قارون کا خزانہ بھی آجائے تو بھائی
میں تو اس پریشانی میں اور بھی دلا ہوا جاؤں گا کہ اسے
بھی ڈبل کیسے کروں

احرار کو کسی آگئی احرار نے آفوس کا ہاتھ ہلکا سا دبا
جیسے کہہ رہا ہو خدا کا واسطہ ہے چپ کر جاؤ اور اسے
جانے دو اور مسکرا کر اس دم سردی کو اسے کی طرف دیکھا
جیسے کہہ رہا ہو شکر یہ اب جاؤ دلاڑکا چلا گیا۔ دقت

طرف دیکھا تو آفوس کو اپنی طرف دیکھا پانی وہ میرا
کہ اس یہ تو سب کو بنا دے گا وہ اپنی صفائی میں کچھ
بولے ہی لگی تھی کہ آفوس نے اس کے پاس سے
گزرتے ہوئے آہستہ سے اس سے کہا۔

دیکھ لو دیکھو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا اور ہنستا
ہو اس وینلز کے کو لیے باہر نکل گیا اور اس دم سردی
لڑکے سے کہا ٹھیک ہے اب ایک گھنٹہ بعد اسے لے
کر آنا ہم خود باقی باتیں اس سے تب پوچھ لیں گے۔

جی اچھا۔ وہ لڑکا گردن ہلاتا ہوا نرالی کھینچ کر
باہر چلا گیا۔ ان سب نے کھانا کھا یا اور یہ دونوں تیار
ہو کر نیچے وینٹک روم میں آگئے وینٹک روم انتظار گاہ
میں داخل ہوتے ہی آفوس نے احرار سے کہا۔

یار مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کہ میں کسی بھوتیہ
کمرے میں آگیا ہوں

لگ تو مجھے بھی ایسا ہی رہا ہے احرار نے آفوس کی
رائے سے اتفاق کیا

کمرے میں ٹیلی اور ٹیلی روشنی پھیلی ہوئی تھی
جس سے کمرہ روشن ہونے کے باوجود بھی اندھیرے
میں زوہا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اور جس ٹیبل پر آکر یہ
دونوں بیٹھے تھے اس کی عجیب بات یہ تھی کہ وہ ٹیبل
اور کرسیاں باقی ٹیبلوں اور کرسیوں سمیت انسانی
ہڈیوں سے بنائے ہوئے لگ رہے تھے احرار نے اپنے
اطراف میں دیکھا اور سر ہانپنے والے انداز میں کہنے
لگا۔

یہ تو عجیب مگر اچھا لگ رہا ہے
کیا کیا اچھا لگ رہا ہے۔ میں تو کب سے یہ
سوچ رہا ہوں کہ یہ ٹیبل اور کرسیاں بنانے کے لیے
انہوں نے کتنے بندے مارے ہوں گے

ارے بس بھی کرو یہ تو صرف دیکور فیس ہیں
میں احرار نے آفوس کی بات کا جواب دیا۔

دکھو ذرا ٹیبل بنانے کو ناگوں کی ہڈیاں پاؤں
سمیت کھڑی کر رکھی ہیں ان ہڈیوں پر انسانی کھوپڑی

عجب لگی وہ اس کے لال ہونٹ تھے جو دیکھنے میں اسنے لال تھے جیسے کہ ابھی کسی کا خون پی کر آیا ہو اتوس جو کہ کافی دن سے گانڈ کی حالت پر غور و فکر کر رہا تھا احمر کے کان میں تقریباً گھٹتے ہوئے آہستہ سے بولا۔

بچھو تو یہ گانڈ کے بجائے کالا علم کہ، نے والا جاو بگر لگتا ہے اس کے مونے گندھے لال ہونٹ دیکھے ہیں ضرور اس نے پیاس وسانڈہ بچوں یا پھر کنیاؤں (لڑکیوں) کا خون تو ضرور پیا ہوگا۔ لگتا ہے یہ بو تہذیب ایسے ہی آکر بھٹ گیا ہے گانڈ ضرور آسانی ہوگا۔ یا پھر کہیں اور نہ جا بیٹھا ہو اٹھو اسے دھوئیں تے ہیں یہ دونوں اٹھنے لگے کہ وہ آدمی بول پڑا۔

احمر میں ہی یہاں کا گانڈ ہوں اس لڑکے نے دیکھے آپ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے آپ یہ غلط گھومنا چاہتے ہیں اتوس اپنی کرسی سے اٹھیل پڑا ہیں یہ نصیحت ہمارا گانڈ ہے، دھوئیں سوچ کر رہ گیا آپ میرا نام کس طرح جانتے ہیں۔

اس لڑکے نے بتا تھا گانڈ نے احمر کی بات کات کر رہم ہوں پواسے کا حوالہ دیا کب گھومنے کے لیے نکلتا ہے وہ بوڑھا سات لہجہ میں دہنوک بات کرتے ہوئے بولا۔ اس کی بات سن کر احمر نے اتوس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

کل نو بجے حج تھیں گے شام پانچ بجے ہماری واپسی ہوگی اور ہم کل سات دوست ہیں۔

ٹھیک ہے اس نے اتوس سے اور پھر گانڈ بابا سے معاہدہ چاہی دونوں نے ہاں میں صرف گردن کو ہلایا کہ اتوس نے کہا کتنے جیسے لوگے بابا عجیب انداز میں ہنسا اتوس نے اس کے بھونڈے طریقے سے ہنسنے کی وجہ سے گھبرا کر اپنی کرسی احمر کے نزدیک لٹی۔

بچے ہمیں ان چیسوں کی ضرورت نہیں ہوئی دینا ہے تو گوشت دو۔

کیا گوشت۔ اتوس گھبرا گیا۔ جیسے کہ اس نے

گزارہی کے لیے اتوس تو یہاں وہاں دیکھنے لگا جبکہ احمر نے بغل پر اپنے بازو ایک دوسرے کی مخالف سمت میں بچھا کر اس پر اپنا سر رکھ دیا بس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ تقریباً ایسا یا پچاسی سالہ اتوس کو سنے سے ایک بابا جی آتے ہوئے دکھائی دیئے اسے دیکھ کر اتوس نے اٹھ کر ہلایا اور کہا۔

احمر دیکھو وہ سامنے تمہارا جڑواں بھائی آرہا ہے احمر نے سامنے دیکھا تو اسے اتوس پر جی بھر کر غصہ آیا۔ وہ جڑواں کا روانہ کرنے ہی لگا تھا کہ وہ آدمی ان کے پاں آکر بغیر اجازت لیے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ وہ چہرے سے کرخت خدو خال کا لگ رہا تھا۔ اس نے پہلے غور سے احمر اور پھر اتوس کو دیکھا اتوس نے احمر کے کان میں سرگوشی کی مجھے تو لگ رہا ہے اس نے میری بات سن لی ہے پھر اس آدمی کو سنانے کے لیے اوپری آواز میں احمر سے کہنے لگا۔

والو سبحان اللہ ایسا خوبصورت بندہ تو تمہارا ہی بھائی ہو سکتا ہے۔

پھر کن انھوں سے اس آدمی کی طرف دیکھا وہ ابھی تک اس کو دیکھ رہا تھا نصیحت بدھا وہ ہڑبڑا کر رہ گیا۔

احمر جو کہ چھٹ وواچ ہونے کی وجہ سے اپنے گرد وپ میں درازتہ خیال کیا جاتا تھا وہ آدمی احمر سے بھی کافی لمبا تھا کالا سیاہ رنگ اوپر سے اس نے چشمہ بھی لگا رکھا تھا جو کہ کالے رنگ کا تھا جس کی وجہ سے وہ نظر ہی نہیں آ رہا تھا آدمی کے کالے آدھے سفید عجیب چمڑی بنے گندھے بال لمبی مگر پتلی موٹھیں جیسے وہ تلواریں لٹکانی ہوں کالے اور نیلے رنگ کا لمبا پاؤں تک آتا ہوا چوٹا کانوں میں ڈھانچوں کی شکل کے لیے جھولنے کا سننے ٹپے میں رنگ برنگی بالائیں لمبے بازو اور استخوانی انگلیاں جس میں عجیب نقش ونگار کی بنی انگوٹیاں پڑی تھیں۔ اتوس کو جو چیز سب سے

کبہر ہاتھ جیسے ملنے کا نہیں میرا قید بنانے کا کبہر ہا ہو
تمہارا تو قید بن ہی جانا چاہیے تم بہت بوتے
ہو چپ رہنا سیکھو چل اٹھ یاد میں تو بیٹھ بیٹھ کر ہی تھک
گیا ہوں اور یہ دونوں اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب
چل رہے۔

صبح نو بجے یہ درست گائیڈ کے احراہ گاڑی میں
بیٹھ کر کوٹ جناں کی سیر کرنے کو چل پڑے بھئی راہ
کوٹ جناں تو واقعی بہت خوبصورت جگہ ہے اتوس
نے خوشی سے کہا
ویسے انگل مجھے ایک بات تو بتائیں احراہ جو کہ
گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا نے ایک جگہ بہت سے لوگوں کو
گزرنے کے لئے رستہ دینے کو گاڑی روکی تو اتوس
نے وہ سوال پوچھا چاہو کہ ان لوگوں کو دیکھ کر سب
کے دلوں میں ابھرا تھا
انگل آپ کہ اس کوٹ جناں میں آپ سمیت
ہر کوئی کلا چشمہ کیوں استعمال کرتا ہے
وہ تو آپ ررنوں نے بھی پہن رکھا ہے انگل
نے حسن راہ اتوس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
ہاں مگر باقیوں نے تو نہیں پہن رکھا مگر یہاں
بیسے والے ہر انسان نے پہن رکھا ہے چاہے وہ کوئی
مرور ہو یا عورت یا پھر بچہ چکر تو اس بات کا ہے کہ اکا کر
رکھائی رہتے رہندوں اور جانوروں نے کالے چشمے
نہیں پہنا رکھے یہ کہتے ہی اتوس نے مسکرا کر زب
کہ آنکھ ماری

یار بزرگ بابا ہے کیوں تنگ کرتے ہو زیب
نے اتوس کو مذاق کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا
بش۔ اتوس نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے
خاموشی ہو جانے یا پھر آہستہ بوتے کو اشارہ کیا۔
اور پھر اپنا سیل فون نکال کر زیب کر سچ کرنے لگا۔ بابا
نہیں بڑی اٹیم ہے آج تو انسانی حلیے میں آیا ہے تم
اسے کل دیکھتے پورا مسئلہ عمل کرنے وال جدوگر ٹک

اتوس ہی کا گوشت مانگ لیا ہو چپ رہو آگے سنو احراہ
نے اتوس کو چپ کر رہا ہر گائیڈ بابا کی بات سنی جو کہہ
رہے تھے ہم بہت غریب لوگ ہیں چھوٹے چھوٹے
جادر کے کتب رکھا کر اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہوں
اس کے بچے یا اس کے پوتے پوتیاں اتوس سے رہا نہ
گیا تو احراہ سے پوچھنے لگا جیسے کہ وہ احراہ کے بچپن کا
لنگوٹیا رہا ہو۔

ٹھیک ہے آپ کو میں دس کلو گوشت دلاؤں گا۔
پورا ہفتہ یا دس دن کھائیے گا۔ گائیڈ بابا جانے کے لیے
انھیں لگا تو مسافر کے لیے ہاتھ احراہ کی طرف بڑھایا
جسے احراہ نے تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد تھام لیا۔ اور اس
کے بعد اس نے اتوس کی جانب اپنا ہاتھ بڑھایا تو اس
اس کے لیے تیار تھا اور اس بوڑھے سے ہاتھ بھی
نہیں ملانا چاہتا تھا گھبراہٹ پر قابو پانے کے لئے اس
نے اپنے ہاتھوں سے سر میں خارش کرنی شروع کر دی
احراہ نے اسے سلام کرنے کو اشارہ کیا تو اسے اور تو کچھ
نہ سو جا جلدی سے رورس ہاتھ ناک میں ڈال لیا گائیڈ
نے عجیب سی مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھا
اور اٹھ کر جانے لگا اتوس نے اسے جاتے دیکھا تو کہا
یہ کیا میں تو سوچ رہا تھا کہ کوئی جوان سا گائیڈ ہوگا اگر
میں راستے میں چلتے ہوئے تھک گیا تو وہ مجھ معصوم کو
اٹھالے گا۔ پر اب تو مجھے لگتا ہے کہ مجھے اسے اٹھانا
پڑے گا گائیڈ بابا جو اٹھ کر جانے کو مڑا تھا یکدم اتوس
کی جانب پلٹا رہ فوراً منتہیل کر بیٹھ گیا گائیڈ اس کی
طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

جنا میں اب بھی تمہیں اٹھا سکتا ہوں اتوس
گڑ بڑا گیا۔ پھر فوراً منتہیل کر بولا۔

جی جی انگل یہ ہی بات تو میں کب سے اپنے
درست کو سمجھا رہا تھا پر یہ سمجھ نہیں رہا تھا کل ملیں گے یہ
کہہ کر گائیڈ رہاں سے چلا گیا اب کہ اتوس نے اس
کے مکمل چلے جانے کا کفرم کیا۔ پھر احراہ سے کہنے لگا۔
رکھا تم نے کسی تنہی انداز میں کل ملیں گے

دبا تھا یہ لکھ کر اتوس نے زیب کو سچ سینڈ کر دیا پر یہ کیا سچ سینڈ نہیں ہو رہا تھا وہ گھبرا گیا اور اسے یہ کیا کہیں اس بذمے نے میرا سچ تو بیک نہیں کر لیا کچھ دیر بعد ہی اسے سچ سینڈنگ سچ موصول ہوا۔ اس کا دکا ہوا اس کا رکا ہوا سانس بحال ہوا۔

انکل آپ نے جواب نہیں دیا۔ احمر جس کے ساتھ والی سینٹ پر گاؤنڈا بابا براہمان سمجھے سے احمر نے اتوس کے سب چشمہ کیوں لگاتے ہیں کئے سوال کا جواب مانگا۔ گاؤنڈ نے احمر کی طرف بغیر دیکھے کہا۔

کچھ باتیں ان کہیں ہی دہنے دو تو بہت ہوتا ہے محرقہ زرا بہت زیب نے تجسمن کے ادے کہنے ہی لگا تھا کہ گاؤنڈ نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی رد کر دیا اور کہا۔

اگر ایسی باتیں جن کو چھپانا ضروری ہو سامنے آجائیں تو بہت بڑی تباہی اپنے ساتھ لائی ہیں پھر بات کا درجہ موڈز کو کہتے لگا یہ دیکھو یہ عمارت ۱۷۹۰ میں بنائی گئی تھی سب نے ایک خست حال مگر بہت خوبصورت عمارت کی جانب دیکھا یہ جتنی باہر سے خوبصورت ہے اتنی ہی اندر سے بھی یہاں جو بھی سیار آتے ہیں میں انہیں یہ عمارت اور اس کے اندر دنی حصر ضرور دکھاتا ہوں

پھر تو ہم بھی ضرور دیکھیں گے حسن نے اشتیاق ظاہر کیا۔

ہاں ضرور احمر نے گاؤنڈی روکی اور یہ سب باہر نکل آئے آخر میں اتوس اور شہابہ دو گئے شہابہ جس کا مچھڑی سے اترنے کا کوئی موڈ نہیں لگ رہا تھا اسے اتوس نے کہا

کیا ہو اترنا نہیں ہے کیا۔ دو دیکھو یہ سب تیار انتظار کر رہے ہیں اس نے باہر کھڑے ہو کر ان دونوں کا کا نظارہ کرتے اپنے بالی دوستوں کی طرف اشارہ کیا۔

نہیں تم جاؤ میرا موڈ نہیں ہے میں یہیں پر سے

دیکھ رہی ہوں

شب یاد تھیں کیا ہو گیا ہے تم تو کب کی بنار دکھائی دینے لگی ہو میری بیاری بہنا شب تو لڑنے کے لئے اور رکات کھانے کو بدوڑی گالیاں بکتی ہی اچھی لگتی ہو مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم سرس ہو کر بالکل بھی اچھی نہیں لگتی اب کہ شہابہ کھل کر متکرائی

تم بہت ذلیل انسان ہو

یا ہو۔ ادے منو شہابہ بالکل ٹھیک ہو گئی ہے اس نے مجھے گالیاں دی ہے۔

پورے سحرے ہو تم شہابہ اسے دیکھ کر چپنے لگی اب اتر بھی چلو گاؤنڈی سے نیچے مہارانی صاحبہ تمہاری تعریفیں کر کر کے میرا تو گناہ سوکھ گیا ہے اور اب مجھے کچھ کھلاؤ پلاؤ تم یہ ہی بھی کہہ گئے ہے ناں۔۔

ادے نہیں کسے معلوم میں تو یہ ہی کہنے والا تھا یہ کہہ کر اتوس قہقہہ لگا کر ہنس پڑا مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میری ناگوں میں جان ہی نہیں ہے بس تھوڑی دیر کے لیے جاؤں گی پھر۔۔

اچھا ٹھیک ہے پھر چلیں آجانیہ کہہ کر اتوس اس ساتھ لیے اپنے دوستوں کی جانب بڑھ گیا۔

ارے داد عمارت تو بہت ہی خوبصورت ہے اپنے زمانے میں بہت ہی خوبصورت رہی ہوگی۔ زیب نے اظہار خیال کیا۔

ہاں یہ بات تو ہے حسن نے اتفاق کیا۔ اس عمارت کی خاص بات یہ ہے کہ اس کا ہر کمرہ دوسرے سے مختلف بنا ہے جیسے کہ ایک بڑا ہے تو دوسرا چھوٹا ایک لمبائی میں زیادہ ہے تو دوسرا چوڑائی میں ایک کی چھت بہت اونچی ہے تو ساتھ دالے کمرے میں جاتے ہوئے خوف آتا ہے کہ کہیں اس کی چھت ہم پر نہ آگرے ایک کمرے میں کھڑکیاں بہت ہیں تو

کیا ایسا ہوتا ہے کیا یہ سچ ہے آپ ہم سے مذاق تو نہیں کر رہے ہیں نہ نب جو کہ حیرت میں زلزلہ ہوئی تھی نے گول دائرے پر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا اور یہ نیلے رنگ کی پتلی سی ٹیکر کیا خوبصورتی کے لیے بنائی گئی ہے۔ اتوں نے سوال کیا۔

ہاں اب بھی ایسا ہوتا ہے اور بہت جلد ہم اپنے دیوتا کو ملی چیز جانے والے ہیں اور پہلے یہ دائرہ صرف نیلے رنگ کا تھا مگر آسمانی رنگ کی پتلی روشنی بار بار پڑنے کی وجہ سے یہ حصہ سیاہ جبکہ تھوڑا سا نیلا ہو گیا ہے امیزنگ۔ حیرت ہے یہ کہہ کر امیر واپس جانے کو پر تو لے لگا کہ گائیڈ بابا نے کہا

تھوڑا سا بائیں طرف چلو وہاں تم کو ایک نیلی نہر دکھائی ہے۔

انکل بس اب واپس چلتے ہیں کل آجائیں گے کل کس نے دیکھا ہے میرے ساتھ چلو۔ گائیڈ نے امیر پر نظریں گزرتے ہوئے عجیب سے لہجہ میں کہا اور بائیں طرف کو چلنے لگا۔

ارے انکل یہ چھوٹی چھوٹی نالیاں کیوں بنا رکھی ہیں اور یہ لالہ لالوں ہیں کیا اس میں خون ہیں اور یہ تخت کس لیے یہاں رکھا ہوا ہے نا؟ یہ نے ایک ہی سانس میں کئی سوال پوچھ ڈالے۔ گائیڈ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ اور مازیہ کو اس سے خوف محسوس ہونے لگا۔ گائیڈ بولا۔

تم شکرا کر یہاں لا کر ذبح کرتے ہیں اس تخت پر اور اس کا خون ان نالیوں میں بہہ جاتا ہے مازیہ کو خوف سے جھبر بھری آگئی۔ اور آگے آ کر دیکھو نیلی نہر۔

ایک منٹ انکل۔ میں آپ کو یہ علی بار کروا تا ہوں امیر نے جو دیکھا کہ ایک نالی جس کی چوڑائی باتوں سے کافی زیادہ تھی اسے ٹنگ کر راکر گائیڈ نے عمر زیادہ ہے وہ یہ کیسے پار کرتے گا کہ گائیڈ نے اسے روک دیا پھر کہا

دوسرے میں روشنیاں بھی نہیں ہیں ایسے بہت سے عجوبے ہیں یہاں دیکھنے کو سب داہ واہ کر رہے تھے واقعی ہم نے ایسا عجوبہ نگارت تو پہلی بار دیکھا ہے اب اندر چلتے ہیں مازیہ نے کہا

ہاں چلو۔ زیب نے ہاں میں ہاں ملائی یہ سب پرانی سی ٹوٹی پھوٹی رندواری میں سے ہو کر ایک کھلے میدان میں آچکے کہ شہابہ بولی۔

مجھے پتہ ہے آ رہے ہیں میں گاڑی میں بیٹھنے جا رہی ہوں امیر نے اسے روکنے کی کوشش کی کہ وہ پلیز۔۔۔؟

اب اور نہیں۔۔۔ یہ کہہ کر واپس گاڑی میں بیٹھنے چلی گئی۔

یہ غبارت دیکھنے کے بعد واپس چلتے ہیں شاید شہابہ تھک گئی ہے امیر کے کہنے پر بانی سب نے ہاں میں سر ہلا دیا کھلے میدان میں ایک بڑا سارا کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا جس کے اطراف میں نیلے رنگ کی گول پتلی سی ٹیکر چمکی تھیں

ارے انکل یہ کیا یہ تو کوئی شمشان گھاٹ لگ رہا ہے حسن نے حیرت سے اس گول کالے دائرے کو دیکھ کر کہا۔

ہاں تم تقریباً درست ہو پر یہ شمشان گھاٹ نہیں ہے۔ بابا نے کہا۔

تو پھر کیا ہے سب کی آنکھوں میں ایک ہی سوال چل رہا تھا۔

وہ یہ کہ ہمیں جب بھی کوئی اچھا دکھانا ہے تو ہم اسے پہلے یہاں لاتے ہیں اس کی سب سے بہترین چیز ہا حصہ ہم یہاں رکھ دیتے ہیں اور اگر اوپر سے ایک نیلے رنگ کی روشنی آ کر یہ حصہ لے جائے تو مطلب ہمارا یہ دیوتا کانی چرن کو ہماری ملی پسند آگئی اور اگر آسمانی نیلے رنگ کی روشنی نیچے آ کر ہماری دی ہوئی چیز نہ لے جائے تو ہم سمجھ جاتے ہیں یا تو دیوتا کو یہ حصہ پسند نہیں آیا۔ یا وہ ہم سے ناراض ہیں۔

میں ابھی اتنا بھی بوزھا نہیں ہوا ہوں یہ کہہ کر اس نے آسانی سے نہر پار کر لی بغیر کسی سہارے کے جبکہ یہ سب ایک دوسرے کا سہارا لیے یہ نہر بارگئے۔ حیرت ہے ہم جو ان ہو کر اکیلے یہ نہر پار نہیں کر سکتے اور یہ اسی سالہ بابے نے کیا بھری دکھائی ہے سب کو حیرت کے ساتھ عجیب بھی لگا پر چپ رہے یہ ہے یہاں کی سب سے مشہور نیلی نہر۔

یہ تو سارا خون ہے نہر نے حیرت نما جیج سے کہا اور خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں

یہ تو پانی نہیں خون ہے مازیہ کے بھی ہونٹ پھڑپھڑا کر رہ گئے سب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا گائیڈ کے اطمینان میں کوئی فرق نہ آیا وہ ان سے کہنے لگا۔

اس نہر کی زمین بالکل لال رنگ کی ہے جب اس پر سورج کی تیز شعاعیں پڑتی ہیں تو اس نہر میں موجوں پانی لال رنگ کا دکھائی دیتا ہوا خون لگنے لگتا ہے جبکہ یہ پانی ہے یہ مخموس بوڑھا اپنی مخموس شکل کی طرح کی سب دہلیات چیزیں دکھا رہا ہے اتوس نے اصرار کو ذرا دور لے جا کر آہستہ سے کہا بس اب چلتے ہیں مجھے شہابہ کا خیال آ رہا ہے۔

ہاں بات تو ٹھیک ہے جلو دوستوں پھر آجائیں گے اصرار نے کہا اور یہ سب عمارت میں سے نکل کر اپنی گاڑی کی طرف چلے آئے گاڑی میں شہابہ سوری مکی نہر نے ایک پیار بھری نظر اس پر ڈالی اور مازیہ سے کہنے لگی۔

شہابہ خند جو پری نہیں ہوئی اس لیے سورج سے

جیں۔

ہاں اچھی بات ہے سو لینے وہ مازیہ نے بھی نہر کو جواب دیا نہر جو شہابہ کے پاس والی سیٹ پر احتیاط سے بیٹھ گئی تھی کہ اس کی آنکھ نہ کھل جائے پر پھر بھی اس کے بیٹھے ہی سیٹ پر وزن پڑنے کی وجہ سے شہابہ کی آنکھ کھل گئی۔ وہ خوف بھری نظروں سے

نہر کو دیکھنے لگی۔ نہر نے فوراً اس کا خوف کم کرنے کو کہا شب و دوست میں تمہاری دوست ہوں نہر اب کہہ شہابہ کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک دکھائی دی وہ ہلکا سا مسکرائی اور سیدھا ہو کر بخشی ہوئی رہی نہر نے اس کا سر اسے کندھے پر رکھنا چاہا۔

نہیں بس اب آنکھ کھل گئی ہے میں تو ڈر رہی تھی اس کی آنکھوں میں خوف و کچھ کرشمہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے مازیہ نے نہر کے ساتھ بیٹھتے ہوئے سرگوشی کی نہر نے ان سب کے اپنی سیٹ منبالتے ہی گاڑی نیلی ہو گئی کی جانب چل دی۔ عمارت پر آخری اودائی نظر ڈالتے ہوئے نہر نے گائیڈ انکل سے پوچھا

یہ عمارت بنائی کسی نے تھی۔

آر جھانجن نے۔

کیا۔ سب نے ہی ایک ساتھ حیرت دے۔ یعنی سے گائیڈ کی طرف دیکھا۔

ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔ نہر نے تھوک نکالتے ہوئے کہا۔ دیے گائیڈ انکل ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں ایسی شاندار اور خوبصورت عمارت کا نقشہ تو کوئی جن بھائی ہی بنا سکتا ہے اتوس نے مسکراہٹ کو دبا کر کہا انکل جاری دوست کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے آپ پلیز ایسا مذاق مت کریں گائیڈ انکل نے نہر کی طرف مڑ کر دیکھا اور گاڑی ڈرامیو کرتے ہوئے اصرار سے گاڑی روکنے کو کہا۔ گاڑی روکنے ہی پاس سے گزرتے راہ گیر کو روک کر اس سے کہا

یہ بناء انہیں فلاں عمارت عمارت کا نام لیتے ہوئے وہ عمارت کس نے بنائی تھی وہ عمارت وہ آدمی تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولا۔

تقریباً سو۔ دو سو سال پہلے آر جھانجن نے ہائی تھی یہ کہہ کر وہ آدمی تو گڑ گیا پر ان سب کو سانپ سونگھ گیا اصرار سے رہا نہ گیا تو بول پڑا۔

یہ ٹھیک ہے کہا اللہ تعالیٰ نے ہم میں زیادہ طاقت رکھی ہے پر اس زعم میں آکر ہم یہ تو نہیں کہہ

سننے نہ نہیں خوفِ حُسنوں میں ہو۔۔۔ ذہن میں وہیں فنا
ہم لڑے کہ ہیں ہم میں طاقت اور برداشت زیادہ ہے
پر ہم ہیں تو انسان احقر کا گنبد کی بات مہند نہیں آتی تو
کھینے لگا وہ سوچ رہا تھا کہ آئے تو ہم نفع کرنے کے
لیے تھے مگر یہ نفع تو کونسی بہ سوچنے ہوئے اس نے
وہ بارہ سے گاڑی سارٹ کی تھوڑی دور ہی پہنچے ہوں
گے کہ شہاب زور سے چلائی

رکو۔ رکو۔ گاڑی کو رکو۔ اور احقر نے گھبرا کر
بکدم بریک پر پاؤں رکھ دیئے
کیا ہوا ٹھیکوں حج رہی: حُسن نے شہاب کی
طرف دیکھا شہاب جو زنب کے ساتھ شیشے کی جانب
بجھتی تھی بولی۔

وہ بیکھودہ غور ت وہی ہے شبِ جواب کچھ بہتر
لگ رہی تھی پھر سے اس پر خوف طاری ہونے لگا وہ
شب کو پھلانگی گاڑی سے باہر نکل کر چاروں طرف
آنکھیں پھینکا پھینکا کر دیکھنے لگی پراسے ان ناممراہ چلنے
لوگوں میں دو رات جواب والی غور ت پھر دکھائی ندی
زنب اور ماذب دونوں بھاگ کر اس کے دامن میں بائیں
آنکھیں زنب نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور کہا۔

کیا کہہ رہی:۔ شہاب یہ کون سی غور ت
وہی خواب والی نہیں حقیقت والی ہے وہ ہانگوں
کی طرح ہر راہ گیر کا چہرہ دکھ رہی تھی پھر جسے بے بسی
سے بالوں میں انگلیاں پھنسائے ہوئی۔

مہی نے اسے دیکھا ہے وہ میری طرف ابے
دیکھ رہی تھی جیسے کہ مجھے وارن کر رہی: وہ میں غم سب
کے کہنے پر اسے بھونکنے کی کوشش کر رہی تھی پر اب وہ
غیر حقیقت بن کر میرے سامنے آکھڑی ہوئی ہے وہ
مجھے مار دیا کہ زنب مجھے چلا وہ میں مرنا نہیں چاہتی
ہوں میں مرنا نہیں جانتی ہوں یہ کہتے ہوئے وہ
نچوٹ نچوٹ کر روئے گی۔ زمین پر بیٹھ جاتی گی۔
زنب کو کچھ تھیں آ یا کہ وہ اسے کس طرح تسلی دے
کہ احقر اور زنب جو کہ تھوڑا دور ان کے پیچھے کھڑے

تھے ان کے پاس آئے آخر نے زنب سے اشارت
میں سوال کیا۔ کیا ہوا ہے زنب کے جواب دینے سے
پہلے بنی ماذب بولی گھر چلا اور یہ سب گاڑی میں آ بیٹھے
گاڑی سارٹ کرتے ہوئے آخر کی نظر گاؤں پر جا پڑی
اسے اب لگا جیسے کہ وہ مسکرا رہا ہو اس نے اسے اپنا
ذہاں غور کرنے: وہ گاڑی حوالی کی جانب
بر حادوی حوالی پہنچ کر یہ سب شہاب کے پاس ہی ان
کے کمرے میں بیٹھے تھے شہاب کو سکون آور گولیاں کھلا
کر سلاوا گیا تھا وہ سو گئی تھی تو زنب دیشانی سے
ہوا۔

میں وہاں چلا جا ہے مجھے اب لگ رہا ہے کہ
جیسے کہ کچھ غلط ہونے والا ہے

رب سے حیرانگو بار کبھی بائیں کرتے ہو۔
شہاب کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ صرف ایک خواب تھا جو
کہ ذرا فانی فلم دیکھنے کی وجہ سے اس کے سر پر سوار
سے غم جنات کو کہاں سے درمیان میں لے آئے ہو
چونکہ میں بدرومیں صرف کہانیوں تک ہی اچھی لگتی
ہیں حسن غم سے ہاتھ پر مٹکا ہوا کہ مارتے ہوئے
ہوا۔ زنب کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ دروازے پر دستک
ہوئی حسن نے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے روم سر دس
پوائے تھا اس نے چشمہ دراز مسکراہٹ چہرے پر سار جی
تھی وہ کھانے کی فریاد کو اندر لے جانے کی کوشش
کرنے لگا کہ حسن نے بے زار ہمت سے بھرپور مہجے
میں پوچھا۔

بار کہاں تھے جا رہے ہو روم سر دس لڑکا ہے
خار و دارہ میں اپنی چنگ پر جا کھڑا ہوا۔ سب ان کی
طرف دیکھنے لگے کہ وہ ہوا۔

سر آب کے ٹون سے کھانے کا آؤ زونٹ کر دیا
گہا ہے: وہ ہے آبا: وہ۔

جس۔ حسن نے حیران: دوکر نہ سمجھنے والے
انداز میں اس کی طرف دیکھا پھر اپنے سینے پر انگلی رکھ
کر ہوا ہاری طرف سے۔

بازو پکڑ لیا وہ اس کے لیے بار نہ تھی اس لیے اپنا ہنسا نہ کر سکی جیسے ہی شہابہ کا بازو اس عورت کے ہاتھ میں گہا اسے ایسے لگا جیسے اسے کسی انگارے نے جھولایا ہو اس کا بازو جھٹکنے لگا اس نے زور لگا کر اسے آب کو اس سے جھڑپانے کی کوشش کی کہ عورت کے ٹوئبلہ ناخن اس کے بازو کا گوشت چیرنے دوئے باہر نکل گئے اب وہ تیزی سے بھاگ رہی تھی بھاگتے بھاگتے اس کی نظر دور کھڑے کسی بیوے کی کمر پڑی اسے شبہ ہوا کہ جیسے کہ وہ گناہدار نکل ہوں وہ بدد کے لیے ان کی طرف نکلے گی ان کے پاس پہنچ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ اس کی جانب بڑے اور جیسے ہی اس کی نظر ان پر پڑی اس کی جھنجھٹ گئی وہ گناہدار نکل ہی تھ پر ان کی آنکھوں کی جگہ گڑھے بنے تھے جس میں سے نیلے رنگ کی روشنی نکل رہی تھی انہوں نے شہابہ کو پکڑنے کے لیے اس پر جھپٹے بران کے ناخن اس کے چہرے پر خراشیں ڈالنے لگے زور لگتے وہ درد سے ٹپ ٹپ گئی وہ بھاگنے لگی بھاگتے بھاگتے اس نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا اسے بہت سے نیلے رنگ کے ٹپٹے نظر آئے بھاگتے ہوئے وہ کسی چیز سے زور سے ٹکرائی اس نے ٹکرائے والی چیز کو دیکھا تو وہ گناہدار نکل تھے وہ حیرت میں ڈوب گئی کہ میں تو اسے پیچھے چھوڑ کر آئی تھی تو پھر یہ یہاں کیسے کہ گناہدار نکل نے تلوار کی مانند اپنے نیز ناخنوں سے اس کی گردن پر وار کیا وہ وطنی کے بل چلائی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی اس نے گھبرا کر اپنے آس پاس دیکھا تو نہ بے بازو یہ خوف بھرنی نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہی تھیں اس کے بازو اور گردنوں سے خون بہہ رہا تھا اور خیر سے یہ خراشیں پڑی ہوئی تھیں جس سے خدان رن رہا تھا رات کے اندھیرے میں یہ منظر بہت ہی خوفناک لگ رہا تھا انہیں کہا ہوا ہے اذہ نے خوف سے اس کی حالت کی طرف دیکھنے ہوئے پوچھا اور نہ بے بازو بدلی جا کر انہیں بلالو۔ وہ ابھی کچھ نیچے آئی اور دروازہ

گئی ہاں صاحب سب جوانوں و دونوں کی بائیں کن رہے تھے بولے نہیں ہم تو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آئے ہیں ہم نے نو کوئی آؤر نہیں دیا۔ امرے نے کہا نہیں آپ کو غلطی ہوئی ہے کسی اور کا آؤر ہوگا۔ نہیں صاحب میں غلطی نہیں ہوں آپ ہی فون سے آؤر فون کر دیا گیا تھا۔ اچھا چلو ٹھیک ہے پھر رکھ جاؤ حسن نے اسے اندر آنے کی جگہ۔ جے ہوئے کہا وہ بازو کا کھانا بھیل پر لگا کر چلا گیا۔ بے سب آکر بیٹھ گئے ان سب نے تھوڑا تھوڑا بے ولی سے کھانا اپنا اور شہابہ کا بھر پور خیال رکھنے کا کہہ کر یہ سارے لڑکے اپنے کمرے کی طرف چلے آئے۔

رات کا بچانے کوں سا پیر تھا جب شہابہ کی آنکھ کسی کے اس کا نام لینے پر کھلی وہ بوجھل بوجھل آنکھوں سے اپنے اور گردہ کھینچنے لگی اسے تھوڑی دیر بند کھڑکی کے پار وہ عورت کھڑی دکھائی دی وہ شہابہ کو اپنے پاس لاد رہی تھی کسی کے بھی ہاتھ لگالے بغیر کھڑکی خود بخود کھل گئی شہابہ چپ چاپ ابھی اور کھڑکی کی طرف چلنے لگی اب کہ اس نے دیکھا کہ وہ عورت سڑھی کے بچانے ہوا پر تہرتے ہوئے اونچائی سے مین کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ شہابہ کے لیے سڑھی گئی تھی وہ اس پر چلتے ہوئے نیچے ازری وہ عورت اسے بے پھر اس بڑے سے میدان میں جا پہنچی جہاں بڑا سا کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا وہ عورت اس دائرے کے پاس پہنچ کر رک گئی شہابہ بھی کسی رو بوت کی طرح اس کے پاس جا کھڑی ہوئی کہ وہ عورت ڈھاری میں اپنے شوہر کے مرنے پر رن رہی ہوں اور ہم اپنے دوستوں کے ساتھ گھومنے نکلے ہوئی سوہ کہنے ہوئے اس عورت کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے نیلے رنگ کی شعاعیں نکلنے لگیں اس نے یکدم شہابہ کا

کھول کر باہر نکل کر اپنے ساتھ والا دروازہ زور سے
بجایا بار بار بجانے پر دروازہ ایک انجان لڑکے نے
کھولا اور مندی مندی آنکھوں سے اس کی طرف
دیکھنے کی کوشش کرنے لگا وہ پریشانی میں اس سے بولی
یہاں چار لڑکے رہتے تھے وہ کہاں ہیں تم کون ہو
اور یہ میرا کمرہ ہے بجائے جواب دینے کے وہ لڑکا
نہیب سے سوال کرنے لگا وہ سوچنے لگی پریشانی
اور گھبراہٹ میں کہیں وہ غلط دروازہ تو نہیں بجاتی تھی یہ
سوچ کر وہ دایک بائیں دیکھنے لگی اس لڑکے نے
اسے پاگل سمجھتے ہوئے اپنی نیند خراب کرنے پر
دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا۔ اور وہ بند دروازے
کے پار کھڑی سوچ رہی تھی کہ وہائیں ساتھ والا کمرہ ان
کا جبکہ بائیں ہاتھ پر پہلے لڑکوں کا تھا یعنی کہ وہ ٹھیک
دروازے پر کھڑی تھی تو پھر جو انجان لڑکا اندر سے نکلا
تھا وہ کون تھا اگر یہ واقعی اس لڑکے کا کمرہ ہے تو پھر اندر
اور باقی سب کہاں گئے یہ سوچ آتے ہی اس کا نازک
دل کسی ڈال پر سے گرتے ہوئے بپتے کی طرح
لڑنے لگا۔ وہ خوف سے روتے ہوئے انہیں اونچی
آواز میں آوازیں دینے لگی اندر زب حسن تم سب
کہاں ہو تین چار بار آوازیں دینے پر کوئی جواب نہ
پا کر وہ اپنے کمرے کے دروازے تک آئی جیسے وہ
جلدی میں کھول کر آئی تھی کہ ابھی انہیں لے کر کسی
دوست کو واپس تو آتا ہے تو پھر دروازہ کیوں بند کر دیں
اس نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا چار پر یہ کیا وہ تو
بند تھا اس نے گھبراہٹ میں بینڈل کو دو تین بار پیچھ کیا
پر وہ اندر سے لاکھڑا اس نے اپنے اطراف میں
دیکھا خالی سناں رابدار کی اسے ڈر لگنے لگا یہ سوچ کر
کے پیٹھوں جب یہ سب یہاں آئے تھے تب بھی تو
کمرہ تو خالی رہا تھا گستاخو نہ تھا اگر اب بھی ایسا
ہوا تب تو سب ساتھ میں تھے ایک دوسرے کا سہارا
تھا اب میں ایکلی بیوں میں تو مر جاؤں گی یہ سوچ
آتے ہی ان نے آؤدیکھا نہ تاؤ جس دروازے پر

کھڑی تھی اسے بجانے لگی یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا
ہے زب جو کہ روٹ بدل کر دوبارہ سونے لگا تھا کو
ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی ان کا دروازہ بجا رہا ہے اس
نے اپنا دھم جان کر سونے کی کوشش کی کہ اسے دور
سے نہیب کی آواز سنائی دی اور پھر کہیں دور سے
دروازہ بجنے کی اس نے اپنے ساتھ سونے ہوئے حسن
کا کہہ دیا ہایا دو تین بار بلانے پر وہ کھسکیا کیا ہے
مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کہ کوئی دروازہ بجا رہا ہے خدا
سے خیر مانگو یا رشم سب کو کیا ہوتا جا رہا ہے تم تو مجھے بھی
پاگل کر دو گے کوئی دروازہ نہیں بج رہا ہے سو جاؤ۔
نہیب کہاں پھنس گیا ہوں حسن نے پہلے تو دروازے کی
دستک سننے کی کوشش کی جب کوئی آواز سنائی نہ دی تو
اسے کھڑی سنا تا پھر سے سو گیا۔ اب کہ زوردار آواز
کہیں دور دروازہ بجنے کی اسے سنائی دی ساتھ ہی
نہیب کی رولی بولی دروازہ کھول کر آواز سنائی دی اس
نے دروازہ کھولنا چاہا پر ہمت نہ ہوئی اس نے اندر کو
دنگنے کا سوچا ہی تھا کہ تو اس جو کہ جگہ نہ ہونے کے
باوجود لڑکھڑا کر بند کی پائٹی کی طرف سویا ہوا تھا کا
پاؤں زوردار طریقے سے نہیب کے پیٹ پر پڑا وہ منہ
ہی منہ میں اسے گالیاں سے نوازتا ہوا لڑکھ کر دروازے
کے پاس آیا اور ڈرتے ڈرتے آہستہ سے اسے کھولا
بائیں طرف دیکھا کوئی نہ تھا دائیں جانب دیکھا تو سچ
یاسات کرے چھوڑ کر ایک کمرے کے دروازے پر
ڈری اور رولی بولی نہیب کھڑی تھی وہ بھاگ کر نہیب
کے پاس پہنچا۔
کیا ہوا۔

نہیب نے اس کی طرف دیکھا اور سکون کا
سانس خارج کرتے ہوئے سبے تابی سے اس کی
جانب بڑھی اور شکایت کرنے کے انداز میں اس سے
بولی
تم سب کہاں چلے گئے تھے میں نے تم لوگوں کا
دروازہ بجایا وہاں کوئی اور لڑکا کھڑا تھا

ہوئی ہے مازیہ نے ان کو بتایا احمد رزب شب کے پاس آئے تھے اور اس کے زخموں کی طرف دیکھا
احمر نے پوچھا اسے کیا ہوا ہے اور یہ زخموں کے
نشان کیسے لگے مازیہ نے تعجباً بہت سے دیکھے اسے کوہ
پھوٹا بتایا تھا شب نے ان کو بتایا کہ کھڑکی میں
جا کھڑی ہوئی اور اپنے ساتھ پیش آیا سارا واقعہ ان کو
سنایا۔ دو آسمان پر بچانے کیا کہا بتاواں کرنے کی
کوشش کر رہی تھی کہ زب بولا۔

بھئی تو لگتا ہے کہ دو راستے والے بزرگ بابا
ٹھیک کبرہ رہے تھے یہاں شیطان تو نہیں ہستی جس اب
یہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے کل ہم کو یہاں سے نکل جانا
چاہیے۔

ہاں تم ٹھیک کبرہ رہے ہو کئی اپنا سامان تیار رکھنا
ہم نکل رہے ہیں اس سے پہلے کہ بہت بڑا نقصان
ہو جائے احمر نے بغیر کسی غمی اپنی کے کہا۔

کل کہاں چا، تو ہو گئے ہیں جو مجھے ہی نکل
پڑیں گے وہ گھنٹے بعد سامان تیار کر لیں گے۔ مازیہ
نے کھڑکی پر نگہ دوڑاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک سے میں باقی سب کو بھی جادوئی گاتا کر دو
بھی اپنا سامان بیک کر لیں۔

ہاں ٹھیک ہے، اب جس جا کر سب سے پہلے شب
کا مکمل علاج کر دیا میں گے زب کے کہنے پر احمر نے
اسے جواب دیا، اور زب بانی دہلی کو جگانے پر باہر نکل
گیا اب کمرے میں احمر اور یہ شیوں اڑکیاں تھیں احمر
مازیہ اور زب شہابہ کی طرف دیکھ رہے تھے اور شہابہ
ہینڈ کی ٹیٹ کی طرف کے ایک لخت اس نے اپنا سر اٹھایا
جیسے کچھ سننے کی کوشش کر رہی: شب کیا ہوا مازیہ نے
اس سے پوچھا۔ دو گھنٹے بار سے ہیں ان قیڈوں نے
سننے کی کوشش کی پر انہیں کچھ سنائی نہ دیا کہ شب نے
ہینڈ سے چلا گئے لگا لگا اور کھڑکی کے پاس جا کر دائیں
بائیں دیکھا تو کوئی نہ تھا کہ اس کی نگاہ نیچے کی طرف
گئی تو وہ نیچے کھڑے ہجوم پر سے نگاہ پٹانے ہوئے

میان میں ہوا اور اس وقت باہر کیا کر رہی ہو
وہ شب کی حالت بہت خراب ہے تم میں سے
کسی کو لینے آئی تھی پر۔ احمر جیسے بہت سی کروٹیں
بدلنے کے بعد ابھی خنڈ آئی تھی وہ سونے سے پہلے
اپنے آپ سے وعدہ کر کے سواتھا مکمل واپس جانے پر
سب کو منالے گا وہ سوتے میں سست تبدیل کرنے لگا
کہ اس کی نگاہ غیر ارادہ طور پر دروازے کی جانب
اٹھی دروازہ کھلا ہوا تھا وہ گھبرا گیا۔ اس وقت ہمارا
دروازہ کیوں کھلا ہوا ہے حسن اور افسوس ہوا ہے ہیں
بہ زب کہاں ہے یہ سوچتے ہوئے وہ اٹھا اور باہر جا کر
دیکھا تو تھوڑی دیر زب اور زب بائیں کر رہے تھے
اور زب رد رہی تھی یہ دو کیوں رہی ہے یہ دونوں اتنا
دور کیوں کھڑے ہیں اسے عجیب لگا اس کے کچھ
پوچھنے سے پہلے ہی ان دونوں نے اسے اپنی طرف
آواز بکھا زب گڑا گیا پھر اسے کہنے لگا جیسے تم سوچ
رہی ہو ایسا کچھ بھی نہیں ہے شب کی طبیعت خراب
ہے آہ پہلے اسے دیکھ لیں یہ ٹیڈز شب کے کمرے کی
طرف چل وے جیسے کہ اسے کمرہ نہیں ملے گا دروازہ
کھلا ہوا تھا زب کو جھٹکا لگا پہلے تو بہ بند تھا وہ سوچ کر
رو گئی یہ اندر داخل ہو گئے اندر شہابہ نہ حالی نی لٹنی
ہوئی تھی جبکہ مازیہ اس کے زخم صاف کر رہی تھی انہیں
اندرا تا دیکھ کر زب پر چڑھ دوڑی۔

زب نہیں کیا: تو کیا ہے نہیں گئے: وہ نے
پورے دس منٹ ہو گئے ہیں اسے اکیلے میں نے کوئی
مشکل سے شہابہ کو سنبھالا ہے تمہیں اس کا اندازہ نہیں
ہے۔

زب کو ان تمام باتوں میں سے صرف دو لفظ
سنائی دیتے دس منٹ: ایسا کہیے: دیکھتا ہے ٹیڈ تو
آدھے گھنٹے سے بھی زب دہو ہو گیا ہے کہ میں باہر مارنی
مارنی پھر رہی ہوں اور یہ کبرہ رہی ہے کہ صرف دس
منٹ پر یہ: وہ صرف سوچ کر رو گئی اس پر میں نے دس
مرتبہ تو تین بار سوراخاں والنا اس پھر جا کر کچھ پرسکون

نظر نون اور دروازے کی طرف نہیں حسن نے جا کر دروازہ کھولا۔ سامنے کوئی نہ تھا۔ جبکہ اوس نے فون اٹھایا۔ پر اب بھی بیلو بولنے پر کوئی نہ ہوا۔ چلے نکلیں یہاں سے جلدی کرو اور یہ سب اپنا اپنا سامان باندھنے لگے اور ازل کے اپنے کمرے کی طرف آ گئے۔

دروازہ بند کرنے کی آواز پر زیب نے دروازہ کھولا سامنے مازیہ کھڑی تھی کیا ہے سامان پیک کر لیا نہ پیک کہاں ہے زیب نے کی سوال ایک ساتھ پوچھ ڈالے مجھے تم سے کچھ کام ہے ذرا میرے ساتھ آؤ مجھ سے سب خیر یمن تو ہے ناں۔

ہاں ہنس کر چلو حسن میں مازیہ کے ساتھ جا رہی ہوں اسے کچھ کام ہے یہ کہہ کر حسن کو اجنا کر یہ مازیہ کے ساتھ باہر نکلا مازیہ آگے آگے چل رہی تھی اسے یہ تم مجھے کہاں لے جا رہی ہو زیب کو راستہ ان کے کمرے کے بجائے کہیں اور جاتا دکھ کر پوچھنے لگا۔ دو بغیر کچھ بولے حوالے سے باہر نکل آئی باہر آکر دو چلتے چلتے بڑے سے میدان میں جا پہنچی۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ مجھے کہاں لے آتی ہو تم باہل نو نہیں ہوئی مازیہ اب کہ زیب نے اپنے سے آگے جانی مازیہ کا بازو پکڑ کر اپنی طرف اسے موڑا اسے دیکھتے ہی اس کی حالت غیر ہونے لگ دو مازیہ نہیں دو تو شب تھی۔ ہاں وہ شہاب ہی تھی زندہ ملامت اپنے پاؤں پر کھڑی۔

تم۔۔۔ تم تو مر چکی ہو تم یہاں کیسے۔ ہاں میں مر چکی ہوں پر تم سب کو دایں زندہ نہیں جانے دوں گی اب کہ اس نے غور کیا یہ وہی عورت تھی جسے آج چھانجن نے بنایا تھا اور وہ اس عمارت کے پیچھے بنے ہوئے میدان میں کھڑا تھا۔ تھوڑا دور وہی کالے رنگ کا دائرہ بنا تھا جس کے اطراف میں نیلے رنگ کی باریک سی لکیر کھینچی تھی

ان سے بولی میں نے کہا تھا ناں کہ دو مجھے لینے آئے ہیں مجھے آوازیں آ رہی ہیں پر تم نہیں مانتے دو دیکھو نیچے سب کھڑے ہیں مازیہ نے کھڑکی سے نیچے دیکھا تو اسے کوئی بھی نظر نہ آیا اس نے اشارے سے دونوں کو بتایا کہ نیچے کوئی نہیں ہے جیسے شب نے دیکھ لیا میں باہل نہیں ہوں وہ سب مجھ دیکھا ہی دیتے ہیں تم سب کہتے تھے ناں کہ ان سب نے کالے جتنے کہیں چڑھا رکھے ہیں ان سب کی آنکھیں نیلے رنگ کی ہیں یہ انسان نہیں ہیں یہ وہ کچھ کہنے ہی دلی تھی کہ کہتے کہتے اس نے پھر کھڑکی کی طرف دیکھا جیسے کہ کوئی اسے بلا رہا ہو وہ کھڑکی کی طرف پڑھتی جا رہی تھی اور ساتھ ساتھ ہی منہ میں بڑبڑا رہی تھی میں مرنا نہیں چاہتی پر ایسی خوف کی زندگی بھی نہیں جینا چاہتی کہتے ہی اس نے کھڑکی سے چھٹا لگ لگا دی یہ سب چیختے ہوئے اس کی طرف بھاگنے لگے لیکن وہ بھوک چکی تھی۔

یہ سب بند پر بیٹھے تھے کسی کو بھی یقین نہیں تھا کہ شہاب اب ہم میں نہیں رہی اب وہ کبھی کسی کو مستثنیٰ نہ سمجھا نہیں کہے گی اب وہ اپنی تانی کے ظلم بھی برداشت نہیں کرے گی میں نے کہا تھا ناں کہ یہاں پر شیطان حاکم ہیں جس کے درمیان ہم پھنس چکے ہیں پر تم مجھے ڈر پک اور بزدل کہتے تھے اب دیکھ لیا کہ میل فون کی جھنکی کبھی کا بھی دل اتے اٹھانے کو نہیں چاہ رہا تھا کہ مازیہ کہنے لگی

یہ فون کس کا ہو سکتا ہے دیکھو دوسری اوس جو کہ فون کے پاس ہی بیٹھا تھا اس نے فون اٹھا یا کالنی مرتبہ بیلو بولنے پر بھی کوئی جواب موصول نہ ہوا اس نے فون رکھ دیا۔

افسوس یہاں سے زیب کے کہنے پر یہ سب اٹھنے لگے کہ پھر فون کی جھنکی بجنے لگی یہ سب اس کے لیے تیار تھے ڈر گئے میل فون اٹھانے سے پہلے ہی دروازہ بجنے لگا سب کی

نبلی نہر کہا تھا میں کس ہو گیا۔ یہ سب ذیب کے تڑپتے جسم کو نوچ کر کھانے لگے اور کچھ ہی دیر بعد سورج کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔

اوسے ذیب یا وہاں روو گئے تھے حسن نے دروازے سے اندر آکر ذیب کی جانب دیکھ کر کہا اوو کیا کام تھا کہ ماذیہ کو کہا چلو ہم تو تیار ہیں کچھ خاص نہیں بس کہہ رہی تھی ہمارا سامان ہے دو اٹھالو میں نے کہہ دیا ہے تموز اساتو ہے خود لے آؤ چھوڑو ان باتوں کو ننگو بیاباں سے اود یہ سب احمر کے کہنے پر اپنا سامان اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں جانے لگے کہ ذنب دروازے کے باہر کھڑی دکھائی دنی انہیں دیکھ کر بولی۔

ہم بھی تیار ہیں بس ماذیہ زرنی سے تو اس ساتھ لے کر نکلتا تھا۔ حسن نے جھجھلاہٹ سے کہا میں آپ ہی کی طرف آ رہی تھی کہ آپ باہر نکل آئے۔

اچھا ٹھیک ہے یہ کہہ کر احمر نے ان کے کمرے کا دروازہ کھولا اود ماذیہ کو دروازے سے دیکھ لگا کچھ دیر بعد ماذیہ بھی اپنا سامان لے کر باہر آ گئی یہ سب گاڑی میں اپنا سامان رکھ دے تھے کہ احمر نے کہا گاڑی میں چلاؤں گا

نہیں آج میں چلاؤں گا ذیب کے کہنے پر احمر نے جابی اسے دنی اود یہ سب گاڑی میں بیٹھ گئے اود ذیب گاڑی چلانے لگا حویلی سے باہر نکلتے ہی انہیں کافی لوگ کھڑے دکھائی دیے

یہ سب یہاں کیوں کھڑے ہیں جیسے کہ ہمیں روک دے ہوں ماذیہ نے پاس کھڑے احمر سے اظہار خیال کیا۔

آہ۔ کیا ہوا ماذیہ نے ذرے ہوئے حسن سے پوچھا۔ حسن نے ذیب کو جلدی کر دیکھنے کے لیے جو جی اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا اسے ایسا لگا کہ جیسے کہ اس نے دیکھتے ہوئے انکارے کو پکڑ لیا ہو۔

جس کے بارے میں گائینڈ انکل نے بتایا تھا کہ پہلے یہ سارا احمر نیکار رنگ تھا بار بار پلٹی چڑھانے کی وجہ سے یہ کالا ہو گیا ہے اسے چکر آتے لگے یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے وہ بھاگنے لگا کہ آگے سے شہاب نے اسے جالیا۔ اس کا خوف مسلسل بڑھ رہا تھا شہاب نے اسے گردن سے دبوچ لیا۔ وہ بن آگ کی پھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ وہ شہاب کے بڑے سے ہاتھوں میں بھی سی چڑیا کی مانند لگ رہا تھا وہ منتوں پر اتر آتا تو میری دوست بھی تم مجھے کیسے مار سکتی ہو میں نے تو احمر سے کہا تھا کہ شہر واپس پیچ کر تیار اور اعلان کرو انہیں گے مجھے چھوڑ دو وہ بار بار اس کی مٹیں کر دیا تھا شہب سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا پر وہ ٹھہراہٹ میں یہ بھول گیا تھا کہ شاید کہ اب وہ ان کی پرانی والی دوست شہابہ نہیں تھی اب تو وہ کوٹ جنال کی باسی بن چکی تھی۔

میں نے بھی اسی طرح تم سے اپنی زندگی کی بھیک مانگی تھی کہ مجھے بچالو پر تب تم سب مجھے پاگل سمجھتے دے تھے یہ کہہ کر وہ زوردار ہتھبہ لگانے لگی۔ سورج کی کرنیں چھوٹنے والی تھیں شہب نے اسے اسی تختے پر قہر دیا جس کے بارے میں گائینڈ نے بتایا تھا کہ ہم شکار کر یہاں لا کر فروغ کرتے ہیں اور اس شکار کا خون اس نالیوں میں بہہ کر نبلی نہر میں جالتا ہے اس تختے پر لپکتے ہی شہب نے اپنے آری کی مانند تیز ناخنوں سے ذیب کی گردن تن سے جدا کر دی سر نے سے پہلے ذیب اپنے دوستوں کو مدد کے لیے پکارنے لگا پر کوئی اس کی مدد نہ آتا شہب نے اپنے ناخنوں پر پروکڑ ذیب کے سر کو اس کا لے واڑے میں لا چٹھا۔ اور کچھ دیر بعد ایک نیلے رنگ کی گول سی شعاعیں زمین پر آئیں اود ذیب کے سر کو لے کر غائب ہو گئیں جبکہ گائینڈ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلتے ہوئے ذیب کے کٹے ہوئے ڈھر میں سے خون بہہ کر ان نالیوں میں جانے لگا اور جا کر خونی نہر جسے گائینڈ نے

دیکھو نازل لوگوں والے نہیں ہیں مادیہ روئے گی۔ اگر تمہاری آواز آئی تو تمہارا گلا جھونٹ دوں گا جاہل عورت حسن نے ٹیشٹ اور پریشانی میں دانت پیستے ہوئے کہا تم دونوں چپ کر جاؤ آگے ہی کچھ سمجھ نہیں آ رہا امر کے غصہ سے چلانے پر وہ دونوں ایک دوسرے کو خنجر اور نظروں سے دیکھتے ہوئے چپ کر گئے امر نے خاموش بیٹھی زیب کی طرف دیکھا اب کہ سب نے غور سے دیکھا کہ وہ لوگ جو عام انسانوں کی طرح لگ رہے تھے انکے چہرے تبدیل ہو رہے تھے اور وہ ان کے بالکل قریب آگئے امر کو پرسکون بیٹھی ہوئی نہ سب پر حیرت ہوئی پر ہم کی جینیں سب سے بلند تھیں جبکہ باقی سب کے چہروں پر موت کو سامنے دیکھ کر سب ہی چھائی گئی رات کا اندھیرا اپنے پروں کو پھیلا رہا تھا۔

زیب تمہیں تو تیز بخار ہے امر کو گاڑی چلانے دو۔ اس نے کہا۔
نہیں میں ٹھیک ہوں۔ زیب کے کہنے پر حسن اپنا ہاتھ سہلانے لگا تو اس نے چیخے ہوئے زیب سے کہا
جلدی کرو تیز گاڑی چلاؤ ہم دو لمبے کی گاڑی میں نہیں بیٹھے تیز کرو۔
لگتا ہے وہ ہماری طرف بڑھ رہے ہیں۔ مادیہ نے خوف سے چیخے ہوئے زیب سے کہا۔
گاڑی کو رد کیا مت ان کے درمیان میں سے انہیں اڑاتے ہوئے نکلنا تو اس نے نئی ترکیب بتائی تھوڑی دیر بعد ہی گاڑی جھٹکے سے روک گئی
کیا ہوا۔ سب نے ایک ساتھ پوچھا۔
شاید گاڑی خراب ہو گئی ہے
سب کے چہرے خوف کی شدت سے زور

پڑ گئے

جلدی کرو وہ آ رہے ہیں زیب کچھ کرو۔

سب اپنی اپنی بول رہے تھے
چپچپے بنو مجھے آنے دو میں کوشش کرتا ہوں امر

نے زیب سے کہا

کیوں کیا میں کوشش نہیں کر رہا ہوں زیب نے درشت لہجے میں امر کو جواب دیتے ہوئے زور زور سے گاڑی سناٹ کرنے کی کوشش کی۔ پر گاڑی نہیں چلی کہ زور سے بادل گرے اور آہستہ سے بوند باندی ہونے لگی

جیسے لگتا ہے پیدل ہی بھاگنا پڑے گا یہ سارے ہمیں منٹوں میں دو بج لیں گے حسن کے کہنے پر مادیہ بولی

ان سے پوچھو تو سہی کیا مسئلہ ہے۔ کچھ پیسے دے کر ہی ان سے جان چمڑا لو۔

بالکل لڑکی مادیہ کے پیسے دے کر جان چمڑا لو کہنے پر حسن کو تاؤ آ گیا انکے چہرے کے تاثرات تو

زیب کافی دیر سے دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اس نے مادیہ کو بہت آوازیں دیں باری باری سب کو پکارا پر ایسا لگتا تھا کہ جیسے راہداری میں سے بھی کوئی گزرا ہی نہ ہو جیسے کہ صندلیوں سے سنانا پڑی ہو وہ گھبراہٹ میں فون کو بھول چکی تھی اب یاد آنے پر فون کی طرف بھاگی فون اٹھا پر اس میں ٹون نہ تھی اسے کیا ہوا تھوڑی دیر پہلے تک تو ٹھیک تھا اسے بھی ابھی خراب ہونا تھا وہ ہڑبڑا کر رہ گئی اسے خوف سے خنڈے سے لپٹنے آنے لگے وہ واپس دروازے کی جانب بھاگنے لگی تو اسے اپنا شانلڈر بیک پر نظر آیا۔ وہ بھاگ کر اس کے پاس آئی اسے ترچھا کر کے پہنا تاکہ بار بار اتر نہ جائے اور بھاگ کر دروازے کے پاس آئی اور زور زور سے اسے کھولنے کو مارنے لگی پر دروازہ نہ کھلنا تھا اور نہ ہی کھلا۔ اس نے ہینڈل کو تین چار بار زور سے تھمایا پر وہ نہ کھلا۔ پانچویں بار ہلانے پر دروازہ کھل گیا اس کے سانس میں سانس آیا وہ بھاگ کر باہر نکل گئی کہ جیسے دروازہ ہجر سے بند نہ

اب سمجھ آیا کہ دیکھنے میں جوئی بہت بڑی نظر آتی ہے اصل میں تو بہت چھوٹی ہی ہے یہ سب آنکھوں کا دھوکہ ہے جو کہ یہ بہت بڑی لگتی ہے یعنی کہ وہ تیسرے فلور کے کمرے میں نہیں بلکہ زمین پر ہی رہتے تھے یہ آنکھوں کا دھوکہ تھا کہ کھڑکی میں کھڑے ہو کر نیچے دیکھنے پر سب جھوٹا نظر آتا۔ اور یہ اپنے آپ کو بلند ہی پر محسوس کرتے رہے وہ سوچتی ہوئی جوئی کے کمرے میں گھس کر باہر نکل گئی یہ کیا باہر تو رات کا اندھیرا اپنے آپ کو دیکھنا کو بے تاب تھا بخند ہی بولا چل رہی تھی اتنی جلد ہی شام کیسے ہو گئی وہ انجانہ منزل کی طرف بھاگ رہی تھی اور دعائیں بھی کر رہی تھی کہ وہ سب اسے مل جائیں زیادہ دور نہ گئے ہو اس کی نہ ختم ہونے والی سوچیں اور بھردھاریں ساتھ ساتھ جاری تھیں اس نے دیکھا کہ سارا علاقہ سنسان پڑا ہے بھاگنے کی جگہ سے اس کا سانس پھولنے لگا اس کی ناگوں میں ٹکٹ پڑ گئے اسے اپنی زندگی بچانے کے لیے بھاگنا تھا پر اس کی زندگی تو احمر تھا وہ کہاں ہے وہ دل میں سب کے خیر خیریت سے مل جاتے کی دعا میں کرتے انہیں آوازیں لگاتے تگی کہ اسے شام کے ختم ہوتے سائے میں تھوڑی دور اپنی گاڑی نظر آئی وہ پاگلوں کی طرح احمر امر چلاتے ہوئے اسے آوازیں دینے لگی اسے اپنا غوث جانے والی جوئی کا بھی خیال نہ رہا جو کہ بہت زیادہ بھاگنے پر ٹوٹ چکی تھی وہ جوابے دل میں چور احمر کے لیے پیار ہونے کی وجہ سے اس کا نام لینے سے بھی شرماتی تھی احمر اس اس یا پھر ان کہہ کر یکا کر تھی جس پر شہباز اور ماز یہ اسے جھپٹتی تھیں ایسی کوئی بات نہیں ہے کہہ کر وہ ان کو چپ کر دیتی تھی پر اس وقت اسے احمر ہی اپنا لگا کہ وہ ماز یہ حسن زیب الوہی کسک کے بجائے صرف اس کو آوازیں دینے جاری تھی اس کے آنسو تھینے کا نام نہ لے رہے تھے کہ احمر بھی اسے چھوڑ کر چلا آیا اسے بھی نہ بک کی کمی محسوس نہ ہوئی یہ نیلے رنگ کے جھکے کیا چڑ ہیں پہلے وہ انکی صحن پھر وہ

ہو جائے باہر نکل کر اس نے ساتھ والا دروازہ بجایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر داخل ہو گئی۔ اندر سارا کمرہ خالی بھائیں بھائیں کر رہا تھا وہ ڈر گئی کہیں پھر سے کسی غلط کمرے میں تو نہیں آ گئی۔ یہ سوچتے آتے ہی اس کی ناگین خوف سے کانپنے لگیں اس کے لیے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا دشوار ہو گیا۔ وہ واپس مڑنے لگی کہ اس کی نگاہ کھڑکی پر لگے ہوئے اسٹیکر پر پڑی جس پر رسول میٹ لکھا تھا یہ تو اس نے کب یہاں لگا یا وہ سوچ کر رہ گئی کیونکہ اسے یہ تھا کہ تو اس کے پاس اس کے گروپ کے نام کے کافی اسٹیکر موجود تھے۔ جو کہ وہ یونیورسٹی میں گاڑی اور اپنے کمپیوٹر پر بھی چپکا چکا تھا پر اسے نہیں معلوم چلا کہ اس نے یہ اسٹیکر یہاں کب چپکایا ایک طرف اسے خوشی ہوئی کہ وہ فیک کمرے میں پہنچی ہے تو دوسرے ہی پل اس پر اشارہ ہوا کہ وہ یہاں آئی ہے اسے یاد آیا کہ زیب نے کہا تھا کہ ہم ابھی تھوڑی دیر میں نکل پڑیں گے یہ سوچتے آتے ہی اسے چکر آنے لگے وہ لڑکھرائی تو کیا وہ سب مجھے یہاں اکیلا چھوڑ گئے آنسو کا قطرہ اس کے گال پر بہتا ہوا تھوڑی سے نیچے لڑھک گیا کیا احمر کو بھی میرا خیال نہیں آیا وہ روتے ہوئے باہر کو کھنکی اسے اب الگ رہا تھا جیسے کہ وہ بار بار وہیں ایک ہی جگہ پر آن پہنچی ہے اس پر بھاگنے کا وجہ سے تھکا دھت سوار ہونے لگی اسے زیب کی باتیں یاد آنے لگیں یہاں پر شیطانی قوتوں کا میسر ہے اس کی خراب حالت مزید خراب ہونے لگی وہ وہ نہ جو کہ وہ ہمیشہ سر پر جمائے رکھتی تھی جس سے اس کے وقار میں اضافہ ہوتا۔ اس وقت اس کے گلے کا بار بنا تھا فطامت سے بنائے گئے بالوں کی آوارہ لگیں چہرے پر جھول رہی تھیں جیسے وہ بار بار کانوں کے پیچھے اڑنے کی کوشش کرتی وہ اونچا اونچا سمعو ذہن بار پڑھنے لگی کہ اسے تھوڑی دور راہداری ختم ہوئے نظر آئی اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی راہداری کے آخر پر پہنچتے ہی سامنے اسے جوئی کا میں گھٹ نظر آیا اسے

میرے ساتھ ہے دوسرا دونوں میرا نام بھی نہیں لینی پر یہ
نہیں کی ہی آواز تھی اسے ایسا لگا جیسے کہ زمین نے
اس کے قدموں کو جکڑ لیا ہو وہ کرتے کرتے بھاگنے
قدموں کو زمین کی جکڑ سے آزاد کرانے کی کوشش کی پر
بے سود رہا۔

احمر کیا ہوا۔ جلدی کر باقوس نے بھاگنے ہوئے
رک کر احمر کی طرف دیکھا جو کہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔
بلکے جلنے کی بہت کوشش کر رہا تھا پر اپنی جگہ سے قدم نہ
اٹھا سکا۔

احمر وہ فریب آرہے ہیں جلدی کر جس نے چلا
کر کہا بہت نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے میرے پاؤں نہیں مل
رہے ہیں وہ پوری غمت لگا کر اپنے آج کو چھڑاتا
چاہتا تھا اس سے کہ اس کا پورا جبر و سرخ ہو گیا۔

نہیں سب جاؤ نہیب کا وہ صبا نہ رہتا۔
نہیں ہم تمہیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے اندھے
نے روئے ہوئے احمر کی طرف دیکھی نہیب ہم جاؤ دوسرے
ہو جاؤ ہم سب جاؤ جانے کیوں نہیں احمر نے بے بسی
سے ان کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھیں بھیگ نکلیں
اس نے اپنے پاس کھڑی نہیب کا ہاتھ قلم کر اسے
آگے کی طرف دھکیلا۔ جہاں اس کے بانی سب
دوستوں کی آنکھوں میں بھی نمی چمک رہی تھی کہ اسے
ابے لگا کہ جیسے کہ نہیب نے اس کا ہاتھ ختم لیا ہو
اسے چھوڑنا نہ جانتی ہو ہم اسے آپ کو بچاؤ ہماری فکر
چھوڑ دو ہم جانی گہوں نہیں دیکھ ہو جاؤ۔ مجھے ہم سے
نفرت ہے نفرت ہے ہم بھی احمر نے بے بسی سے اس
کی طرف دیکھنے ہوئے کہا۔ پر یہ کیا اس کے ہاتھوں
میں وہ نہیب کے ہاتھ تبدیل ہو گئے اب وہاں
نہیب کی بجائے ماہ کھڑی تھی اور پھر وہ بھی تبدیل ہو کر
ڈھانچے کی شکل اختیار کر گئی احمر کا دل حلق میں آ گیا
نہم۔ نہم یہاں ہو تو نہیب کہاں ہے ماہ زور دار فوجیہ
لگا کر ہمیں جس نے اسے مار دینی ابے ہم میرے ہو
میرے دینی رہو گے ماہ جو احمر کی طرف بڑھ رہی تھی

اس بات سے آگاہ تھی کہ جو کرنا ہے اس کو کرنا ہے
وہ بھی جب موت دکھائی دیتے تھے تو انسان آخری
حد بھی پھلانگ کھڑتا ہے مگر اب جبکہ اپنے سامنے
دکھائی دینے کی امید جاتی تو وہ ہمت نہ کھوئے تھی جیسے
کہ وہ اسے سمیٹ کر لے گا وہ جتنا اونچا چھو سکتے تھے
طاقت رکھتی تھی وہ چینی اور جالی احمر۔

ان انسان نما ڈھانچوں کے قریب آ جانے پر
ان سب نے اپنے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا مالک بچا لے
ماذہب نے کہا جان بچانے کا ایک ہی ذریعہ ہے وہ ہے
یہاں سے بھاگ جائیں وہ نے ہونے اس نے
ڈونے چھوئے الفاظوں میں کہا۔

کہاں جائیں۔ گے چاروں طرف تو ان کا
علاقہ ہے انہوں کے کہنے پر سب اپنی موت کو اپنی
طرف دیکھتے دیکھ رہے تھے پر اپنے آپ کو بچانے
سے قاصر تھے احمر کی نگاہ پھر نہیب پر پڑی تو وہ
آنکھیں زبردستی میں اس سے کہنے لگا۔

تمہیں موت سے ذرا نہیں لگتا اپنی ہر سکون ہو کر
میٹھی ہو تمہیں تو بہت ہی دعا میں آتی ہیں چرخ
کیوں نہیں ہونے نہیب بلکہ ماسکرائی

زندگی تو موت کا دوسرا نام ہے ویسے بھی جب ہم
میرے ساتھ ہو تو موت کا بھی اپنا مزہ ہے احمر نے
نہیب کو تنبیہ سی نظروں سے دیکھا یہ میری نہیب تو
میں کہہ تو یہ بھی ٹھیک رہی ہے اپنی طرف سے تو ہر
کوشش کرنی پر شاید موت مفرد میں کبھی ہے تو اس
سے کیا ڈرنا بہ سوچ کر اس نے سامنے سے آنے
اڑھڑی چڑی والوں کو دیکھا ان کی گاڑی کے گرد گھبرا
ٹک کر گرنے کی وجہ سے گاڑی کو جھٹکے لگنے لگے اور پس
جانے تو سنے کہ آگے کو اس دیکھ کھائی والا مفلوا اس
وقت ان پر پڑا۔ اڑھڑتا ہے مگر زندگی بچانے کو بہ گاڑی
سے کو وہ بھاگتے ہوئے انہیں احمر کی آواز میں
ساتنی دیں۔ احمر نے سوچا شاید یہ میرا دم ہے نہیب تو

کیا کہہ دہی ہوا تو س نے کہا
ہاں میں نے اسے سب کے ساتھ غائب
ہوتے ہوئے دیکھا ہے

ماذیہ کے کہنے پر سب کو سانپ سونگھ گیا
تو کیا ایم دوڈھا پنجوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے
میرے خدا یا تو س نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سن ہو کر کہا۔
رات گہری ہو دہی ہے یہاں سے نکلنا چاہئے
حسن کے کہنے و سب دوش میں آگئے ہمیں یہاں سے
بھاگنا چاہیے۔ یہ سب بھاگنے لگے کہ احمر نے کہا۔
ایک منٹ گاؤں چیک کر لینے میں کیا حرج ہے کیا پتہ
زیب نے جان ہو چھ کر دو کی ہو۔

ہاں۔ ہاں۔ تم لھیک کہہ دے ہو ماذیہ کے چہرے
سے پر زندگی کی وحش دکھائی دہی احمر نے جا کر جلدی
سے گاؤں سٹاؤں کی تو وہ سٹاؤں ہوئی۔

جلدی بیٹھو یہاں سے نکلیں حسن کے کہنے پر یہ
سب ایک بار پھر سے گاؤں میں سوار ہو گئے اودو یہ
گاؤں اس یا واسے سواروں کی زندگی کے لیے کوٹ
جناں کی حدود کو ختم کرنے کو چل پڑی۔

رات کا اندھیرا گہرا ہو چکا تھا۔ ہر طرف موت کا
سناٹا تھا کہیں کہیں جھینگروں کے بولنے یا مینڈکوں
کے ٹرڑانے کی آواز رات کے اندھیرے میں خوف
کے احساس کو مزید بڑھا رہی تھی یہ سب خاموش جینھے
اب کیا ہوگا کو سوچ دے تھے گاؤں کی کل پسینہ سے دواں
دواں تھی وہ سڑک جو آتے ہوئے بالکل صاف اور کچی
تھی اس وقت ٹوٹی ہوئی اور پتھر پٹی ہو چکی تھی جس کی
بجے سے جھکوں پر جھٹکے لگے دے تھے پر یہ گاؤں اپنے
مالک کے حکم کی تابع چلے جا رہی تھی

شکر ہے ہم نے کافی راستہ طے کر لیا ہے بس
اس کوٹ جناں کی حدود سے کسی طرح باہر نکل سکیں
ماذیہ کے کہنے پر گاؤں میں چھایا ہوا سکوت نوٹ گیا۔
باہر کئی خاموشی ہے جیسے کہ کچھ دیر پہلے ہمارے

یکدم رک گئی وہ چٹی چٹی نظروں سے زیب کو ماہ
اودو پھر دھانچے میں تبدیل ہوتے دیکھ دہی تھی اسے
دونا بھول چکا تھا ماہ جو کہ اب دھانچے میں تبدیل
ہو چکی تھی احمر کے پاس کھڑی اے بولی۔

اب میں تمہیں اپنا دنیا میں لے جاؤں گی وہ
تمام لوگ جو ان کی طرف بڑھ رہے تھے ماہ کو احمر کے
ساتھ دیکھ کر دکھ گئے جیسے کہ پہلے ایک کاشکا و کرلیں
انہوں نے کہاں جاتا ہے ماہ نے اپنے ناخن جو کہ تیز
آری کی طرح کے دندانے والے تھے احمر کی طرف
بڑھائے تھے۔ یکدم وہ زینب کے دوپ میں دو بارو
سے آگئی احمر کو سامنے بھاگتی ہوئی اپنی طرف آتی
ہوئی زینب دکھائی دی بانی سب بہت خوش ہو گئے ماہ
تو کہہ رہی تھی کہ اس نے زینب کو مار دیا ہے یہ تو زندہ
ہے زینب نے احمر کے ساتھ کھڑی دوسری زینب کو
دیکھا تو پریشان ہو گئی

یہ کون ہے
احمر نے خوشی سے کہا میری زینب آگئی ہے۔
زینب یہ ماہ ہے جو کہ تمہاری شکل میں ہمارے ساتھ
سفر کر دہی تھی ماہ اپنی شکل میں آتے ہوئے بولی میں
اے اپنے ساتھ لے جاؤں گی ماہ تم ماہ کو اپنی اصل
حالت میں دیکھ کر زینب کو جھٹکا لگا اودو اس کے تمام
سامنے ایک بار پھر ان کی طرف بڑھنے لگے ماہ نے احمر کی
گردن دبوچ لی۔ وہ جلی نہ سکا تھا ترپنے لگا زینب
بھاگ کر احمر کے پاس آگئی۔ احمر کا باودو تمام کر اوٹھا
اودو آیت الکرسی پڑھنے لگی ماہ سمیت سب غائب
ہو گئے اودو احمر کے پاؤں کل گئے اب وہ آؤا تھا

سب اگر زندگی چاہتے ہو تو جھٹکا ہو سکتا ہے آیت
الکرسی یا سوہ فطرت اور تاس پڑھو زیب کہاں ہے۔
باوی باوی ایک ایک کو دیکھتے ہوئے زینب نے پوچھا
اودو بتائی ماذیہ کو ہلایا

زیب کہاں ہے تم سب بولتے کیوں نہیں
وہ اب انسان نہیں رہا

ساتھ کچھ ہوا ہی نہ ہو حسن نے کہا۔
یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ بھی تو ہو سکتی
ہے افسوس نے اظہار خیال کیا۔
رب سے خیر مانگو شب ٹھیک کہتی تھی جب بھی
بولو گے فضول ہی بولو گے آخر میں مازیہ کی آواز رندہ
گئی۔

مجھے تو ڈر لگ رہا ہے نہ نوبت نے اپنی سوچ سے
انہیں آگاہ کیا۔

تم تو ہم سے بھی زیادہ بہادر ہو لعل گرل چھوٹی
لڑکی۔ افسوس نے اسے سراہا تاکہ اس میں ہمت کم نہ
ہو۔ اسی باتوں کے دوران ٹپ ٹپ کی آواز کے ساتھ
بارش کی ٹھہکی ٹھہکی بوندیں دھندلے سر پر گر کر شور مچانے
لگیں۔

ارے اس بارش کو بھی ابھی ہوتا تھا پہلے ہی
راستہ اتنا خراب ہے اور پر سے پھسلن ہو جائے گی احمر
بڑا کر رہ گیا احمر کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے نیلے رنگ
کے ٹکٹے ان کی طرف بڑھ رہے ہوں پر وہ خاموش
رہا۔ اس کی یہ سوچ تھی کہ یہ بات دوسروں کو بتا کر
مزید پریشان نہیں کرنا چاہیے اس نے گاڑی کی سپیڈ
تھوڑا اور بڑھا دی۔

احمر وہ دیکھو مازیہ نے گاڑی چلاتے ہوئے احمر
کا کندھا زوردار طریقے سے ہلا کر اسے دور سے نظر
آتے نیلے رنگ کے ٹکٹوں کی طرف اس کی توجہ دلائی
وہ جو اس کے لیے تیار نہ تھا زور سے کندھا ہلانے کی
وجہ سے اس کا ہاتھ اسٹیرنگ پر سے ڈھیلا پڑ گیا۔
اور پھسلن کی وجہ سے گاڑی درخت سے جا ٹکرائی مگر
اتنی زوردار تھی کہ اندر بیٹھے سارے افراد ابل کر رہ گئے
کچھ دیر بعد جب ہوا اس قابو میں آئے تو احمر نے
دو تین مرتبہ گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ
سٹارٹ نہ ہوئی۔

کی ہوا۔ افسوس نے سوال کیا

چل نہیں رہی احمر نے جواب دیا۔

احمر جلدی کر دے نوبت جیتی
نہیں چل رہی تو اس کو چھوڑ دیا مگر مازیہ کے
کہنے پر یہ سب بغیر سوچے سمجھے بھاگنے لگے۔
رنگ جاؤ سب رنگ جاؤ۔ افسوس نے اونچی آواز
میں سب کو پکارا۔ سب جو بھاگ رہے تھے اپنی جگہ پر
رک گئے

اب کیا ہے۔ حسن نے پوچھا۔
دیکھو کیا روشنی اب نظر نہیں آ رہی ہے ہمارے
پاس تھوڑا وقت ہے۔ بیس ایک ساتھ رہنا چاہیے۔

ہاں افسوس ٹھیک کہہ رہا ہے
نوبت اپنی جان کی پرواہ کر داس بیگ کو تو وضع
کر دیا گرنج ٹکے تو میں چھبیں ایسے دس بیگ لے دوں گا
افسوس نے نوبت سے کہا۔

نہیں اس میں تعویذ ہیں۔ ارے ہاں مجھے تو یاد
نہیں رہا اس میں بابا جی کا دیا ہوا تعویذ اور دم کیا ہوا
پانی ہے نوبت نے یاد آنے پر سب کی طرف دیکھ کر
کہا۔

پر یہ ایک تعویذ ہم سب کی حفاظت کیسے کر سکتا
ہے حسن نے سوال کیا۔

کیوں نہ ایسا کریں کہ ریل گاڑی کے ذبوں کی
طرح ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر ایک لائن میں چلیں
تاکہ کوئی دوسرے سے پہنچ نہ پائے اور مصیبت کے
وقت دوسرے کی جتنی ہو سکتی ہو مدد کریں حسن کے کہنے
پر سب نے ہاں میں سر ہلا کر اپنی طرف سے
رضامندی کا اظہار کیا

سب سے آگے کوں رہے گا سب خاموش رہے

جلدی بولوتا تم کہ ہے، وہ کسی وقت بھی آسکتے ہیں مجھے نہ
لگ رہا ہے وہ ہمارے خوف کو بڑھا کر ہماری ہمت کم
کرنا چاہتے ہیں احمر نے اظہار خیال کیا ہاں
احمر ٹھیک کہہ رہا ہے افسوس نے کہا جب کوئی
آگے نہ آتا تو ہر کینے لگا۔
حسین میں آگے رہنے کو تیار ہوں میرے ساتھ
ماذہب اس کے ساتھ ہم ذہارے ساتھ زینب اور آخر میں
اقوس رہے گا ٹھیک ہے احمر نے سوچ کر لائن ترتیب
دی

جلدی کرو پریشان ہمت دونا اللہ کی طاقت
ہمارے ساتھ ہے سب نے ایک دوسرے کا ہاتھ خنام
رکھا ہے جس کی جیب سے نعوبڑی طاقت کا اثر سب پر
ہورہا ہے ہاتھ نہ چھوڑنا ورنہ اس کا اثر ذہل نہ
ہو جائے

کچھ باتوں کی گردان بار بار کرنا احمر اپنے
دوستوں کے ساتھ اونچے نیچے کھڑے پتھر بلے
راستوں پر بڑی مشکل سے چلے جا رہا بارش نیز
ہونے کی وجہ سے فصل زیادہ بونٹکی سے نہیں اب
کوئی ٹھکانہ دھونڈنا چاہیے تاکہ بارش تھکنے تک ہم
ہاں رک سکیں

اقوس نے اپنی سوچ سے زینب کو آہستہ
ہاں کہہ تو تم بھی ٹھیک رہے، دوسرے تو
باؤں میں درخشاں ہو چکا ہے
پر وہ بھوکا ہوا ہے
کیا کہاں حسن چہا

دو دھیس طرف درخت کے آگے بنی چھوٹی سی
جھونپڑی ماذہب کی خوشی سے کہنے پر سب نے اسی
طرف دیکھا

ارے ہاں شاہناہ میری نو نظر ہی اس طرف
نہیں پڑی احمر نے خوش ہو کر ماذہب کی طاقت بڑھانے
کو اسے سراہا جلو جلدی کر دہس دھان رکھنا ہاتھوں کی
بنی زنجیر تو سننے نہ پائے احمر کے کہنے پر اس کے سست
پڑتے قدموں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی رات کا گہرا
اندھرا بارش کے برستے پانی کی ٹپ ٹپ اور ان کے

احمر ایک منٹ میں شب زینب اور ان کے
ساتھ بیوں کو آواز دے کر ان کے ساتھ ہی چلا جاتا بیوں
تاکہ انہیں مجھے مارنے میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا
پڑے افسوس آخر میں رہے گا افسوس نے غصہ سے احمر
کی نقل اتاری میں آخر میں نہیں رہنے والا افسوس نے
بدگمانی سے کہا

افسوس ان لیے میں سب سے آگے کھڑا
ہوا ہوں تاکہ کوئی مجھے الزام نہ دے کہ یہ دونوں
لڑکیاں ہیں ان کا درمیان میں رہنا بہتر ہے اور آخر
میں تم دونوں میں سے ہی کوئی رہے گا اب جلدی
فیصلہ کر دو بے بھی ہم خنہ آرام سے کھڑے ہیں دو
آسانی سے ہمیں شکار کر لیں گے
افسوس نے سب کی طرف دیکھا اور بے بسی
جھپٹکی ہوئی مسکراہٹ سے کہا

زندگی کسے چارہ نہیں ہوتی میں کچھ دیر کے
لے خوفزدہ ہو کر خود غرض ہو گیا ظاہر ہوت تو ایک دن
آتی ہی ہے تو پھر اپنے دوستوں کے لیے کہیں نہیں
اپنے دوستوں کے لیے تو جان بھی حاضر ہے جلو احمر
میں پیچھے رہنے کو تیار ہوں چل اب جلدی کر اور یہ
سب رگن گاڑی کے دیوں کی طرح ہاتھ میں ہاتھ
ڈالے اونچے نیچے راستوں پر چل پڑے امین کی
حفاظت کے طور پر پولی میں سے نعوبڑی نکال کر زینب
نے احمر کو دے دیا۔

بڑے تھے جس میں سے نئی روٹی چنار یوں نہ...
 نکل رہی تھی اس کے چہرے پر جا بجا گہری خراشیں
 بڑی تھیں اس کا جسم کٹا پٹھا تھا جس سے اندر کا گوشت
 صاف نظر آ رہا تھا اور کہیں کہیں سے اس کا دھڑو چا گیا
 تھا جو کہ رات کے اندھیرے میں واضح نظر نہ آتے
 ہوئے بھی ہیبت ناک منظر پیش کر رہا تھا زینب کو اپنی
 موت صاف دکھائی دے رہی تھی جس سے وہ حواس
 باختہ ہو گیا۔ وہ جھونپڑی میں جانے کے بجائے وہی
 جی رہی زینب جلدی کرو زینب! ٹھہ جاؤ! ماہ اور حسن
 چیخ پڑے جبکہ احمران دونوں کو پیچھے دھکیلتا ہوا انکے
 درمیان میں سے جگہ بنا تا ہوا زینب کو لینے باہر بھاگا
 احمرانی جان کی پروا کئے بغیر جیسے ہی باہر نکلا اس سے
 پہلے ہی اٹوس جو کہ خود بھی خواہاں تھا ہو چکا تھا۔ نے
 زینب کے پیٹے نوکیلے لمبے ناخنوں کو زینب سے محض
 ایک انچ کے فاصلے پر اور بت بنی زینب کو دیکھا
 اور لٹکے کے ہزاروں حصہ میں فیصلہ کرتا اس نے
 زینب کو زور کا دھکا دیا جس سے وہ باہر زینب کو بچانے
 آتے احمر پر گری ہوئی احمر نے اسے بازوؤں میں بھر
 کر گرنے سے بچایا اور اسے چھوڑ کر اٹوس کو لینے جیسے
 ہی مڑا

اکی۔ (اٹوس) میں آ رہا۔۔۔ اس کا جملہ پورا
 ہونے سے پہلے ہی اٹوس کی دلخراش چیخ میں باقی
 سب کی چیخیں بھی شامل ہو گئیں۔ اس نے آگے کیا ہوا
 یہ جاننے کے لیے اگلا شمار دہرور پر نہیں۔

قدموں کی چابک عجیب ڈراؤنی آواز پیدا کر رہی تھی
 زندگی کی تلاش میں تھا کاٹ سے بھر پور گھر بھر بھی نہ
 رکھتے انکے قدم چلے جا رہے تھے کہ حسن کو اپنے دائیں
 اور بائیں اگی ہوئی جھانپوں میں سے کسی کی سو جوتی
 کا احساس ہوا اس نے چلتے چلتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو
 وہاں اسے نیکی رنگ کی بے شمار چھوٹی بستیاں نظر
 آئیں احمر وہ سب اتارا پیچھا کر رہے ہیں جلدی کرو
 اور غیر ارادی طور پر سب کی گردنیں پیچھے کو مڑی اور
 سب نے اس نیکی روشنی کو دیکھا اور یہ دیکھنے کی برکت تھی
 کہ ان سب میں کھلبلی مچ گئی ہر کوئی جلد سے جلد
 جھونپڑی میں پہنچ جانا چاہتا تھا پھسلن زیادہ تھی چہرے
 پر پانی کے ٹھنڈے پڑ رہے تھے رات کا اندھیرا جس
 میں کچھ واضح نظر بھی نہ آ رہا تھا زینب کے بیگ میں
 موجود چپوٹی کی واحد نارنج جو وہ نکلتے ہوئے بیگ
 میں رکھائی تھی گھر سے نکلتے وقت اس کے ذہن میں
 جو جو آ رہا تھا وہ رکھتی چار تھی تب تو وہ یہ چیز بے
 مقصد معلوم ہو رہی تھی پر وہ سوچ رہی تھی کہ کیا پتہ
 ضرورت پڑ جائے اور اب واقعی اسے بلکہ ان سب کو
 اس کی لائی بے مقصد چیزوں کی ضرورت پڑ رہی تھی
 اگر ان واحد نارنج کے سیل بھی ختم ہو گئے تو ہم کیا
 کریں گے اٹوس نے سنبھل کر قدم اٹھاتے ہوئے
 سوال کیا

پھر جو اللہ چاہے گا وہی۔ دگا۔ زینب نے سب
 کچھ اللہ پر چھوڑ دیا۔ بغیر دو دروازے والی جھونپڑی کے
 اندر جیسے ہی احمر داخل ہوا تو ماہ اور حسن اپنی اپنی زمین
 ہونے کی وجہ سے کچھ جلدی میں اپنا بیلنس قائم نہ رکھ
 سکی جس سے اس کا ہاتھ احمر اور حسن کے ہاتھوں میں
 سے چھوٹ گیا۔ وہ زمین پر اوندھے منہ گر پڑی جس
 سے ہاتھوں کی بنی لڑی ٹوٹ گئی حسن جو کہ پیچھے آ رہا تھا
 اس نے جلدی سے ماہ یہ کو اٹھایا اور اندر کی طرف بڑھ
 گیا زینب کو اپنے سے چند قدم کے فاصلے پر زینب
 دیکھائی دیا۔ جس کے چہرے پر آنکھوں کی جگہ گڑھے

ماہ کال۔ آخری قسط

-- محمد وارث آصف والی پتھر اس -- 0335.7082008

ارد گرد ویران پہاڑیوں میں موجود ایک بہت بڑا کشادہ غار تھا وہ غار اتنا کھلا تھا کہ اس میں تین آدمی اک ساتھ پا آسانی بنا جیسے چل سکتے تھے سرخ اور بنجور سے پتھروں کو کاٹ کر غار کی شکل دینی کئی مہینے ارد گرد پہاڑ بھی پہاڑ تھے اور کوئی بھی جاندار چیز نہ تھی غار کے آگے چل کر دائیں طرف مڑنا تھا اور پتھر تھوڑا آگے جا کر ایک کشادہ کمرے میں تبدیل ہو جاتا تھا وہ کمرہ کافی بڑا تھا اور چوبیس بجیا کمرے میں کسی بھی قسم کی نقش و نگار نہ تھا دوسرا موابہ استمال نہیں کیا گیا تھا بلکہ چاروں طرف سرخ اور بنجور سے پتھر ہی تھوڑی شکل میں موجود تھے کمرے میں دیوار پر انسانی کھوپڑیاں لگی ہوئی تھیں اور ان کے اوپر جل رہی تھیں جس سے پورا کمرہ روشن تھا کمرے میں دائیں جانب شیطان کا بھیا تک بت رکھا ہوا تھا اس کے آگے ایک لمبا سا پتھر تھا جو کہ خون آلود تھا اور اس پر خون بہا ہوا تھا چوبیس سے ایک تازک اندام خوبصورت سی لڑکی بندھی ہوئی تھی جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اس کی گردن کے نیچے ایک خون آلود کٹورہ رکھا ہوا تھا لڑکی کے ساتھ ایک مہینے سالہ نوجوان کھڑا تھا جو شیطان کی شکل پر جیسے میں مصروف تھا اس کے دائیں ہاتھ میں ایک مٹی کی لوار جبکہ بائیں ہاتھ میں ایک خوبصورت سی سونے سے بنی ہوئی مورتی تھی جس کے مین نقش ایک خوبصورت عورت کے تھے جس کے لمبے لمبے بالی جسم پر ساڑھی ایک ہاتھ کھانا انداز میں اٹھایا ہوا تھا لڑکی بھیا تک انداز میں بیٹھ رہی تھی جس سے کمرے کے دروازہ پر گونج رہے تھے وہ لڑکی بانیہ تھی اور وہ نوجوان ماہ کال تھا اور اس کے ہاتھ میں وہ مورتی تھی جس کے اندر نام جاوہر کی شکل یاں تھیں اس مورتی کے لیے ماہ کال نے عمران بن کر بانیہ سے شادی کی جس کی زمین میں اس مورتی کا راز دفن تھا اور اب وہ یہ راز پا کر اس مورتی کا مالک بن چکا تھا لیکن اس مورتی کو اس نے بانیہ کے خون سے منسلک کر دیا تھا جس کے بعد مورتی کی تمام شکلیاں ماہ کال کی کولی جاسیں اور وہ اس درنا کا مالک بن جاتا۔ خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو عمران۔ مجھے چھوڑ دو میں تمہاری بیوی ہوں۔ دوش کر دم باطل تو نہیں ہو گئے۔ عمران۔ تم یہ کیا کر رہے ہو میں تم سے پیار کرتی ہوں پلیز میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرو مجھے چھوڑ دو مجھے دلگ رہا ہے اس منظر سے تو کچھ چلتے ہیں۔ دوش میں آؤ عمران۔ وہ مسلسل روتے ہوئے اور بچوں کی طرح بیٹھتے ہوئے یہ الفاظ ادا کر رہی تھی اس کا منہ اترا ہوا تھا آنکھوں میں خوف اور کھانگی گہری پر چھائیاں تھیں وہ مسلسل بے ہوشی سے اپنے شوہر کو ڈو کو بار بار ہوا کر رہی تھی اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس کا شوہر جس سے وہ پیار کرتی ہے اور جس سے اس کی محبت کی شادی ہوئی ہے وہ اسے اپنی بے دردی سے مارتے ہوئے اسے بے دردی سے بالوں سے پکڑ کر اس بھیا تک غار میں لایا ہے۔ ایک مہینے خیر اور روزانی کہانی۔

سب سے پہلے اسی جگہ آیا جہاں کبھی وہ زبردست تھا اور شیر محمد کی شکل میں ایک شیخ۔ ایسا ہے رہنمائی
دے رہا تھا اس کی چٹائی اور۔۔۔ مانی۔ دور ہی تھی ساجد نے سچ کہا تھا اس نے مسجد اور دیگر نمائے کو پتھر



سے آباد لیا ہے مسجد کی حرمت و بوسنی کی اور اس میں بھارتیوں کی اور ایسے لاکھ تھاکے جیسے اس مسجد میں
 باجماعت نماز ادا ہوئی ہے۔ اسے مسجد میں آکر دو رکعت نماز نفل شکرانہ ادا کی اور رب سے اپنی کامیابی کی دعا کی
 ساتھ میں اپنے استاد اور والدین کے ساتھ رہا تھو فوشین کی مغفرت کی، بھی دعا کی دیکھنے کے بعد اس نے
 ارد گرد ماحول کا جائزہ لیا۔ سب کچھ گھر سے آباد ہو چکا تھا۔ درختوں پر بہار لوٹ آئی تھی اور ان کی شاخیں اور ان
 پر موجود پتے اپنی زندگی کا اعلان کر رہے تھے مسجد کے ساتھ بہتا ہوا پانی کا نالہ ابھی اپنی تمام تر روایتوں کے ساتھ
 بہہ رہا تھا اور گھر دہری ہری گھاس آنکھوں کو تازگی بخش رہی تھی گھاس پر کھلے پیلے پھول پھلے لگ رہے تھے اور
 سعد کا اپنے لگ رہے تھے کہ جیسے وہ اس کی آمد کا انتظار کر رہے ہوں اور پھر اسے اپنے قریب پا کر خوشی سے جھوم
 رہے ہوں مسجد سے لمحہ تجرہ بھی جانف تھا تھا اس میں کبھی اس کے استاد پر گرتے تھے اور وہ ہر وقت حجرے
 کے دروازے پر موجود اپنے استاد کا حکم بجالانے کو بیٹھا ہوتا تھا وہ سب کچھ کنٹالڈ کس تھا کاش وہ دن لوٹ آتے
 اور پھر سے وہی سلسلہ شروع ہو جاتا۔ سعد نے ٹھنڈی آہ بھر کر سوچا وہ کافی لمبے باغ کی سنہری یادوں میں کھویا رہا
 اچانک اسے ساجد کا خیال آیا تو وہ چونک اٹھا اسے ساجد نے یہاں لے کر کوا تھا مگر ساجد یہاں نہیں تھا پہلے پہل تو
 اسے لگا کہ وہ شاید مسجد میں ہو گا مگر اس کی بھی ذی روح کا نام و نشان نہ تھا سعد سوچ میں رہ گیا اچانک اسے ایہ
 کال کا خیال آیا تو وہ تیزی سے اٹھا اور اسے لگا کہ ہو سکتا ہے کہ ایہ کال کو اس کی کامیابی کا حکم ہو گیا ہو اور اس نے
 ساجد کو اٹھالیا ہو یا اسے کوئی گزند نہ پہنچا دیا ہو سعد کے دل میں دوسرے اٹھے تو اس نے فوراً اپنی نورانی شکستوں
 سے مدد لینے کا ارادہ کیا اور ایک در پر پڑھ کر آنکھیں نہ کیں تھوڑی دیر بعد اسکے ذہن میں ایک فلم چلنے لگی جس میں
 اس نے ایک ناکور دیکھا اور اس غار میں اسے ساجد کو آگ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا زخمی حالت میں پایا جس کے
 منہ سے ازیت ناک چھتیں نکل رہی تھیں اور وہ در سے بلبلار ہا تھا یہ دیکھ کر سعد کا خون کھول اٹھا۔ اس کا اندازہ
 درست تھا کہ ساجد کو ایہ کال نے ہی قابو کر لیا ہے اور وہ اسے اذیتیں دے رہے ہے مگر بارنا چاہتا ہے اسے جلد سے
 جلد یہاں سے نکل کر ساجد کی مدد کرنا ہوگی اور اسے ایہ کال کی طرف سے دی گئیں اذیتوں سے نجات دلانی ہوگی
 اور اسے یہ کام بانیہ کو بچانے سے پہلے کرنا ہوگا وہ تیزی سے اٹھا اور وہاں سے چل دیا چلتے چلتے اس نے ایک
 والدائی نگاہ مسجد حجرہ اور جنگلات پر ڈالی جیسے اسے زندہ واپس نہ آنے کا یقین ہو اور پھر چند لمحوں کے
 آنکھیں بھرتا ہوا آنکھوں میں نمی لیے چل دیا۔ وہ سب سے پہلے اپنے گھر جانا چاہتا تھا وہ گھر جہاں وہ پیدا ہوا اور
 ہوا اور اس گھر میں جس میں وہ فوشین کے ساتھ رہا ہوا اور اس گھر کو اور اس گھر میں چھپے باغی کو ایک بار پھر دیکھنا چاہتا
 تھا اس کا دل اسے بار بار وہاں جانے پر مجبور کر رہا تھا جہاں اس کی محبت فوشین کی نشانیاں تھیں وہ تیزی سے ابھر کر
 ہولیا اور چلتا گیا۔ گھر کی طرف جانے والی گھٹیاں دیکھ کر اسے عجیب سی اہمیت اور غیب سی خوشی اور ہی تھی یہ وہ
 گھٹیاں تھیں جن میں وہ بھی فوشین کے ساتھ آتا تھا اس کے ساتھ کھیلنا سب کچھ وہاں تھا مگر کس بدل چکے تھے منظر
 بدل چکے تھے ایک حسین بہار میں لے کر وہ اس منظر میں ان گلیوں میں کھوسا گیا یہ سب اسے ایک حسین خواب کی
 مانند نظر آنے لگا وہ نہیں جانتا تھا کہ ایہ کال سے فیصلہ کن جنگ کے بعد کیا وہ زندہ بھی ہوگا یا نہیں اس لیے وہ دل
 کھول کر اور جی بھر کر اپنے باغی کی سنہری یادوں میں خود کو ڈھالنا چاہتا تھا اپنے دل کا ہر اداں خوب جی بھر کے
 پورا کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے اپنے مستقبل کا اندازہ نہیں تھا اسے نہیں معلوم تھا کہ قندیر نے اس کی قسمت میں
 دوبارہ دوسرا آٹکنا بھی ہے یا نہیں اس لیے وہ کوئی بھی وقتہ فر گذاشت نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ چلتے چلتے وہ اپنے گھر
 کے دروازے پر آ گیا۔ دو پہر کا وقت تھا اور تمام گھٹیاں وہاں تھیں اس لیے اسے ابھر آتے تھے دیکھا تھا وہ

اپنے دو دروازے کو غور سے دیکھنے لگا گلڑی کا بنا دہ عام سا دروازہ تھا اور کھلا ہوا تھا اس نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر ہاتھ پھیرا اسے بہت خوشی ہوئی اس پر ہاتھ پھیر کر ادھر پھر وہ اندر داخل ہو گیا۔ تمام گھر صاف ستھرا اور اچھا اور پورے کمرے میں جھاڑو دی ہوئی تھی ذرا سے بھی گند کا نام و نشان نہ تھا یوں لگتا تھا کہ اس گھر کی کوئی بلا ناغہ صفائی کرتا ہے کمرے میں موجود دوخت ویسے ہی برے بھرے تھے اور پورا گھر دپے کا دیباہی تھا جیسے وہ چھوڑ گیا تھا گھر کی ایک ایک چیز دیکھی تھی اگر کچھ نہیں تھا تو اس کے والدین اور داموں مہمانی نہیں تھے وہ نہیں تھی جو اس کی کل کائنات تھی اس کی زندگی بھی اس کا سب کچھ تھی گھر میں داخل ہوتے ہی وہ باغی میں گھس گیا۔ او اسے ایسے لگا کہ جیسے ابھی نوٹین کمرے سے نکلے گا اور بھاگ کر اس کے گلے لگ جائے گی اور اس سے شکوہ کرے گی کیونکہ تم دو مہمان لینے آئے ہو جانے بھی ہو میں اگر تم کو ایک سیکنڈ بھی نہ دیکھوں تو دل گھبراتا ہے اور وہ اس کا ہاتھ چوم کر کانوں کو ہاتھ دنگے گا اور سحانی مانگے گا اور پھر وہ اسے چا دیا پانی پر ہنسا کر اسے پانی دے گی اور مہمانی حسب عادت ان کو ساتھ دیکھ کر نوٹین کو پیار سے ڈانٹے گی اور دو بولے گی کہ اگر تمہاری باتیں ختم ہو گئی ہوں تو میری بات فور سے سن لو اور وہ دونوں شرمندہ ہو جائیں گے اس کے علاوہ رات کو وہ جان بوجھ کر سردی کا شکار ہو کر رہے گا اور مہمانی اس کا مردہ بٹے کی طرح رہے گا کہ اسے آرام نہیں آتا تو کافی اس کا ناک پکڑ کر کھینچے گی اور کہے گی کہ اپنے ماموں کو سونے دے پھر نوٹین تیرا سردی دے گی اور وہ خوش ہو جائے گا۔ ایسی کتنی ہی باتیں اس کے دماغ میں گھومنے لگیں اور وہ پرسکون ہوتا گیا۔ وہ تمام گھر میں گھومنے لگا اور ایک ایک چیز کو اجاڑتے دیکھتا گیا۔ اور اس میں کو خود کو ڈھال رہا تھا گھر کی ہر ایک چیز میں نوٹین کی یادیں ہی تھیں اس کا گھر بھر تھا وہ اسے یاد کرتا گیا۔ اور دمن بھلاتا گیا۔ گھر پھرنے کے بعد وہ کمرے کی جانب بڑھا گلڑی کے دو دروازوں کا کنڈا چڑھا ہوا تھا اور تالیاں لگے تھا اس نے سب سے پہلے ماموں والا کمرہ کھولا کمرے میں تمام چیزیں یکسر چا دیا پانی اور دیگر سامان ترے سے رکھا ہوا تھا وہ تمام چیزوں کو غور سے دیکھنے لگا ہر چیز سے اس کا ماضی چٹک رہا تھا پھر وہ اپنے اور نوٹین کے کمرے کی جانب بڑھا اور اس کمرے کی جانب بڑھتے ہوئے اس کے اندر ڈگڑگانے لگے اس سے چلا نہ گیا نوٹین کے بغیر سا گھر اس کے دل کی طرح دیوانہ تھا اجڑا ہوا تھا وہ دمت پیدا کر کے کمرے کی جانب بڑھا مگر اس کا دل خون کے آنسو روونے لگا کمرے کا دروازہ کھول کر اس نے اندر دیکھا تو بند کمرے میں سے ایک ماؤ تھی خوشبو اس کے سنتھوں سے نکلتی دلفریب سے خوشبو جس میں نوٹین کے جسم کا لمس شامل تھا اس کا دل اور دماغ اس خوشبو سے معطر ہو گیا اسے ایسے لگا کہ جیسے وہ اس کمرے میں وجود ہے اور اس کے جسم کی جھنجھکیاں خوشبو آ رہی ہے وہ بے اختیار اندر بھاگا مگر اندر وہ نہیں تھی وہ بے اختیار اسے پاگلوں کی طرح ڈھونڈنے لگا اس کا خود پر کوئی اختیار نہ رہا اور وہ سمجھنے لگا کہ جیسے نوٹین اسے جان بوجھ کر تنگ کر رہا ہے وہ بے بھول گیا کہ وہ تو اسے چھوڑ کر بہت دیر چلی گئی ہے جہاں سے اس کا باپس آتا مشعل ہے نوٹین ڈھونڈ رہا ہے اسے پاگلوں کی طرح آوازیں دے رہے لگا وہ پورا گھر چھاننے لگا وہ اس وقت بالکل بے خود ہو چکا تھا۔ اس کے زور زور سے چلانے کی آواز سن کر اس کے چادر خاہم حسین نے دیوار سے جھانکنا وہ اسے سعد نظر آیا۔ اتنے غرض بعد سعد کو زندہ دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوئے اور تیزی سے سعد سے ملنے گھر میں آئے سعد کو بے خودی کے انداز میں نوٹین کو پکارا تو کچھ نہ ہوئی اب یہ دیکھو گئے اور تیزی سے سعد کو پکارا سعد سعد۔ سنے سعد اس کی آواز سن کر عالم بے خودی سے واپس آیا اور دو گرا خاہم حسین کے گلے لگ کر بے اختیار روونے لگا

خادم چاچا۔ دیکھو ماموں نوٹین کو کتنی آوازیں دے چکا ہوں مگر وہ مجھ سے ناواض ہے شاید اس لیے مجھے آواز

نہیں دے دی آپ۔۔۔ آپ پلیز اسے سمجھائیں تاکہ وہ مجھے مزید تنگ نہ کرے اور میرے سامنے آجائے پلیز اسے کہہناں۔۔۔ وہ بچوں کی طرح ہلکے ہلکے کر رونے لگا۔ اور فریاد کرنے لگا مگر وہ اسے سمجھے گا کہ اسے صبر کرنے کی تلقین کرنے لگے اور اس کی پیٹھ پیٹنے پر لگے رونے روئے جب اس کے دل کی بھڑاس نکلنے لگی اور اس کا سر ہلکا ہونے لگا تو پھر خادم حسین اسے اپنے گھر لے گئے اور اسے دیکھ کر ان کے بیوی بچے بھی خوش ہوئے اور آبدیدہ ہو گئے اس کے لیے کھانا بنایا گیا۔ اور پھر وہ سب ماضی کی حسین یادوں میں کھو گئے وہ سب اپنے دل بار کرنے لگے من میں کبھی سعد کے ماموں ممانی اور داماں باپ کے علاوہ نو حسین بھی شامل تھے

بس بیٹا کیا بناؤں تم کو تمہارے بچنے بڑے گھر کو کسی شیطان کی نظر لگ گئی تھی اور اس نے جنتا بسنا گھر اجاڑ ڈالا مجھے باپ بچہ تہا دے ممانی اور داماں کی وہ خون میں لاپتہ لاشیں اور تہا دے ماموں اور باپ کی بنا گوشت کے بڈیاں کیے سا ظالم تہا وہ جس نے ان کو اتنی بے رحمی سے قتل کیا ان کی اس دردناک موت سے پورا گاؤں کافی عرصہ سو گوار رہا۔ خدا کی قسم میں نے اپنی پوری زندگی اپنا بیاناہ اور سفاک انداز میں ہونے والا قتل نہ دیکھا نہ سنا جیسا کہ اس ظالم نے کیا مجھے اگر وہ منظر یاد آتا ہے تو وہی چھوٹ جاتی ہے ہم نے تیرے گھر والوں کے جانے کے بعد تیری آس اور امید کا دیا روشن رکھا نہیں امید تھی کہ تم زندہ ہو اور دیکھی نہ تھی اس گھر کو واپس آ کر آباد کر دے گے اس لیے ہم روزانہ نہمارے گھر کی صفائی کرتے تھے اور پوری دیکھ بھال کرتے تھے تم نے دیکھا ہوگا کہ اس گھر میں بڑی ایک ایک جہز صاف ستھری ہے اور گھر خالی رونے کے باوجود بھی کسی کے رہنے کا لگنا ہوتا ہے بس اب تم آگے ہو تو ہماری ذمہ داری ختم اور اب تمہاری شروع اب جلدی ہے تم اس اجڑے ہونے گھر کو آباد کر دو اور پھر ہم نہمارے لیے ایک چاندی ہوئی لاکر تمہارا خاندان مکمل کر دیں گے دھیرے دھیرے تم سا دے تم بھول جاؤ گے اور پھر سے نئی زندگی کے پہلے میں کھو جاؤ گے نہیں۔

چاچا۔۔۔ میری زندگی جس نے آباد کر لی تھی اور جس کے ساتھ میں نے سب کچھ سیکھے تھے وہ چلی گئی تھی پھر اس کی جگہ میں کسی دوسری کو دل میں کیوں ہساؤں جس کے ساتھ میں نے زندگی بھر سناٹھ بھانے کا وعدہ کیا تھا اسے چھوڑ کر کسی اور کا ساتھ کیوں لوں جس کو میں نے اپنی زندگی بنا یا اسے کیسے بھول کر کسی اور کو لے آؤں یہ نہیں ہو سکتا۔ چاچا اس کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا نہ ہی میں نے اس کے علاوہ کسی اور سے شادی کرنی ہے۔ بس میرے دل میں وہی وہ ہے اب تو زندگی وہی رہے گی اور اس کو مارنے والا میری زندگی اجاڑنے والا ابھی زندہ ہے اس لیے میں نے سب سے پہلے اسے مارنا ہے اس کو مارنے کے بعد اگر زندگی نے وفا کی تو کچھ لیں گے مگر غریبی الحال مجھے اپنے دشمن کو مارنا ہے۔

مگر بیٹا وہ تو ایک جاوگر ہے سا دھوپے کالی ٹنٹی والا ہے تم اسے کیسے مارو گے اور تم اننا عرصہ کہاں رہے۔ میرے یہاں سے جانے کے بعد میں بدل گیا ہوں چاچا میں اب وہ عام سا سعد نہیں رہا ہوں ایک مختص شالی بن چکا ہوں ایک لاو دین چکا ہوں اور میں اپنے واسے میں آنے والے تمام دشمنوں کو جلاؤں گا مگر یہ سب کیسے ہو اس سعد بیٹا۔ کیا تم اتنا عرصہ۔۔۔۔

ہاں چاچا میں نے اتنا عرصہ طاقت حاصل کرنے اور اس سے لڑنے لڑتے گزارا ہے اور میں ابھر اس لیے آبا خفا کہ میں اس شیطان سے آخری معرکہ لڑنے جا رہا ہوں اس لیے نہ جانے کیا ہوا تھا گھر ادا اعلیٰ طو پر دیکھنے آگیا مجھے اب جلتا ہوگا۔ میرے لیے دعا کرنا کہ خدا مجھے کامیاب کرے وہ ان کو حیران و پریشان چھوڑ کر چلنے لگا نو ظالم حسین کی بیوی جلدی سے اندر گئی اور ایک خون آلود روپہ نکال کر اسے دبتے ہوئے پٹی۔

سعد بنیاد یہ تیری ماں کی آخری نشانی ہے یہ خون آلود و پتہ جو مجھے اس دن ملا تھا میں نے اسے تم کو دینے کے لی سنبھال کر رکھ لیا۔ اسے لے لو اور ہاں قبرستان کے پرانے برگد کے درخت کے دائیں طرف جو چاقو قبر میں دو تہا وہ اپنےوں کی ہیں وہاں سے ہو کر جانا خدا تمہارا حامی و ناصر ہو دو پنے اس نے کانپتے ہوئے لیا اور دینے سے لگا کر خوف دیا۔ اور پھر اس دو پتہ کو نکلے میں ڈال کر وہاں سے چل دیا وہاں سے وہ قبرستان گیا اور قبروں پر آیا تو اس کے سامنے ضیاع کے بھندھن ٹوٹ گئے اور وہ خوب جی بھر دیا اور در کر جب وہ بلکان ہو گیا تو اس نے وہاں پر مایہ کال کو مارنے کی قسم کھائی اور دو پنے کو ماتھے پر باندھا اور پھر گھر آیا اس نے نوٹیشن کے کپڑے بکس سے نکال کر میض کو سینے سے لگایا اور اسے چوم کر دبا و بکس میں ڈال پھر اس کا دو پتہ نکال کر ایک چھوٹی سی پتی چھڑی اور اسے بازو سے باندھ دیا۔ اور انکھوں میں نمی لیے اپنے گھر کو لوہا کی نگاہوں سے دیکھا اور فیصلہ کن جنگ کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ وہ دونوں دو پتے ہی اس کے تھے اور مددگار تھے اس کے ذہن میں طوفان ابل وے تھے اور وہ جلد سے جلد مایہ کال کو جسم کی آگ کا ایندھن بنانا چاہتا تھا اس نے ہواؤں کو حکم دیا کہ مجھے اس جگہ لے چلیں جہاں ساجد کو مایہ کال نے آگ کی زنجیروں میں باندھ کر رکھا ہے ہواؤں نے اسے زمین سے اٹھایا اور اسی جگہ کی طرف لے آئیں۔

اودگر ویران پہاڑوں میں موجود ایک بہت بڑا کشادہ غار تھا اور غار اتنا کھلا تھا کہ اس میں تین آدمی اک ساتھ با آسانی بنا چکے چل سکتے تھے سرخ اور بھو دے پتھروں کو کاکٹ کر غار کی شکل دی گئی تھی اور اگر وہ پہاڑی پیاز تھے اور کوئی بھی جاندار چیز نہ تھی غار کے آگے چل کر دائیں طرف مزے تھا اور پھر تھوڑا آگے جا کر ایک کشادہ کمرے میں تبدیل ہو جاتا تھا وہ کمرہ کافی بڑا تھا اور چوڑی تھا کمرے میں کسی بھی قسم کی نقش و نگار نہ تھا اور دوسرا سواد استعمال نہیں کیا گیا تھا بلکہ چاندوں طرف سرخ اور بھو دے پتھر ہی خوش شکل میں موجود تھے کمرے میں دیوار پر انسانی کھوپڑیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کے اوپر چل دی تھیں جس سے پورا کمرہ روشن تھا کمرے میں دائیں جانب شیطان کا بھی ایک بت دکھایا تھا اس کے آگے ایک لمبا سا پتھر تھا جو کہ خون آلود تھا اور اس پر خون جما ہوا تھا چوڑے پر ایک نازک اندام خوبصورت سی لڑکی بندھی ہوئی تھی جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اس کی گردن کے نیچے ایک خون آلود کنورا رکھا ہوا تھا لڑکی کے ساتھ ایک مہینے سالہ نوجوان کھڑا تھا جو شیطانی اشلوک پڑھنے میں مصروف تھا اس کے بائیں ہاتھ میں ایک تنگی تلوار جبکہ بائیں ہاتھ میں ایک خوبصورت سی سونے سے بنی ہوئی مورتی تھی جس کے نین نقش ایک خوبصورت عورت کے تھے جس کے لیے بے بال جسم پر سا دھمی ایک ہاتھ کھانا انداز میں اٹھا ہوا تھا لڑکی بھی ایک انداز میں چب دی تھی جس سے کمرے کے دو دیوار گونج رہے تھے وہ لڑکی ہانی تھی اور وہ نوجوان مایہ کال تھا اور اس کے ہاتھ میں دو مورتی تھی جس کے اندر دو نام چادوگر کی عکسوں تھیں اس مورتی کے لیے مایہ کال نے عمران بن کر ہانی سے شادی کی جس کی ذہن میں اس مورتی کا راز ڈھن تھا اور اب وہ یہ یاد دیا کہ اس مورتی کا مالک بن چکا تھا لیکن اس مورتی کو اس نے ہانی کے خون سے غسل دیا تھا جس کے بعد مورتی کی تمام عکسیاں مایہ کال کو مل جائیں اور وہ اس دنیا کا مالک بن جاتا۔

خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو عمران۔ مجھے چھوڑ دو میں تمہاری بیوی ہوں بوش کرو تم باطل تو نہیں ہو گئے : عمران۔ تم یہ کیا کر رہے ہو میں تم سے پیاد کرتی ہوں چلیز میرے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرو مجھے چھوڑ دو مجھے ذلک دے اس منظر سے آؤ گھر چلتے ہیں۔ بوش میں آؤ عمران۔

وہ مسلسل روتے ہوئے اور بچوں کی طرح ہلکتے ہوئے یہ الفاظ ادا کر رہی تھی اس کا منہ اترتا ہوا تھا آنکھوں میں خوف اور دکھ کی گہری پر چھائیاں تھیں وہ مسلسل بے یقینی سے اپنے شوہر کو خود کو مارتا ہوا دیکھ رہی تھی اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ اس کا شوہر جس سے وہ بھاگ رہی ہے اور جس سے اس کی محبت کی شادی ہوئی ہے وہ اسے کتنی بے دردی سے موتے ہوئے اسے بے دردی سے بالوں سے کھینچ کر اس بھبانک غار میں لا رہا ہے اور یہاں لا کر اسے باندھ کر باغیچہ میں لٹا رہا ہے اسے ایسے دیکھ رہا تھا کہ جیسے وہ اسے مار ڈالے گا اس لیے وہ شدید خوفزدہ تھی اور التجا میں کر رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ اس کا شوہرا نے ہوش کھو بیٹھا ہے اور اس کے ساتھ ایسے کر رہا ہے وہ نہ دواؤں پر جان چڑھ کر تھا اور اسے ڈراستی تکلیف میں دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتا تھا تو پھر یہ سب وہ کیسے کر سکتا تھا جس نے اسے کسی ڈانٹا بھی نہ تھا وہ اسے اتنی بے دردی سے کبھی غصبت کر اس بھبانک غار میں لاتا اور کہتے است مار سکتا تھا وہ اس پر حیران تھی اور مسلسل عمران کو ہوش میں آنے کو کہہ رہی تھی مگر عمران تو جیسے بت بنا ہوا تھا اس پر بانیہ کی کسی بھی بات کا اثر نہیں دہر رہا تھا اس لیے وہ خوفزدہ بھی اسے لگ رہا تھا کہ عمران ہوش کھو بیٹھا ہے اس کی اس حالت پر بانیہ نے وہ انداز سے لگائے ایک یہ کہ وہ اس سے یقین نہ لاتی کہ وہ اسے مار دے گی تو وہ اپنی میں اسے مارنا چاہتا ہے لیکن کیوں یہ اسے معلوم نہ تھا۔ اس کی اذاری بڑھنے لگی تو مابہ کمال تنگ ہو گیا اور تنگ تنگ جھنجھاتا ہوا بولا۔

جیپ۔ جیپ آخر ہم زادی سر میں در دشر دہ ہو گیا ہے مہرے
 بہ۔ بہ تم کب کب کر رہے ہو عمران ہوش میں آؤ تم میں بانیہ ہوں نیری بڑی
 خاموش ہو جا اور مت کہہ مجھے عمران میں کوئی عمران نہیں ہوں میں مابہ کمال ہوں سنائیں نے وہ دہ مازا۔
 نہیں۔ تو ہم عمران ہو۔ میرا عمران۔ مہراشوہر دو گڑا کے بولی
 نہیں۔ وہ سب دھوکہ تھا۔ ایک فریب تھا اس مہوتی کو حاصل کرنے کے لیے جو میں نے رجا تھا وہ
 سنا کا نہ انداز میں مسکرانے ہوئے بولا تو ان الفاظوں کے تیر بانیہ کے سر میں جو صحت ہو گئے اور اس کی آنکھیں
 بے یقینی کے انداز میں کھل کر سائز میں ہڑی ہو گئیں۔
 وہ۔ دھو۔ دھو کہ۔ کیسا دھوکہ عمران

میرے خیال میں مجھے تم کو ساری کہانی سے آگاہ کر دینا چاہیے ورنہ مرنے کے بعد نیری اتنا ہتکتی رہے
 گی۔ سنو بانیہ میرا عمران نہیں ہے مہرا نام مابہ کمال ہے اور میں ایک سا بھو ہوں ایک شیطانی بچہ جی ہوں بچپن
 سے میرا ذہن سنا کا نہ تھا مگر نام کی کوئی چیز میرے اندر نہ تھی مجھے لڑنا بھگڑنا پسند تھا میرے پاس ایک بھاری سنے
 اور میں انکا اکوتا بنا تھا میرے والد کے پاس کسی شکلیاں تھیں مجھے بھی ان شکلوں کو حاصل کرنے اور دولت کمانے
 کا ملوک تھا کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ مہرے بنا جس کو بھی دم اور تعداد دیتے تھے وہ ان کو پیسے دینا خواہر ہا جی ان
 بھوں کو مندر کی اجانت کہتے اور مندر میں ہی خرچ کرنے لے یہ پیسے جمع دیتے ہوئے بہت سارے پیسے جمع
 ہو گئے ہا جی نے ان پیسوں سے مندر کے لیے زمین اور بڑا مندر بنانے کا ارادہ کیا میں کسی طرح سے یہ پیسے
 حاصل کرنا چاہتا تھا ایک دن میں نے منصوبہ بنا ہا اور رات کو چوری مجھے مندر میں آیا میں جانتا تھا کہ پیسے ایک
 بڑے صندوق میں ہوتے تھے جن کی چابی میں نے چرائی تھی مندر میں آکر جیسے ہی میں نے تالا کھولا مہرے والد
 آگئے اور انہوں نے مجھے پکڑ لیا اور خوب مارا اور گھر سے نکال دیا میں وہاں سے نکل کر ایک سا دھوکے پاس گیا اس
 سے درخواست کی تھی اپنے جیسا بنا دے اس نے میری حوصلہ افزائی کی اور مجھے کالا جادو سکھا دیا۔ میں وہاں سے

رخسبت ہو کر شہر آ گیا۔ اور یہاں جادو نوٹ کرے لگا رہتا رہتا میری سہرت ہوئی اور میں امیر ہو گیا۔ مگر میرا دل نہ
 فہرا۔ میں کالی ماما کے سیوکوں میں شامل ہو کر لوگوں کو بلی چڑھانے لگا میرے آقا نے میری سفائی کو دیکھتے
 ہوئے مجھے اپنا نائب بنادیا۔ اور مجھ سے کئی مشکل چلے کر وائے اور انسانوں اور کتوں کا گوشت کھلایا میں تھوڑے
 ہی عرصہ میں کالی دنیا میں مقبول ہو گیا میرے آقا نے میری شادی اپنی بیٹی سے کر دی کچھ عرصہ بعد میرا قاتر گیا۔
 تو میں اس کی جگہ آ گیا۔ پھر میں وہاں سے شیطان کے پیار یوں میں شامل ہو گیا شیطان کے نائب نے میری
 صلاحیتیں بھانپ لیں اور اس نے مجھے کہا کہ اگر میں اپنی بیٹی اور بیوی کو بلی دوں تو وہ میری شیطان سے ملاقات
 کروا کے مجھے نئی شکلیاں وان کر سکتا ہے یوں میں نے اپنے پر یوار کو بھی بلی چڑھایا۔ اور شیطان نے خوش ہو کر
 مجھے نئی شکلیاں وانیں اور میں شکتی دان بن گیا۔ اسی طرح میں نے کئی لوگوں کو بلی چڑھایا ایک دن مجھے معلوم ہوا
 کہ جادو گروں کے بادشاہ ونام کی ساری شکلیوں کی حامل ایک مورتی کہیں دفن ہے جس کا راز ایک لڑکی بانیہ کو
 معلوم ہے میں نے تمہارا بیچ معلوم کیا اور تمہارے کالج میں بھیجیں بدل کر داخلہ لے لیا مجھے میری شکتی نے بتلادیا کہ
 وہ مورتی کا راز صرف اس بندے کو ملے گا جس سے تم اپنی مرضی سے شادی کرو گی اس لیے میں نے تم پر پار کا
 جال پھینکا اور تمہاری سب سے عزیز بیٹی عقیقہ کو مارا کر اپنی ایک دای کو عقیقہ کا ہم شکل بنا کر تمہارے گرد جال تخت
 کر دیا اور تم کسی کچے ہوئے پھل کی طرح میری جھولی میں گر گئی اور تمہاری بچھ سے شادی ہو گئی شادی کے بعد
 تمہارے والدین سے مجھے خطرہ محسوس ہوا تو میں نے ان کو بھی مار دیا۔ مگر اس کم بخت نمرود کو سب علم ہو گیا نمرود
 میری دای بھی اور اس کے ماں کے روپ میں بھی میری ایک دای بھی نمرود کے بھائی کو میں نے بلی چڑھایا تو وہ
 نمودار ہو گئی اس دن درخت کے نیچے وہ آ کر میری حقیقت بتانے ہی والی تھی کہ مجھے علم ہو گیا۔ اور میں نے اسے
 بھی مار دیا۔ اور پھر اس کے بعد ونام جادو گر نے تیرے داغ کی گرد بھول دی اور مجھے راز مل گیا میں نے مورتی
 حاصل کر لی مگر یہ مورتی اس وقت تک بے کار ہے جب تک اسے تیرے خون سے غسل نہ دیا جائے۔ اس لیے
 اب میں تم کو مار کر تمہارے خون سے اس کو غسل دوں گا اور پھر میں ساری دنیا پر حکومت کروں گا اب سمجھ میں
 آیا سمجھ۔ ارے اس مقام پر آنے کے لیے میں نے اپنے پر یوار کو بلی چڑھایا کسی کسی قربانی دی تب مجھے یہ مقام
 ملا ہے

بانیہ نے یہ سنا تو اک چھٹا کا سا ہوا اور اس کا دل شیشے کی طرح ٹوٹ گیا۔ اسے اپنی ساعت پر یقین نہ آیا
 اسے یہ سب ایک شخص خواب سا لگا وہ گمان بھی نہیں کر سکتی تھی کہ کوئی اسے اتنا بڑا دھوکا بھی دے سکتا ہے اور وہ
 دھوکہ دینے والا وہی ہے جس سے اس نے نوٹ کر پیار کیا اور اس سے شادی کی چند لمبے تک تو وہ شاگ کی
 کیفیت میں رہی اس کا دماغ سن ہو گیا۔ اسے لگا کہ وہ بہری اور گولی ہو گئی ہے اس کے ماں باب کو قتل کر دیا گیا۔
 اس کی عزیز ترین دوست کو مار دیا گیا۔ اور اسے محض ایک مورتی کے لیے اس کے ساتھ اتنا بڑا جھلواڑ کیا اس کی
 آنکھیں جھم جھم برسنے لگیں اور دل خون کے آنسو رونے لگا کتنا بڑا دھوکہ ملا تھا اس کو محبت میں اس نے اس نے
 خالی خالی نظروں سے عمر ان کو دیکھا اور دل مضبوط کر کے بولی

تم عمر ان ہو یا مایہ کال مجھ اس سے کوئی فرق نہیں ہے مگر تم نے میرے ساتھ فریب کیا ہے میں اسے کبھی بھی
 نہیں بھولوں گی۔ اپنے والدین کا قتل تم کو معاف نہیں کروں گی یا دیکھنا عمر ان دریا بیٹھ ایک طرف نہیں بیٹے رخ
 پوٹے رہتے ہیں اور مجھے خدا پر یقین ہے کہ وہ میرا بدلہ میرے آنسوؤں کا حساب تم سے ضرور لے گا میں ایک
 کٹر دروہوت ہوں میں تمہارا بال بھی بیچا تمہیں کر سکتی ہوں مگر وہ ذات سب سے افضل ہے وہ تم سے ضرور حساب

لے گی بے شک مجھے مارا تو مجھے کوئی اثر اس میں ہے میں نے اپنا بدلہ خدا پر چھوڑ دیا ہے اور وہی مجھ سے انصاف کرے گا۔۔

واہ بانیہ واہ۔ خوب۔۔ مجھے یہ انداز بہت پسند آیا ہے لیکن انفسوس غم کو بچانے والا کوئی نہیں ہے نہ ہی کوئی عدا
ہوا ہے۔ یہ کتنی کا کھیل ہے اور میں اب اس دنیا کا مالک بننے والا ہوں بابا۔۔ بابا۔۔

وہ اسے نہیں لگاتے ہوئے دیکھنے لگی۔ اور بے بسی سے ہاتھ پاؤں پلانے لگی مگر وہ اس کا کچھ نہیں کر سکتی تھی
بس خدا سے دعا کر سکتی تھی اچانک اس کے ذہن کے کسی کونے میں اس رات والے نوجوان کا چہرہ آگیا۔ جو اس
رات اسے اس شیطان سے بچانے کے لیے آٹھا اور اس نے بانیہ کو سسٹینل کے اشارے دیے تھے اس کے ذہن
میں وہ عکس ابھرنے لگا تو اس کی ہمت بندھنے لگی اسے نہ جانے کیوں یقین ہونے لگا کہ وہی ہے صرف وہی ہے
جو اسے بچا سکتا ہے وہی خدا کی طرف سے اس کا وسیلہ ہے وہ ہی اسے مابہ کال سے بچائے گا اور اس کا بدلہ لینے
میں اس کی مدد کرے گا۔ اس کے ذہن میں غموں کی جگہ مسرت نے لے لی اور وہ بولی۔

تو بے شک جو کرتا جا مایہ کال لیکن توبہ بھول گیا ہے کہ تیرا سرواٹش کرنے والا بھی اس دنیا میں ہے تو اسے
بھول گیا ہے جو خیرا سب سے بڑا دشمن ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہی مجھے اسی طرح برباد کرے گا جیسے تو نے مجھے
برباد کیا ہے۔ بادر کتنا دھتکے تیرے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ وہ برباد کر دے گا مجھے وہ زہر سے
وحازری نوایہ کالی کے چہرے پر ایک رنگ آیا اور اڑ گیا۔ وہ حیرانچی سے اسے کٹنے لگا اسے بانیہ کی طرف سے اس
جواب کی توقع نہ تھی وہ غصہ میں آ گیا۔ اور اس کا بازو گھما کر پوری قوت سے بانیہ کے منہ پر بڑا جس سے اس کے
خوبصورت چہرے پر نشان پڑ گیا اور اس کے منہ سے خون نکلنے لگا۔

کیوں اپنے انجام کرنے والے کا نام سن کر ڈر گئے ہو بڑول۔ وہ بھجر کر بولی۔ ارے مر د کا بچہ ہے تو اس
سے مقابلہ کر کے دیکھ بھر میں تجھے مانوں گی کہ تو کتنا بڑا سا دھو ہے ایک اکیلی عورت پر وہی ہاتھ اٹھاتا ہے جو
بڑول ہوتا ہے۔

کبھی۔ مابہ کال غصہ سے وحازری اور اس کے ہاتھ بانیہ کے منہ کو لال کرنے لگے تھپھرنے کی بارش ہونے لگی
بانیہ چپ کر کے اس سے مار کھائی رہی مگر وہ ڈری نہیں بنانے کیوں اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ نوجوان اس شیطان
کو مار دے گا اس لیے وہ اپنی مقتل گاہ میں اپنی موت کے سامنے شیر بن گئی مابہ کال غصہ سے بھجرا ہوا تھا بانیہ کو
خوب مار کر اسے دفن آیا تو اس نے سوچا کہ یہ عورت اسی طرح بھونکی رہے گی اور اس کا سے ضائع کرے گی اور وہ
یہ جانتا تھا کہ سعد نے ہلکتیاں پالی ہیں اس سے پہلے کہ سعد اصرارے اسے بانیہ کی بیوی بنا ہوگی یہ سوچ کر اس نے
تیزی سے لی و بنے والے اشلوک پڑھنے سے پہلے کہا۔

لے جا لے اسے۔ جا لے۔ میں بھی دیکھو وہ کتنی فکری والا ہے میں اب تجھے مارنے والا ہوں اگر تجھے کوئی
بچا سکتا ہے تو بچا لے۔ میں بھی دیکھوں کہ کتنی فکری والا ہے میں اب تجھے مارنے والا ہوں اگر تجھے کوئی
بچا سکتا ہے تو بچا لے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے لب ملنے لگے اور وہ اشلوک پڑھنے لگا۔ تلوار کو اس نے ہوا میں
بلند کیا اور بانیہ پر تان لی۔ بانیہ کی ساری ہمت ہوا ہونے لگی اس کا دل ڈوبنے لگا اور موت کی ہرجائی اس کے
چہرے پر چھانے لگی وہ بے بسی سے باہر والے راستے کو نکلنے لگی اور دل ہی دل میں خدا کو مدد کے لیے پکارنے لگی
مابہ کال کے بڑا دلہنے میں حمزی آئی وہ اسے کبھی بھی مار سکتا تھا بے کا خوف نہ اسے موت کا منہ لگنے لگا
اور اسے لگا کہ جیسے وہیں آئے گا۔ اس کا بدلہ کوئی نہیں لے گا وہ ناسید کی موت مر جائے گی اور مابہ کال

کامیاب ہو جائے گا۔ دھیرے دھیرے اس کی تمام امیدیں دم توڑ گئیں۔ اور وہ موت کے خوف سے چیختے لگی اور آواز اڑی کرنے لگی اس کی چیخوں میں زود آتا گیا۔ اور پوری غارتگر کئے گئی وہ نہایت ہی بے بسی سے مایہ کال سے معافیاں مانگتے لگی۔ اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب اس کی موت یقینی ہے اچانک مایہ کال نے اشلوک پر ہتھ باند کر دیا۔ اور اس پر پھونک ماکر شیطان کو جھکد کیا اور پھر وہ بکرا بلند کر کے ہانیہ پر تولتے ہوئے بولا۔

میں نے تجھ سے کہا تھا ناں کہ میری جگہ سے تجھے کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ تو نے ابوی ائی مفت میں موت سے پہلے خود کو مجھ سے سروا دیا اور وہ سہا جالا کہ تجھے موت کا دوسھی سہتا تھا بحر حال چونکہ تو میری جانی رہی ہو اس لیے میں تم پر اتنا احسان کر سکتا ہوں کہ تجھے آسان موت دوں اور میرا وعدہ ہے کہ میری گردن ایک جھٹکے میں دی تن سے جدا کر دوں گا۔ تجھے صرف ہلکا سا درد ہوگا۔

مجھے معاف کر دے عمران مجھے چھوڑ دے۔ میں تجھے اپنے والدین کا قتل بھی معاف کرتی ہوں سب کچھ تجھے معاف کر دوں گی پلیز مجھے موت دے اور میں نے تیرا کیا کیا وہ ہے وہ خلق پھاڑ کر گزرائی تو مایہ کال زود سے قہقہہ لگاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور پھر اس نے شیطان کی جگہ ہوا کا نعرہ لگاتے ہوئے تلوار پوری قوت سے فضا میں بلند کی اور ایک جھٹکے سے ہانیہ کی گردن کا نشانہ لے کر مائے کال ہانیہ کے منہ سے ایک بھیانک چیخ اٹھی اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ اچانک کمرے میں گھٹنے کے جھنے کی آواز سنائی دی۔ ٹن۔ ٹن۔ اور پھر کمرے میں ایک طوفان ماسموار ہوا۔ اور دیوار میں لگی تمام مشعلیں بجھ گئیں اور گھبراہٹ چھا گیا۔ اس اندھیرے میں مایہ کال نے آسمانی بجلی کرکٹی ہوئی دھکی اور پھر ہر طرف بجلی کرکٹے لگی اور بجلی کے کرکٹے کی آواز سے درد دیوار گونج اٹھی گونج اتنی شدید تھی کہ ہانیہ کو اپنے کان کے پردے پھینچے ہوئے محسوس ہوئے اس نے تیزی سے آنکھیں کھول کر کرکٹی بجلیوں کو دیکھا۔ جن کے خوف سے مایہ کال ادھر ادھر بھاگ رہا تھا اور بجلیاں اس کے پیچھے کرک کرک اس پر گر رہی تھیں اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا کہ وہ چیخ کئی ہے ایک لمحے میں سارا کھیل بدل چکا تھا جہاں پہلے مایہ کال اس کی موت بنا کھڑا تھا اور وہ خود موت سے بچ رہا تھا۔ اور موت اس کے پیچھے تھی وہ بھی ادھر بھاگتا۔ تو بھی ادھر محدود جہاں بھی جاتا اچانک بجلی کرکٹ اور اس کے اوپر گر جاتی اور اس کے منہ سے فلک شگاف چیخ نکلتی وہ درد سے لہلہا اٹھتا اور پھر سے پاگلوں کی طرح بھاگنے لگتا۔ ہانیہ کو یہ دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی مایہ کال کو اذیت میں دیکھ کر اس کا سینہ ٹھنڈا ہونے لگا۔ اور ماہر داسے دو دھاؤں تو بجلیاں تیزی سے کرکٹے لگیں اور اس پر گرنے لگیں اور مایہ کال کی درد سے بھری ہوئی آہیں بلند ہونے لگیں اچانک اس نے بجلیوں کے کرکٹے کی روشنی میں کمرے کے دردازے پر ایک شخص کو کھڑے دیکھا ٹن ٹن کی آوازیں ابھی بھی آرہی تھیں ہانیہ نے دیکھا کہ اس انسان نے اپنے بازو پھیلا کر زور سے وانوں پر مارے تو اچانک دیوار میں کھڑی مشعلوں میں سے کبیس کے شعلے کی طرح شعلے ابھرنے لگے اور پھر وہ شعلے پھر سے جل اٹھے ان شعلوں کی روشنی میں اس نے اپنے محسن کو دیکھا جس نے ایک خون آلود دھبے سے اپنا منہ چھپا رکھا تھا وہ اسے پہچان نہ سکی وہ تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس کے ہاتھ اور پاؤں کی رسیاں کھولتے ہوئے بولا۔

تم ٹھیک ہوناں۔ اور تمہارا منہ پر یہ زخم۔

کچھ نہیں ہیں یہ زخم منہل ہو جائیں گے ہانیہ نے مایہ کو دیکھا جس کا وجود مکمل طور پر بجلی سے جل کر کالا سیاہ ہو چکا تھا۔

معاف کرنا مجھے واقعی دیر ہوگئی۔ وہ اچھل سکتا شیطان نے عمار کے اوپر داتا و بدست اور گہرا اثر دیکھ کر

تھا جس کو ڈرتے ہوئے مجھے دیر ہوئی اور نہ سنا اسے مگر ہاتھ نہ اٹھائے دیا۔ اس نے وضاحت کی۔

یہ۔۔۔ یہ مر گیا ہے کیا۔

نہیں۔ یہ شیطان ایسے نہیں مرے گا اس کا جلا ہوا جسم جلد ہی اپنی اصل حالت میں آ جائے گا اور یہ اٹھ کھڑا ہوگا مگر تم فکر مت کرو یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

آپ کون ہیں۔ ہانیہ نے سوال کیا تو اس نے اپنے منہ سے خون آلود و دہنہ ہٹا دیا اس کی صورت ہانیہ کو جانی پہچانی لگی اچانک اسے یاد آیا یہ تو اسی رات والا نو جوان ہے

آپ وہی ہیں نا جو اس رات۔

ہاں میں وہی ہوں میرا نام سعد ہے۔

آپ کہاں تھے اتنا غصہ۔ جانتے ہیں اس ظالم نے میرے ساتھ کیا کچھ کیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور اس سے شکوہ کرنے لگی وہ شش و پنج میں پڑ گیا کہ ہانیہ کو چپ کیسے کرانے اور اسے دلا سہ کیسے دے اچانک روتے روتے اور شکوہ کرتے کرتے ہانیہ اس کو اپنا سہارا سمجھ کر اس کے سینے سے لگ گئی تو وہ اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا رہ گیا۔ ہانیہ پر اسے نوٹشیں کاٹ گئیں ہوا کیونکہ وہ بھی اس طرح اس کے سینے سے لگی تھی اس نے ہاتھ اٹھایا اور پھر اس کا ہاتھ فضا میں ہی رک گیا وہ ہانیہ کے سر پر بھی ہاتھ رکھنے کی جسارت نہ کر سکا اور ہانیہ روتے ہوئے اسے ساری کہانی سنانے لگی جسے وہ پہلے سے ہی جانتا تھا۔ مگر اس نے ہانیہ کا دل نہ توڑا اور اس کا دل رکھنے کی خاطر وہ سنستار ہوا۔ ہانیہ کو بھی پھر احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط کر رہی ہے تو وہ تیزی سے پیچھے ہٹ کر اس کا کچھ نہیں تھا مگر نہ جانے کیوں وہ اسے اپنا سا لگا۔ اور وہ اس کے قریب لگی تھی اس کا دل مارے خوف کے ابھی تک تیز تیز دھڑک رہا تھا اور اسے ٹھنڈے پینے آ رہے تھے وہ خود کو یقین دلانے کی سعی کر رہی تھی کہ وہ زندہ ہے مگر موت کی پرچھائی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی مایہ کال کا سزا ہوا جسم اب تیزی سے اپنی اصل شکل میں واپس آ رہا تھا۔ اس کے سرے ہوئے گوشت میں پھر سے نیا گوشت بھر رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں میں ہی وہ پہلے والا مایہ کال بن کر تیزی سے اٹھا اور سعد کو خونخوار نگاہوں سے ایسے گھورنے لگا کہ جیسے وہ اسے کچا چبا جائے گا

تم۔ تم نے میرا جلد توڑ کر اپنی موت کو آذادی ہے حرام زنا ہے۔ تیری یہ بجال کو تو مایہ کال پر ہمارے مارے غصہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور ہونٹ کپکپا رہے تھے تو بھول گیا کہ میں کون ہوں۔ بھول گیا کہ تجھے کس طرح کتے کی طرح درودر بھنکا یا اور تو پوتر نیلا پانی پی کر اپنے آپ کو بھی بھول گیا تو کیا سمجھتا ہے کہ تو اس پوتر پانی پینے سے مجھ پر حاوی ہو جائے گا۔ نہیں تیری بھول ہے یہ۔ ارے زندگی کے سو سال میں نے تپاک دینے۔ کڑی تپس کی اس کے بعد مجھے یہ مقام ملا ہے اور تو مجھے ماروے گا نہیں سعد نہیں مجھے مارنے کے لیے تجھے سب جنم لینے ہوں گے۔

بابا۔ بابا سعد زور سے ہنسا۔ اپنے یہ میڈر بھسکیاں اپنے پاس رکھ اور اپنی موت کے لیے تیار ہو جا میں تجھے مارنے آیا ہوں اور اس لڑکی کو بچانے کو آیا ہوں تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور تیری یہ کڑی تپس بھی تیرے کسی کام نہیں آئے گی تجھے مرنا ہوگا۔ مایہ کال کیونکہ یہ دھرتی اب تیرا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہے تیرے ظلم کی حد ختم ہوئی ہے اور اب تیرا ہی ایڈز ہو نیوالا ہے۔

کھیا پدی کیسا پدی کا شوبہ۔ مایہ کال نے اس کا تسخیرا دیا۔ تو میرا دی ایڈز کرے گا بابا۔ حیرت ہے۔ حیرت ہے ارے جب بڑے بڑوں کی میں نے ہوا نکال دی ہے تو تو کیا چیز ہے رے لڑکی جی چڑھے گی اور مجھے شکتی

ملے گی اور میں اس دنیا پر حکومت کر سکتا ہوں اور کرونگا۔ اس لیے میں سمجھے یہ جین کٹس کرتا ہوں کہ آؤ میرے ساتھ ہاتھ ملا لے میں تجھے اپنا نائب بنا دوں گا ساری عمر عیش کرے گا تو یہ ضد چھوڑ دے سمجھا اور میرے ساتھ مل جانا قابلِ تسخیر بنا دوں گا میں تجھے۔

اس دنیا پر حکومت وہ جی کرنے کا شوق رکھتا ہے جسے اپنی زندگی سے پیار ہوتا ہے اور مجھے اپنی زندگی سے کوئی پیار نہیں ہے۔ میں تو کب کا مر گیا ہوتا مگر جب تک تو زندہ ہے میں تجھے مارے ہٹا نہیں مر سکتا مایہ کال نو یہ بات ابھی طرح جانتا ہے کہ تیرے پاس جو شیطانی طاقت ہے اس سے تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں جاہوں تو تجھے ابھی مسل سکتا ہوں اور تو بہ بات جانتا ہے اس لیے مجھے لالچ دے رہا ہے مگر یہ سب بے فائدہ ہے مایہ کال کیونکہ میں تجھے مارنے آتا ہوں اپنے خاندان کا تجھ سے حساب لینے آتا ہوں باؤ کر بھی وہ جگہ ہے جہاں پر میں بھی نیرے سامنے گر کر گڑا ہوتا تھا ر دیا تھا اور اسی چہرے پر میری خوشنکمی کٹی تھی میں نے تجھے کہا تھا کہ میں تجھے اپنے والدین کا خون معاف کرتا ہوں اگر تو خوشنکمی کو چھوڑ دے مگر نو نہ مانا اور اسے مارا۔ اسوقت تیرے پاس شکتی تھی اور میں نہتا تھا کزور تھا مگر اب میں عسکی شامی ہوں اور تو نہیں ہے تو نہیں بچ سکتا مایہ کال۔ سعد نے کہا تو مایہ کال کے چہرے پر ہوا نیاں اڑنے لگیں وہ واقعی جانتا تھا کہ وہ شیطانی طاقت سے اب سعد کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لیے وہ اب کوئی ایسی چال سوچ رہا تھا کہ جس سے سعد بھی مر جائے اور ہائیہ اسے مل جائے کہ جس کی لٹی دے کر وہ امر ہو جائے۔

بتا کیسے مر رہا پسند کرے گا تو چل آج تجھے تیری مرضی کی موت دوں گا تجھے تاکہ تیری روح بے چین نہ رہے اور نو یہ نگاہ نہ کر سکے تجھے دھوکہ سے مار دیا گیا باؤ مجھ سے ایسے مقابلہ کیا جاتا تو میں زندہ رہ سکتا تھا سن تجھے مکمل جھوٹ ہے کہ تو جیسے جا ہے میں دیے تجھ سے لانے کو تیار ہوں بول سعد کی اس آفر سے ہائیہ پریشان ہو گئی اس نے سعد کو منع کرنا چاہا مگر سعد نے اسے جب کرا دیا۔

مایہ کال کو یہ یونٹ نہ بھی کہ سعد اسے انہی آفر دے گا اگر وہ شکنی کے بغیر مرنا لازمی تھا وہ خوش ہو گیا اور پھر تیزی سے اس نے اپنے ذہن میں منصوبہ بنایا کیا تو دو کرے گا جو میں کہوں گا اور میری مرضی سے میں جیسے کہوں مقابلہ کرے گا۔ مایہ کال نے معنی خیز نظروں سے سعد سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں مایہ کال اور اگر نو جیت گیا تو ہائیہ تیری میں نیرا اور سا جیسا شکتی شامی جن بھی حیرانخام ہوگا سعد نے عز م سے کہا تو ہائیہ نے ایک بار پھر حیرت اور پریشانی سے سعد سے کہا۔

سعد تم غلط کر رہے ہو مایہ کال کو ابھی مار دو ورنہ وہ تمہیں مار دے گا تو سعد نے اسے دلا سہہ باؤر بولا۔

نہیں ہائیہ یہ شیطان اب مجھ پر حاوی نہیں ہو سکتا تو بے فکر رہو

تو اپنی زبان سے تو نہیں پھرے گا۔ مایہ کال نے سوال کیا۔

یہ مسلمان کی زبان ہے۔ مایہ کال کسی شیطان کی نہیں یہ سن کر مایہ کال نے خوشی سے نہرہ لگا باؤر بولا۔ ٹھیک ہے سعد تو اب سے دو گھنٹے بعد ساحر جا ملوش کے استھان میں نیرا میرا دو بدو مقابلہ ہوگا جس میں تو اپنی شکنی کے بغیر ہوگا اور میں بھی اور وہاں ہم اس کوار سے مقابلہ کریں گے جو مر گیا وہ ہار گیا اور جو بچ گیا وہ جیت گیا۔ بول منظور ہے۔

ہاں منظور ہے۔
ٹھیک ہے میں ابھی جا ملوش ساحر کے پاس جا کر ان کو ساری بات بتاتا ہوں اور ان کی آشر بار سے مقابلے

ٹھیک ہے جاسعد نے اسے اجازت دی تو مایہ کال خوشی سے ناتواں ہوا وہاں سے بھاگ گیا۔
 یہ۔۔۔ یہ کیا کیا تم نے سعد تم نے اسے زندہ جانے دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ کتنا خطرناک ہے
 اور شیطانوں کے بیچ میں کیا کوئی گارنٹی دے گا کہ وہ شکستی استعمال نہیں کرے گا۔ تم کیا کر رہے ہو سعد بانیہ نے
 دوسرے سے کہا تو روہ ہلا۔

میں ساحر جالموش کو جانتا ہوں ٹھیک ہے وہ شیطان کا بچاری ہے لیکن وہ اپنی بات کا پکا ہے مایہ کال چاہ کر بھی
 دھوکہ نہیں دے گا اور فاکر وہ ایسا کرے گا تو جالموش کے قبر کا نشانہ بنے گا لیکن بانیہ نے مزید کچھ کہنا چاہا مگر سعد
 نے اسے منع کر دیا۔ اور ہلا۔ آرم سعد کو آزاد کر دواتے ہیں بانیہ اس کے ہمراہ ہو کر چلے گی وہ جیسے ہی خار سے
 باہر آئے تو اچانک ان کو غار کے باہر ایک بوڑھا لاشی ٹیکے نظر آیا۔ اس کے سر اور اڑھی کے بال زمین کو چھو رہے
 تھے چہرے پر لاتعداد جھریاں تھیں اور اس کی کمر جھکی ہوئی تھی بوڑھے نے سر کے بال پیچھے کرتے ہوئے سعد سے
 کہا میں ساحر اعظم جالموش کا نائب ہوں تمہارے لیے ساحر کا سند یہ لایا ہوں بوڑھے کی آنکھوں میں بے پناہ
 کشش تھی سعد ہلا۔

کیا پیغام ہے۔

ساحر اعظم نے تیری مرضی سے اسے استحقاق میں تیر اور مایہ کال کا مقابلہ کرانے کی حای بھری ہے اور اب
 سے گھنٹے بعد تو وہاں آجایا اور وہاں تیرا ساتھی وہ جن بھی ساحر اعظم کے پاس ہے اور اس جھوکر کی کو بھی میں لینے آیا
 ہوں اگر تو جیت گیا تو یہ جھوکر کی تیری درد مایہ کال کی ہو جائے گی۔ بانیہ نے یہ سنا تو اس کے پاؤں تلے سے
 زمین نکل گئی وہ ڈر کے مارے سعد سے لپٹ گئی اور اس بوڑھے کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ تو سعد نے اسے
 پھر ٹپکی دی اور کہا۔

جائز بانیہ بے فکر ہو کر جائز۔ تم کو کچھ نہیں ہوگا۔ میں ہوں ناں ڈر مت جائز جائز۔ وہ ناچا ہتھے ہوئے سعد
 سے الگ ہوئی اور پھر اس بوڑھے نے بانیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک طرف چل دیا۔ بانیہ کے چہرے پر ہوائیاں
 اڑ رہی تھیں اور وہ مز مز کر سعد کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی مگر سعد مطمئن تھا تھوڑی دور جانے کے بعد وہ نگاہوں
 سے اوپر اٹھل ہو گئے۔ سعد غار میں داخل آیا اور اس چوڑے کو دیکھنے لگا جس پر بھی نوشین لپٹی تھی اور اس سے مدد
 طلب کر رہی تھی اور وہ مایہ کال کے آگے گڑ گڑا رہا تھا۔ مگر اس ظالم نے نوشین کو مار دیا وہ اس منظر میں اور نوشین کی
 یاد میں کھو گیا۔ وہ اٹھ کر اس چوڑے پر گھبرا رہے ہوئے خون پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسے اس خون سے اپنا نیت قی
 محسوس ہونے لگی اور دل کا غبار پانی کی شکل میں آنکھوں کے راستے نکلنے لگا کئی لمبے گز رہ گئے اور وہ اسی طرح خون
 کو دیکھنے لگا۔ اور ہلا۔

نوشین میری جان آج میرا تیرے قاتل سے آخری معرکہ ہے میرے لیے دعا کرنا کہ میں تیرا بدلہ لے
 سکوں جو اذیت اس نے تم کو دی وہی اذیت اسے میں دوں میں اسے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتا ہوں تیری ہر ہر چیخ کر
 اذیت کا بدلہ لینا چاہتا ہوں جیسی اس نے تم کو دی اور پھر اسے مار کر جلد سے جلد تم سے ملنا چاہتا ہوں میری
 آنکھیں تمہیں دیکھنے کو ترس رہی ہیں میں تمہارے بنا کیلا ہوں تمہا ہوں یہ تمہا کی مٹا کر سدا کے لیے تیرے پاس
 آنا چاہتا ہوں بس تیرے بن اب مزید کیلا نہیں رہ سکتا۔ میں تم بن اداس ہوں اس دنیا میں کوئی نہیں میرا میں
 تنہا ہوں تم بن میرے لیے دعا کرنا میری جان۔ وہ رونے لگا اور پھر آنسو پونچھ کر وہاں سے رخصت ہو گیا باہر وہی

وہ ایک بہت بڑا اہل تھا جیسے کہ کرکٹ بافٹ بال کے گراؤنڈ ہوتے ہیں درمیان میں ایک چھوٹا سا میدان تھا جو کہ گول تھا میدان کے ساتھ انڈر پلوے کی باؤنڈری اور باز کے پیچھے لوہے کی کریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر دنیا کے نامی گرامی جادوگر اور ساحر موجود تھے۔ ہوتے تھے ساتھ میں ان کے غلام اور خلیے بھی تھے میدان کے ایک طرف ایک بڑا سا پوے کا مین دروازہ تھا جس سے لوگ اندر آنے جاتے تھے گیٹ کے سامنے میدان کی دوسری طرف ایک بڑا سا بچہ بنا ہوا تھا جس پر ایک قد آور کرسی رکھی تھی جس پر ایک نہایت ہی بوڑھا جس کے لمبے لمبے بال لمبے پائین اور چہرے اور ہاتھوں پر بھٹیروں کا ایک جال سا بنا ہوا تھا مکی اور درباری ناک اور آدھے کھنوں میں بے ہڈ چمک تھی وہ ہی ساحر اعظم جالوش تھا اس کی کرسی کے دونوں جانب چار چھوٹی کریاں تھیں جن میں سے ایک پر درباری بوڑھا بیٹھا تھا جو ہانیہ گولا بنا تھا جبکہ باقی پر اسی کے خلیے جیسے مزیدار بوڑھے بیٹھے تھے جالوش کی کرسی کے نیچے دو اور کریاں تھیں جن میں سے ایک پر ہانیہ اور دوسری پر ساجد بیٹھا تھا ان دونوں کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا کہ وہ آزاد ہوں گے یا مایہ کال کی قید میں جاتے ہیں ساجد کا بی پر امید تھا مگر ہانیہ کے چہرے پر ہوا مایہ ازاری تھیں وہ مایہ کال اور سعد کے درمیان ہونے والے مقابلے سے پریشان تھی اور اس کے دل میں سو سو سو سے اٹھ رہے تھے کہ نہ جانے کیا ہو گا کہ اسے سعد نے کافی نسل کی تھی مگر پھر بھی اسی کا دل اور منہ خوف سے جھڑک رہا تھا کہ بونگہ موت کو رہ قریب سے رکھ چکی تھی اور اسے ڈر تھا کہ کہیں کوئی انہو بی نہ ہو جائے۔ اور درباری سے مایہ کال کی قید میں مل جائے مایہ کال اس کا شوہر تھا مگر جب سے اسے مایہ کال کی حقیقت معلوم ہوئی تھی اس کو شہید نفرت ہوئی تھی۔

کچھ دیر پال میں ایک گھنٹہ بجا اور پھر لوہے کا دروازہ کھلا جس میں سے مایہ کمال اندر داخل ہوا اور ہاتھ ہلاتا ہوا جاموش کے قریب آبا۔ اسے جھک کر تعظیم دی اور اکر طرف کھڑا ہو گیا پھر در سری بار گھنٹہ بجا اور سعد سیدان جس اتر آ۔ ابھی جاموش کے قریب آیا اسے تعظیم سری اور ساجد کی طرف ہاتھ ہلا کر اسے تسلی دی تو بانبہ بول اٹھی۔ سعد اب بھی رقت ہے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر لو کہیں نہ بانبہ۔۔۔ ساجد نے اس کی بات کاٹ دی اگر سعد نے یہ فیصلہ کیا ہے تو سوچ سمجھ کر کیا ہے تم بھائے اسے حوصلہ دینے کے اسے کمزور مت کر لدر لبینوں کھو خدا ہمارے سانجھ ہے ہجر جاموش کا نائب کے اشارے سے کرکسی سے اٹھا اور تھوڑا آگے جا کر بلند آواز سے بولا۔

ساجھو اس مقابلے کا اہتمام نورانی مٹھنی کے مالک اور سعد کے اہلکار باہ کال کی درخواست سے ساجہ اعظم جالوش نے کیا ہے لیکن ساجہ اعظم ایک بار بھگوروانی مٹھنی والے سعد کو شکم رہے ہیں کہ اگر وہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنا چاہے تو کرسکتا ہے سعد نے مٹھی میں سر ہلایا۔ اور مقابلہ کر کے ٹکڑا اشارہ کیا تو یوڈھا پولا۔ ٹھیک سے سعد نے لڑنے کا کہہ رہا ہے۔ اور وہ اپنے فیصلہ پر فائم ہے لہذا دونوں کو یہ بات یاد کرادی جاتی ہے کہ ان کی شکلیاں عارضی طور پر سلب کرنی چھیں۔ اور وہ لڑائی میں انکا استعمال نہیں کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ لڑنے کے لیے انکو ایک ایک خنجر اور ایک ایک گوار دی جائے گی وہ جسے چاہیں لڑ سکتے ہیں لڑائی کا فیصلہ کسی ایک کی موت کے بعد ہوگا۔ اور جیتنے والے کی مین خواہشیں پوری کی جائیں گی۔ یہ کہہ کر وہ جالوش کی تعظیم کے لیے جھکا اور کرسی پر بیٹھ

گیا۔ تمنا یاد کرو اگر وہ سب کچھ یاد رکھتا ہے تو وہ توئی والا کام کیا تھا ان سب کی ہمدردیاں مایہ کال کے ساتھ تھیں اس لیے جیسے ہی ان کو خبر اور تلواریں دی گئیں انہوں نے مایہ کال کا حوصلہ بڑھانے کے لیے اس کے نام سے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ ہانیہ اور ساجد بے بسی سے تماہل لوگوں کو مایہ کال کی حوصلہ افزائی کرتے دیکھ رہے تھے تلواریں اور خنجر لینے کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آئے اور جاملوش کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ ان کوڑا کرنے کا اشارہ کرے جاملوش نے کچھ دیر بعد اپنا عصا فضا میں بلند کر کے تیزی سے نیچے کیا۔ اور ان کوڑا کرنے کا باضابطہ اعلان کیا تو دونوں نے تلواریں سنبھال لیں اور باہر انداز میں ایک دوسرے پر بولنے لگے۔

تو نے کافی بڑا فیصلہ کیا ہے سعد۔ اپنی موت کے پروانے پر خود ہی دستخط کر دیے مایہ کال اسے چھینرتے ہوئے کہا۔

یہ تیری بھول ہے مایہ کال۔ سعد نے جوابی کارروائی کی میں تجھے دیسے ہی ماروں گا جیسے تیری منگیتر اور نیرے پر ہوا روں کو مارا تھا باہر تے ناں تو اسی وقت میرا کیا بگاڑ لیا تھا۔ جواب بگاڑ لے گا۔ میں آج تجھے مار کر ہانیہ کی ملی دوں گا زیادہ خوشی نہیں اچھی نہیں ہوتی مایہ کال میں نوشین کی طرح میں تجھے ترپا زبا کر ماروں گا سعد نے اچھلنے ہوئے کہا۔

چلو دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ مایہ کال نے کہا۔ اور پھر اس نے اچھل کر تلوار کا ایک بھر پور وار سعد پر کیا جیسے اس نے تلوار پر رد کا اور تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ تو مجھ سے نہیں جیت سکتا نیچے مایہ کال نے فخرانہ انداز میں کہا۔ سعد اس کے تیزی سے قریب آیا اور اس کی گردن پر وار کیا تو مایہ کال جھک گیا اور وار خالی کیا بھی مایہ کال نے جھکے انداز میں سعد کی ٹانگوں پر وار کیا تو ساتھ اوپر اچھلا اور مایہ کال کے سر کا نشانہ لے کر وار کیا مایہ کال تیزی سے سنبھلا۔ اور تلوار سے اس کا وار رد کا ٹھکڑا ضرب اپنی بھرپور بھی کہ اس کی تلوار اس کے سر سے ٹکرائی مگر چونکہ تلوار کا دوسرا رخ تھا اس لیے وہ زخمی نہ ہوا۔ مایہ کال نے بیٹھے بیٹھے وار روک کر اپنی ٹانگہ ذر سے سعد کی ٹانگوں پر ماری جس سے اس کا توازن بگڑ گیا۔ اور وہ کمر کے بل پیچھے جا کر اس پر کرسیوں پر بیٹھے لوگ مایہ کال کے نعرے لگانے لگے اور ساجد اور ہانیہ پریشانی سے سعد کو دیکھنے لگے مایہ کال نے سعد کو تلوار والا ہاتھ فضا میں بلند کیا اور اپنی برز کی کا اعلان کیا اور تیزی سے سعد پر وار کیا سعد نے تلوار کے دوسرے رخ سے اس کا وار رد کا اور سے بھی لات ماری اور تیزی سے اپنا توازن برقرار رکھا اور سعد تیزی سے اٹھا اور پھر ان میں دوہلازائی ہونے لگی اور دونوں کے ایک دوسرے پر حملوں میں شدت آن گئی مایہ کال اپنے مختلف حربوں اور نیز حملوں سے سعد پر باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے اسے مفلج کی دعوت دے کر غلطی کی ہے جبکہ سعد بھی اپنے حملوں سے اپنے دعوے کو صحیح ثابت کرنے پر تڑپا ہوا تھا بال میں بیٹھے ہوئے لوگ پوری طرح مایہ کال کا حوصلہ بلند کر رہے تھے اور اس کی فہر میں نعرے لگا رہے تھے جس کے جواب میں ساجد اور ہانیہ کے جہروں پر مایہ کی جھانکی تھی کیونکہ اگر وہ نعرے بازی کرتے تو ان کی آوازیں و بگڑاوازیں میں دب جائیں۔ جب بھی مایہ کال کی طرف سے کوئی زبردست وار سعد پر ہوتا تو بال نعروں سے گونج اٹھتا مگر جب سعد کوئی اور جھانکا کرتا تو بال کو سانبہ سوگھ جاتا۔ آج جھانگندہ گڑ گھباٹھا دونوں میں مقابلہ جاری تھا مگر ابھی تک دونوں میں سے کوئی بھی معمولی سا بھی زخمی نہ ہوا تھا نہ ہی وہ جھٹکتے تھے اور ان کے ایک دوسرے پر حملوں میں کی واقعی ہوئی تھی کی بار سعد مایہ کال کو زمین پر گرچکا تھا

اور مایہ کال اسے دونوں میں کھوار کے علاوہ گھونسوں اور لالتوں کے بھی وار ہو رہے تھے مقابلے کے دوران مایہ کال کے حملوں میں تیزی سی آئی اس نے ایک بھر پور وار سعد پر کیا اور اتنا بھر پور تھا کہ سعد اسے تلوار پر روکتے ہوئے زمین پر جا گر اور کمر کے بل گر مایہ کال نے اسے کھوار میں اٹھوا دیا کیہ کر اپنی ٹانگ سے سعد کے پیٹ اور سینے پر زور سے وار کئے اس نے اپنی قوت سے سعد کے پیٹ میں ٹانگ ماری کہ سعد کے منہ سے خون نکلنے لگا۔ یہ دیکھ کر مایہ کال نے اس پر لالتوں کی نرسات کر دی۔ اور اسے مار مار کر اودھ مویا کر دیا۔ یہ حال دیکھ کر ہال تالیوں سے مایہ کال کی حمایت میں گونجنے لگا تاہم شائی اسے واو دینے لگے اور مارنے کو کہنے لگے ہال نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اور اس کا دل دھڑکنے لگا اور اسے لگنے لگا کہ سعد یہ بازی ہار جائے گا مابعد بھی بری نائی سے مایہ کو دیکھنے لگا جس نے سعد کو تقریباً بے ہوش کر دیا تھا اور اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ تھی اس کا بھی دل دھڑکنے لگا مگر چانک سعد جیسے ہوش میں آیا اور اس نے اپنی ٹانگ اٹھا کر مایہ کال کے سینے پر جڑی مایہ کال نسا میں اچھلا۔ اور زمین پر جا گر اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سعد کو دیکھا جو گرتا پڑتا اٹھ رہا تھا سعد اٹھا اور اس نے گرے ہوئے مایہ کال پر وار کیا مگر وہ وار خطا کر گیا۔ اور اس پر الٹا وار کیا روکتے ہوئے سعد نہ کھڑا کیا۔ مگر خود کو گرنے سے بچا لیا۔ سعد کو اٹھتا ہوا دیکھ کر مایہ کال نے اسے ساجد کے مایوسانہ چہرے پر رونق ابھرنے لگی وہ سنبھل کر بیٹھ گئے۔ سعد کے اندر سے جو خون نکلا تھا اور جس بے دردی سے اس پر مایہ کال نے اپنی ٹانگوں کے وار کئے تھے وہ کمزور سا اور غمناک سا ہو گیا تھا وہ پہلے جیسی پھرتی نہ دکھارہا تھا اور صرف مایہ کال کے حملوں کو روک رہا تھا ناچار وہ اپنا توازن درست کر رہا تھا تو انائیاں بھال کر رہا تھا جبکہ مایہ کال اس پر بے دردی سے حملے کر کے اسے مارنے کی تیگ دو میں پورے ہال کے ساتھ نے مایہ کال کی توانائی میں اضافہ کر دیا تھا اور وہ خاصا پر جوش تھا ایک بار مایہ کال کے جبکہ کمر سعد کی ٹانگوں پر وار کیا سعد اچھلا تو مایہ کال نے بڑی پھرتی سے اپنا گھونسا سعد کی ناک پر مارا سعد پیچھے جا گر اور اس کی ناک سے خون جاری ہو گیا اور منہ پر پھیلنے لگا مایہ کال نے دوسرا وار کیا تو سعد نے کمزوری دکھائی جس سے اس کے ہاتھ بازو میں تلوار کا گھماؤ پڑ گیا اور تھوڑا سا گوشت کٹ گیا۔ وہاں سے خون جاری ہو گیا۔ یہ سب دیکھ کر مایہ نے رونا شروع کر دیا۔ اور اس پر موت کا خوف چھا گیا۔ ساجد کا بھی برا حال تھا وہ بھی ٹانگ بٹھانٹا اور وہ پھرا اٹھا اور تیز آواز میں سعد کو کہنے لگا مایہ کال کی آواز تالیوں کے شور میں گم ہو گئی سعد نے ہوش ہو گیا تھا اس کا کافی خون نکل گیا تھا جس کی وجہ سے اس میں کمزوری اور نفاست آئی تو وہ لڑکھڑانے لگا مگر سینے میں خنجر چھپنے سے اس کی ہمت ٹوٹ گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ عالم بے ہوشی میں اس نے دیکھا کہ وہ ایک ویران جگہ کھڑا ہے جہاں اس کے سامنے ایک نوئی چھوٹی عمارت ہے جس کے چاروں طرف اور اس کے چاروں طرف تلے کئی ایسی گھاس اور کانٹے اور جھاڑیاں ہیں وہ حیرت سے یہ منظر دیکھتا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ یہاں کیسے آیا انجی وہ ایسی سوچ میں تھا کہ اچانک اس کے سامنے تیز روشنی ہوئی جس سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ ہب روشنی چھٹ گئی تو وہ حیرت سے روشنی کے منبع کو دیکھنے لگا تو اسے وہاں ایک ایسے کا دروازہ دکھائی دیا۔ جس پر آنے کے راستہ لکھا ہوا تھا۔ وہ حیرت سے اس دروازے اور رخ کو دیکھنے لگا۔ اور اس میں تجسس ابھرا۔ کہ وہ اندر جا کر دیکھے۔ وہ عجیب ہو کر دروازہ کھولنے لگا۔ تو ہوا کا ایک دلفریب جھونکا اس کے نفعوں سے کھرایا۔ اچانک ماسٹے ایک راستہ بن گیا جس پر اسے کوئی لڑکی اپنی طرف بھاگتی ہوئی دکھائی دینی اور نلنے اندر آنے سے قہقہہ کرنے لگی۔ سعد کو یہ آواز جانی پہچانی سی لگی اور وہ رک گیا کہ دیکھتے تو آخر یہ لڑکی کون بنے بھاگنے بھاگتے وہ اس کے قریب آئی ہے تو اس کے نقش دیکھ کر وہ حیرانگی اور ڈنڈی سے مت مابین گیا۔ اور اس کی

آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ اس کا دل حسرت سے جھوم سا گیا۔ وہ لڑکی اور نہیں اس کی اپنی منگیتراس کی جان نوشین ہی تھی۔ وہ بلند آواز میں بولی۔

سعد اندر صحت آنا اندر صحت آنا۔ اگر تم اندر آئے تو پھر کبھی بھی باہر نکل سکو گے۔ واپس جاؤ اور اس کو جنم میں پہنچا کے آنا جس نے مجھے تم سے جدا کیا تھا۔ جلدی جاؤ ورنہ وہ تمکو مار دے گا۔ سعد پر اس کی کسی بات کا اثر نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ وہ تو اس کے حسن میں کھو چکا تھا۔ اور اسکا ویدار کر کے اپنی پیاس بجھانا چاہتا تھا۔ نوشین اسی طرح بنا میک اپ تھی کہ بنا کسی سرفی لگائے ہوئے تھی جن کی مہک فضا میں شامل ہو کر اسکی سانسوں میں سما گئی۔ سعد کی خوشی، یلدی تھی نوشین کو دیکھ کر وہ سب کچھ بھول گیا تھا اور اسی میں کھو گیا۔ وہ کتنا ترسا تھا اسنے لیے اور کتنا ترسا تھا اسکے ویدار کے لیے وہ سب کچھ بھول گیا تھا آج وہ اس کے سامنے تھی اور وہ بنا تاخیر کے اسے گلے لگا کر اپنی بے ترتیب ہڈیوں کو قرار دینا چاہتا تھا۔ اپنے من کو شانت کرنا چاہتا تھا وہ کتنا بے قرار تھا اس کی روح کتنی بے قرار تھی اس کے لیے اور وہ کہتے غرض بعد اسے کئی تھی نوشین اس کے قریب آئی تو وہ بے خودی میں بولا۔

نوشین میری جان۔ کہاں تھیں تم۔ میرا زہ بھی خیال نہیں آیا تم کو آج آج تم مجھے ملی ہو

سعد میری جان وہ اس کے الفاظ کاٹتے ہوئے بولی واپس جاؤ۔ اور مایہ کال کو مار دو ورنہ میری طرح ایک اور نوشین مایہ کال کے ظلمات کی بلی چڑھ جائے گی تم کو میری قسم سعد۔۔۔ جلدی جاؤ دیکھو دو تمہارا سر اڑانے والا ہے میں یہیں ہوں اور تمہارا انتظار کر رہی ہوں لیکن تم کو اسے مار کر آنا ہوگا۔ جاؤ سعد نے گھوم کر پیچھے دیکھا تو مایہ کال گوارہ لیے ہوئے اس کے قریب کھڑا تھا اور جاملش کا نائب اس کا معافیہ کرنے والا تھا جاؤ سعد جلدی جاؤ۔ اس سے پہلے کہ وہ تمکو رو کر ارادے کر مایہ کال کی جیت کا اعلان کرے سعد تیزی سے واپس ہوا اس نے بھاگتے ہوئے نوشین کی آواز سن لی جلدی آنا سعد۔۔۔ وہ تیزی سے بھاگنے لگا۔ جاملش کے نائب نے سعد کا معافیہ کیا اس نے سعد کی بغض چپک کی مگر وہ ہندو سی دی جان گیا تھا کہ سعد مر چکا ہے اس لیے وہ مایہ کال کی کامیابی کا اعلان کرنے ہی والا تھا کہ سعد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور دیکھیں کھول کر کہا

میں زندہ ہوں اور مقابلہ شروع کر ڈبوؤں ہے اور مایہ کال وہاں نے نہایت حیرت سے سعد کو دیکھا جیسے انہیں یقین نہیں آتا تھا کہ سعد کچھ بولا سعد تیزی سے اٹھا ڈبوؤں ہے نے مقابلہ شروع کرنے کا اشارہ کیا۔ سعد کو اٹھنا ہوا دیکھ کر ہل چکی گنگ ر د گیا مگر بانیہ اور ساجد کے مرجھائے ہوئے چہرے کھل اٹھے بانیہ تڑپ کر اٹھی اور اس نے سعد کو کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا اسے یقین نہیں ہوا تھا کہ سعد زندہ ہے۔ اس نے اسی حیرت سے ساجد کو دیکھا جو خدا کا شکر بخانا رہا تھا

اتنی جلدی تو مجھے نہیں مار سکتا۔ مایہ کال۔ سعد نے اس پر طنز کیا تو وہ غصہ سے کھولنے لگا۔ مایہ کال نے اس پر وار کیا۔ تو سعد نے روکا اور پھر جھکا کر دے کر سعد نے ایک بھر پور وار کیا جس سے مایہ کال کی تلوار گر گئی مایہ کال نہٹا ہو گیا۔ اور اوپر اوپر اٹھنے لگا سعد نے بھی تلوار دور پھینک دی۔ اور خنجر نکال لیا۔ مایہ کال اس کے قریب آیا۔ اور اس نے خنجر سے سعد پر حملہ کیا سعد ہار تو رک گیا۔ مگر اسی کش مکش میں اس کا خنجر زمین پر گر گیا۔ مایہ کال نے اسے بے بس دیکھ کر دوبارہ بار بار است زور دارات ماری تو وہ واڑتا ہوا دور جاگرا۔ ابھی وہ دھچک سے گرائی نہیں تھا کہ مایہ کال اڑتا ہوا اس کے اوپر آیا اسی طرح اس کے سینے پر خنجر گھسا نا چاہتا مگر سعد نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا اور خنجر کا رخ مایہ کال کی طرف موڑ دیا۔ مایہ کال نے بھر پور زور لگایا۔ مگر سعد پر جنون سوار ہو گیا تھا۔ اس نے خنجر کا رخ مایہ کال کی گردن میں کھینچ دیا۔ وہ اس کے شہرہ رگ کو کاٹتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ اس کے جسم سے گندہ سیال

اودھ لگا اودھ تیزی سے فواد سے کی مانند سعد برگر نے لگا سعد نے اسے تیزی سے خود سے دور ہٹایا۔ اور لڑکھڑاتا ہوا اٹھ گیا۔ اس نے فضا میں ہاتھ پیرایا۔ بالکل کسی پھٹکی کی طرح نرپے لگا۔ اور برب زب کر کھٹھڑا ہوا گیا۔ بانیہ کے منہ سے خوشی کے اوے ایک بھر پور وحی نکلے اور ساجد نے خوشی سے اٹھ کر تالیاں بجاتا شروع کر دیں بوز ہا جالوش کے انار سے سے مابہ کا معائنہ کیا گیا اور اسے مرا ہوا دیکھ کر سعد کا ہاتھ پکڑ کر فضا میں بلند کر کے اس کی جیت کا اعلان کر دیا۔ تمام ہال حیرت سے سعد کو دیکھ رہا تھا اور اس کی جیت پر خود کنساں تھا بوز ہا سعد سے بولا۔

فودانی عسکتی والے سعد غم نے مابہ کال کو مار کر یہ ستر کہ جیت لیا ہے اور سحر اعظم جالوش کے حکم سے تمہارے تین خواہشیں پوری کرنے کا مجھے اختیار ہے بولو۔ سعد نے واضح محسوس کیا تھا کہ اس بوز ہے کی آواز میں غراہت بھی جیسے وہ اسکے جیتنے پر غصہ میں ہو

میری یہ خواہشیں ہے کہ تم لوگ پوری زندگی بانیہ کو نہ تو دیکھو گے اور نہ ہی اس کا خیال رکھی دل میں لاؤ گے۔ اور وہ آواز رہی ہے گی۔ زندگی بھر میں میری خواہش ہے ٹھیک ہے تمہاری یہ خواہشیں پوری ہوگی اور بانیہ زندگی بھر آواز دے گی۔ وہ یہ کہتا ہوا واپس ہوا۔ اور بانیہ اور ساجد خوشی سے جھونے ہوئے سعد کی طرف بھاگے سعد نے اپنا بدلہ پورا کر لیا تھا اور مابہ کال کو مار دیا تھا۔ اس نے اپنی محبت اور خاندان کے قتل کا حساب برابر کر دیا تھا اب وہ مزید زندہ نہیں رہنا چاہتا تھا۔ اور اپنی نوٹشیں کے پاس جاتا جا رہا تھا۔ جو وہاں اسکی منتظر تھی اور جس نے اسے جلدی آنے کو کہا تھا۔ سعد کے قدم لڑکھڑانے لگے وہ گرنے ہی والا تھا کہ ساجد نے اسے سنبھال لیا اور محلے سے لگا لیا۔ ہم جیت گئے ہیں سعد۔ تم نے کر دیکھا ہے وہ خوشی سے بولا۔ بانیہ نے مابہ کال کی لاش کو خفاوت سے دیکھا اور اس پر ہنوک دیا۔ سعد کے پاس آکر وہ خوشی سے چلائی۔

شکر ہے سعد غم نے مجھے بچا لیا ہے۔ مجھے بھی زندگی دی غم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا وہ خوشی سے اسے دیکھتا رہا اور اس کے چہرے پر بھٹکی خوشی کو نوٹ کرنے لگا جو واضح جھلک دی تھی بانیہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بولی۔ آؤ سعد! شوہم ایک نئی زندگی کی شروعات کرتے ہیں۔

نہیں۔ مجھے جانا ہوگا بانیہ۔ وہ میرا انتظار کر رہی ہے میری راہ تک رہی ہے۔ میں اس سے جلد واپس آنے کا وعدہ کیا ہے تم اپنا خیال رکھنا وہ کمزوری آواز میں بولا تو بانیہ نے حیرت سے کہا۔

کون۔۔۔ کون تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

میری جان نوٹشیں۔ میری محبت۔ کتنے غم کے بعد تو وہ مجھے ملی ہے میری روح کو تورا آیا ہے میں اسے کے پاس جا رہا ہوں کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں میری زندگی اسی سے شروع ہوتی ہے اور اسی پر ختم ہوتی ہے پھر اس نے ساجد کا ہاتھ پکڑا اور نوٹشیں کے ہاتھ میں دے کر بولا۔ یہ۔ یہ۔ یہ۔ جو تم کو سدا خوش رکھے گا۔ پیلز رونہ کرنا وہ میرا دل نوٹ جائے گا۔ ساجد اور بانیہ نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہجر کھنے ہی والے تھے کہ سعد کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی نوٹشیں کے پاس جا چکا تھا۔ سعد۔ وہ دونوں اسے جھنجھوڑنے لگے مگر وہ اب ان کے دو مہان نہیں تھا سعد۔۔۔ سعد بانیہ زور زور سے رونے لگی اور اسے بلانے لگی ساجد کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تمام ہال خالی ہو چکا تھا اور جالوش بھی جا چکا تھا جا تک ایک زوردار آنسو چلی جس سے چادوں طرف گرد و غبار پھیل گیا گر داتا تھا کہ انکی آنکھوں میں بنانے لگا جا تک دو۔ گراؤغذ زمین پوس ہونے لگا۔ اور ہال میں جل جل گئی ہر چیز نوٹ کر نیست و نابود ہو گئی۔ زمین میں ایک بڑا سا بول بن گیا۔ جو ہر چیز کو تیزی سے اپنے اندر سمو لے لگا۔ گرد و غبار کی وجہ سے دونوں اس آفت کو نہ دیکھ سکے

اچانک انکے نیچے والی زمین میں ڈراڑس پڑیں اور پھر زمین تن ہو گئی اس سے پہلے کہ اچانک وہ ان درازوں میں گر کر ہمیشہ کے لیے زمین بوس ہوئے اچانک ہانیہ کو دو نازک ہاتھوں نے تھام لیا اور اس کے بعد انہیں معلوم نہیں کیا ہوا۔

جب ہانیہ کی آنکھ کھلی تو وہ ایک گھر میں جا رہا پائی پر لٹی ہوئی تھی اور سورج اس کے اوپر چمک رہا تھا ہانیہ نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں اور حیرت سے اصرار دیکھا جیسے یقین کر رہی ہو کہ وہ کہاں ہے وہ انہی اور اس نے چاروں طرف دیکھا وہ ایک مکمل گھر تھا جس میں دو کمرے تھے اور ایک بکن تھا۔ اس نے غور کیا وہ اس کا اپنا گھر نہیں تھا کسی اور کا تھا ابھی وہ اسی گفتگو میں تھی کہ اچانک اسے ایک کمرے سے ایک لڑکی نکلتی ہوئی دیکھائی دی۔ وہ ایکس بائیس سال کی تھی اس کا سانولہ رنگ تھا اور اس نے ماتھے پر تلک اور سارے ہانیہ باندھ رکھی تھی وہ تیزی سے اس کے قریب آئی اور بولی۔

میرا نام آرتی ہے میں نے تم کو تین دقت پر آ کر بھال اور نہ وہ کمبندو جالوش کا نائب تم کو مار دیتا۔

ساجد ساجد کہاں ہے اور تم کون ہو میں تم کو نہیں جانتی ہوں۔

وہ اندر کمرے میں ہے اور بالکل ٹھیک ہے میں اسے دیکھ کر آتی ہوں۔ اچانک ساجد بھی اٹھ کر ان کے پاس آگیا اور بولا۔ شکر بآرتی تم نے نہیں۔۔۔

ارے چھوڑو ساجد بھائی جن کو ماہ کال نہ مار سکا ان کو کوئی کبے مار سکتا ہے میری سزا اب پوری ہو چکی ہے۔ اور میں آزاد ہوں اس لیے اب میں ہمیشہ کے لیے آسمانوں پر جا رہی ہوں لیکن افسوس کہ سعد اب ہمارے درمیان نہیں رہا۔ اور اسے میں نہ مل سکی۔ آرتی نے مردانہ فہری ہو کر دونوں بھی افسردہ ہو گئے۔

اب مجھے اجازت دو اور خوشیاں مناؤ۔ یہ گھر جس میں تم موجود ہو سعد کا اور نوٹین کا ہے اب اس میں ہم نے سعد اور نوٹین بن کر رہنا ہے۔ باہر مولوی صاحب محلے کے چند بزرگ اور غور میں کھڑی ہیں تمہارا نکاح کرنے کے لیے ان کو بلاؤ اور ایک فی زندگی کا آغاز کرو۔ بھگوان ہم دونوں کو سعد انوش رکھے۔ آرتی نے ان کو عادی اور چاہنے لگی تو ساجد نے اسے دیکھ کر اور نکاح میں شامل ہونے پر کہا تو اس نے کہا نہیں ساجد۔ میرے پاس ہفت نہیں ہے لیکن میں ہمیشہ تمہارے درمیان رہوں گی اور سعد بھی تمہارے درمیان رہے گا۔ میں نے نوٹین کا وہ شادی والا جوڑا جو سعد اس کے لیے لا بایا تھا ہانیہ ہم اس کو بہن لینا اچھا اب اجازت۔ آرتی نے ہاتھ بلایا اور فضاؤں میں گم ہو گئی۔

سعد تیزی سے اس حویلی کے قریب آیا اور دروازہ کھولا تو نوٹین اس کی راہ کو کھڑی تھی اس کو تاتا ہوا دیکھ کر اس نے خوشی سے اپنی بائیس کھول دیں اور اسے اپنی ہانہوں میں آنے کا اشارہ کیا سعد نے دروازے پر نہ کھٹکا جہاں لفظ موت لکھا تھا وہ جان گیا کہ یہ دوسرا عالم ہے جہاں انسان صرف مرنے کے بعد ہی جاسکتا ہے اس نے تیزی سے قدم بڑھائے اور دروازہ کھولا تو نوٹین کے گلے لگ گیا

ہم مل گئے میری جان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ایک ہو گئے اب ہمیں کوئی جد نہیں کر سکتا۔ نوٹین۔ سعد نے پرست انداز سے کہا۔

ہاں میری جان ہم آگئے ہو میرے پاس سدا کے لیے اب ہم ایک سانہ رہیں گے یہاں ہم کو کوئی جد نہیں

کر سکتا۔ ہمارا ملن ہو گیا ہے میں نے نجانے کیسے بہ وقت تیرے بغیر بتا رہا ہے سعد وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے بولی اس کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے سعد نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر چومنا اور اسی طرح ہاتھیں بانٹھ ڈالے بولا۔

آؤ ہم اپنی نئی زندگی کا آغاز کریں ایک نئے یقین کے ساتھ ایک جذبے کے ساتھ آؤ دو دونوں خوشی سے جھومتے چلے گئے اور ان کے ملن کو دیکھ کر نفسا میں بھی رقص کرنے لگیں اور بھول کھلنے لگے اور آخر کار وہ بچھڑے ہوئے دل ایک ہو گئے ایک جان ہو گئے ہمیشہ ہمیش کے لیے۔ اب یہاں ان کو کوئی جدا کرنے والا نہیں تھا نہ ہی کوئی مایہ کال تھا اور نہ ہی کوئی مظلوم سعد صرف خوشیاں سمیٹیں اور ہوا میں اٹھو کچ کر یہ گیت گارہی تھیں۔

جاویدا اس ہے عشق تم سے جاویدا اس ہے۔

جان و دل کے درمیان ہے درمیان تو ہاں

جاویدا اس ہے عشق تم سے جاویدا اس ہے

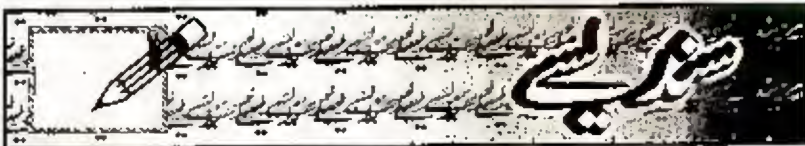
نکھ میں ہی دل اڑ رہا ہے آسمان تو ہاں

اب مہر سے دو بیچ ہیں اور میں اور ساجد بھی خوشی زندگی بسر کر رہے ہیں شادی کے وقت مجھے علم نہ تھا کہ ساجد ایک جن سے انسان نہیں مگر وہ جو بھی ہو مجھے دل و جان سے عزیز ہے کیونکہ اسے میرے لیے میرے محسن سعد نے منتخب کیا تھا میں نے اس کا فیصلہ دل و جان سے قبول کیا۔ اور ان کو ہمیشہ خوش رکھا بھی کوئی شکایت نہ ہونے دی بانیہ اپنے بچوں سعد اور نوہین کو کہانی سنارہی تھی جو اب مکمل چوان تھے اور شادی شدہ تھے اور سعد ان کا بیٹا تھا اور نوہین ان کی بہن تھیں جبکہ انکی اپنی بیٹی کا نام عقیقہ تھا جو شادی شدہ تھی اور ہاں ہم نے تمہارا نام سعد کی وجہ سے ہی اس کے نام پر رکھا ساجد نے کہا جو باہر سے آیا اور ان کی محفل میں شامل ہو گیا۔ سعد ہمارا محسن ہے وہ ہمارے دل میں سے اور ہمیشہ رہے گا کہیں بانیہ۔ ہاں ساجد وہ ہمارے خون میں بسا ہوا ہے ہم کیسے بھول سکتے ہیں اسی یہ سعد مکمل دیکھنے میں کسے تھے۔ سعد نے سوال کیا۔ نو ساجد اور بانیہ نے اس کی جگہ لینے ہوئے مسکراتے کہہ دیا ہم جیسے۔ ہا ہا ہا۔ وہ سب مسکراتے اور یوں ایک کہانی کا اختتام ہو گیا۔

آپ سب کی آرا کا شدت سے انتظار رہے گا۔ اس کہانی کے ایڈز کے ساتھ ہی ایک نئی سلسلہ وار کہانی بعنوان ہمارا یہ بھی شروع کر رکھی ہے جو بہت جلد آپ کے سامنے ہوگی معزز قارئین کچھ ڈالنی و جواب کی بنا پر کچھ عرصہ آپ سے دہرہ بانٹا، اللہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ اور ہر ماہ حاضری چاری رہے گی۔ جو لوگ میری تحریریں پسند کرتے ہیں ان کے لیے حد شکر ہے۔ اور امید ہے کہ یہ سلسلہ چاری رہے گا۔ اس کہانی پر مکمل کر خیر ہو جائے گا۔ ساحل دعا بخاری آپ کی تشدد کا شدت سے انتظار رہے گا۔ بانی سب کو سلام۔

رو میں ہے، فٹس نمبر کہاں دیکھتے تھے

نے بال پر سے پایا، ہے رکاب میں



اس کالم کے لئے آپ بھی اپنے مندرجہ ذیل کو ارسال کر سکتے ہیں۔ اس کالم میں لڑکوں کے لڑکیوں کے نام سندیسے شائع نہیں کئے جائیں گے۔ لڑکے صرف لڑکوں کے نام اپنے سندیسے ارسال کر سکتے ہیں۔ لڑکیوں کے نام آئے ہوئے شخص اور غیر عیادتی سندیسے شائع کر دیئے جائیں گے۔ مندرجہ ذیل کے نیچے پتہ شہر کا نام لکھنا ضروری ہے۔

آپ کی جانی گھسا کر میں آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ ایک ٹیبلٹ لیا اور
جی بہت دلکش اشعار لکھے تھے۔ (تویر احمد - کہ بات)

۱۰۔ قادیان کے حکام، مسلمانوں کو قتل، دہشت خاں شہر پر
شہزادہ عالمگیر، خاں خاں، شہزادہ شہر علی کو بہت دیا
مسلمانوں کی طرف سے پاکستان کو دیا مبارک ہو، قادیان
اور ویلہ (جی آپ دونوں بہت اچھا لگتے ہیں)۔ (توہمہ)

... ایک بے وفا کے نام: از امت کے ذریعہ سے چھوڑ دیا
شیراز، اے دوست اور نہ ہی چھوٹی خبر ہو کہس کے قتل تو نہیں
تھی۔ اس کے بعد تیرہ روزوں میں نکاش، سفیر، ارسلان اور
روشنیت کو قتل کیا۔ (توہم احمد خان - گواہات)

... کار میں کے نام: اچھی بات کرو ورنہ خاموش رہو اور
 بڑوں کی عزت کریں مجھوں کو سے پیار کریں اور اپنی بات کا
 خیالی رخصت: دینا میں سے زاد کو کئی: سنی پیار کی نہیں۔ (بھر
 اے حسن احمد حیدری۔ سبھی آواز)

..... شہزادہ یاکبیر کے نام: وزیر شہزاد صاحب مداح
مقامت دہرا دھاپ کا لڑا جسے خزانہ کی دلی اور دولت
چوٹی ترقی کرے۔ (رائے عیس دلی چاہت۔ وڈو بسوا۔
پٹنہ۔)

۱۔ کارکن کے نام، فرائض و ذمہ داریوں سے منسلک تمام
دفتروں کی ہر ایک طرف سے نمائندے اور بڑے مسائل کا جدول بنو-
جئے آپ سے کامی ہو سکی کہ کیا پابانہ دوں اگر کوئی ہے تو پلیز! (پیر
تلاخ - سندھو)

۵۔ راجن پور کے نام بہت جلد میں آئیں کوہاٹی فرخ آباد کی خاطر
کہ روایات یہ کہ آپ سب کھانا کی حضرات پڑھ لکھ پڑیں گے۔ اٹ
اپنے باپا علی علیہ السلام۔ (عبداللہ - ترمذی - زبیر)

..... کار میں کے نام چاہتے کچھ نہیں ہو جائے، چاہتے
 سائنس میں کیوں نہ آجھ جائیں، تم بس اتنی یاد رکھنا کہ کسی
 درستہ اپنے کسی خیراز پر زیادہ اعتماد نہ کرنا۔ (علی بابا -
 مستندوں)

تاکر کیلئے نام: میں کہاں رہتا ہوں، تم کہاں رہتے ہو اور کیسے رہتے ہو، نام: آپ میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ کوئی کہاں اور کیسے رہتا ہے۔ لیکن ہم میں آپ جس کی فونٹک (جو جسے ہماری دوسری کپی بھلائی ہے۔) (مٹی باور۔ مسند ہدیٰ)

... تعلیمی دوستی سمجھے، کوئی تہنہ، اکیلا ہے، تو بھی کوئی اداس، غمزدہ ہے، تو بھی کوئی بے بس، اچار ہے، تو بھی مجھ سے تعلیمی دوستی کر، پاتے تو ہیں۔ (بابر علی سحر - مسند قرنی)

..... یاد آئے والے کے نام تجاہد ہی بہت یاد آتی ہے ایسے
 مہینے میں چھپا کر کہہ سکتی تو اپنا دیدار کرنا کہہ کر۔ (شوکت رشید
 خیالی - سہ ماہی)

شہزادہ عالمگیر کے تمام جلیز و انجسٹ میں معیاری اشعار شائع کیا کریں کیونکہ آپ کے انجسٹ میں صرف اشعار غیر معیاری تھے جسے باقی سب کچھ بہت عمدہ ہوتا ہے۔
(افضل غازی - راولپنڈی)

حضرت عمرانؑ روئید کے نام: آپ کی کہانی مایہ کمال بہت
 زیروست ہے اور کائنات و کونین قسط دار کہانیاں سمجھا کریں آپ کی
 تحریروں میں باد و ہے تنہید سے ست گھبراہٹ (افغانی)
 عباسی - راولپنڈی)

ہم۔ ایسا باقی کے نام: آپ کے شہر بہت اچھے تھے آپ کی تحریریں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ (افضل احمد خاں)۔
(راولپنڈی)

... تھوڑی دیر کے نام: میری طرف سے خوفناک کے نام
 پڑھنے والوں کو دل کی گہرائیوں سے سلام میں جب سے
 خوفناک پڑا ہوں تو اس کا عادی بن گیا ہوں جس اعتبار سے

ڈر کے آگے جیت ہے

۔۔۔ آر۔ کے ریحان خان۔ قسط نمبر ۲

رات کا ٹیگز ریچکی تھی رات کا آخری پہر تھا کہ ریحان نے خواب میں سیرن کو دیکھا جو گھر سے باہر نکل گئی وہ جٹ سے خواب سے بیدار ہوا اور دوازہ کھول کر سیرن کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی مگر سیرن کے کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا اور وہ اپنے کمرے میں نہیں تھی ریحان سمجھ گیا کہ وہ بچر سے کسی سائے کے زیرِ ٹیٹ آچکی ہے اس نے سب کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اور چپکے سے گھر سے باہر نکل گیا۔ اس نے باہر اپنے محل کے دریلے پتے لگا لیا کہ سیرن قبرستان کی طرف جا رہے ہیں وہ تیزی سے قبرستان کی اور بڑھ گیا رات کے ٹیٹ بج رہے تھے ہر طرف خاموشی کا سماں تھا ریحان تھوڑی دیر میں قبرستان پہنچ گیا وہاں پر اس نے جو دیکھا اس کے دل سے کھڑے ہو گئے کیونکہ سیرن پر کسی اور مخلوق کا سایہ تھا۔ اور وہ قبر کو دھک دے خود کو اس میں دفن کر رہی تھی اس کی آنکھیں مکمل اندے کی طرح سفید پڑ چکی تھیں اور اس کے خوبصورت بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اس کا رنگ مکمل سفید اور کالا پڑ چکا تھا۔ اس کی خوبصورتی کا نام نشان نہ تھا ریحان کو تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سیرن ہے جسے لوگ خوبصورتی کی ملکہ کہتے ہیں یہ کیا واقعی میں سیرن ہی ہے خیر اس نے اپنے ڈر اور خوف کو دور کیا کیونکہ اسے اس سفر پر اس سے زیادہ بھانک چہرے دیکھنے تھے سیرن خود کو آدھنی سے زیادہ قبر میں دفن کر چکی تھی اب ریحان کو کبھی بھی حال میں اسے بچانا تھا وہ تیزی سے سیرن کے قریب گیا اس نے سیرن کے دونوں کندھوں کو پکڑا اسے باہر نکالنے لگا مگر سیرن نے اس کو بائیں ہاتھ سے ایک جھجکا دبا اور اسے دور پھینک دیا۔ اس کی آواز میں غضب کا ڈر تھا ریحان نے خود کو سنایا۔ اور بچر سے سیرن کے نزدیک گیا ابھی وہ سمجھ رہے تھے کہ والا تھا کہ سیرن کے منہ سے جو آواز نکلی اس نے اس کو ہلا کر رکھ دیا۔ رک جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس لڑکی کا پیچھا چھوڑ دو اسے ہمارے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور تو کیا چیز ہے ایک معمولی سا کیزا ہے تو کیزا ہے اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جا۔ ریحان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ آواز بل کر ایک آواز نکال رہی تھیں جب اس نے غور کیا تو اسے پتہ چلا کہ یہ سات آوازوں سے مل کر ایک آواز نکلتی رہی ہے اس پر ریحان نے خود کو سنایا لے ہوئے کہا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں یہاں سے جانے نہیں اس لڑکی کو بچانے آیا ہوں اور دوسری بات یہ کہ آخروں نے کون اور تمہاری اس منہ دم لڑکی کے ساتھ کیا دشمنی ہے اس نے خبر کیا لگاڑا ہے سیرن پوری طرح فبر میں دفن ہو چکی تھی صرف اس کا چہرہ باقی تھا۔ وہ کانپ کر رہ گیا۔ ایک خوفناک اور سنسنی خیز کہانی۔

ریحان نے قبضوں کی آواز پر سن لی تھیں اس کا روح اب آوازوں کی طرف تباہ جب تک ریحان وہاں پہنچنا سیرن نے کنویں میں چھلانگ لگا دی۔

سیرن نہیں رک باؤ۔ مگر بہت دیر ہو گئی تھی سیرن نے کنویں میں چھلانگ دی تھی وہ جیسے ہی اس اندھیرے کنویں میں پہنچے وہ بوئیں میں آچکی تھیں اب اس پر کسی شیطان یا بدروح کا سایہ نہیں تھا سیرن نے جیسے ہی اس



اندھیرے کنویں کو دیکھا تو ڈر اور خوف سے اس کے روتے کھڑے ہو گئے۔ اب وہ اس گہرے کنویں میں کبھی ڈوبتی اور کبھی پانی کی سطح پر آ جاتی جیسے کوئی اس کو سزا دے رہا ہو یہ بی بی وہ دوتی اور نہ ہی وہ پانی کے سطح پر تیرنے میں کامیاب ہو رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی اسے دوبارہ باہر نہ سہارا دے گا۔ وہ آج موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی تھی اس کا برا حال تھا آج سمرن کو مکمل ڈر کا احساس ہوا تھا۔ وہ آج موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہی تھی اس اندھیرے اور بھیاں ک کنویں میں سمرن کی آواز میں دیواروں کے ساتھ ٹکرا کر واپس آ جاتی اس کے ساتھ بھیاں ک اور خوفناک آوازیں ک ایک سلسلہ شروع ہو گیا جو کان کے پردے چھاڑ دینے کے لیے کافی تھا چنانچہ سمرن کے ہاتھ اس کی گتے پرے کی طرف خود بخود بڑھنے لگے اور اس کے ہاتھ بھی بڑھنے لگے جو خبروں جیسے تیز وار ہو گئے سمرن نے اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کی طرف لے جانے سے بہت روک رکھا تھا مگر ناکام رہی اس کے اپنے ہاتھ اس کے اختیار میں نہ تھے سمرن سمجھ گئی کہ میں اب اپنے چہرے کا گوشت خود نوچ کر کھاؤں گی سمرن گئی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب روا تھا وہ سمجھ گئی تھی کہ اس کے ساتھ میں ہونے والا ہے اس سے کہ وہ اپنا چہرہ خود اپنے ہاتھوں سے نوچ کر رہمان نے رسی کو اوپر باندھا۔ اور کچھ پرہز کر کنویں میں چھلانگ لگا دی۔ سمرن کے ہاتھ اس کے چہرے تک پہنچ ہی گئے تھے کہ رہمان نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ کر کہا ابھی نہیں ابھی میں زندہ ہوں اور میرے ہوتے ہوئے کوئی شیطانی بدروح کوئی شیطانی سایہ سمرن کے حسین چہرے کو جو بھی نہیں سکتی سمرن نے جیسے ہی رہمان کو دیکھا تو اس کی جان میں جان آگئی رہمان نے کچھ پرہز کر سمرن کے ہاتھوں پر پھونک ماری تو دھیرے دھیرے سمرن کے دونوں ہاتھ اپنی اصلی حالت میں آ گئے اور کنویں میں خوفناک آوازیں کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ سمرن روتے ہوئے رہمان کے گلے لگ گئی وہ زور زور سے روتی رہی رہمان وہ۔۔۔ وہ مجھے برباد کر رہا ہے رہمان مومنو مجھے پتہ نہیں چلا کہ میں یہاں پر کے کے کیسے۔۔۔ میں میں تو سولی ہوئی تھی مگر یہاں سمرن بکلا تے ہوئے کہہ رہی تھی اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی وہ نہایت ہی بھاری ہوئی تھی کیونکہ یہ کوئی عام کنواں بھی نہ تھا موت کا کنواں تھا سمرن۔ سمرن خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہوا ہے تمہیں تم ٹھیک ہو جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ رہمان نے سمرن کو سولی دیتے ہوئے کہا سمرن نہایت ہی خوفزدہ تھی اس لیے اس کی آنکھیں بند ہوئے مگر رہمان نے کچھ پرہز کر رسی پر پھونک ماری تو رسی اوپر کی طرف حرکت میں آگئی اور تھوڑی ہی دیر میں رہمان سمرن کو اوپر لے آیا سمرن مکمل پانی میں بیٹھ گئی رہمان نے اوپر اپنا جو کٹ اتار دیا۔ اس نے سمرن کو ڈھانپ دیا۔ سمرن بے ہوش ہو چکی تھی رہمان تھوڑی دیر سمرن کے حسین چہرے کو دیکھتا رہا۔ اور پھر جلد ہی خود کو سنبھالا۔ اور پھر سمرن کو اٹھا کر اس کے گھر کی طرف روانہ ہو گیا رات ابھی بھی باقی تھی رہمان نے سمرن کے گھر کا دروازہ کھٹکنا یا۔ گئی بار دستک دینے پر اندر سے سمرن کی اسنے دروازہ کھول دیا۔ سامنے انہوں سمرن کو بے ہوش دیکھا تو وہ تڑپ گئی سمرن اپنی سمرن بچی تمہیں کیا ہوا ہے سمرن کی ماں رو دکھ کر کہے جارہی تھی

خدا کے لیے جی آتھیں کھولو۔ اس پر رہمان نے اس کی ماں سے کہا
آنٹی سمرن بالکل ٹھیک ہے بس خوف کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو چکی ہے آپ فکر نہ کریں صبح تک یہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی
مگر جیتا تم کون ہو سمرن کی ماں نے رہمان کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو رہمان نے سمرن ک ماں کو سب کچھ بتا دیا۔ جسے نہ کر وہ بولیں۔

بیٹا۔ ہم تمہارا شکر یہ کیسے ادا کریں
 نہیں آئی اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ میرا فرض تھا۔
 مگر ہمارے لیے تم جو کر رہے ہو وہ کوئی اپنا بھی نہیں کر سکتا
 آئی بس یہ سمجھ لیجئے کہ میرے ابو کی آخری خواہش تھی اور مجھے اپنا ہی سمجھیں۔ آئی اب میں چلتا ہوں صبح
 میں پھر آؤں گا۔ اور سیرن کو ایک خوشخبری بھی دی تھی ریحان نے سیرن کو اس کے کمرے میں لٹایا اور اپنے گھر
 چلا گیا۔ اسی طرح یہ رات بھی گزر گئی۔ صبح ریحان اور مورزین سیرن کے گھر کو چلے گئے صبح دس بجے کا وقت تھا
 ریحان اور مورزین نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے حنا نے دروازہ کھولا
 مورزین ریحان آپ دونوں آگئے
 ہاں حنا اب کیسی طبیعت ہے سیرن کی
 ریحان اب وہ ٹھیک ہے مگر کل رات اگر آپ نے اس کو بچایا نہیں ہوتا تو پتہ نہیں آج ویدی کس حالت میں
 ہوتی۔ حنا نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔
 حنا اب پلینز یہ باتیں مت دوہراؤ۔ اور نہیں اندر آنے کے لیے نہیں کہو گی
 مورزین کی اس بات پر حنا جلدی سے بولی۔ کیوں نہیں آئیے آئیے۔ ماں۔ کچھ کون آیا ہے۔
 ارے بیٹا آپ۔
 جی آئی سوچا سیرن کے بارے میں جان لوں اور اسے ایک خوشخبری بھی تو دینی تھی آئی یہ میری بہن
 مورزین ہے۔

آؤ اندر سیرن اندر ہے تم دونوں کا انتظار کر رہی ہے
 ارے ریحان مورزین تم دونوں میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی ریحان مورزین تم دونوں کی عمر زیادہ ہو گئی
 ہے کیونکہ ابھی ہم لوگ تمہارے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے
 سیرن اب یہ سب باتیں چھوڑ دو اور یہ سناؤ کہ اب تم کیسی ہو۔ ریحان نے سیرن کے پاس بستر پر بیٹھتے
 ہوئے کہا
 ریحان میں تو اب ٹھیک ہوں مگر رات کو اگر تم صبح وقت پر نہ پہنچتے تو پتہ نہیں آج میرا کیا ہوتا سیرن نے
 نظریں جھکائے ہوئے خوف سے گھرے ہوئے لہجہ میں کہا۔
 سیرن تمہارا میں کیا کروں تم کیوں اس بارے میں سوچتی ہو جو ہوا بس ہو اور تم بالکل ٹھیک ہو اور جب
 تک میں اس کالے اور شیطانی مائے کے راستے میں ہوں وہ تمہارا بال بھی بھگا نہیں کر سکتا۔ ریحان نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔ جس پر سیرن کے دل کو کچھ تسلی ہوئی اور بولی۔
 مگر ریحان تمہیں پتہ کیسے چلا کہ میں اس جنگل میں ہوں
 سیرن میں نے نہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ تمہارے ساتھ جو بھی واقعہ ہوتا ہے مجھے وہ خواب میں خیالوں میں
 پہلے ہی دیکھا جاتا ہے اب یہ تمہیں اور کس لیے میں نہیں جانتا۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ اس کام کے لیے مجھے چنا گیا
 ہے۔ اچھا چھوڑ دو یہ سب اور میں نہیں ایک خوشخبری دینا چاہتا ہوں۔
 ہاں ریحان میں تو بھول ہی گئی تھی امی کہہ رہی تھی کہ تم مجھے کوئی خوشخبری سنائے آئے ہو۔
 ہاں سیرن اور وہ خوشخبری یہ ہے کہ میں نے داوی مرگ کا نقشہ حاصل کر لیا ہے۔

کہا۔ کیا سب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ مگر کیسے
وہ ایک جادوئی نقشہ ہے جو ابھی کچھ صفحات پر مشتمل ہے مگر وادی مرگ کے سفر پر اس کے صفات و دھیرے
دھیرے بڑبڑائیں گے اور اس میں نئے نئے واسطے نئی نئی معلومات ابھریں گی۔ اودب نقشہ ایک کتاب کی شکل میں
بن جائے گا۔ اب منزل دو دنوں کے سفر پر اب جلدی سے سفر نہ ٹھیک ہو جائے تو ہمارا وادی مرگ کا سفر شروع
ہوگا۔ ریمان نے تفصیل بتادی۔

ریمان یہ واقعی میں خوشخبری ہے اود میں اب بالکل ٹھیک ہوں آج ہی اس سفر کا آغاز کریں۔
سمرن کی بچی بڑی جلدی ہے وادی مرگ جانے کی لیکن تمہارا دے کہنے سے کیا ہوگا جب مجھے لگے کہ تم پودی
طرح ٹھیک ہوگئی ہو تو اتنی جلدی سے اس سے پہلے تو تم سفر کے بارے میں سوچنا بھی مت دیمان تو کہا اب سب
کچھ تم ہی طے کر دو گے کہ ہمیں کب نکلتا ہے کیا مجھے ایک بھی فیصلہ کہنے کا حق نہیں ہے سمرن نے اپنا بڑا سامانہ
بناتے ہوئے کہا۔ اس پر دیمان نے مذاق کے انداز میں سمرن سے کہا۔ نہیں بالکل نہیں کیونکہ تم حد سے بھی
زباہہ پاگل ہو جاؤ گے ورنہ وہ بے وقوف بھی۔ اس لیے تم کھانا بھی اود پانی بھی سب میری مرضی سے لکھاؤ گی تم وہ سب کرو گی
جو میں تم سے کہوں گا۔ یہ سنا آئی۔

ہاں بننا بالکل ٹھیک کہتے ہو تم یہ بالکل بھی پاگل ہے یہ دکر سے گی جو تم ان سے کہو گے اس پر سمرن نے
اس سے کہا۔
ای آپ بھی ریمان کے ساتھ۔

دیدی صرف ای کی نہیں میں بھی دیمان کے ساتھ ہوں حنا نے بھی دیمان کا ساتھ دینے ہوئے کہا۔
اچھا تو اب میرا ساتھ دینے والا بھی کوئی بن جائے۔ اود دیمان نے اتنی جلدی تم پر جادو چلا دیا۔
ہاں سمرن یہ تو ریمان کا کمال ہے کہ دیمان کی ہم جلدی نہیں جاسکتے کل رات کے واقعے کے بعد میراؤ
اود خوف اور بھی بڑھ گیا ہے ہر وقت مجھے یہ خوف لگا رہتا ہے ایسے لگتا ہے کہ جیسے کوئی ان دیکھا سارے میرے ساتھ
ہوئے جسے وہ مجھ پر وقت نظر رکھے ہوئے ہے

سمرن تم اب یہ ذرا دودخ کو چھوڑ دو جب مجھے لگے کہ تم پودی طرح ٹھیک ہوگئی ہو تو میں خود تم سے
جانے کے لیے کہوں گا ویسے سمرن کی بچی نہیں پتہ ہے کہ وادی مرگ ہے کیا تم ابھی سے اتنی ذودہی ہو جب
وادی مرگ کے بارے میں سنو گی نو پتہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تم جانے سے انکا ذکر دو۔ دیمان نے اصل بات
چھیڑتے ہوئے کہا جس پر سب نے تجسس سے کہا

ہاں دیمان تم تو بے جانا بھول گئے ہیں کہ آخر یہ وادی مرگ ہے کیا۔ اود یہ کوئی سی وادی ہے۔
ہاں آئی ای کے لیے تو سمرن سے کہا تھا کہ اسے بڑی جلدی ہے جانے کی جیسے ہم سمر پر جا رہے ہوں آئی ای اگر
سچ پوچھو تو یہ سفر سفر نہیں بلکہ موت کا سفر ہے جہاں ہر طرف موت اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہے جس کا تصور ہی
موت کے لیے کافی ہے اس کا واسطہ سو سال سے بھی پرانی قبر سے شروع ہوتا ہے اود آسمان کی بلندیوں پر اس کا
اختتام ہوگا کالے بادلوں میں دوڑاؤئے ہوئے سائب نے وہ علاقہ بکڑے دکھا ہے اود دھتے ہوئے سائب نے
حنانے خوف سے پوچھا۔ ہاں حنا کالے بادلوں میں ایک ایسا زہریلا علاقہ ہے جس کے بارے میں آج تک نہ
کسی نے سنا ہے اود نہ ہی دیکھا ہے جہاں جنوں سانپوں چڑیلوں اود کشتوں کا مرکز ہے
دیمان یہ کالے بادل بکسے ہیں۔ سمرن کی ماں نے بادلوں کے بارے میں سوال کیا۔

آئی یہ کالے بادل بہت بھیا تک بادل ہیں یہ بدر دھو کی دنیا ہے یہاں انسان کو بانا پنڈ بھی دکھائی نہیں دیتا ہے وہاں پر سے گزرنے کے لیے ہمیں ایک کرشمائی کھوار کی ضرورت پڑے گی جس کی روشنی سے ہم وہاں ہر چیز کو دیکھ سکیں گے۔ آئی دعا کرو کہ ہمارا سفر اس کالے بادلوں سے نہ ہو خدا کرے کہ ہمارا سفر اس قبر کے اندر سے نہ ہو جاتا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمارا سفر کسی بھی وقت اور کسی بھی راستے پر ختم ہو سکتا ہے۔ سمران نے ریحان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے اس ڈر کا ج کسی بھی وقت اور کسی بھی راستے پر اگر ہم جان پائے اگر ہم اسے شکست دے پائے تو ہمیں اڑتے ہوئے سانپوں کی دنیا میں نہ جانا پڑے گا۔ اور اگر ہمیں وہاں جانا پڑے تو ہمیں بادلوں کا سفر شروع ہونے سے پہلے وہاں پر وہ کرشمائی کھوار جس سے سفید روشنی نکلتی ہے وہ غلاش کرنی پڑے گی اور اس کے بعد ہمیں بدر دھو کی دنیا کالے بادلوں میں جانا ہوگا۔ اور وہی ہمارا آخری سفر ہوگا۔ یہ سب سننے کے بعد سمران نے کہا۔

ریحان ہمیں نہیں گلنا کہ ہم وہاں پر پہنچ جائیں گے اس لیے ریحان پلےزمن بہ سفر پر جانا مجوز دو میں تو ویسے بھی خطرے میں ہوں تم اپنی زندگی پر اوست کرو سمران کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ یہ کہا سمران تم انہی سے بہت باریکی ہو اس لیے تو میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم سہرے تمہیں جا رہے ہیں کہ تم انہی ضد کر رہی تھی اور جہاں تک زندگی اور موت کا سوال ہے۔ تو وہ خدا کے ہاتھ میں ہے اس لیے یہ بند کرو تم مجھے کمزور کر رہی۔ دو میں میں چاہتا ہوں کہ میں بدی کے خلاف کمزور ہو جاؤں اور اگر اس نیک کام میں مجھے اپنی جان بھی دینی پڑے تو میں پیچھے نہیں ہوں گا۔ اب ہمیں کر پائے وہ میں کروں گا۔

سمران میرا بھائی ٹھیک کہہ رہے بدی کے خلاف یہ جنگ جتنی ہے ہر حال اور اگر اس میں میرے بھائی کی زندگی جلی گئی تو مجھے فخر ہوگا اپنے بھائی پر موز بننے کے سبب پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بنا اگر کج کہو تو آج کل کہیں بھی تم جیسا انسان نہیں ہوگا۔ اس لیے تم کو کالافذ تمہاری مدد کرے گا۔

ہاں آئی سمران ٹھیک ہو جائے تو ہم روانہ ہوں گے اب ہم چلنے ہیں رات کو میں پھر سے یہاں پر رات گزارنے کے لیے آؤں گا کہونکہ میں نہیں چاہتا کہ اب سمران کو کوئی خطرہ ہو کیونکہ جہاں تک میرا خیال ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے اسے پتہ چل گیا ہوگا کہ ہم کیا کچھ کر رہے ہیں وہ سمران کو کوئی بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ریحان نے خطرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا جتنا ہم رات کو تیار رہے آئے کا انتظار کریں گے۔ اور ہاں موزین کو لازمی لے کر آؤ وہ گھر میں اکیلے کیا کرے گی۔

ٹھیک ہے آئی۔ ہم چلے ہیں سمران اپنا خیال رکھنا۔

جاننا ضرور کی ہے کیا اوسے بھی تم رات کو بھڑاؤ گے بہتر ہے کہ تم رک جی جاؤ۔

نہیں سمران مجھے کچھ تیار ہاں کرنی ہیں میں جانا ہوگا میں رات ہو تی ہی بھڑاؤں گا۔

اسی طرح یہ دن بھی گزر گیا۔ ابھی رات ہونے والی تھی کہ سمران نے چینی سے ریحان کا انتظار کرنے لگی اپنے نہیں کیوں مگر سمران کو ریحان کی یاد سار ہی تھی سمران جس کی خوبصورتی کی لوگ مثالیں دینے لگے وہ آج کسی کے لیے بے چین ہو رہی تھی اس کو سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کو وہ محبت کا نام

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✦ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✦ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✦ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✦ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✦ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

← ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

← ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

بھی نہیں دے سکتی تھی ابلی تک اسے محبت کے بارے میں کچھ نہیں تھا کیونکہ اس نے بھی کسی سے محبت کی ہی نہیں تھی

ویدی کیا ہو گیا ہے آپ کو لگتا ہے کہ تم بے چین ہو سیرن کی حالت دیکھتے ہوئے حنا نے کہا۔
پتہ نہیں کس ایک عجیب سا درد دل میں اٹھ رہا ہے عجیب سی کیفیت عجیب سی بے چینی ہے دل بہت بے چین ہے۔ سیرن نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔
ویدی ایک بات کہوں۔

ہاں کہو۔
ویدی کیا آپ کو ریحان کا تو انتظار نہیں ہے لگتا تو ایسا ہی ہے کیونکہ آپ ابھی سے انتظار کرنے لگی ہیں اور یسے بھی ہمارے ریحان کے علاوہ کون آ رہا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو کیا آپ ریحان کو پسند تو نہیں کرنے لگی ہیں مطلب یہ کہ کیا آپ ریحان سے محبت تو نہیں۔۔۔۔۔؟ حنا نے اتنا ہی کہا تھا کہ سیرن اس پر ہنس پڑی۔
کیا تمہارا داغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا تم کیا کہہ رہی ہو ریحان میرا صرف اچھا دوست ہے اور اسے تم محبت کا نام دے رہی ہو۔ پریشانی اس بات کی ہے کہ اس نے میرے لیے بہت اہم کر بات کہیں نہیں کچھ ہونہ جائے ہمیں سفر پر جلدی روانہ ہو جانا چاہیے تاکہ جس حالات سے میں گزر رہی ہوں وہ ختم ہو سکے۔ اور تم نے یہ بات ابھی تو کی ہے اب بھی مت کرنا۔

ویدی اس میں غصہ کرنے والی کون سی بات سے اور تمہیں کیا لگتا ہے کہ ریحان لڑکا تم کو کہیں ملے گا نہیں ویدی آج کے زمانے میں تو نہیں۔ اور میں جانتی ہوں کہ تو جتنا بھی اپنی بات کو چھپالے مطلب صاف ہے کہ تو ریحان کو۔۔۔

جب ہو جا خدا کے لیے مجھے اس بارے میں اور بات نہیں کرنی ہے اور پلیز مجھے اکیلا چھوڑ دو سیرن نے غصہ سے کہا جسے سن کر حنا کچھ کہیے بغیر ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔

سیرن کی ماں نے کھانا تیار کیا ہوا تھا کیونکہ ان کے آنے کا تاہم ہو گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی گاڑی کے بارن کی آواز گونگی تو حنا نے جا کر دروازہ کھولا تو باہر ریحان اور سوزین کھڑے تھے جنہیں دیکھ کر حنا بہت ہی خوش ہوئی اور ان کو اندر لے آؤ۔

ریحان بیٹا آؤ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے سیرن کی امی نے کہا۔ حنا بیٹی جاؤ سیرن کو بھی بلالو سب مل کر کھانا کھاتے ہیں۔
آئی سیرن اب کیسی ہے۔ سوزین نے سوال کیا۔

بیٹی اب وہ پہلے سے بہت ہی بہتر ہے تھوڑی بے چین ہی تھی شاید تم دونوں کے انتظار کی وجہ سے۔ حنا اور مگنی اور سیرن سے کہا جو کہ بستر پر لیٹی ہوئی کچھ سوچ رہی تھی۔ ویدی آؤ کھانے پر ریحان اور سوزین تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

کیا وہ آگئے۔ سیرن نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو حنا چونک سی گئی۔ لیکن کچھ کہنا۔ سیرن نے اپنی خوشی کو چھپاتے ہوئے کہا تم جاؤ میں آتی ہوں۔
جی ویدی۔ دوتا کہہ کر نیچے چلی گئی اور پھر سیرن نیچے آگئی۔

ریحان اور موز بن ہم دونوں کب۔۔۔؟ سیرن نے پوچھا۔

بس ابھی آئے ہیں۔ موز بن نے جواب دیا۔ پھر سب ہی کھانا کھانے لگے۔ اور ساتھ ساتھ بائیں بھی ہوتی رہیں راست بہت ہو گئی تھی کہ سیرن کی ماں نے کہا بس اب ہنسی مذاق کو ختم کر درات بہت ہو گئی ہے اور ویسے بھی ریحان اور موز بن کو اتنی دیر تک جانے کی عادت نہیں ہو گئی اس پر موز بن نے کہا۔
نہیں! انہی بہت مزہ آ رہا ہے۔ یہ نہیں کہ یہ دن اب کب دیکھنے کو ملے۔

موز بن کی بات سن کر حنان کہا موز بن تم نہ کرو بے بھی ہم دونوں یہی ہیں خوب ہنسی مذاق کریں گے اس پر سیرن نے کہا۔ کیوں کیا ہم دونوں ساری عمر داوی مرگ میں گزار دیں گے۔ اس پر ریحان نے کہا۔ آنٹی میں تو ایک بات صاف کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے داوی مرگ پسند ہے اور اگر وہاں پر ایک خوبصورت چیز مل گئی تو میرا تو وہاں بسنے کا ارادہ ہے اس چیز ملنے سے شادی کر کے میں داوی مرگ کا بادشاہ بن جاؤں گا۔ اس پر سیرن غصہ ہو گئی اور بولی۔

کیا تم چیز ملنے سے شادی کرو گے۔

ہاں سیرن لیکن تم کو کیا ہو گیا ہے۔ تمہیں کیوں جلن ہونے لگی ہے۔

مجھے ملنے نہیں ہوتی ہے۔ پر میں میرا کیا ہو گا۔ سیرن کا اتنا کہنا تھا کہ حنان نے چونکتے ہوئے سیرن کی طرف دیکھا سیرن سمجھ گئی کہ وہ جلدی سے بولی۔ نہیں میرا مطلب تھا کہ میرا کیا ہو گا میں تو وہاں نہیں رہ سکتی ناں مجھے کون وہاں سے لائے گا۔

تم فکر مت کر تمہیں میں لاؤں گا۔ اور اس کے بعد میں موز بن کو لے کر داوی مرگ میں چلا جاؤں گا

موز بن کا تم جاؤ گی۔ سیرن نے موز بن کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

جیس۔ سیرن میرا بھائی اگر جائے تو جائے مگر میں تم لوگوں کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ موز بن نے بھی سوچ لیا تھا کہ اگر مجھے سیرن جیسی بائیں مل جائے تو مجھ اور کیا چاہیے مگر قسمت کا کس کو پتہ ہوتا ہے کہ ان دونوں کے تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ یہ تو بعد میں ہی پتہ چلے گا۔

موز بن کیا تم بھی اس کے ساتھ ہو۔

ہاں ہوں۔ اب میری سہیلیاں ہیں۔

اچھا ٹھیک ہے دیکھ لوں گا سب کو ریحان نے اٹھتے ہوئے کہا

سیرن اور حنان بائیں جاؤ ریحان کو اور موز بن کو اس کا کمرہ دکھا دو۔

آنٹی اگر برائے لگے تو مجھے ایسا کمرہ چاہیے جس سے سارا گھر نظر آتا ہو۔ جس سے ہر کوئی دیکھتا ہو۔

اچھا بنا سیرن وہ سامنے والا کمرہ ریحان کو دو۔

ٹھیک ہے انی۔ میرا تمہارا کمرہ ریحان

بس۔ سیرن یہ ٹھیک ہے ریحان نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا ریحان گڈ نائٹ۔ سیرن رکو تمہارا کمرہ ذرا دکھاؤ وہ بے حد ضروری ہے

ریحان وہ سامنے والا کمرہ میرا ہے سیرن نے خوف سے دبی ہوئی آواز میں کہا۔ سیرن سمجھ گئی تھی کہ سیرن نے ایسا کیوں کہا ہے

سیرن مجھ پر بھروسہ ہے ریحان نے سیرن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

بال ریحان خود سے بھی زیادہ۔

تو میں سمرن مجھ پر بھروسہ رکھو۔ تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ آداس سے سو جاؤ۔ گزشتہ و بھان نے اسے پناہ سے کہا کہ سمرن اپنا خوف اور ڈر بھول گئی اور مسکراتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

سب سو گئے مگر ریحان آدھی رات تک جاگ رہا تھا کہ کہیں کچھ ہونے لگا ہے مگر آخر کار اس کو بھی نیند نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور اسی طرح وہ دینا جہاں سے بے خبر بیٹھی خند سو گیا۔ رات کا گزرتا ہی تھا کہ آخری پہر تھا کہ ریحان نے خواب میں سمرن کو دیکھا جو گھر سے باہر نکل گئی وہ جٹ سے خواب سے بیدار ہوا اور وہ کھول کر سمرن کے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی مگر سمرن کے کمرے کا دروازہ کھولا ہوا تھا اور وہ اپنے کمرے میں نہیں تھا۔ ریحان سمجھ گیا کہ وہ پھر سے کسی سائے کے ذریعہ میں آ چکی ہے اس نے سب کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اور چپکے سے گھر سے باہر نکل گیا۔ اس نے باہر اپنے عمل کے ذریعے پتہ لگایا کہ سمرن قبرستان کی طرف جا رہی ہے وہ تیزی سے قبرستان کی اور بڑھ گیا رات کے ٹھنکے سے ہر طرف خاموشی کا سماں تھا ریحان تھوڑی دیر میں قبرستان پہنچ گیا وہاں پر اس نے جو دیکھا اس کے دیکھنے کھڑے ہو گئے کیونکہ سمرن پر کسی اور مخلوق کا سایہ تھا۔ اور وہ قبر کھود کر خود کو اس میں دفن کر رہی تھی اس کی آنکھیں مکمل اندھے کی طرح سفید پڑ چکی تھیں اور اس کے خوبصورت بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اس کا رنگ مکمل سفید اور کالا پڑ چکا تھا۔ اس کی خوبصورتی کا نام نشان نہ تھا ریحان کو تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سمرن ہے جسے لوگ خوبصورتی کی ملکہ کہتے ہیں یہ کہا واقعی میں سمرن ہی ہے خیر اس نے اپنے ذرا خوف کو دور دیکھا کیونکہ اسے اس سفر پر اس سے زیادہ بھیا تک چہرے دیکھنے سے سمرن خود کو آدھی سے زیادہ قبر میں دفن کر چکی تھی اب ریحان کو کسی بھی حال میں اسے بچانا تھا وہ تیزی سے سمرن کے قریب گیا اس نے سمرن کے دونوں کندھوں کو پکڑا اسے باہر نکالنے لگا مگر سمرن نے اس کو بائیں ہاتھ سے ایک جھٹکا دیا اور اسے دور پھینک دیا۔ اس کی آواز میں غضب کا ڈھنگ تھا ریحان نے خود کو سنبھالا۔ اور پھر سے سمرن کے نزدیک گیا ابھی وہ کچھ پرہیز نہ ہی والا تھا کہ سمرن کے منہ سے جو آواز نکلی اس نے اس کو بلا کر دکھا۔

رک جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس لڑکی کا پیچھا چھوڑ دو اسے ہمارے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا اور تو کیا چیز ہے ایک معمولی سا کیزا ہے تو کیزا ہے اپنی زندگی چاہتا ہے تو چلا جا۔

ریحان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ آواز اس لڑکی کا ایک آواز نکال رہی تھی جب اس نے غور کیا تو اسے پتہ چلا کہ یہ سات آوازیں سے مل کر ایک آواز نکال رہی ہے اس پر ریحان نے خود کو سنبھالنے ہوئے کہا۔ پہلی بات تو یہی کہ میں یہاں سے جانے نہیں اس لڑکی کو بچانے آ رہا ہوں اور دوسری بات یہ کہ آخر تو ہے کون اور تیسری اس معصوم لڑکی کے ساتھ کیا دشمنی ہے اس نے تیرا کیا بگاڑا ہے

خاموش ہو جا تو کون ہوتا ہے یہ سوال کرنے والا۔ تو تو آگے نہیں جائے گا۔ اچانک سمرن نے ہوا میں ہاتھ بلند کیا اور قبرستان کے کچھ قبروں سے خوفناک اور بھیا تک شکل والے مردے نکل آئے جس کے آدھے گوشت کھلے ہوئے تھے اور آدھی ہڈیاں جس کے اندر کیزے کوڑے کے ہڈیوں کو کھا رہے تھے اور اس کی آنکھوں سے سرخ و دھنباں نکل رہی تھیں ریحان کی برداشت سے اس مردے کی بدبو قابو سے باہر نکل رہی تھی وہ بے ہوش ہو گیا تھا اور وہ بھیا تک شکلیں بھی وہ برداشت نہیں کر پا رہا تھا ریحان نے خود میں ہمت پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اچھا تو جنگ چھڑ چکی ہے اس طرح مردے اور ریحان کے بیچ ایک بھیا تک جنگ۔ جب ریحان کو لگا کہ یہ مردے تو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہیں تو اس نے سمرن کی طرف دوڑ لگا دی مگر وہ سمرن کو

بھانے میں ہر بار ناکام ہو جاتا۔ سیرن پوری طرح قبر میں دفن ہو چکی تھی صرف اس کا چہرہ باقی تھا ریحان نے کچھ پر حنا تو اسے اس کے گلے میں لے کر اسے وہ دوا دی مرگ کا نقشہ دیکھا یا ریحان سمجھ گیا اس نے تیزی سے اپنے کوٹ سے وہ نقشہ نکالا اس پر ایک منتر لکھا ہوا تھا ریحان نے وہ منتر پڑھا اور اس قبر پر پھونک ماری جس میں سیرن دفن ہونے جا رہی تھی۔ جیسے ہی ریحان نے پھونک ماری تو سارے مردے اچانک سے غائب ہو گئے اور سیرن کے منہ سے بھیا یک آواز نکلی تھوڑی دیر میں وہ بھی اپنی اصلی حالت میں آگئی سیرن نے جب اپنی آنکھوں کو کھولا تو خود کو قبر میں پایا تو اس کی حالت غیر ہو گئی وہ ڈر اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگی اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ٹھنسنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سیرن۔۔۔ سیرن خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہوا تمہیں تم ٹھیک ہو ہوش میں آؤ سیرن ریحان یہ میں۔ میں کیا۔ یہ کیسے سیرن کانپتے ہوئے کہہ رہی تھی سیرن بچے دیکھو تم ٹھیک ہو دیکھو کچھ نہیں ہوا ہے تم کو میں ابھی تمہیں یہاں سے نکالتا ہوں ریحان نے کچھ پڑھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو قبر کے اوپر پھیرا تو مٹی ہوا میں اڑنے لگی اور تھوڑی دیر میں سیرن کو ریحان نے قبر سے باہر نکالا باہر نکلتے ہی سیرن خوف سے رو پڑی ریحان کے گلے سے لگ گئی۔ ریحان کو عجیب فیلنگ ہوئی سیرن کا پول ریحان کے گلے لگنا ریحان کو عجیب سی مشکل میں ڈال گیا۔ اس نے سوچا کہ کہیں میں سیرن سے محبت نہیں نہیں وہ میری صرف اچھی دوست ہے نہیں میں ایسا نہیں سوچ سکتا۔ سیرن بس ڈر رہی ہوئی ہے اور کچھ نہیں ہے

ریحان یہ سب کیا ہو رہا ہے یہ قبرستان نے یہ قبر سیرن نے روتے ہوئے کہا۔

ریحان خالوں کی دنیا سے باہر آیا کیونکہ دنیا کی حسین شہزادی کا اس کی ہانہوں میں اس طرح آنا سے سوچ میں ڈال گیا تھا مگر ریحان نے اسے دوستی کا نام دے کر اپنی محبت والی فیلنگ چھپائی ریحان نے سیرن کو خود سے الگ کیا اور سیرن کو بھی احساس ہو چکا تھا کہ وہ اس طرح۔۔۔ خیر جب ڈر انسان پر سوار ہوتا ہے تو وہ خود کو دنیا جہاں سے بے خبر کر دیتا ہے جاے وہ دنیا کا بادشاہ ہی یا حسن کی پرستان کی پری ہی کیوں نہ ہو۔

سیرن دیکھو خود کو سنبھالو کچھ نہیں ہوا ہے تمہیں تم ٹھیک ہو جب تک میں زندہ ہوں تماری دوستی کی قسم تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ اب میری بات دھیان سے سنو اب تم گھر جاؤ اور گھر میں کچھ بھی بات نہ کرنا۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی پریشان ہو کچھ گئی میری بات۔

ہاں ریحان سمجھ گئی۔ آؤ اب گھر چلے ہیں۔ جیسے ہی وہ روانہ ہوئے سیرن کے پاؤں قبر میں دفن ہونے کی وجہ سے بھاری ہو چکے تھے سے ٹھیک طریقے سے چلائی نہیں جا رہا تھا سیرن تم ٹھیک طریقے سے چل نہیں رہی ہو میں تمہیں اٹھا کر۔ نہیں ریحان میں ٹھیک ہوں۔

اوسکے تو چلو وہ دھیرے دھیرے چل رہی تھی ریحان سمجھ گیا کہ اگر ایسا چلنا ہو تو صبح کو کیا کل رات کو پہنچیں گے اس نے سیرن سے کہا سیرن اگر ایسے چلو گی تو صبح تو کیا کل رات کو بھی نہیں پہنچ پائیں گے اور اگر لیٹ پہنچے تو سب کو پتہ لگ جائے گا میں تمہیں اٹھا لیتا ہوں۔

نہیں ریحان بس اب میں بالکل ٹھیک ہوں

اچھا چلو پھرت جیسے ہی اس نے تیز قدم اٹھائے تو وہ لڑکھڑاتے ہوئے مگر نے والی تھی کہ ریحان نے اسے ہانہوں میں بکڑ لیا۔ اور ان دونوں کی آنکھیں آپس میں ٹکرائیں تھوڑی دیر وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے ریحان

جلدی ہی منجھل گیا۔ اور سمرن سے کہا پاگل ہو تم اب ایک بھی لفظ نہیں کہنا۔ ریحان نے سمرن کو اٹھایا اور روانہ ہو گیا۔ راستے میں وہ قہقہہ قہقہہ سے سمرن ریحان کو پیار سے دیکھتی پھر نظر پس چرائیتی اسی طرح وہ دونوں گھر پہنچ گئے۔ ریحان نے سمرن کو اس کے بستر پر لایا۔ اور کہا غصہ کر گھر میں کوئی جاگ چکے ہیں ہے سمرن صدمہ کر جو جب اٹھتو خود کو پوری طرح فریض کر لیتا تا کہ کسی کو شک نہ ہو جائے ریحان کمرے سے باہر جانے، فی الواقعہ کہ سمرن نے اسے آواز دی اور کہا۔

[illegible]

تھکا ہٹ کی وجہ سے میمرن بہت لپٹ اٹھی تھی جبکہ ریوان جلد ہی اٹھ گیا تھا سوز بن اچھا ہوا رات تو اچھی گزری کوئی بھی واقعہ یا دینی کے ساتھ نہیں ہوا
حنا تم نہ کرنے کہہ میمرن کو کچھ نہیں ہوگا۔

مورز بن اگر کج کہو تو ہم آپ : دُؤں کا یہ احسان زندگی بھر چکا نہیں پائیں گے۔ آپ : دُؤں ہمارے لیے جو کچھ کر رہے ہیں خاص کر رحمان اٹھا کر ہمارا پنا بھی : دیتا تو یہ سب نہیں کرتا۔

ہاں خنایہ غم کیا کہہ رہی ہوں میں احسان والی کوئی بات نہیں ہے اور بہریمان کا فرض تھا اور ہمارے ابا کا پسنا تھا جو اور دہرا کر تھا ان لیے اب اس پسنے کو بہیمان بھیا بھی پورا نہیں گئے اس کی بیٹھ سے وادی مرگ جانے کی خواہش بھی مگر کس وجہ سے وادی کوئی کام کے بغیر وادی مرگ کوئی نہیں جاسکتا۔ اس لیے سیرن کی وجہ سے ریحان کو وادی مرگ جانا پڑا ہے۔ اور ریحان بھیا بہت خوش ہیں اس لیے احسان کہہ کر آپ ادگ نہیں شرمندہ کر رہے ہیں۔ او سیرن بھی جاگ گئی ہے وادی سیرن واہ بہت فریض دیکھائی دے رہی۔ دگلتا ہے کہ تم ٹھیک ہو گئی ہو مہرزین نے سیرن کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

ہاں : دہ بن ویسے پھر ریحان کے ہوتے ہوئے مجھے کچھ نہیں بدسلکوار زبان بھی وہاں پر گزرتھا اور مدین کر

اس کے جسم میں کھسکی آگئی۔ مگر اس نے خود کو سنبھال لیا اب وہ ذیادہ سیرن سے نزدیک نہیں ہونا چاہتا تھا اب وہ جتنا بھی خود کو سیرن سے دور دکھاتا یہی وہ خود کے لیے بہتر سمجھتا تھا اس لیے وہ دور ہی کھڑا رہا۔ یہ باتیں سن رہا تھا سیرن بس بس اب اور ریمان کی تعریفیں مست کر دوں وہ اپنا مشن نبھال جائے گا۔ موڈین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ہاں اب میں آپ دونوں کو ایک بات بتا دوں آپ سب ہی کہتے ہوں کہ احسان احسان تو اب میری بات غور سے سنو آپ دونوں اگر احسان چکا تا ہی چاہتے تو میری ایک خواہش ہے وقت آنے پر میں آپ لوگوں سے جو باتوں آپ لوگ انکا نہیں کریں گے۔

ہاں موڈین جان بھی مانگو تو حاضر ہے۔ سیرن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
نہیں سیرن نہیں مگر میں اپنے بھائی کے لیے ایک خوشی آپ لوگوں سے ضرور مانگوں گی
موڈین پلیز بتاؤ ریمان کی خوشی کے لیے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں سیرن نے جواب دیا۔ اس پر حنا سمجھ گئی تھی اس لیے وہ موڈین سے بولی موڈین بس اب آپ فکر نہ کریں میں سمجھ گئی ہوں اور یہ تو میری بھی خواہش ہے بس اس لیے آپ مجھ پر چھوڑ دو

حنا کی بچی مجھے بھی تو بتاؤ سیرن نے حنا کو کان سے پکڑ کر کہا۔

ویدی یہ وقت پر ہی آکر پتہ چل جائے گا میرا کان تو چھوڑیں۔

ریمان بیٹے تم یہاں پر کیوں کھڑے ہو سب سے الگ بنا کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ مجھے سیرن کی ماں نے ریمان کو دیکھ کر کہا۔ جسے سب نے سن لیا۔ اور سبھی اس کی طرف دیکھنے لگے
نہیں آنٹی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔

اوسے ریمان تم یہاں چھپ کر ہادی باتیں سن رہے تھے کیا حنا نے ریمان کی طرف جاتے ہوئے کہا
سیرن اور موڈین بھی اس طرف چلی گئیں
نہیں حنا میں کیوں سنو گا آپ لوگوں کی باتیں

نہیں ریمان کچھ تو ہوا ہے ورنہ تم اتنے دور یہاں پر کھڑے نہ ہوتے۔ بتاؤ جلدی سے کیا پریشانی ہے ورنہ میری بھی سیرن کی طرح کان پکڑنے کی عادت ہے پتہ نہیں کہ میں کب تمہارے کان سمجھ چوں۔

نہیں حنا کوئی بات نہیں ہے ویسے ہی کھڑا تھا اور ویسے بھی میں اب سب لڑکیوں کے بیچ کیا کرتا
اچھا تو اب بات لڑکیوں تک پہنچ گئی ہے۔ اب تو مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ سیرن نے تمہیں کچھ کہا تو نہیں ہے جبکہ سیرن خانوش تھی وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ سب اس رات کے واقعہ کا اثر ہے۔۔۔ کیوں ویدی زرا ہکاوتی گئی کہ آپ نے ریمان سے کیا کہا ہے

حنا تم بھی نا باطل ہو۔ سیرن مجھے کچھ کیوں کہے گی

حنا آپ سب خواہ مخواہ پریشان مت ہوو ریمان کو فلی کنٹیک کرنے کی عادت ہے موڈین نے ریمان کے کمال کھینچے ہوئے کہا

موڈین تم بھی ناں اب یہ فلی ویکٹنگ کہاں سے آگیا۔ اچھا آنٹی اگر سننا ہی چاہتے ہیں تو سنو سیرن کا دل دھڑکنے لگا۔ کہ نہیں ریمان رات والا واقعہ سننا نہ دے۔ بات یہ ہے کہ اب سیرن بالکل ٹھیک ہے اور کل بتاوا
داوی مرگ کا سفر ہوا اور شروع ہو گا۔ اس لیے سب لڑکیاں سنو جتنا بھی پسند آتا چاہتی ہو مارو جتنا بھی ہنسی مذاق کرنا چاہتی ہو کرو۔ جو بھی کرنا چاہتی ہو کرو کیونکہ آج آپ سب کا آخری دن ہے سمجھ گئی ہے توقف لڑکیو اتنی کیا یہ

سب لڑکیاں انہی کی طرح بے وقوف ہوتی ہیں

ہاں ویمان یہ تو ان کی پہچان ہے

ویمان کی باتیں سن کر سب کے چہرے مر جھانگے۔ خاص کر سمرن تو ابھی سے کانپ رہی تھی کیا ویمان سب مزہ خراب کر دیا ہے اب یہ بات ہی کچھ کہنے کی تھی ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی اور دلچسپ بات ہے حنائے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ہاں کیوں نہیں سمجھو گی بے وقوف جوہوں اور تم سب ہی تو کہہ رہے تھے کہ کیا بات ہے کیا بات ہے اس لیے میں تم تیزوں بے وقوف لڑکیوں کا مزہ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔
ویسے ویمان بیٹا کایج میں صبح جاؤ گے۔

ہاں آئی اب نہیں اور دیر نہیں کرنی ہے اسے پتہ چل چکا ہے کہ ہمارا واگٹ وادی مرگ ہے اس لیے وہ اب کچھ بھی کر سکتا ہے اور آئی ایک پریشانی کی بات تو یہ ہے کہ وامت کو بھی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ وہ جو کرنی بھی ہے سات طاقتوں سے مل کر اس کا جسم بنا ہے اب وہ سات طاقتیں کون کونسی ہیں یہ تو وادی مرگ میں ہی پتہ چل پائے گا۔ اور سمرن پر یہ سایہ کیوں ہے کس وجہ سے ہے ان سب کا پتہ لگانے کے لیے مجھے اس سائے کی سات طاقتوں کو ختم کرنا ہوگا۔ اور یہی میرے ابو کا بھی سپنا تھا اور وادی مرگ کی پہچان بھی یہ سات طاقتیں ہیں اس کے ختم ہوتے ہی نہ صرف سمرن کا کایج سائے آ جائے گا۔ بلکہ وادی مرگ کا نام و نشان بھی اس دنیا سے مٹ جائیگا۔ آئی ویمان اور سمرن کا یہ سفر ایک تقدیر لکھے گا اس موت کے سفر پر آج تک نہ کوئی گیا ہے اور نہ ہی کوئی جائے گا۔ یہ ایک ایسی تقدیر لکھے گا جو صدیوں کے لوگ دہراتے رہیں گے اسے۔ آئی مجھے بھی رات کو ہی پتہ چلا ہے کہ یہ سفر اتنا آسان نہیں تھا جتنا کہ میں سمجھ رہا تھا ہو سکتا ہے کہ الے ہاؤس اور رازتے ہوئے سانپوں کی دنیا تک پہنچنے کے لیے مجھے کئی دنیاؤں کا سامنا کرنا پڑے ابھی یہ سفر ایک سنس ہے اس پر جاتے ہی اس کا ایک ایک واژ سائے آتا جائے گا۔ آئی ایک بار پہلے ہی اس طرح کا ایک سفر ہوا ہے اسی نام کا ایک لڑکا ریمان اپنے چار دوستوں کے ساتھ وہاں دنیاؤں کا سفر طے کر چکا ہے بس فرق صرف اتنا ہے کہ اس کی عجب بہ منم قید کر چکی تھی اور اسے بچانے کے لیے وہ دس دنیاؤں کا سفر طے کر گیا۔ اور وہ داستان آج بھی کتابوں میں موجود ہے ہو سکتا ہے آپ س میں سے کسی نے سنی بھی ہو۔ وہ داستان آج بھی ایک محسوس نام سے یاد کی جاتی ہے جس کا نام ہے خونی لکیر۔ یا کچھ لوگ اسے خون کا لکیر بھی کہتے ہیں بس فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اپنی عجب کو بچانے گیا تھا اور میں ایک معصوم کی زندگی ادا اپنے ابو کا احوال سپنا پورا کرنے جاؤں گا۔ ویمان نے سمرن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تاکہ اسے یہ یقین ہو جائے کہ ریمان اس سے بچا نہیں کرتا۔ آئی میں آپ سے ایک التجا کرتا ہوں مجھے اپنی زندگی کی کوئی فکر نہیں ہے مجھے اگر فکر ہے تو صرف اور صرف سمرن کی آئی آپ پلیز سمرن کو سمجھائیے کہ وہ میرے ساتھ نہ جائے میں نے آپ سب لوگوں کا بندوبست کیا ہے میں آپ سب کو ایسی جگہ لے کر جاؤں گا جہاں سمرن کی زندگی کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔

ریمان تم میری فکر نہ ہی کرو، اچھا ہے سمرن نے غصہ سے ویمان کو دیکھتے ہوئے کہا میں نے موت کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اس لیے مجھے اگر موت بیاں بھی آئے گی اور وہاں بھی اس لیے مجھے اپنا ج جانا ہے ویسے بھی گھر میں موت آنے سے تو بہتر ہے کہ میں لڑتے ہوئے اپنی جان دے دوں خونی لکیر کی داستان کی بات کرتے ہو تم اس میں تم یہ بھول گئے ہو کہاں میں ریمان چاروں دوستوں کی ہی وجہ سے اپنی منم کو آزاد کر پایا اس

لیے ہو سکتا ہے کہ اس سفر میں ہی میں کچھ ایسا کام کر جاؤں جو تم نہ کر سکو۔
سیرن ٹم مجھے کی کوشش کرو اس میں ریحان کے ساتھ ایک ساتھی نہیں بلکہ چاروں ساتھی تھے وہ بھی لڑکے
تھے اور تم یہاں پر محفوظ ہو یہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہاں پر تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔

ریحان اور وہاں پر سیرن نے دو میان میں ہی کہہ دیا اس پر ریحان خاموش ہو گیا۔ ریحان چپ
کیوں ہو گئے جو جواب دواؤ کے میں دیتی ہوں جواب وہاں پر نیک موت آئے گی یہی ذر ہے ناں تمہیں تو آنے
وہ اگر تم اپنی زندگی کو داؤ پر لگا سکتے ہو تو میں کیوں نہیں۔ اور ہاں ایک بات میں تم سے کہہ دوں مسٹر ریحان خان
عورت کو کبھی کمزور نہ سمجھو تاریخ گواہ ہے کہ عورت نے وہ کیا ہے جو مرد نہ کر پائے سیرن نے ریحان کا پورا نام
لیتے ہوئے کہا جس پر اس کی ماں نے اس کے گال پر ایک زوردار ہلکا چپہ مارا جس کی گونج پورے کمرے میں
گونج اٹھی۔

بدلتیز لڑکی ریحان تمہارے بھلے کے لیے کہہ رہا ہے اور تم مجھ سے یہ امید نہیں تھی اس پر سیرن نے جاتے
ہوئے کہا

ماں! بس فیصلہ ہو چکا ہے میں جاؤں گی اور ضرور جاؤں گی اس کے ساتھ ہی دواؤںے کمرے میں بھاگ گئی۔
مورزین نے ریحان کو غصہ سے دیکھا اور سیرن کے پیچھے چلی گئیں جبکہ ریحان کو اس تھپڑ کی دگونج اس کے دل
میں سراغ کر چکی تھی۔ تھپڑ سیرن کو لگا تھا۔ اور در در ریحان کے دل کو جوا۔ جلد ہی اس نے خود کو مستحیلا اور اپنا
دماغ میں لا کر دیکھی، بے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے کمرے میں خود کو بند کر لیا اور خود ہی سے بولا ریحان تم کو کیا
ہو گیا ہے لہذا اسے کون گت ہے وہ تمہاری کچھ نہیں نہیں صرف اور صرف اسے البو کا ادھر سپنا پورا کرنا ہے اور کچھ
نہیں اس نے بھی فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سیرن کو لے جائے گا۔

ادھر مورزین نے سیرن سے کہا۔ جو رو رہی تھی اس پر نہیں کہ ماں نے اسے تھپڑ مارا ہے اس لیے کہ اس کو
ریحان کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

سیرن یاد کیوں رو رہی ہو تم نے جو کیا تحیک کیا۔
نہیں مورزین شکر ریحان کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

سیرن میں جتنی دواؤں کے تم نے جو کیا تحیک کیا ہے اور ریحان کے ساتھ ایسا ہی کرنا چاہئے تھا بہت کیا ہے
وہ اپنے آپ کو عورت کچھ نہیں کر سکتی ہے اتنا بڑا الزام وہ ہم پر کیسے لگا سکتا ہے اس کو تو میں سبق سکھاؤں گی،
نہیں مورزین پلیز میرے لیے تم اسے کچھ مت کہو وہ جو کہے گا میں وہ کروں گی
مگر سیرن۔

نہیں مورزین پلیز آپ اسے کچھ مت کہنا اگر وہ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا تو تحیک ہے
میں نہیں جاؤں گی اس کے ساتھ۔

ادھر ریحان یہ سوچ کر وہ سیرن کے کمرے میں گیا جہاں وہ رو رہی تھی اور دونوں لڑکیاں اس کے پاس بیٹھی
ہوئی تھیں۔ ریحان کو دیکھتے ہی سیرن نے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا اور کہا

ریحان مجھے وہاں کر دو مجھے تیار سے رہنا چاہیے نہیں کرنا چاہیے تھا۔
نہیں سیرن نہیں تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آخر تم جانا۔ ریحان نے اتنا ہی کہا تھا کہ سیرن
بول پڑی۔ ریحان تم جو کہہ گے میں وہ مانوں گی اگر تم کہتے ہو کہ میں نہ جاؤں تو میں نہیں جاؤں گی۔ اب تو تم مجھ

سے ناراض نہیں ہوتاں۔ سمرن نے ایک ہی سانس میں سب لچھ کہہ دیا۔ جسے سن کر ریحان حیران رہ گیا۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ جی۔ جس کو اسے یقین نہ ہو رہا ہو۔ ریحان سمرن کو یہ کہنے آیا تھا کہ وہ اسے ساتھ لے جانے کے لیے تیار ہے مگر اب تو یہاں معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا۔ سمرن کی بات شکر سب ہی حیران ہو گئے تھے کچھ کہنے والی تھی کہ موز زین نے اس کو روک دیا۔ موز زین نے ریحان سے کہا۔

ہاں ریحان سمرن اب تمہارے ساتھ نہیں جائے گی اب تو تمہارے مشن میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے ناں۔ اس پر ریحان نے خوش ہو کر کہا نہیں نہیں بالکل نہیں۔ بس سمرن مجھے تم سے یہی امید تھی اب میں تم سب کو صبح اس محفوظ جگہ پر لے جاؤں گا سمرن بہت بہت شکر یہ اس کے بعد ریحان خوش ہو کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور اپنے مشن پر جانے کی تیاری کرنے لگا۔

نن۔ نن گھر کے باہر کئی تھنڈی وادی۔ سمرن کی ماں نے ریحان سے کہا جو سامان تیار کر رہا تھا بیٹا ریحان ذرا دروازہ تو کھولنا کون آ گیا ہے۔

جی آئی ریحان نے جیسے ہی دروازہ کھولا تو سامنے عالیہ کھڑی تھی کہانی کی مین کردار عالیہ ریحان کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ جس کو جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا ریحان نے ہاتھ اس کے سامنے ہلایا۔ ایک سیکیورٹی۔ اچانک عالیہ اپنے سپنوں کا دنیا سے باہر آ گئی اور کہا۔

جی آپ اور یہاں

اس پر ریحان نے کہا ہاں کیوں مجھے یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔
نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے وہ سمرن ہے۔

ہاں وہ اپنے کمرے میں ہے

عالیہ کو اب بھی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا۔ جاتے جاتے بھی وہ ریحان کو ہی دیکھ رہی تھی موز زین یہ تم نے ریحان سے کیا کہا۔ دیدی کو ضرور دینا چاہیے تھا اب کیا ریحان اس کے لیے جانے گا۔ حنائے موز زین سے کہا جس پر موز زین نے کہا ہاں تھا کہ حساب تم دونوں۔ میری اس نے اتنا ہی کیا تھا کہ عالیہ بھی اندرا لگتی تھی دیکھ کر سمرن بولی پڑی اسے عالیہ تم اتنے دنوں بعد آؤ آؤ۔ عالیہ پہلے ہی حیران تھی مگر اب موز زین کو دیکھ کر اور بھی حیران ہو گئی۔

سمرن یہ لڑکی اور باہر وہ۔ یہ سب کیا ہے۔ اور تم اتنے دنوں کا کج کیوں نہیں آئی آؤ عالیہ نے ایک ہی ساتھ یہ سب سوال کر دیئے۔ اس پر سمرن نے عالیہ سے کہا۔

عالیہ تم بیٹھو میں سب کچھ بتاتی ہوں پہلے اس سے ملو یہ ہے موز زین ریحان کی بہن عالیہ نے موز زین کو ہاتھ دیتے ہوئے خوش ہو کر کہا
یہ۔ یہ۔ یہ ریحان کی بہن ہے۔

ماں عالیہ

شکر سمرن اب ذرا بتاؤ گی کہ یہ ماجرا کیا ہے

اب سب بتاتی ہوں پھر سمرن اور حنائے شروع سے لے کر آخر تک سب کچھ کہہ دیا۔ جسے سننے کے بعد عالیہ کئی منٹ کے لیے حیران رہ گئی۔
ہیلو عالیہ۔ کیا ہوا۔ کہاں کھو گئی۔ عالیہ خیالوں کا دنیا سے باہر آ گئی اور کہا۔ سمرن اور حنائے دونوں سے مجھے

یہ امید نہیں تھی۔ تم دونوں نے ایک بار بھی مجھے نہیں بتایا لگتا ہے اب میری ضرورت نہیں رہی ہے تم دونوں کو عالیہ نے ناراض ہوتے ہوئے کہا اس پر یسرن نے عالیہ سے کہا۔
نہیں عالیہ تم ایسا کیوں سوچتی ہو تم آج بھی ہماری دوست ہو اور ہمیشہ رہو گی۔ اس پر عالیہ نے کہا۔
اچھا یہ بتاؤ کہ دوستی سے زیادہ تم دونوں کے درمیان کچھ۔ تم سمجھ رہے ہو نا کہ میں کیا کہہ رہی ہوں اس پر یسرن نے کہا۔

نہیں عالیہ اور کچھ نہیں ہے۔ ہم بس ایک اچھے دوست ہیں۔
عالیہ نے کہا۔ شکر ہے ورنہ تمہیں پتہ ہے کہ دریمان میرے لیے کیا ہے۔
حنا بولی۔ عالیہ زانو خرم کرو۔ یہاں ریمان کی بہن بھی موجود ہے اور ہاں ایک بات بنا دوں ریمان کو لڑکیوں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس پر عالیہ نے کہا۔

جہاں تک مورزین کا سوال ہے اب وہ میری بھی دوست ہے اور رہی بات ریمان کی تو اس کو دل دلچسپی ہو جائے گی۔ عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اچھا اب پلان کیا ہے۔ منصوبہ کیا ہے۔ کہہ آگے کیا کرنا ہے اس پر مورزین نے کہا میرے پاس ایک ماسٹر پلان ہے لیکن پہلے عالیہ تم وعدہ کرو کہ کسی سے نہیں کہو گی کم آن یا مورزین ابھی ابھی میں نے تم سے کہا کہ اب ہم سب ایک ساتھ ہیں اچھا تو یسرن منوہج جب ریمان جاسے گا تو ان سے پہلے ہم تینوں کی عامل کے پاس جائیں گے اور وہاں سے کچھ سامان لے کر ریمان کے پیچھے پیچھے جائیں گے ایک بار ہم وادی مرگ میں داخل ہو گئے تو ریمان سے وہاں پر مل جائیں گے اور اسے دیکھا میں گئے کہ لڑکیاں بھی لڑکوں سے کم نہیں ہیں وہ کیا سمجھتا کہ ہم نے اتنی جلدی بارمان لی ہے۔ منوہج تک کے لیے ہمیں اس کے پیچھے پیچھے چلنے سے جانا ہو گا۔ اس پر حنا نے کہا۔

واہ واہ۔ آج تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم بھی ریمان سے کم نہیں ہو آج تم نے وہ بات کہہ دی ہے جسے سن کر میں خوشی سے پاگل ہو رہی ہوں حنا نے چلاتے ہوئے کہا۔

اس پر مورزین نے کہا چپ ہو جاؤ کہیں ریمان سن نہ لے۔
اس پر عالیہ نے کہا واہ ابھی واہ۔ کیا پلان ہے مگر اس میں میں کہاں ہوں۔
حنا چوکی اور بولی کیا۔

ہاں میں بھی جاؤں گی۔ ابھی ابھی تم سب نے مجھے دوست سمجھا ہے اور اب میرے بغیر۔
نہیں عالیہ نہیں ہم تمہاری زندگی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ مورزین نے کہا۔

مورزین تم بھی ناں۔ جب ریمان جا رہا ہے اور وہ اپنی زندگی خطرے میں ڈال رہا ہے تو میں کیوں نہ جاؤں اور ویسے بھی تم تینوں جاسکتے ہو اور میں کیوں نہیں۔

نہیں عالیہ پلیز تم خدمت کرو۔ حنا نے کچھ کہنا چاہا۔
حنا تم جانتی ہو کہ میں کتنی ضدی ہوں جو نشان لگتی ہوں وہ کر کے دکھاتی ہوں۔

یسرن غصہ سے بولی نہیں ہم میں سے کوئی بھی نہیں جائے گا ریمان مجھے بھی ساتھ نہیں لے کر جا رہا۔ کہ وہ کمزور ہو سکتا ہے اور تم سب تیار ہو رہی ہو۔ وہ بھی ایک نہیں چار لڑکیاں یہ کوئی مذاق نہیں ہے موت کا سفر ہے یہ موت کا سفر ہے۔ اور ریمان یہ سمجھتی نہیں چاہے گا کہ ایسا ہو۔ خاص کر مورزین اس کی ایک ہی بہن ہے وہ اسے خطرے میں نہیں رکھ سکے گا۔ اس لیے یہ سب کچھ بھول جاؤ۔

مورزین بولی۔ سمرن دیکھو اگر تم جانا نہیں چاہتی ہو تو مست جاؤ مگر میں تمہیں شاید پتہ نہیں لیکن میں نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ جس طرح بھی ہو میں ریحان کو وہاں پر اکٹلا نہیں چھوڑ سکتی میں بھی اس کے پیچھے جاؤں گی وہ کیا سمجھتا ہے کہ ابو صرف اس کے ابو ہیں میرے نہیں۔ وہ اکٹلا ہی ابو کا سہنا پورا کر دیا۔ میں نہیں کروں گی۔ اور ویسے بھی ریحان کے سوا اس دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں اگلے اس دنیا میں کیا کروں گی اس نے مجھے ماں اور باپ کی کئی بالکل محسوس نہیں ہونے دی۔ اس لیے وہ میرا سب کچھ ہے۔ یہ سب باتیں سنکر حنا بولی۔

ہاں مورزین اگر یہ نہ جائے تو نہ سہی۔ لیکن میں ضرور جاؤں گی۔ آپ کے ساتھ اور میں بھی۔۔۔ عالیہ نے بھی کہہ دیا۔

سمرن بولی۔ تم تینوں کو کیا لگتا ہے کہ میں ڈر رہی ہوں میں صرف ریحان اور مورزین کے لیے کبیر رہی تھی مگر اگر تم سب کا یہ فیصلہ ہے تو میں بھی آپ سب کے ساتھ ہوں لیکن اس کے لیے ریحان ہم سب کو بھی سمجھی معاف نہیں کرے گا۔

سمرن اس وقت ہمیں معافی کی نہیں ریحان کی فکر کرنی چاہیے عالیہ نے کہا۔

ہاں عالیہ تم فحک کہتی ہو۔ ہمیں ریحان کی مدد کرنی چاہیے معافی بعد میں دیکھیں گے۔ تو اب پھر سے خونی لکیر کی داستان وہ رانی جائے گی۔ ہمیں ہر حال میں ذر سے جیتا ہے اور ذکر کو ہرانا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں ناں کہ ڈر کے آگے جیت ہے۔

مورزین نے ہنسنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اس پر حنا نے بھی ہاتھ مورزین کے ہاتھ پر رکھا اور کہا خونی لکیر میں اس ریحان کے ساتھ چاروں لڑکے دوست تھے اور اس ریحان کے ساتھ ہم لڑکیاں دوست جائیں گی عالیہ نے ان دونوں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا اب سمرن کی باری تھی اس نے بھی ان تینوں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور کہا۔ ہم سب کو دیکھا دیں گے کہ لڑکیاں بھی لڑکوں سے کم نہیں ہیں۔

اجدر ریحان نے ساری تباہی کر لی تھی اور کمرے میں چلا گیا۔ وہاں اس نے کچھ موسم بٹیاں چلائی اور اس کے درمیان میں بیٹھ کر کچھ ٹل کرنے لگا۔ تجویزی دیر میں اس نے آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں مکمل طور پر سرخ تھیں۔ وہ گھر سے باہر چلا گیا۔ اور پورے گھر کے ارد گرد کٹی حصار قائم کر دیا۔ اور اندر آ گیا۔ آئی اب تم سب کو کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تم سب اسی گھر میں محفوظ ہو۔ اب اس گھر میں کوئی غائبی غلطی داخل نہیں ہو سکتی۔

اتنے میں چاروں لڑکیاں بھی کمرے میں سے باہر نکل آئیں ریحان کیا ہوا۔

کچھ نہیں حنا میں اب آپ سب محفوظ ہیں اب آپ لوگوں کو کہیں بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے اس پر حنا نے ان سے کہا بس ریحان تم اپنا خیال رکھنا حنا تم فکر نہ کرو مجھے کچھ نہیں ہوگا۔

عالیہ بار بار ریحان کو دیکھ رہی تھی اتنے میں وہ بولی۔ ویسے ریحان تم تو چھپے رہو۔ نکلے ہو ہمیں پتہ بھی نہیں تھا

کم یہاں پر ہو ورنہ میں لب لی ا جالی ۔

جی میں سمجھا نہیں آ چکی بات ۔ ریحان نے حیرانگی سے کہا ۔

ریحان میرا مطلب ہے کہ میں اپنی دونوں سہیلیوں کو مصیبت میں نہیں دیکھ سکتی ہوں اس لیے اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا تو میں بہت پہلے آ جاتی ۔ سمران عالیہ کی بات سمجھ گئی ویسے بھی اس کو پہلے ہی پتہ تھا کہ عالیہ ریحان کو چاہتی ہے ریحان دے دیے صبح آپ چلے جاؤ گے اس لیے تھوڑا دقت اپنی بہن اور اپنے دوستوں کے ساتھ گزارا اور ریحان نے یہ موقع قیمت سمجھا کہ اب اگر میں عالیہ سے پیار سے بات کروں گا تو سمران کو اگر مجھ سے کوئی محبت ہوئی تو وہ مجھے جلد ہی بھول جائے گی ۔

ہاں عالیہ ضرور دے دیے میں بھی سوچ رہا تھا کہ اگر تم وہ آپ سے تم پر آگیا تھا اگر تم ذرا جلدی آ جاتی تو بہت اچھا ہوتا میں یہاں بور ہو رہا تھا ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا جس پر عالیہ خوشی سے چپوے نہیں تارنی تھی ادھر سمران کے دل پر یہ باتیں تیر د تیر کی طرح لگیں جس سے وہ غصہ ہو گئی مگر پھر جلد ہی اس نے خود کو ہستالا ۔ اور خود اپنے ہی دل میں دل میں کہا سمران یہ نہیں کیا ہو گیا ہے نہیں ان باتوں سے درد کیوں ہوا کہیں تم ریحان سے محبت تو نہیں نہیں میں گزند نہیں پڑ سکتی ۔ دے ریحان میں تمہیں جتنا جھنجھتی تھی تم ان سے زیادہ بہادر ہو اس پر ریحان نے ان سے کہا عالیہ کیوں مجھے شرمندہ کر رہی ہو دے تمہارا انداز کتنا اچھا ہے جس طرح تم بات کرتی ہو سمران کو اور ابھی غصہ آ گیا ۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار نکلا ریحان تمہیں تیاری نہیں کرنی ہے کیا ۔ تم صبح بارہ ہو تو ابھی سے آرام کراد ۔ اس پر ریحان نے کہا نہیں سمران تیاری مکمل ہو چکی ہے دے بھی مجھے مورزین سے کچھ باتیں کرنی ہیں پتہ نہیں سفر پر کیا ہوگا ۔ اسی طرح باتوں باتوں میں رات ہو گئی اور ریحان نے مورزین کو ضرور دیا باتیں سمجھا دیں ۔ اور اپنے کمرے میں چلا گیا ۔ جبکہ چاروں لڑکیاں ایک ہی کمرے میں چلا گئیں اور صبح کے لیے تیاری کرنے لگیں ۔ انہوں نے تیاری کے ساتھ کئی بزرگ سے ملنے کا منصوبہ بھی تیار کر لیا ۔ اور پھر سونے کی تیاری کرنے لگیں ۔

آج کی رات کا دقت تھا کہ اچانک دو ٹیٹا بی ساہی آتش حصار کے ساتھ کھڑا اچھاں پر چاروں طرف آگ لگ گئی اور چیخ و پکار شروع ہو گئی ۔ باہر ایک عجیب سی مخلوق میں جنگ شروع ہو چکی تھی ۔ جو حصار کے باہر تھی ہر طرف ڈرنا ماحول تھا وہ مخلوق جو انڈوں کی شکل میں تھی ایک دوسرے کو چیر پھاڑ کر رہی تھی ریحان کمرے سے باہر چلا گیا ۔ لڑکیاں تھر تھر کانپ رہی تھیں ہر طرف خون ہی خون تھا ۔ اور ہسٹا تک چیخ و پکار کا سلسلہ شروع تھا ۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ چیخ و پکار باقی گھروں کو سنائی نہیں دے رہی تھی سب لڑکیاں خوفزدہ و کھڑی تھیں اور جہان ان کے درمیان کھڑا تھا اور باہر کے ماحول کو دیکھ رہا تھا اور پھر بولا

تم لوگ ڈر نہیں میں ان کو ایک منٹ میں ختم کر سکتا ہوں یہ وہی مخلوق ہے جس سے مجھے لڑنے کے لیے وادی مرگ میں جانا ہے اتنا کہہ کر ریحان نے کچھ بڑھ کر اس مخلوق پر پھونکا تو اس مخلوق کو آگ لگ گئی ۔ اور چند منٹوں میں وہاں پر سب کچھ اپنی اصلی حالت میں آ گیا ۔ سب نے سکون کا سانس لیا ۔ جیسا کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہوا تھا ۔ اس پر حنائے کہا ۔

مورزین اس کا مطلب تھا کہ یہ کوئی بھی طاقت نہیں ہے ان سے زیادہ ڈراؤنے ماحول اور خوفناک طاقتیں ہیں وہوں نے دوتے ہوئے کہا ان پر مورزین نے کہا ۔

ہاں یہ وہ ہے اگر تم دونوں ابھی سے ہی اس حالت میں ہو تو وادی مرگ میں کیا کر دے سمران لگتا ہے کہ ان

دونوں کو چھوڑنا ہوگا۔ ہم دونوں ہی جائیں گی اس پر غالب نے کہا۔
ہم نے ایسا کب کہا ہے ہم نہیں جا رہے ہیں اس لیے خود ہی جا رہے ہیں و بھان بھی ہمارے ساتھ
ہے چنانچہ بھی و بھان کی وجہ سے اپنے ڈپر کا بور کھتے ہوئے کہا۔

جنانم ٹھیک ہو سیرن کی ماں نے ریحان سے کہا
ہاں آئی میں بالکل ٹھیک ہوں آؤ گھر کے اندر چلتے ہیں سیرن کی ماں اور ریحان گھر کے اندر داخل
ہو رہے تھے کہ ریحان نے دک کر چاروں سے کہا تم سب کیوں دوکھے ہوئے ہو کیا لڑنے کا موڈ ہے فکر مت
کرو اب وہ دو باہر نہیں آئیں گے۔ اس لیے تم سب کا یہاں دکانے کا دے و بھان نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ
چاروں بھی اندر دکرے میں داخل ہو گئیں۔ سیرن نے عالیہ کو بہت دوکا کہ وہ نہ جائے مگر عالیہ کی ضد کئے گئے کسی
کا بھی بس نہیں چلتا اس طرح یہ بات بھی گزری۔ اودھج کی روشنی کمرے میں پھیل گئی ریحان نے نماز پڑھی
اور سیرن کی ماں سے کہا کہ وہ اپنے ابو اور امی کی قبر پر جا دے اور گیارہ بجے تک لوٹ آئیگا۔ ریحان کے جاتے
ہی چاروں لڑکیاں بھی اپنے منصوبہ کے تحت تیار ہو گئیں وہ بھی کسی عامل سے ملنے کے لیے نیا ہو گئی تھیں۔ سیرن
کی ماں نے ان سے کہا۔

وہ سب کہاں جا رہی ہیں۔ نو سیرن نے اور سب نے اس کی ماں کو سادہ بات بتادی اور بڑی مشکل سے
ان کو راضی کیا اور عامل بابا کے پاس جانے کے لیے روانہ ہو گئیں۔ بخودی دیر کے سفر کے بعد وہ ایک بھاؤنی تک
جائیں اور وہاں ایک گھنٹہ سفر کرنے کے بعد وہ بابا کی جھونپڑی تک پہنچ گئیں بابا جی قرآن پاک کی تلاوت
میں مصروف تھے وہ چاروں ان کے پاس ہی بیٹھ گئیں بابا نے قرآن پاک کی تلاوت بند کی و عوامی اداوں کی
طرف متوجہ ہوئے۔ تو ان چاروں نے تمام کہانی بابا جی کو سنا دی۔ بابا نے انکو دیکھنے کی بہت کوشش کی کہ وہاں جانا
ان کے لیے خطرے سے خالی نہیں ہے لیکن وہ بھند تھیں کہ ان کو کچھ ایسا علم دیں کہ وہ و بھان کا ساتھ دے
سکیں۔ بابا جی نے ان کو چاروں بذریعے اوکھا کہ انکو یہاں کو یہ تم لوگوں کی حفاظت کریں گے اور پھر میں کچھ
طائفیں تم لوگوں کو دے دینا ہوں تاکہ تم آنے والے حالات کا مقابلہ کر سکو۔ اتنا کہہ کر انہوں نے ان کے
جسوں پر بھونکیں مادیں اور انکے اندر قد ونی طائفیں آگئیں۔ اور سب کو ایک ایک تلوار دی اور کہا یہ صد ہوں پرانی
تلوار ہیں یہ ایک مرتبہ پھر خون کی لکیر کی نقد کو دہرا میں گی۔ انہوں نے سو ذہن سے کہا کہ جی نہیں دے اندر
قد ونی طائفیں موجود ہیں لہذا تم ان چاروں کو ساتھ لے کر چلنا کیونکہ تم آنے والی مشکلات کا مقابلہ کر سکو گی
اور ان کو خطرات سے محفوظ بنادے گی۔ میرے پاس جو جو طائفیں تھیں میں نے تم سب کو دے دیں ہیں اب تم بے فکر
ہو کر جاؤ انہوں نے بابا کا شکریہ ادا کیا اور دھڑکھڑکی طرف چل دیں۔ ہر کام انہوں نے واژواری سے کیا تھا۔ و بھان
بھی گھر آگیا اور اس نے اپنا سامان اٹھا باو و سب ہی اس کو الو اور گنے کے لیے تیار تھے اس نے اپنی بہن کو گٹے
سے لگا باو دیکھا کہ بہادر بن کر رہا۔ اور میری فکر نہ کرنا مجھے کچھ نہیں ہوگا۔ ہم نے اپنا خیال دیکھا ہے پھر وہ سب
کو باؤ باری ملا اور دھڑکھڑ سے باہر نکل گیا۔ وہ کچھ نہیں جانتا تھا کہ ان چاروں لڑکیوں نے کیا منصوبہ تیار کیا ہوا تھا
اس کے جانے کے بعد وہ چاروں لڑکیاں بھی اپنا سامان اٹھا کر گھر سے باہر نکل آئیں جو بابا جی نے ان کو دیا تھا
وہ سب انہوں نے اپنے سامان میں دیکھا۔ کیونکہ یہی ان کا کل سرمایہ تھا۔ اس کے بعد وہ بھی و بھان کے پیچھے
داوی مرگ کی طرف روانہ ہو گئیں۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا اگلا شمارہ پڑھنا
مستحبو لے گا۔

سیاہ ہیولہ

-- تم تم نشاد -- رتو وال -- فتح جنگ -- قسط نمبر ۴

ایک دن میں اور تائیل سبز گھاس پر بیٹھ کر بانیں کر رہے تھے کہ میں نے کہا۔ تائیل میں آج بہت خوش ہوں ایسا لگتا ہے کہ جیسے دنیا دہاں کی تمام خوشیاں میری جھولی میں بھردنی گئی ہوں آئی لو بوسو مجھ تائیل میں نے کہا اور بے اختیار اس کے گلے لگ گئی۔ خوشی سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے آٹکھ میری جان تمہاری آنکھوں میں آنسو تائیل نے ترپے ہوئے کہا۔ یہ تو خوشی کے آنسو ہیں پلیز انہیں بہنے دو تم میرے ہو یہ سوچ کر بھی مجھے بہت خوشی ہوتی ہے میں نے اس سے الگ ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔ آٹکھ میں تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا ہوں تمہارے آنسو میرے دل پر تیز آ رہے ہیں تائیل نے ابھی اتنا ہی کہا تھا۔ کہ وہاں سو پانی نمودار ہوئی وہ بہت غصہ میں لکھائی دے رہی تھی غصے سے وہ کانپ رہی تھی آج میں زندگی میں پہلی بار اسے اتنے غصہ میں دیکھ رہی تھی اس کی غیر ہونی حالت دیکھ کر میں اور تائیل ڈر سے گلے سو۔ سو۔ بانہی۔ ہم یہاں میں نے حیران ہو کر کہا۔ یہ جی تم نے اچھا نہیں کیا اس لئے کہ شادی کر کے تم اس کی خاطر مسلمان ہو گئی اور ہمیں چھوڑ دیا۔ تم نے ان سے شادی کر کے مجھے اپنا دشمن بنالیا ہے میں تو ان دنیاوی تمہاری دشمن بن گئی تھی جس دن میں نے تمہارے منہ سے سنا تھا کہ تم مسلمان ہو گئی وہ میں نے نہیں کہا بھی تھا کہ تم اپنے مذہب پر واپس آ جاؤ اور اسلام کو چھوڑ دو لیکن تم نے میری بات کو رد کر دیا آج میں نہیں ایسی سزا دوں گی کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گی وہ غصہ میں ہو لے جا رہی تھی پر جی آج میں نہیں بتاؤں گی کہ وہ دست سے دشمنی کیے کی جانی ہے اتنا کہہ کر اس نے تائیل پر حملہ کر دیا اس کے ہاتھ میں خنجر تھا جو اس نے کمرے کے چھچھے چھپا رکھا تھا تائیل اس کے جیلے کے لیے بالکل بھی تیار نہ تھا سو بانی نے ایک ہی لمحوں میں خنجر تائیل کے سینے میں اتار دیا جس نے سو بانی کو بالوں سے پکڑ کر تائیل سے دور کیا لیکن جب تک بہت دیر ہو چکی تھی تائیل خون میں لٹ پت زندگی کی آخری سانس لے رہا تھا۔ تائیل۔ میں نے کہا اور اس کی طرف بڑھی تائیل یہ سب کیا ہو گیا ہے تم مجھے چھوڑ کر تمہیں جا سکتے ہو اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں خود کو مٹاؤں گی۔ تمہارے بغیر جینے کا میں تصور بھی نہیں کر سکتی ہوں میں نے روتے ہوئے کہا۔ میں میری جان میں نہیں چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں میں تو تمہارے دل میں ہمیشہ زندہ رہوں گا میری محبت تمہارے دل میں زندہ رہے گی میرے جانے کے بعد تم نے خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا ہے تم میری خاطر زندہ رہو گی میری محبت کی خاطر تم نے جینا ہو گا مجھ سے وعدہ کر کہ تم اپنے آپ کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔ بلکہ تم روزانہ میری قبر پر دیا جلاؤ گا وعدہ کر کہ میری جان وہ ہاتھ کو پکڑ کر بولا۔ تائیل میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتی ہوں میں روتی۔ ایک خوفناک اور کشمکش خیز کہانی۔

میں خاموشی سے وہاں سے اٹھا اور کمرے میں آ گیا میرا دماغ آٹکھ کی سنائی ہوئی داستان میں ہی الجھا ہوا تھا نجانے کب مجھے نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا



میری آنکھ تو اس وقت کھلی جب آغلہ نے مجھے آکر جگا۔

میں اٹھا اور منہ ہاتھ دھو کر نہانہ کرنے لگا۔ کلمہ باہر تاشیل کی قبر کے پاس چلی گئی۔ ناشہ کرنے کے بعد میں جانے کی تبادلی کر۔ نے لگا میں ششے میں دیکھ کر کھنسی کرنے لگا اچانک ہی مجھے ششے میں ایک لڑکی دکھائی وہ میرے پیچھے کھڑی تھی وہ مجھے ششے میں داخل دکھائی وہ دے دتی تھی اس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا اسکے کال بال چہرے کو چھپائے دئے تھے لیکن اس کی سرخ آنکھیں مجھے دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کو دیکھ کر میں ڈر سا گیا میری سانسیں اٹکتے لگیں۔ میں نے بکدم پیچھے سر کر دیکھا لیکن وہاں مجھے کوئی بھی دکھائی نہ دیا۔ لگتا ہے یہ میرا دوست تھا اس ہولے کے بارے میں سوچنا رہنا ہوں تو اس لیے دہم ہو گیا ہے میں نے دل ہی دل میں سوچا اور دوبارہ کھی کرنے لگا۔ وہ لڑکی مجھے دوبارہ دکھائی دی وہ اب بھی میرے پیچھے اس ہی انداز میں کھڑی تھی میں خوفزدہ ہو کر پیچھے مڑا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا میں بھر بھر ششے میں دیکھا لیکن اس بار مجھے وہ لڑکی دکھائی نہیں دی۔ یہ میرا وہم نہیں ہو سکتا تھا لگتا ہے سیاہ ببولے کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں یہاں ہوں اس لڑکی کو سیاہ ببولے نے ہی سمجھا ہو گا مجھے یہاں سے جلدی نکلتا ہو گا اگر میں دوبارہ دبر یہاں دکا تو شاید میرے ساتھ ساتھ آملے کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی میں نے دل ہی دل میں سوچا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔ میں تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس پہنچا آملہ کم نے مجھے یہاں دہنے کے لیے جگہ دی میں نہاد اب احسان ہمیشہ بار دکھوں گا۔ میں چلتا ہوں یہ نہ بولنے کے سیاہ ببولے یہاں پہنچ جائے اور میرے ساتھ ساتھ تمہاری جان بھی لے لے اٹا کہہ کر میں اب اس مڑا اور وہاں سے نکل آیا آملہ نے بھی مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی میں دھیرے دھیرے چلتا ہوا وہاں سے کالی بدو نکل آیا ابک بستی کے آثار مجھے دکھائی دیئے۔ میں تھک چکا تھا اس لیے تھوڑی دبر بیٹھ کر آرام کیا میں کسی مصیبت میں پھنس گیا ہوں اس ہولے نے میری زندگی عذاب بنادی ہے وہ مجھے مار کر ہی دم لے گا یہ نہیں غبار کس حال میں چکا بیٹھنا اس ہولے نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہو گا۔ اس ہولے میں تو اب اور بھی ظالمیں آنکھیں ہوں گی اس کی جو ظالمیں میرے دوستوں میں چلی گئیں تھیں وہ انہیں دوبارہ حاصل کر دے گا ہے اب اس کی نظر نہ مجھ پر ہیں وہ کسی بھی دن میرے سامنے آکر بیٹھ کر کدے گا۔ میں نے بے بسی سے سوچا اور دوبارہ اٹھ کھڑا باز تھوڑی دبر بعد میں اس بستی میں سو جو دھنا ہر کوئی اپنے اپنے کاموں میں مگن تھا میں بستی میں کسی کو بھی نہیں جانتا تھا میں ایک دبا کے کنارے جا کر بیٹھ گیا۔ آتے جانے لوگ مجھے بہت ہی غور سے دیکھ رہے تھے اچانک ہی ایک بوڑھا میرے پاس آیا۔ اور میرے پاس ہی بیٹھ گیا۔

میں نے کون ہو تم مجھے ہم اس پس منی کے جس لگتے ہو تمہیں یہاں پہنچا۔ دو کچھ رہا ہوں یہاں کس سے ملنے آئے ہو کیا بوجھ سے نہ ایک ہی سا نھ کی سوال کر رہے۔

منہاں بابا ایس بیاباں کجا سے لئے نہیں آیا، دل میں نو بیاباں کسی کو بھی جانتا نہیں ہوں مسافر ہوں میں اچے منزل سے جھلک گیا ہوں بہت دور سے آیا ہوں میں پراہتا ہوں چند دن بیاباں ہی گزارا دل کہا جھٹکے بیاباں رہنے کے لیے جگمگ سکتی ہے۔ جس نے یوں بھڑکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بننا تم میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ تم جتنے دن بھی جاؤ یہاں دہستے دہستے بھی میرا اس دنیا میں اپنا کوئی نہیں ہے تم میرے مہمان ہو میرے گھر دو گئے نو بجے خوشی ادا کی۔ پورے نے مسکرا کر کہا نو بجے بھی مسکرا دیا۔

اچھا جانا کہاں جاتا ہے غم نے تمہاری منزل کہاں ہے بوڑھے نے مہری سرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

بابا میری منزل کہاں ہے یہ میں خود بھی نہیں جانتا ہوں کوئی اپنا پتھر لگتا ہے اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہی یہاں تک پہنچا ہوں جب تک رہ مجھے لگتا نہیں جاتا میری تلاش ختم نہیں ہوئی چند دن یہاں گزر اوروں کا اور پھر اسے ڈھونڈنے کے لیے کہیں اور نکل جاؤں گا۔ میں نے جھوٹ بول دیا۔

اچھا پھر آؤ میں تمہیں گھر لے چلا ہوں بوڑھے نے انھیںے ہوئے کہا۔ تو میں بھی اٹھا اران کے ساتھ چلنے لگا رحمت بابا بہ کون ہے راتے میں ایک نوجوان لڑکے نے بوڑھے سے پوچھا۔

مینا میرا مہمان ہے شہر سے مجھے ملے آیا ہے بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اواچھا۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا اور مجھے سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ راتے میں کافی لوگوں نے بوڑھے

سے میرے بارے میں پوچھا تو بوڑھے نے ہر ایک کو ایک ہی جواب دیا کہ یہ شہر سے آیا ہے اور میرا مہمان

ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں اس بوڑھے کے ساتھ اس کے گھر میں تھا۔ یہ در کمروں کا گھر بہت ہی صاف ستھرا تھا

بابا آپ اس گھر میں اکیلے رہتے ہیں میں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں مینا میں اکیلا ہی رہتا ہوں بوڑھے نے جواب دیا۔

بابا آپ کا گھر بہت ہی صاف ستھرا ہے گھر کی صفائی بھی آپ خود ہی کرتے ہیں میں نے جلدی سے

پوچھا۔

نہیں مینا میں گھر کی صفائی نہیں کرتا پہلے بیوی تھی وہ ہی صفائی اور کھانا پکاتی تھی اس کی وفات کے بعد

ہستی کی عورتیں آتی ہیں اور صبح صبح میرے گھر کی صفائی کرواتی ہیں اور کھانا بھی مجھے ہستی راتے ہی دیتے ہیں میں

اس ہستی میں سب سے بڑا ہوں ہر کوئی میری عزت کرتا ہے بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہوں۔ میں نے ہاں میں سر ہلایا۔

آرہ مینا۔ بیٹو بوڑھے نے کھن میں پڑی ہوئی چار پائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو میں بیٹھ گیا۔

بوڑھا بھی میرے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اور ہم بائیں کمرے کے لیے تھوڑی دیر بعد ایک لڑکا گھر میں داخل ہوا یہی لڑکا

جو راتے میں ہمیں ملا تھا اس کے ہاتھوں میں کھانے کی نرے تھی

مینا کھانے کو کمرے میں رکھ دو بوڑھے نے استدہیکتے ہوئے کہا۔

جی بابا۔ لڑکے نے کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا کھانا کمرے میں رکھنے کے بعد وہ باہر آ گیا۔

اور ہمارے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اور بائیں کرنے لگا۔ وہ لڑکا بہت ہی منقسم تھا بہت ہی اچھی اچھی بائیں کرتا تھا

اس نے اپنا نام عاصم بتایا۔ ایک ہی ملاقات میں میری اور اس کی دوستی ہوئی اچھا اب تم کھانا کھا کر آرام کرو

میں شام کو آؤں گا اور پھر باہر چلیں گے اتنا کہہ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹھیک ہے میں تمہارا انتظار کروں گا میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کھانا کھانے کے بعد میں کمرے میں چار پائی پر لیٹ گیا گزیرے واقعات فلم کی طرح میرے دماغ میں

چلنے لگے طرح طرح کی خوفناک سوچیں میرے دماغ میں سرایا نے لگیں وہ لڑکی کون تھی جو شہرے میں ریکھائی

رہی تھی یقیناً اسے اس بیولے نے ہی بھیجا ہوگا۔ میں نے خوفزدہ ہونے میں سوچا مجھے تو اب بھی ایسا ہی محسوس

ہو رہا تھا کہ جیسے وہ بیولہ اب میرے آس پاس موجود ہے اور کسی بھی وقت وہ آکر مجھے رو بچ لے گا۔ ایسی

ہی سوچیں سوچتے ہوئے میری آنکھوں کی میری آنکھ تو اس وقت کھلی جب عاصم نے آکر مجھے جگانا۔

اوسے تم تو گھوڑے بیچ کر سو رہے ہو میں کب سے تمہارے اٹھنے کا انتظار کروں باہر نہیں چلنا ہے کیا

سونے کے لیے تو ابھی رات ہے عاصم نے سکرانے ہوئے کہا میں جلدی سے اٹھا اور فریبن ہو کر عاصم کے ساتھ باہر نکل گیا۔

بار عاصم تمہاری سمورت میں آج مجھے ایک بہت اچھا درست ملا ہے میں تم جیسے درست کو پا کر بہت خوش ہوں میں نے سکرنا کہا۔ میں نے بھی جب تمہیں دیکھا تھا تو سوچ لیا تھا کہ تم سے درستی کر کے ہی رہوں گا عاصم نے فزنی سے کہا اس وقت ہم ایک حویلی کے پاس سے گزر رہے تھے بار یہ حویلی کس کی ہے میں نے پوچھا۔

یہ حویلی راجہ عاشق کی تھی نام تو اس کا عاشق تھا لیکن اصل میں وہ عاشقوں کا دشمن تھا آج یہ حویلی خالی پڑی ہوئی ہے راجہ عاشق کو مرے ہوئے دن سال گزر چکے ہیں تب سے یہ حویلی خالی پڑی ہے بہتی کے لوگ اس حویلی میں جانے سے ڈرتے ہیں اس حویلی کو لوگ خونی حویلی کہہ کر پکارنے ہیں عاصم نے چلنے چلتے کہا لوگ اس حویلی کو خونی حویلی کیوں کہتے ہیں میں نے حیران ہو کر پوچھا۔

اس حویلی میں وہ بار پکارنے والوں کا خون ہوا تھا وہ پکار کر نے والوں کو ابھی بھیاں تک موت مارا گیا تھا کہ ان کی موت دیکھنے والے قہمی کا تب کر رہے تھے عاصم نے بنا با

ان پکار کر نے والوں کا کیا جرم تھا کہ انہیں بھیاں تک موت مارا گیا میں نے جلدی سے پوچھا۔

جرم۔ عاصم یہ کہہ کر کا بھریو لا ان کا جرم تھا پکار کر نا

مجھے عاصم کی بات سن کر جبروت ہوئی بار پکار کر نا جرم نہیں ہے میں نے حیران ہو کر کہا۔

معلوم ہے لیکن ان پکار کر نے والوں کو پکار کر نے کی ہی سزا ملی تھی عاصم نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

بار بیٹے نہ ہارنی کسی بات کی بھی تھی نہیں آئی ہے وہ پکار کر نے والے تھے کون۔ انہیں اس حویلی میں ہی کیوں مارا گیا اور انہیں مارا کس نے ظاہر سے دماغ ملی جو سوال مجھے میں نے کہہ دئے

بار کہیں مجھے کڑی بات کہتے ہیں میں ساری بات تفصیل سے بتاتا ہوں یہ حویلی کیسے ابڑی کیوں پکار کر نے والوں کا خون کہا گیا کیوں اس حویلی کا نام خونی حویلی مشہور ہوا اور وہ پکار کر نے والے کون تھے سب بتاتا ہوں پہلے ہمیں کسی مناسب جگہ پر بیٹھ جانا چاہیے۔ عاصم نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا ہوں میں نے سر ہلا دیا۔ ہم دونوں چلتے ہوئے دریا کے کنارے پہنچ گئے۔

آکا بار یہاں بیٹھ جاتے ہیں میں نے عاصم کی طرف دیکھ کر کہا

ٹھیک ہے عاصم نے بیٹھنے ہوئے کہا میں بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

بار اب بتاؤ کہ کیا ہوا حویلی میں مجھے نہ ہاری باتوں نے سنیں میں ذرا دبا ہے میں نے بے تابی سے کہا عاصم نے ہاتھ میں کچڑا ہوا ایک چھوٹا سا پتھر دریا میں پینکا اور میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

اس حویلی میں دریا بھائی رہے تھے ایک کا نام راجہ باد اور دوسرے کا نام راجہ عاشق تھا دونوں ہی شادی شدہ تھے راجہ باد کی بی بی تھی جبکہ راجہ عاشق کا صرف ایک بی بی تھا راجہ باد نے اپنی بی بی کا شہر بچپن میں ہی سے راجہ عاشق کے بیٹے سے کر رہا تھا راجہ باد کی بی بی کا نام شریں تھا جبکہ راجہ عاشق کے بیٹے کا نام مہر تھا شریں بہت ہی خوبصورت اور معصوم لڑکی جبکہ حیدر خوبصورت تو تھا لیکن اس کی عادتیں بہت ہی بری تھیں ہر قسم کی برائی اس میں کوتاہی نہ تھی بولی کسی شراب پیٹا جو اکیلے نکل کر نا اس کے لیے معمولی بات تھی راجہ باد نے

اپنے بھائی عاشق سے کہا کہ وہ اپنے بچے کو ان تمام کاموں سے روکے لیکن راجہ عاشق نے حیدر کو کچھ بھی کہا بلکہ اپنی مرضی پر چلنے کو کہا۔ یہی سمجھ کر حیدر کو ہکا بکا کرنے میں اس کے باپ کی ہی محنت شامل تھی راجہ باہر حیدر کے کاموں سے تنگ آچکا تھا اس لیے اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ راجہ عاشق کو یہ بات پسند نہ آئی اسے اپنے بھائی پر بہت غصہ تھا اور پھر اس نے ایک بھینٹک منصوبہ سوچا اس کا منصوبہ یہ تھا بھائی کو قتل کرنا اور پھر اپنے منصوبے پر عمل کرتے ہوئے اس نے اپنے بھائی اور بھینٹک کو قتل کر دیا۔ اور خود مگر مجھ کے آنسو بہا تا رہا۔ تاکہ کو کسی یہ معلوم نہ ہو سکے کہ قتل اس نے ہی کر دئے تھے کسی کو اس پر شک بھی نہ لگا۔ لیکن شر بن کو سب معلوم تھا لیکن وہ خاموش تھی اس نے بھی کسی پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ سب جانتی ہے راجہ باہر کے مرنے ہی پسندی والوں پر حیدر نے اور ظلم کرنے شروع کر دئے کہ کسی کے ایک شخص فضل نے راجہ عاشق کا کچھ قرضہ دیا تھا فضل اس کے گھر نوکر تھا۔ ایک دن فضل دل کا دورہ پڑنے سے اس دنیا میں سے چل بسا راجہ عاشق کا قرضہ دینے کے لیے فضل کا جوان بیٹا عشر اپنے باپ کی جگہ راجہ عاشق کی نوکری کرنے لگا شر بن نے عشر کو دیکھا تو اس کی دہائی بوگئی عشر بھی شر بن سے محبت کرنے لگا۔ لیکن اظہار نہیں کر پایا اور پھر ایک دن شر بن نے بی بی اس سے اظہار محبت کر دیا عشر بہت خوش ہوا کچھ ہی عرصہ بعد دونوں میں محبت مزید گہری ہو گئی عشر اور شر بن دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہتے تھے اور پھر یہ بات کب تک چھپی رہ سکتی تھی راجہ عاشق کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو وہ غصہ سے آگ بولہ ہو گیا۔ شر بن سے پوچھا تمہارا بیٹا نے جو جی تھا کہہ دیا اور بھی کہہ دیا کہ وہ عشر سے بی شادی کرے گی اگر کسی نے اسے عشر سے جدا کرنے کی کوشش کی تو وہ ہستی والوں کو بتا دے گی کہ میرے ماں باپ کے قتل آپ نے ہی کر دئے تھے لیکن راجہ عاشق شر بن کی دھمکی سے کہاں ڈرنے والا تھا اس نے عشر کو بیہ خانے میں بند کر کے بہت مر دیا لیکن اس کی زبان شر بن کا نام لینے سے نہیں رکتی تھی؛ ہجرے دھیرے بہ بات ہستی والوں کو بھی معلوم پڑ گئی ہر جگہ یہی باتیں ہوتی تھیں کہ اگر محبت کرنا جرم ہے تو ان ذمہ کی سزا کئے عشر کو بھی کیوں مل رہی ہے اس جرم میں شر بن بھی شریک ہے۔ اور شر بن بھی عشر کے لیے بہت رونی تھی اس نے کئی بار عشر کو تہ خانے سے نکالنے کی کوشش کی تھی لیکن پکارے جانے پر حیدر نے اس پر بھی ظلم کی انتہا کر دی حیدر اسے اتار مارتا کہ وہ بے ہوش ہو جاتی ہوئی مہی آئے اس کی زبان پر شر کا بی نام ہوتا تھا شر بن نے ہستی والوں کو بھی یہ بتا دیا تھا کہ میرے ماں باپ کے قتل میں راجہ عاشق نے ہی کر دئے تھے راجہ عاشق اران کا بیٹا حیدر اس ساری صورت حال سے بہت تنگ آچکے تھے ایک دن ساری ہستی والوں کو حوٹلی میں جمع کیا گیا تھا ہستی والے حیران و پریشان کھڑے یہ سوچ رہے تھے کہ آج انہیں کیوں حوٹلی میں جمع کیا گیا ہے حوٹلی میں ایک طرف بہت سی لکڑیاں جلائی جا رہی تھیں اور پھر ہستی والوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا عشر کو زندہ اس آگ میں پھینک دیا گیا۔ اس کی درد بھری چیخیں سن کر سب ہستی والے دہل کر رہ گئے۔ اور اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے کوئی بھی اس کی مدد کے لیے آگے نہ بڑھا کیونکہ سب راجہ اور حیدر کو اتنے طریقے سے جانے دے رہے تھے کہ انہیں معلوم تھا کہ جو بھی آگے بڑھے گا اسے بھی آگ میں پھینک دیا جائے گا اس منظر کو دیکھ کر کئی طاقتور لوہو جو خوف کے مارے بے ہوش ہو گئے یہ سب شر بن کی آنکھوں کے سامنے ہی کیا جا رہا تھا وہ چیخیں سن کر بھی خوفزدہ نہ ہوئے جو بھی سزا دی ہے مجھے وہ دیکھیں کسی نے اس کی ایک نہ سنی جب عشر کو آگ میں ڈالا گیا۔ تو وہ اسے پھانے کے لیے آگے بڑھی لیکن حیدر نے اسے پکڑ لیا وہ زب بھی اس نے اپنے آپ کو حیدر سے جھڑانے کی بہت کوشش کی اور ساتھ کہتی رہی تھی کہ چھوڑ دو مجھے لیکن حیدر علی نے اسے جھوڑا نہیں بلکہ اسکی بے بسی پر قہقہے

لگا تا رہا۔ جیسے ہی شہر کی چٹیں تھیں شہرین کی زبان نے بھی بولنا بند کر دیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو تھے لیکن وہ خاموش تماشا ہی بنے کھڑے کانپ رہے تھے کسی بھی شخص نے بولنے یا آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی تھی دوسرے کی حالت میں ایسے کھڑے تھے کہ جیسے انہیں سانپ سوگھ گیا ہو اور پھر ہستی والوں نے ایک اور خوفناک منظر دیکھا حیدر نے شہرین کو چھوڑا اور اپنے ایک ہاتھ کی زنجیر کھول دی اور زنجیر شہرین پر برساتا شروع کر دیے۔ وہ بھاری خاموش کھڑی اس کا ظلم برداشت کرتی رہی اس نے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکالا تھا آنکھیں بارش کی طرح برس رہی تھیں ہستی والے آنکھیں بھاڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے کوئی بھی شہرین کی مدد کے لیے آگے نہ بڑھ سکا کیونکہ جو بھی آگے بڑھتا وہ حیدر کے ہاتھوں کا شکار ہو جاتا۔

بول جب تک تو نہیں بولے گی میں یہ زنجیر تم پر برساتا رہوں گا بول۔ لے اس کہینے کا نام حیدر غصہ سے سرک ہوئے ہوئے بولا۔ اور زنجیر شہرین پر برساتا رہا۔ لیکن شہرین نے اپنی زبان نہ کھولی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے لیکن اس کے ہونٹ نہ ٹپ رہے تھے حیدر اسے مار مار کر ٹھک چکا تھا لیکن اس معصوم نے ابھی تک ہمت نہیں ہاری تھی حیدر کو اس کے نہ بولنے پر شدید غصہ تھا جب اس نے دیکھا کہ شہرین بولنے والی نہیں ہے تو اس نے سکرانے ہوئے اس معصوم کی طرف دیکھا اور اپنے ہاتھ کی زنجیر پر چھوڑ دیے ہستی والوں کی نہ چاہتے ہوئے بھی جنہیں نکل گئیں اور ہر کوئی ایسے کانپ رہا تھا جیسے وہ سخت بخار میں مبتلا ہو چند ہی لمحوں میں شہرین کو کتوں نے چیر چھاڑ کر رکھ دیا۔ لوگ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر باہر بھاگے اس واقعہ کے دوسرے ہی دن حیدر کو ایک زہر لیے سانپ نے کاٹ لیا۔ اور وہ اس دنیا میں سے جل بسا رہا عاشر اپنے بیٹے کی موت پر بہت غمگین رہے لگا تھا اور بہت ہی عجیب عجیب حرکتیں کرتا تھا وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ اسے ہر وقت عشر اور شہرین کی چٹیں سنائی دیتی ہیں اسے ایسا لگتا ہے کہ جیسے شہرین اور عشر کی رو میں ہر وقت اس کے ارد گرد منڈلا رہی ہیں وہ اسے جان سے مارنا چاہتی ہیں لیکن وہ ہر وقت ان کو چکر دے کر بچ جاتا ہے رعبہ عاشق طہر پر پاگل ہو گیا تھا ہر کوئی یہی کہتا تھا کہ اسے اپنے گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔ وہ لوگوں سے کہتا کہ حیدر میرا بیٹا مرا نہیں ہے وہ کہیں چلا گیا ہے اور جلد ہی لوٹ آئے گا کبھی کبھی وہ ہنستا شروع ہو جاتا۔ تو ہنستا ہی چلا جاتا۔ اور کبھی رونا شروع ہو جاتا تو سارا دن دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر گھٹٹوں میں سر دبائے روتا ہی رہتا ہستی کے بیٹے اسے بہت تنگ کرتے تھے وہ ہتھ اٹھا کر بچوں کو مارتا تو وہ بھاگ جاتے اور وہ ہتھ اٹھائے بچوں کے پیچھے بھاگتا رہتا تھا وہ اکثر لوگوں سے کہتا تھا کہ اگر آج میرا بیٹا نہ آیا تو میں خود کٹی کر لوں گا۔ اور پھر ایک دن اس نے یہ بات سچ کر دیکھائی ایک صبح جب اس کے ذہن کو حلی گئے تو سب خوفزدہ ہو گئے۔ رعبہ عاشق کی لاش بچھے سے لٹک رہی تھی اس نے خود کٹی کر لی تھی اس کی موت کے بعد سے یہ حلی بند پڑی ہے لوگ اس حلی کو کوئی حلی کہتے ہیں پکارتے ہیں کیونکہ اس حلی میں شہرین اور عشر کو بہت ہی بھاری موت مارا گیا تھا ان کی موت ہستی والوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھی تھی ماسم کوئی حلی کی کہانی سنا کر خاموش ہو گیا۔

ایسے ظالم کو ایسی ہی سزا ملنی چاہیے تھی۔ میں بڑبڑایا۔

ٹھیک کہتے ہو غاصم نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ شام ہو چکی تھی پرندے اپنے اشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے اچانک میری نظر دریا کے دوسری طرف کھڑے درخت کی طرف چلی گئی۔ اس درخت کے نیچے ایک لڑکی واضح دکھائی دے رہی تھی اس نے سفید رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اس کا چہرہ واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا کیونکہ وہ کافی دور کھڑی تھی لیکن مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس کی نظریں مجھ پر ہی ہوں میں نے سر جھکا

بارعام غمزاو دشمن کی موت نم نے دیکھی تھی میرا مطلب ہے کہ جب عشر اور شریں کو مارا جا رہا تھا تم اس وقت حوٹلی میں تھے میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں بار میں حوٹلی میں گیا تھا لیکن بابا جان نے مجھے واپس بھیج دیا تھا میرا دل تو وہاں سے جانے کو نہیں تھا لیکن بابا جان کی بات میں رو نہیں کر سکتا تھا اس لیے میں واپس آ گیا جب بستی والے حوٹلی سے واپس آئے تو کافی خوفزدہ تھے میرے بابا بھی بہت ڈرے ہوئے تھے کئی دن تک تو انہوں نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا رات کو انہیں نیند نہیں آتی تھی اور جب بھی سو جاتے تو خواب میں ڈر جاتے میری ماں تو اس کیفیت سے نکل آئی لیکن بابا نہ نکل سکے ایک رات سو نو گئے لیکن دوبارہ اٹھ نہ سکے اور ہمیشہ کے لیے سو گئے۔ عامم نے بنایا اس کے چہرے پر اسی چھاٹی تھی۔

سواری بار میں نے نہیں رکھی کر رہا ہے میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

کوئی بات نہیں بار اس دنیا میں جو بھی آتا ہے اسے ایک نہ ایک دن نو بہن چھوڑ کر جانی ہی ہے ناں عامم نے مسکرا کر کہا۔

بار تمہاری بستی بہت ہی خوبصورت ہے شام ہوتے ہی بستی اور بھی خوبصورت دکھائی دینے لگ جاتی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دل کو یک عجیب سا سکون دے رہی ہیں آشیانوں کی جانب لوٹے پرندے کتنے پیارے لگ رہے ہیں اور مغرب میں چھپتا ہوا سورج کتنا حسین منظر پیش کر رہا ہے میں نے دو بانوں کی طرح سارے منظر کو اپنی آنکھوں میں سجانے ہوئے کہا تو عامم مسکرا رہا۔

پرندے اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے ہیں مہرے خیال میں اب ہمیں بھی جانے کے بارے میں سوچنا چاہیے عامم نے پھر در بایں بھیٹنے ہوئے کہا۔

چلو میں نے مختصر کر کہا۔ ارادھ کھڑا ہوا۔ میری نظر دوبارہ دریا کے دوسری طرف مٹی تو میں حیران رہ گیا وہ لڑکی اب بھی اسی انداز میں کھڑی تھی اس کے انداز میں زرا بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

ارے کیا سوچ رہے ہو چلو ناں میں منہارے چلنے کا انتظار کر رہا ہوں اور منہ کھڑے سوچ رہے ہو عامم نے کہا تو میں مسکرا دیا۔ ارادھ کے ساتھ چلنے لگا میں عامم کے ساتھ چل رہا تھا لیکن میرا دماغ اس لڑکی کی طرف ہی تھا میں بار بار پیچھے مڑ کر دیکھ رہا تھا کہ لڑکی اب بھی وہاں ہی موجود تھی۔

ارے بار یہ تم بار بار پیچھے مڑ کر کیا دیکھ رہے ہو عامم نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا

کچھ نہیں میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں اپنے گھر کی چھت پر کھڑا تھا کہ مجھے ایک لڑکی دکھائی دی وہ میرے گھر کی چھت پر بنی اور چلتی ہوئی مہری طرف آ رہی تھی جب وہ میرے قریب آئی تو میں اسے رکھ کر کانپ سا حیا رہ گئی تو بہت ہی خوبصورت لیکن اس کی آنکھیں سرخ تھیں مجھے اس سے خوف سا محسوس ہوا اس کی آنکھیں میں ایک رشتہ تھی وہ میرے برابر کھڑی بنا جلیں جھپکا نے مہری طرف دیکھنے میں مصروف تھی۔

کون۔۔ کون ہوں اور میرے گھر میں کیا کر رہی ہو میں نے ڈرتے ڈرتے سرخ آنکھوں والی حسیہ سے پوچھا۔

میں کون ہوں یہ میں تمہیں نہیں بتا سکتی میں تمہیں لینے آئی ہوں تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ وہ میری

طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

کہاں میں نے مختصر کیا۔

جہاں میں تمہیں لے جاؤں مگر میں تمہیں یہ نہیں بتا سکتی کہ میں تمہیں کہاں لے کر جا رہی ہوں اس نے جلدی سے جواب دیا۔

مگر کیوں۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میں نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

میں تمہیں نہیں بتا سکتی۔ کہ میں تمہیں کیوں لے کر جا رہی ہوں اس نے جواب دیا۔

نہ چلی جاؤ یہاں سے۔۔ میں نے تنگ آ کر کہا۔

تمہیں چلنا ہو گا۔ دو نمبر اہمیت ہے تالی سے انتظار کرو رہا ہے۔

کون میرا انتظار کر رہا ہے میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

بہ مجھے بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ آہستہ سے بولی۔

جب تک تم مجھے نہیں بتاؤ گی کہ تم کون ہو مجھے کہاں لے کر جانا چاہتی ہو اور کون میرا انتظار کر رہا ہے جب تک میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میں نے غصے سے کہا۔

تمہاری مرضی تم نہیں جانا چاہتے تو نہ جاؤ میں تمہیں یہاں سے زبردستی بھی لے جا سکتی ہوں۔ لیکن مجھے اس کی بھی اجازت نہیں ہے لیکن اننا کہہ دوں میرے ساتھ نہ جا کر تم اپنا ہی نقصان کر رہے ہو اب میں چلتی ہوں ذرا دیر یہاں رکھنے کی کبھی مجھے اجازت نہیں ہے تم اچھی طرح سوچ لو میں کل بھر آؤں گی اتنا کہہ کر وہ سرخ آنکھوں والی حسد چلی اور چلتے چلتے میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی میری آنکھ کھلی اور میں بڑا کر اٹھ بیٹھا۔ میں نے خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھا میں بوزھ کے گھر میں ہی تھا وہ کون تھی اور مجھے کہاں لے کر جانا چاہتی تھی اس کی آنکھیں کتنی سرخ تھیں میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ ارے پاگل بہنو خواب تھا اور میں ایسے سوچ رہا ہوں کہ جیسے یہ حقیقت ہو میں نے خود سے مسکراتے ہوئے کہا۔ اوروں بادہ لٹ گیا۔ عمارتوں اور اجالا کی معصوم سوندشیں میرے دماغ میں گھومنے لگیں اس کے بعد مجھے نیند نہیں آئی اور رات آنکھوں میں ہی کٹ گئی۔ صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں عاصم کے ساتھ دریا کے کنارے آ گیا۔

باویم: وہاں یہاں ٹھہرو میں نہالوں عاصم نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آؤ ناں تم بھی نہالو۔ عاصم نے جلدی سے کہا

نہیں باویم نہاؤ۔ میں نے مرنا نہیں ہے میں نے ہنستے ہوئے کہا

کہا مطلب عاصم حیران ہونے ہوئے بولا۔ اس کی بات سن کر میں نے کہا۔

بار مجھ حیر نہیں آتا۔

میری بات سن کر عاصم نے ایک بیچہ لگا باو و کپڑے اتار کر دریا میں کود گیا۔ عاصم اچھی طرح جانتا تھا کہ میں اسے تھرتھاہواؤ کچھ کر خوش: دریا بننا چاہتا تھا لیکن میری نظر دریا کے وہ سری طرف لگے ہوئے روشت کی طرف اٹھی مجھے ایسا لگا جیسے وہاں کوئی ہے میں اسی طرف متوجہ رہا اور اچھی دباں کوئی مینا تو نہ کہ جب: وہ چلی تو اس کا سفید لباس پھڑپھڑانے لگا نہایت فوجی انداز تھا کہ وہاں کوئی عورت ہے کیونکہ اس کے بال بھی: وہاں کے تنگ لہرا رہے تھے کل روشت کے ساتھ کھڑی لڑکی کا سراپا میری آنکھوں کے سامنے لہرا رہا کہیں یہی لڑکی تو نہیں ہے

جوکل درخت کے پاس کھڑی تھی دیکھ رہی تھی مجھے جا کر دیکھنا چاہیے میں نے دل ہی دل میں سوچا اور اس سمت بڑھا میرے قدم دھیرے دھیرے درخت کے قریب تر ہو رہے تھے میرا دل عجیب سے انداز میں دھڑک رہا تھا قدم لڑکھڑا رہے تھے بہر حال میں اس درخت تک پہنچ گیا۔ وہاں واقعی کوئی لڑکی تھی میں فوراً ہی اس کے سامنے آگیا اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی میری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں سر جھک کر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے میں ہلکی باندھ سے ہی دیکھنے جا رہا تھا وہ مجھے ایک دم اسنے سامنے دیکھ کر پلٹیں جھکانا بھول گئی تھی مجھے یہ سب اپنی آنکھوں کا دھوکہ لگ رہا تھا میں نے انہیں مرکز ڈالیں لیکن اس منظر میں ذرا ہر ابر بھی تندی ملی نہیں آئی تھی۔ وہ اب بھی مجھے آنکھیں پھاڑ رہے دیکھ رہی تھی چہرے پر اداسی نے اپنا قبضہ جما ہوا تھا اس کے چہرے پر چھائی ہوئی اداسی نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا۔ لیکن میری آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی گئی میں اسے ایک لمحے میں ہی پہچان گیا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ میری بہت اچھی معصوم دوست اجالا تھی۔۔

اجالا۔۔ اجالا۔۔ تہ۔ تم میں ایک انگ انگ کر بولا۔ میری بات سن کر اس نے پلٹیں جھکا لیں اجالا تم زندہ ہو کہاں تھی میں خوشی سے کہتا ہوں اس کی طرف بڑھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میں تڑپ اٹھا مجھے اپنے دل پر ایک بوجھ سا گرنا ہوا دیکھائی دیا۔ اجالا تمہاری آنکھوں میں یہ آنسو میں تڑپ کر بولا۔ اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا لیکن وہ یکدم بنی وہاں سے غائب ہو گئی اجالا۔۔ اجالا۔۔ میں چیختے ہوئے اسے پکارنے لگا۔ اور دو بانوں کی طرح ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ اجالا کہاں چلی گئی ہو تم میرے سامنے آؤ مجھے بتاؤ کہ تمہاری آنکھوں میں آنسو کیوں ہیں میں ادھر ادھر بھاگتے ہوئے بولا میری آواز بھر آئی تھی کس نے میری کندھے پر ہاتھ رکھا۔ مجھے ایسا لگا کہ جیسے اجالا آگئی ہو اجالا۔ میں یہ کہتا ہوا پیچھے مڑا لیکن پیچھے دیکھتے ہی میری ساری امیدوں پر پانی پھر گیا دو آنسوؤں کے موٹ موٹے قطرے میرے گالوں پر بہہ گئے اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا اگلا شمارہ پڑھنا مت بھولے گا۔

سوچ مجھ لینا تم اٹھانے سے پہلے
کہیں کھوند جاؤ منزل آنے سے پہلے
خلعیں دوست سے محروم ہونہ جاؤ نہیں
یہ سوچ لینا اسے آزمانے سے پہلے
تمہارے سینے میں بھی دھڑکتا ہے ایک دل
یہ سوچ لینا کسی کا دل دکھانے سے پہلے
نمر بھر کون کسی کے لیے روتا ہے
لوگ صرف آنسو بہاتے ہیں دفنانے سے پہلے

تم تم نشاء۔۔ زوال۔۔ فتح جنگ۔۔

حقیقی چاہت

-- تحریر: امین اسے کاوش - سلاوالی - 0300.2305767

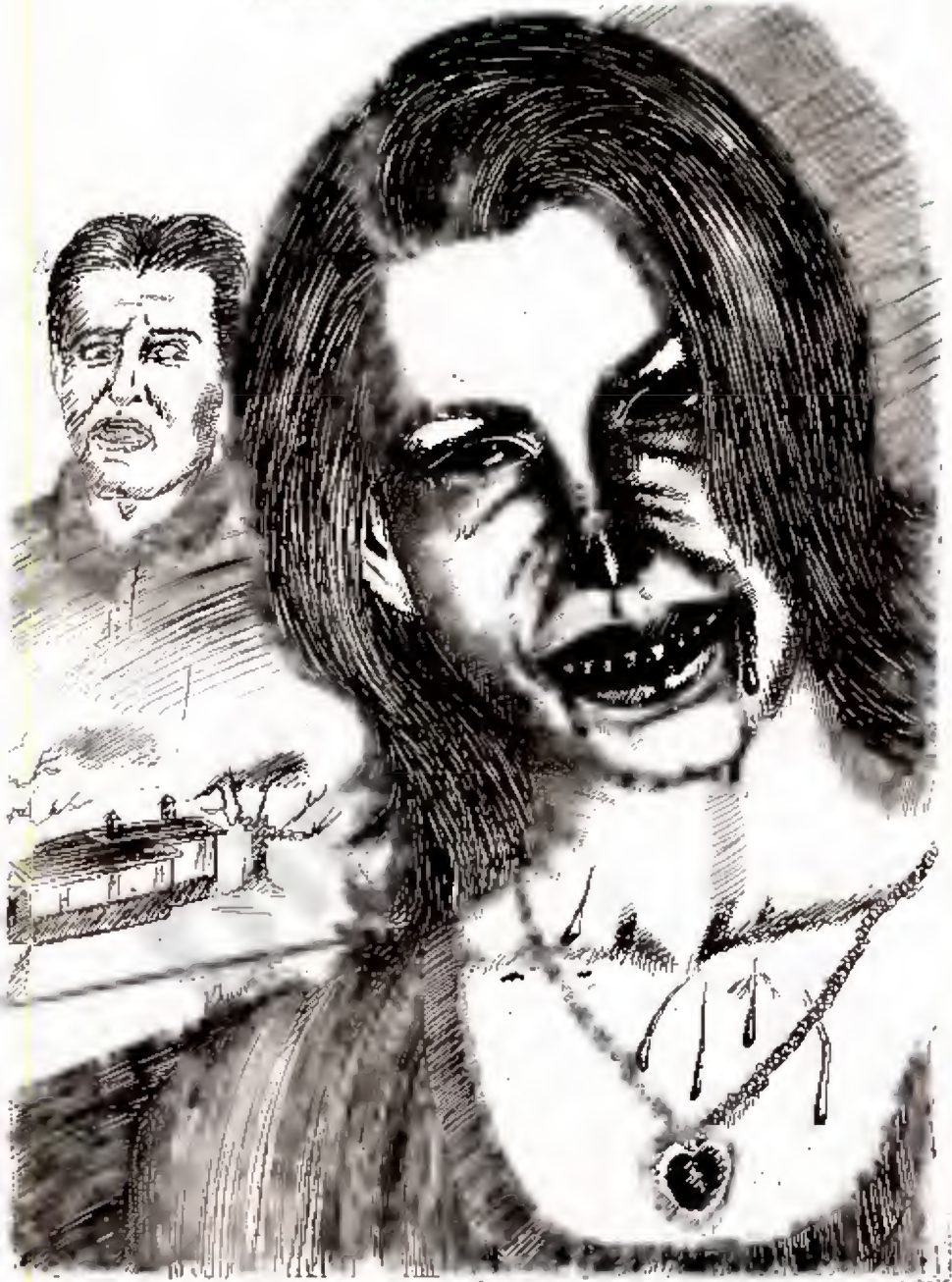
سوسوار کی دانت اچانک پھردی واقعہ ہوا جو اس رات پیش آیا تھا مگر اس وقت گھر میں حسین بھی موجود تھا میں نے دوتے ہوئے حسین سے کہا آپ میری بات پر یقین نہیں کر رہے تھے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو میں نے حسین سے کہا آج پھر وہی سایہ دیواروں پر منڈلا رہا تھا۔ اسی بار اس نے دروازے پر کچھ لکھ دیا اور جب غائب ہوئی تو اس قدر عجیب آوازیں سنائی دیں کہ ہم اٹھتے بندھاں رہ گئے ہمارے حواس باختہ ہو گئے تھے اب گھر میں دو شے تھیں حسین نے دروازے پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا جو اس سایہ نے لکھی تھی ہم صبح ہوتے ہی دونوں پل کر ایک عامل کے پاس گئے اور تمام واقعہ ان کو سنایا تو پتہ چلا کہ وہ ایک روح تھی جو حسین کی دوست تھی وہ صرف حسین کو اور ہمیں سہارا دے رہی تھی اس میں اتنی حسرت نہ تھی کہ تم لوگوں کے سامنے آ سکتے اس کا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہ تھا بلکہ مبارک باد دینا تھا۔ پہلی بار جب وہ آئی تو تم ایک لکھی لہذا وہ چلی گئی اس بار وہ آئی اسے بوسے لکھ کہنے یا تم لوگوں کے سامنے آنے کی قطعاً اجازت نہیں تھی لہذا وہ اپنا پیغام لکھ کر چلی گئی اور اب وہ بھی لوٹ کر نہیں آئے گی۔ عامل صاحب کی بات سن کر حسین کی آنکھوں میں گہرے ہائے آبدار ٹھہراتے دکھائی دیئے مگر میں نے اس کے کانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے صمت اور حوصلہ دیا اور وہ جواباً ہنستے ہوئے کہہ کر وہ گیا ہم گھرواپس آئے اور میں نے اب کی بار خود سے اس تحریر کو پڑھا جو کچھ اس طرح تھی میرا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہیں تھا حسین دیکھو آج میں لکھی بے بس دلا چاہوں کبھی ہم دونوں یکجان ہو دو قالب ہوا کرتے تھے اور آج آپ کو میرے وجود سے خوف محسوس ہوتا ہے کسی نے غلط نہیں کہا کہ انسان کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب تک حیات ہو لہذا اجل بن جانے کے بعد تو کیسے کیسے اپنے پل بھر میں بھول جاتے ہیں وقت بڑا بے رحم ہے حسین خود ہی گھاؤ دینا ہے اور خود حق اس گھاؤ کا مرتبہ ہے میری دعا میں اور نیک تمنا میں تم لوگوں کے سدا ساتھ ہیں خوش رہو۔ اور اپنے کی طرح کبھی وہ بارہ تمہارے آنکھوں میں دکھ کر ب اور ازیت کے بادل سایہ فگن نہ ہوں۔ اسلام تہناری

انابہ۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

ویسے کچھ ایسے بھی زندگی میں دن ہوتے ہیں جب کسی ایسے کسی پرانے کسی دکھ کچھ کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ وہ زندگی کے چند سال کھیل کود میں گزر جاتے ہیں کسی کو کوئی فکر نہیں ہوتی اور جو کئی انسان اپنی جوانی کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ اسے اپنے کیرے میں لے لیتے ہیں اور وہ اس میں

دھنسا ہی جا جاتا ہے۔

میری تنبیہاں پھر بڑھانے چلے آئے ہو آج پھر سے کیا مجھے ٹھکرانے چلے آئے ہو کیوں مناتے ہو تمنا غم محفل میں میرا آج پھر کیوں مجھ کو تم دلانے چلے آئے ہو بڑی مشکل سے تو سیکھا ہے میں نے جینا تم میں



اسی خواہش میں رہتا ہے کہ میری زندگی ابھی کی
ابھی ختم ہو جائے اور اجل آن دلوپے میرا نام
و نشان اس دنیا سے مٹ جائے یہ حالات صرف
اسی وقت ہوتے ہیں جب انسان کسی سے محبت
کرتا ہے محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے محبت جس کی
تلاش میں جس کی چاہ میں دنیا کا ہر انسان رہتا ہے
محبت عجیب و غریب جذبہ ہے جس میں بیک
کر انسان بھی شیطان کا روپ دھار کر پستیوں میں
جاگتا ہے اور بھی اس اعلیٰ و ارفع درجے کو خلوص
نیت کے ساتھ اپنے دل اور زندگی میں شامل
کر لے تو فرشتوں سے بھی افضل ہو کر قرب الہی
حاصل کر لیتا ہے محبت کے کئی روپ ہوتے ہیں کئی
انداز ہوتے ہیں مگر بد قسمتی سے دنیا بھر سمیت
ہمارے معاشرے میں بھی محبت کے ایک ہی روپ
کو زیادہ پوزیشن کیا جاتا ہے پرنٹ میڈیا
اور الیکٹرانک میڈیا اسی روپ کو ٹیلی ویژن کے پیش
کرتے ہیں محبت غرض سادہ جذبہ ہے خالص جذبات
رکھنے والے لوگ اس دنیا کی پرکھ پر پورا نہیں
اترتے کہتے لوگ اوتے ہیں ایسے سینکڑوں نہیں
ہزاروں میں سے ایک اتنے حساس زور درج
جذبات ناپختہ اور قوت مدافعت نرید اس پر زہنی
ماحول کی کمی انہیں ہتھیلی پر آبلے کی صورت رکھتو
بھی بھوٹ جتے ہیں کبھی لگی سی نہیں بھی جیسے علی
کے نازک پردوں کو کتنی بھی احتیاط سے چھو میں ان
کے رنگ پودوں پر کبھی اتر آتے ہیں ایسے لوگ خام
نہیں ہو سکتے جو زرد تباہ خزاں رسیدہ درختوں پر
عاشق ہوں جن کی آنکھیں درخت سے جدا ہونے
والے پتوں پر پر پر بور ورنے لگتی ہے جو مردہ ٹکڑوں
کے پردوں کو سینٹ سینٹ کر رکھتے ہیں جو بدلے
موسموں کی ایک ایک جنبش سے باخبر ہوتے ہیں جو
خوشیوں کے تقدس میں اپنی اونچ نیچ کرنے والوں
کو ناخالص اور ناقابل نفرت گردانتے ہیں ایسے

ن پھر کیوں میرے لبوں کی ہنسی مٹانے چلے آئے
ہو
جب تیرے مقدر میں ہم نہیں تو کیا ہوا
کیوں دامن میرا خوشیوں سے چھڑانے چلے آئے
ہو
زندہ تھے تو پوچھا تھا کبھی حال تک نہ میرا
آج رونے کیوں میت کے سر ہانے چلے آئے ہو
پھنچتے وقت تو کچھ بھی درد نہ تھا تم کو
آج کیوں بنا درد انگ بھانے چلے آئے ہو
بولو گے اب تو یہ لب نہ نکھلیں گے میرے
کیوں دل کی بات آج زبان پر لانے چلے آئے ہو
ہم تو خوش تھے تیرے دے ہوئے زخموں پر بھی
آج پھر کیوں زخموں پر ہم مہم لگانے چلے آئے ہو
ہم نے تو بس تجھے یاد نہ کرنے کا ہی سوچا تھا
کہ فرشتے مجھے دنیا سے اٹھانے چلے آئے ہیں
میرے بچپن کے دن تو ایسے ہی چٹکی
میں گزرے کہ کچھ پتہ ہی نہ تھا جب بچپن میں کسی
اور کو روتا ہوا رکھتے تو کچھ احساس نہ ہوتا کہ ان کو
کیا دکھ ہے جب ہم نے ان حالات کا سامنا کیا
تو پتہ چلا کہ دکھ آخر ہوتی کیا چیز ہے
دکھ انسان کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے ٹوٹے
ہوئے آئینے کی کرچوں کی مانند دکھ پہاڑ کی طرح
ہوتے ہیں سینے پر دھیرے شک بے آب دگیا نہ ان
کے اندر کئی نہیں ہوتی چیز کا نمونہ نہیں ہوتا۔
اور خوشیاں بہت چھوٹی ہوتی ہیں دریا کے اندر
پہاں سنبھرے ذرات جیسی ریت کے باریک
ذروں سے سوتا دھونڈھنا جوئے شیر لانے کے
میزاد ہے بہت مشکل کام ہے دل کو دے کا صبر
جمل کا ٹھہراؤ۔
انتظار خوشیاں بہت مشکل سے ملنے والے
سونے کے ذرات کی طرح ہیں وہ اپنی زندگی کے
ہر پل کس طرح گمن گمن کر گزرتا ہے وہ ہر وقت

ہی نظر دیکھتے ہی میرے دل کی گھنٹیاں بجنا شروع ہوئیں تھیں وہ بہت ہی ہنڈم بیوٹی قل اور سحر انگیز شخصیت کا لڑکا تھا اور اسے دیکھ کر مجھے ایسا لگا کہ جیسے نارن جان اسی میں سمٹ کر رہ گئی ہو اور میں اس کی یادوں میں اس طرح گم ہوتی گئی کہ مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ دنیا میں کیا چل رہا ہے ہر وقت اسی لڑکے کے خیال میرے دماغ میں گھومتے رہتے ایسا لگتا تھا کہ جیسے اس کی فلم میرے مائند میں ایسے چل رہی ہو جیسے سینے کی سکر بن چلی ہو اس کا گھر میرے گھر کے سامنے تھا

ایک دن صبح کے وقت وہ اپنی گاڑی میں جا بٹھا میں اسے اپنے کمرے کی کھڑکی سے بے تکلف ہو کر دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کے گھر سے ایک لڑکی نکلی اسے دیکھتے ہی جیسے میں وہاں دھڑک کر رہ گئی۔ وہ لڑکی سرخ ساڑھی میں ملبوس تھی وہ کسی حد تک خوبصورت تھی پر ان حالات میں وہ مجھے کسی چیز سے کم نہیں لگ رہی تھی شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ساتھ اسے دیکھا تو مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا اسی لیے اس کی خوبصورتی بدصورتی لگ رہی تھی میرے دماغ میں جیسے کوئی طوفان چلنے لگا تھا اور میرا دل سوال پر سوال کئے جا رہا تھا کہ یہ لڑکی کہاں اس کی بیوی ہے میں اپنے آپ میں پوچھتی رہی۔ اور اتنے میں ان کی گاڑی روانہ ہو گئی۔ اب میں نے ٹھان لیا تھا کہ اس کی کھوج میں نکال کر رہوں گی۔

ایک دن اچانک امی جان کی طبیعت خراب ہو گئی گھر میں کوئی ایسا نہیں تھا جو میری ان حالات میں مدد کر دیتا۔ اوجان اپنے کاروبار کے سلسلے میں دوسرے شہر گئے ہوئے تھے میں نے جلدی سے چادر اوڑھی اور اس کے گھر کی طرف چلی گئی۔ جہاں وہ لڑکا رہتا تھا۔ میں نے ان کے دروازے پر دستک دی اور وہی لڑکا باہر نکلا مجھ سے مخاطب

لوگ عام ہو بھی نہیں سکتے محبت ریاضی کا سوال نہیں کہ بار بار کوشش سے وصل ہو جائے کوئی نہ کوئی فارمولا جواب تک لے جائے گا محبت تو شاعری کی طرح دل پر وار کرنے کا نام ہے جہاں کوشش کام نہیں آتی محبت یقیناً بڑی حیران کن چیز ہے وہ باتو مت دوسروں سے بھی زیادہ بیش قیمت ہے یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو بازار میں ملے گی ہو اور اسے مال و زر کے عوض خریدنا جیسے محبت نہ تو روایاتوں کو مانتی ہے نہ طبقے میں تقسیم معاشرے کا تجربہ کر کے محبوب کا انتخاب کرتی ہے یہ تو بس ہو جاتی ہے ہل طبقوں کی پروا کرتی ہے اور نہ ہی کوئی اس کا راستہ روک سکتی ہے البتہ اسے آزمائشوں سے ضرور گزرنا پڑتا ہے زندگی کی بساط اور وقت کے حصار سے سب کی قسمت کی باتیں اور مقدر کی چالیں بھی بازی پلٹ جاتی ہے جتنا وقت لوٹ تو نہیں آتا مگر مقدر ساتھ لے جاتا ہے لیکن سب باتوں کی ایک ہی بات ہے کہ محبت بچھڑ جائے تو دکھ دہائی ہے اور اگر مل جائے تو زیادہ دکھ دیتی ہے ان حالات میں سماج کے لوگ جینے نہیں دیتے اور اگر نہ ملے تو انسان خود کوٹ کر رہ جاتا ہے اور اس طرح بکھر جاتا ہے کہ کبھی دوبارہ کالج کے کمرے کی مانند کبھی اپنی حالت میں نہ آسکے محبت میں کبھی حسین و نکش پل آتے ہیں تو کبھی سوہان روح اور جان ہوا بھیا تک سوز آتے ہیں کہ کچھ پتہ ہی نہیں چلتا کہ ہماری منزل کون سی ہے اور راستہ کون سا۔

پھر یہی محبت و عشق اور جنون میں تبدیل ہو جاتی ہے پھر ہر وقت انسان اپنی محبت کو پانے کے لیے تک دو دو کرنا شروع کر دیتا ہے محبوب کی سوچوں میں گم رہتا ہے اور اپنی محبت کو پانے کے لیے اپنی جان تک کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

ایسی ہی محبت سے میں دوچار ہوئی اسے پہلی

ہوا۔

آپ کی پہچان۔

ایک دن میں لاؤنچ میں بیٹھی چائے کی چسکیاں بھر رہی تھی کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی میں نے راسوں کا کاسے دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ اور میں پھر چائے پینے میں مصروف ہو گئی۔ پھر اچانک وہی لڑکا میرے سامنے آکھڑا ہوا اس نے مجھے سلام کیا میں نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔

میں نے ان سے چائے کے لیے پوچھا تو اس نے کہا

چھینکس میں اس وقت چائے نہیں پیتا

میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج میں ان سے نام پوچھ کر رہوں گی اسی وقت انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا

لگتا ہے آپ زیادہ بات کرنے کی عادی نہیں ہیں۔

اس وقت بھی میں خاموش رہی ویسے تو میں اتنا خاموش کبھی نہ ہوتی تھی پر اسے دیکھتے ہی جیسے میرے منہ پر گویا قفل پڑ جاتے تھے اور میں کچھ بھی نہ بول پاتی آخر کار میں نے خدا خدا کر کے اس کا نام پوچھ ہی ڈالا۔

اس نے کہا کہ کیا ابھی تک آپ کو میرا نام پتہ نہیں چلا میرا نام حسین ہے

اس دن ہم نے جی بھری باتیں کیں اب میں اس میں بہت خدشہ وچکی لینے لگ گئی تھی

ایک دن اچانک اس کے گھر میں جیسے طوفان آگیا بوداؤ کی جو حسین کے گھر میں اس کے ساتھ رہتی تھی کسی حادثے میں موت سے فضل گیر ہو گئی اب وہ بہت تہار بنے لگا تھا اب جب کبھی وہ ہمارے گھر آتا تو چپ چاپ سارے ہاتھ میں اس سے بہت باتیں کرتی اور اس کا جی بہلانے کی کوشش کرتی لیکن ایسا لگتا تھا جیسے اس نے میری کسی بھی بات کا جواب نہ دینے کی قسم کھان لی ہے۔

میں نے جواب دیے بغیر ان سے مدد طلب کی وہ کسی قسم کا سپورٹس دیے بغیر میرے ساتھ طے پر آمادہ ہو گیا۔ گھر پہنچ کر پتہ چلا کہ وہ ایک ڈاکٹر ہے انہوں نے امی جان کا چیک اپ کیا اور کچھ میڈیسن بھی دیں انہوں نے مجھ سے کہا۔

یہ میڈیسن ابھی اپنی والدہ کو دے دیجئے گا۔

میں نے جواب میں سر ہلا دیا جب میں نے ان سے فیس پوچھی تو انہوں نے مسکرا کر کہا۔

کوئی اپنوں سے فیس لیتا ہے بھلا۔

میں انہیں چھوڑنے کے لیے دروازے تک آئی ابھی ہم گھر کے لاؤنچ میں ہی تھے کہ انہوں نے میرا نام پوچھا۔ میں چلتے چلتے رک گئی اور ان کو حیران کن نظروں سے دیکھنے لگ گئی میں ان کے خیالوں میں ایسے گم ہو گئی کہ جیسے مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ وہ کیا سوال کر رہے ہیں یک لخت ہی انہوں نے چٹکی بھائی اور کہا۔

بھتر مہ آپ کن خیالوں میں گم ہو گئی

میں نے آہستہ سے اپنا نام بتایا کہ میرا نام عانت ہے اب ہم دروازے پر پہنچ چکے تھے اس نے خدا حافظ کے ساتھ ساتھ میری شخصیت کی بھی تعریف کی اور مسکراتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گیا میں اس میں اپنائیت کے جذبات محسوس کر رہی تھی مجھے ایسا لگا کہ شاید میں ایسے صدیوں سے جاتی ہوں اس دن میں بہت خوش تھی آج مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے قدرت نے پوری دنیا کی خوشیاں سب کر میری جھولی میں ڈال دی ہیں اس کے بعد اکثر وہ ہمارے گھر آیا کرتا تھا۔ جب بھی وہ ہمارے گھر آتا میں ان سے نام پوچھنے کی کوشش کرتی پر ناکام ہو جاتی اور وہ باتوں باتوں میں اندھ کر چلا جاتا۔

خارج کی اور اٹھ کر گھر چلا گیا
ایک دن گھر پر کال آئی کہ ابو جان گھر واپس
آ رہے ہیں میں نے اسی کو ابو جان کی آمد کے
بارے میں بتایا تو وہ بہت خوش ہو گئی

ابو جان جب گھر پہنچے تو وہ مجھ سے مل کر بہت
خوش ہوئے اسی رات جب میں ابو جان کے
کمرے کے پاس سے گزری تو میں نے انہیں مہری
سنا دی کہ بارے میں بات کرتے ہوئے سنا وہ
رات میرے لیے کسی لذت سے کم نہ تھی میں
گھبراہٹ کے مارے اپنے کمرے میں چلی گئی
اور دوپوری رات میں نے گرو میں بدلنے گزاری
جب صبح ہوئی نذامی میرے کمرے میں مجھے اٹھانے
کے لیے آئے تو میں پہلے سے ہی اپنے کمرے کی
چیزیں سمیٹ رہی تھی میں نے اپنے آنسو چھپانے
کی بہت کوشش کی مگر راجہ جان کو پتہ چل گیا کہ
میں رو رہی ہوں اسی جان نے میرے رونے کی
وجہ دریافت کی تو میں ایک لمبے کے لیے تو خاموش
رہی مگر وہی وقت تھا جب میں نے اپنے والدین کو
اپنی محبت کے بارے میں بتایا تھا ہاں اگر میں نہ
بنائی تو میں اپنی محبت پانے میں ناکام ہو جاتی۔
اور زندگی میں بھی خوش نہ رہتی

اسی جان نے میری ہر بات بڑے غور سے
سنی۔ اور مجھے اکیلا چھوڑ کر بنا کوئی جواب دیے
لے قدموں پلٹ گئی اور میں انہیں جاتے ہوئے
دیکھتی رہی اسی نے ابو جان سے اس بارے میں
بات کی ابو جان اس وقت تھوڑا بہت غصہ ہوئے پر
مان گئے اور میرا لے کر حسین کے گھر چلے گئے
حسین نے کوئی بات کہنے بغیر رشید کے لیے ہاں کہہ
دی اور ہماری شادی میں ابرار کو دعوتیں ہو گئی۔

اس وقت میں بہت خوش تھی اور وہ دن ایسے
گزرے کہ کچھ ہی عرصے میں نہیں چلا۔ اور میری شادی
حسین سے ہو گئی اب میں مسرت حسین کہلانے لگی تھی

میں نے اس سے اس لڑکی کے متعلق پوچھا تو
اس کی آنکھوں سے اس طرح آنسو بہنے لگے جیسے
ساون کی بھڑکی لگ گئی ہو۔ میں نے اس کے نام
سے مخاطب کرنے ہوئے کہا۔

حسین میرا متعجب نہیں دکھ دینا نہیں تھا میں
صرف یہی جانتا جا رہی تھی کہ وہ لڑکی آخر کون تھی
جس کی وفات نے انہیں اتنا بڑا صدمہ پہنچا ہوا ہے
اس نے اپنے آنسو صاف کئے اور کہا۔

اس کا نام انابہ تھا ہم دونوں بچپن کے
دوست تھے بچپن سے لے کر جوانی کے مراحل تک
اکٹھے رہے اس کے والد اور میرے ابو جان بارہ
بکھی ایسا محسوس نہیں ہوتا تھا کہ یہ شخص دوست ہیں
وہ ہر وقت بھائیوں کی طرح رہتے تھے ایک دن اس
کے والدین دہانے سے چلے آئے اب میرے والدین
نے اس کی شادی ذمہ دار کی اپنے سرے لی اور وہ
ہمارے ساتھ رہنے لگ گئی ویسے تو میری والدہ
اور والد میں تھوڑی بہت چپقلش ہوتی رہتی تھی پر
اس دن ہمارے گھر میں ایسی آندھلی چلی کی ابو جان
نے اسی کو فوراً سے پہلے ڈپوس دے دیا اسی جان
مجھے ساتھ لے جانا چاہتی تھی پر ابو نے ایسا نہیں
ہونے دیا۔ اور وہ چھوڑ کر چلی گئی اور آج تک وہ
واپس نہیں آئیں میرے ابو نے دوسری شادی کر لی
اور اپنی بیوی کو لے کر امریکہ چلے گئے جبکہ میں نے
ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اس وقت میری
عمر تقریباً بیس سال تھی اس دن سے یہ لڑکی میرے
سامنے تھی اور ہر مشکل میں اس نے میرا ساتھ دیا
اور جب اسے میری ضرورت پیش آئی تو میں اس
کے ساتھ نہیں تھا

حسین نے مجھے اپنے بارے میں اپنی آپ
بنتی سنا ڈالی اب وہ بہت رنجش میں کر رہا تھا ایسا
لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ اس کے دل
و داغ سے اٹھ گیا ہو اس نے ایک لمبی سانس

اگر دروازہ کھولا تو سامنے حسین ایستادہ تھے میں اس سے پشت کر زار و قطار دوڑنے لگی مٹی اور رات کا سارا واقعہ حسین کو سنا دیا۔ اس نے مجھے دلا سہ دیا اور کہا۔

شاید تم نے کوئی بھیا تک پہنچا دیکھا ہے وہ فریش ہونے کے لئے واش روم میں چلا گیا دو رات کے واقعے کو محض ایک خواب گردان رہا تھا مگر وہ حقیقت تھی پر میں نے سب کچھ کیا پس پشت ڈال کر حسین کے لئے ناشید بنانے لگی اور اسی طرح ایک جنت گزر گیا۔

سو موار کی رات اچانک پھر وہی واقعہ ہوا جو اس رات پیش آیا تھا مگر اس وقت گھر میں حسین بھی موجود تھا میں نے روختے ہوئے حسین سے کہا آپ میری بات پر یقین نہیں کر رہے تھے اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو میں نے حسین سے کہا آج پھر وہی سایہ دیواروں پر منڈلا رہا تھا۔ اس بار اس نے دروازے پر کچھ لکھ دیا اور جب غائب ہوئی تو اس قدر عجیب آوازیں سنائی دیں کہ ہم انگشت بندناں رہ گئے ہمارے حواس باختہ ہو گئے تھے اب گھر میں روشنی بھی حسین نے دروازے پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھا جو اس سایہ نے لکھی تھی ہم صبح ہوئے ہی دونوں مل کر ایک غافل کے

پاس گئے اور تمام واقعہ ان کو سنایا تو یہ چلا کہ وہ ایک روح تھی جو حسین کی دوست تھی وہ صرف حسین کو اور جنہیں سارا کہاؤ وئے آئی تھی اس میں اتنی جسارت نہ تھی کہ تم لوگوں کے سامنے آئے اس کا مقصد تم لوگوں کو ڈرانا نہ تھا بلکہ سارک باد دینا تھا۔ یہی بار جب وہ آئی تو تم انکی بھی لہذا دہ چلی گئی اس بار وہ آئی اسے بولنے کچھ کہنے یا تم لوگوں کے سامنے آنے کی قطعاً اجازت نہیں تھی لہذا وہ اپنا پیغام لکھ کر چلی گئی اور اب وہ کبھی بھی لوٹ کر نہیں آئے گی۔

مجھے کچھ دنوں سے ایسا محسوس ہوتا کہ ہمارے گھر میں ہم دونوں کے علاوہ کوئی اور بھی ہے جب وہ کلینک پر جاتے تو میں گھر میں اکیلی رہتی۔

ایک رات حسین کے پاس ایک میرٹس کیس آیا اور وہ وہی کلینک میں ہی منظر گئے اور مجھے کال کر کے بتایا کہ امیر جنسی ہے لہذا دین مت کرنا میں اپنے کمرے میں گئی اور ابھی سوئے ہی گئی تھی کہ اچانک مجھے برتن گرنے کی بازگشت سنائی دی۔ میں کمرے سے نکلی اور کچن کی طرف چلی گئی وہاں جا کر دیکھا تو کوئی بھی نہیں تھا میں نے سمجھا کہ شاید کوئی بلی تھی اور میں بے خوف ہو کر اپنے کمرے کے طرف چلی تو یکدم گھر کی تمام لائٹس آن آف ہونے لگیں اچانک میری نظر سامنے دروازے پر پڑی تو جیسے میری سانس اوپر کی اوپر اور نیچے کی نیچے اٹک کر رہی گئی میرے تو گویا قدموں تلے زمین کھسک گئی ہوسانسوں کی روانی میں آنا فنا سرعت پیدا ہو گئی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے لاکھ چاہا کہ بھاگ کر کمرے میں جا کھسکوں مگر یوں لگا کہ گویا اتنی جتنی میں بری طرح جکڑ رکھا ہو۔ سامنے دروازے پر ایک سفید لباس میں ملبوس ایک لڑکی کھڑی تھی وہ شاید ایک روح تھی اور گھر باہر کے بارے میرے پاؤں وہی سن ہو کر رہ گئے تھے۔ گھر میں چونکہ بہت اندھیرا تھا اس لیے اس کی شکل ٹھیک سے دیکھ نہ سکی اور وہ یکدم غائب ہو گئی اور گھر کی تمام لائٹس آن ہو گئیں

میں نے فوراً کچن میں جا کر پانی پیا اور حسین کا نمبر وائل کیا تو یہ چلا کہ نمبر آف جا رہا ہے میں بہت پریشان ہو گئی تھی میں وہی صوفے پر براجمان ہو کر حسین کا انتظار کرنے لگی اتنے میں میری آنکھ لگ گئی اور میں ہی صوفے پر ہی سو گئی۔

اچانک دروازے پر دستک ہوئی اور میں چونک کر ابھی اتنے میں شاید صبح ہو چکی تھی میں نے

غزل

سوچا تھا عمر بھر ساتھ چلیں گے
کیا خبر تھی بدل جاؤ گے موسموں کی طرح
کیا تھا ہمیں اس شخص سے کیا رشتہ تھا
جو مجھ میں سا گیا پروں کی طرح
جس کو سینے میں صدیاں گزر گئیں سعید
وہ شخص نکھر گیا خوشبو کی طرح
کس کو اتنا نہ چاہو کہ بعد بھلا نہ سکو
یہاں مزاج بدلتے ہیں موسموں کی طرح
ہم تو نہا تھے اور تھا ہی رہے سعید
وہ بدلتا رہا موسموں کی طرح
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

غزل

نہیں مہ دل کو سکون نیرے بغیر
زندگی میں کچھ حزا نہیں نیرے بغیر
اسکے ہونے ہیں نیری بادیں ہوتی ہیں
کسی محفل میں دل نہیں لگتا تیرے بغیر
نچھ سے دور ہوں مجبور ہوں میں
اک بلی کو سکون نہیں مہا تیرے بغیر
سوئی سی گئی ہے ہر چیز نیرے بغیر
دل کی بسنی دریاں ہے تیرے بغیر
ورد دل اب کہے اک مہا ہے
گھبرا ہوں ہے اس کا زخم تیرے بغیر

تم مجھے یاد آتے ہو

تم مجھے یاد نہیں آتے لوگوں سے..... اور اپنے آپ سے.....
میں بات..... کہہ کر تھک گیا ہوں۔

پیشانی احمد۔ واں بھڑاں مانیوالی

عامل صاحب کی بات سن کر حسنین کی آنکھوں
میں گوبر ہائے آبدار غمٹھاتے دکھائی دئے مگر میں
نے اس کے چانوں پر ہانچ رکھ کر اسے است
اور وصلہ و باداردہ جوا ہا ہونٹ بھیج کر رو گیا
ہم گھر واپس آئے اور میں نے اب کی بار غور
سے اس خبر کو پڑھا جو کچھ اس طرح تھی میرا مقصد
نہم لوگوں کو ذرا ناہنیں تھا حسنین دیکھو آج میں کتنی
بے بس دلا چار ہوں بھی ہم دونوں کیجان ودجالب
ہوا کرتے تھے اور آج آپ کو میرے وجود سے
خوف محسوس ہوتا ہے کسی نے غلط نہیں کہا کہ انسان
کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب تک حیات بقولہ
اجل بن جانے کے بعد تو کیسے کیسے اپنے بلی بھر
میں بھول جاتے ہیں وقت بڑا بے رحم ہے حسنین
خود ہی گمھاؤ دیتا ہے اور خود ہی اس گمھاؤ کا مرہم ہے
میری دعائیں اور نیک تمنا میں تم لوگوں کے
سدا ساتھ ہیں خوش رہو۔ اور اپنے کی طرح بھی
دوبارہ تمہارے آگن میں دکھ دکرپ اور اذیت
کے بادل سایہ فگن نہ ہوں و اسلام تمہاری امانیت۔

تحریر پڑھ کر میں حیرت میں مبتلا ہو گئی تھی کہ
ایک طرف میری محبت تھی اور ایک طرف اس کی
محبت کی مگر حسنین کی محبت کی مفرد در وہ تھی
کیونکہ اتنی تو شاید انسیت مجھے بھی حسنین سے نہ ہو
جتنی اسے تھی۔ کہ مر کر بھی اسے چین نہ مل رہا تھا
میرے دل کے اندر امدتے ہوئے سمندر کے
طوفان نے لبروں کی روانی ان کی برباد میں اضافہ
کر دیا تو سینے کے اندر دھڑکتے دل کی پھرتی لبروں
نے آنکھوں کو ساحل مان کر دیدوں سے ہاتھ پائی
شروع کر دی۔ اور میری آنکھوں کی شکست سے
دو چار ہونا پڑا کیونکہ پلک جھپکتے ہی میں کبے بعد
دیگرے آنسوؤں نے آنکھوں کے نیم
و آنسوؤں نے چلا نہیں لگائیں اور میرے چہرے
کو جگھونے چلے گئے اور میں کچھ بھی نہ کر پائی۔

خونی بس

۔۔۔ تحریر: رینا محمود قریشی ۔ میرپور خاص

ایک خال کوہاں باا گیا۔ اور اس کو تمام تفصیل بتائی گئی اور بس بھی دکھائی گئی اس نے بس کو ایک نظر دیکھا اور کہا۔ ہاں یہ خونی بس ہے اس میں ایک بھوت کا سایہ ہے جو بھی اس بس میں بیٹھتا ہے تو وہ دوبارہ نہیں اترتا ہے اور زندگی کی بازی ہار جاتا ہے تم لوگ پہلے ہو جن کو اس بس میں بیٹھنے سے پہلے ہی اس راز کا علم ہو گیا اور اس میں بیٹھنے سے انکار کرنے لگے۔ اس بس میں کوئی بھی ڈرا یور نہیں ہے۔ خود ہی چلتی ہے۔ لیکن پھر یکدم وہ بھوت ڈرا یور سیت پر سب کو دیکھائی دینے لگتا ہے اس کی آنکھیں آنکھ کی مانند چل رہی ہوتی ہیں اور وہ کسی بھی زندہ نہیں چھوڑتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آج اس بس کا خاتمہ کروں اس کے لیے مجھے تم لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔ ہاں ہاں باباجی ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہمیں بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ سلمان نے جلدی سے کہا تو باباجی بولے۔ تم اوگ سات کوڑوں کا پانی لاؤ الگ الگ ٹھیک ہے باباجی ہم سب یہ کام کر دیتے ہیں انکا کہہ کر سب دوست ہی برتن لیے مختلف کنوؤں کی طرف نکل گئے اور جہاں جہاں بھی ان کو کنواں دکھائی دیا وہاں سے وہ پانی لے کر آ گئے۔ اس کام میں ایک دن لگ گیا لہذا دوسرے دن سب ہی وہاں جمع ہو گئے وہ بس ابھی تک وہیں کھڑی تھی باباجی بھی وہاں آ گئے سب نے ہاتھوں میں پانی کے برتن پکڑے ہوتے تھے باباجی نے سب سے پانی لیا۔ اور پھر ایک جگہ پر بیٹھ کر ان ساتوں کنوؤں کے پانی پر کچھ پڑھنے لگے وہ مسلسل ان پر پڑھائی کرتے چلے گئے اور پانی پر پھونکے مارتے گئے۔ تین گھنٹے تک وہ ان پانیوں پر پھونکے مارتے رہے پھر اٹھ کر ان کے پاس آ گئے۔ اور سب کو ہی ایک ایک ٹھونٹ پانی کا پلاٹا اور پانی پانی کے چھینٹے وہ بس پر مارنے لگے۔ جب سارا پانی بس پر انڈیل دیا گیا تو بس کو ٹرٹ سا لگنے لگا وہ ان کے سامنے ہی چھوٹے تھی۔ بس کا آٹھا حصہ اڑ پر اٹھنے لگا اور وہ اپنے پچھلے ٹائرؤں پر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر زور سے نیچے زمین پر گر گئی۔ ایک دھماکہ سا ہوا بس کو آگ لگ گئی وہ جلنے لگی۔ بس کے اندر موجود سیاہی بولے دکھائی دینے لگے جو در سے بلہا رہے تھے ان میں وہ ڈرا یور بھی موجود تھا جس کو سب دوستوں نے خواب میں دیکھا تھا وہ بھی بری طرح چی رہا تھا سب کی نظریں بس پر تھیں اور ان لوگوں پر تھیں جن کے چہرے بہت ہی ہلکا تھے بس میں دھواں ہی دھواں پھیلنا جا رہا تھا اس میں موجود وہ درندے چلنے جا رہے تھے اور بس جس جگہ جارہی تھی آہستہ آہستہ بس میں موجود جنوں کی گونگیں مدم پڑنے لگیں اور بس جل کر سیاہ ہو گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بس کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ ایک ولچپ اور سنسنی خیز کہانی

ہیلو گارڈنومان نے کیلنک میں بیٹھے دوستوں کو
کبا سب نے جیلو کہا کہاں تھے ہمارے
سال ختم ہو چکا ہے اور ہم یہاں بیٹھ کر الوداعی پارٹی
کا سوچ رہے تھے اور تم ہو کہ نجانے کہاں غائب ہو
نفسانے منہ بناتے ہو بے کیا۔
سوری یاد وہ مہا کی طبیعت ٹھیک نہ تھی بس یار



نومان وہ تمہارا سر ہے اور دوسرا والدین کے برابر ہوتے ہیں تمہیں ایسے نہیں بولنا چاہیے سویرا نے کہا۔
تو یار تم نے دیکھا نہ بھلا ہم دس دن میں کیا خاک گھو میں گے نومان نے کہا۔

باہا با۔ ارے بیوقوفو۔ دس دن تو بہانہ ہے پہلے ایک دفعہ مری تو پہنچ جائیں پھر دیکھنا سب کوئی نہ کوئی کا نامہ کر کے سر کو دی روک لیں گے اور ایک مہینے سے بھی زیادہ وہ لیں گے فیصل نے کہا تو سب مسکرائے گئے۔

واہ بھئی واہ۔ یہ تو ہم نے سوچا ہی نہیں تھا ارشد نے کہا۔

بھئی سوچنے کے لیے دماغ چاہیے جو صرف میرے پاس ہے فیصل نے فخرانہ انداز میں کہا۔ تو امبر جل کر پوئی۔

اجھا فیصل جی اس دن آپ کی عقل کہاں گئی تھی جب کہ والد آپ کی فیس بھرنے کے لیے آئے تھے اور آپ با داد کہہ دے تھے کہ پاپائیس میں نے بھردی ہے اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ تم نے فیس نہیں بلکہ کینٹنک کا بل ادا کیا تھا پھر فیس تمہیں اپنی جیب خرچ سے بھری پڑی۔

اوے ہاں نومان نے جلتے ہوئے پہنک ڈالا سب فیصل پر ہنسنے لگے تو فیصل امبر سے بولا۔

کیا یاد اگر میں تھوڑی داد وصول کر رہا تھا تو تمہیں کیوں مر جیس لگی کم سے کم میری عزت کا تو خیال کر لیتی۔ وہ سب ببول گئے تھے یہ سب یاد دلا دیا تم نے پھر سے سب فیصل کی باتوں پر ہنسنے لگی ابے اف ادھار چل گھر تیا دی بھی کر لی ہے اور گھر والوں کو راضی بھی کرنا ہے ارشد نے فیصل کو کہا تو سب دوستوں نے ایک دوسرے کو ہائے کہا اور اپنے گھر کر دس کی طرف روانہ ہو گئے۔

صبح کی آمد بدوری بھی چند پرند سب جاگ گئے تھے پر کچھ ست انسان ابھی تک بستر پر پڑے

اس آخری سال میں ہم سب دوستوں نے لاہور جانے اور وہاں گھومنے کا پروگرام بنایا ہے وقاص نے بات بدلتے ہوئے کہا۔
لاہور دیکھیں یا وکراچی۔ نومان نے کہا۔

سب اپنی اپنی رائے دینے لگے کہ فضا بولی۔ اس دفعہ ہم سب مری جائیں گے کیوں ساتھ۔

ہاں مری ٹھیک ہے سویرا نے کہا پھر سب نے ہاں کر دی۔ انٹرکسٹر ہو چکا تھا اور اب یہ گیا وہ افراد کا فرینڈ گرپ ایک ساتھ یا دیگر بل گزارنا چاہتے تھے ان گیارہ افراد میں چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں نومان بلال علی ارشد سلمان فیصل اور سویرا فضا حنا اور امبر اور عروج۔

سر پلیز مری جی جائیں گے پلیز سر ارشد مری منت مانت کر رہا تھا جب کہ سر منغ کر رہے تھے۔ نہیں پتا مری بہت دوسے اور وہاں تھنڈی بہت ہوگی۔

سر پلیز یہ ہمارا آخری سال ہے اب پتہ نہیں ہم کب ملیں گے حنا نے کہا۔
رہنا آپ لوگ کہیں دوسرے شہر بھی تو جا سکتے ہیں ہاں گھومنے۔

نہیں سر ہم سب بس مری جی جائیں گے حنا نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ جلدی سے نفعا نے بول دیا۔
اوکے بھئی اوکے سر نے کہا۔

یاہو سب خوشی سے اچھل پڑے تھینک یوسر۔ بس دس دن کے لیے جائیں گے اب تمہیں بھی میرا فیصلہ ماننا ہوگا۔ سر نے سختی سے کہا پہلے تو سب ایک دوسرے کو دیکھتے دے پھر سب نے منہ بناتے ہوئے ہاں کہہ دیا۔ جب سر کلاس سے باہر چلا گیا تو نومان نے کہا۔

یا دیکھیں تو ایک دو ماہ کے لیے جانا چاہتا تھا پر اس مجھے سر نے تو میرا منڈ آف کر دیا۔

تمبار سے بس نہیں چل رہا رزق نہ ادا کر مری چلے جاؤ۔

جی سراسیمہ ہی ہے میں نے ارشد نے جلدی سے ہاں بول رہا سب کی ہنسی چھوٹ گئی پھر سر گویا ہوا آج آٹھ تاریخ ہے اور ہم دس کو صبح دس بجے روانہ ہوں گے ٹھیک ہے تم سب دس کو کالج آ جاؤ۔

ٹھیک ہے سر جی۔ ٹھیک یو سب نے کہا اور جانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔

ار سے کہاں جا رہے ہو بیٹھو ناشتہ تو کرتے جاؤ۔ برتنے مسکراتے ہوئے کہا۔

نہیں سر پھر بھی سہی ابھی رہ رہو دی ہے عروج نے کہا تو سر نے کہا اوکے بچو دس تاریخ کو سب ہی تیار رہنا اور پھر سب ہی گھر دل کو چلے گئے۔

دس تاریخ کو سب ہی اسٹوڈنٹ کالج میں جمع تھے پر سر دانش نبھانے کہاں تھے ارٹو یار یہ سر کہاں ہے ارڈس میں ہم جا میں گئے دو سواری بھی نظر نہیں آ رہی ہے نصائے بے چینی سے کہا تو سب کو اپنی پشت کی جانب سے سر دانش کی آواز سنائی دی۔

ہیلو بچو۔ میں یہاں ہوں ارڈس تمباری۔ آئی مین ہماری سواری ہے سر دانش نے ایک طرف کھڑی بس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب بس کو دیکھنے لگے جو بہت سی خوبصورت نظر آ رہی تھی سبز رنگ سے نکل کر کیا ہوا اور گلابی لال رنگ سے پھول بنے ہوئے تھے ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے رہاں بس نہیں بلکہ رہاں پر ایک ہوا پھرا باغ ہو سب اس بس کی خوبصورتی میں کھوئے ہوئے تھے کہ سر کی آواز سنائی دی۔

ہاں تو بچو اجنا اپنا سامان اٹھاؤ ارڈس میں بیٹھ جاؤ۔ سب نے سر کی بات پر عمل کرتے ہوئے اپنے بیگ ہاتھ میں اٹھائے ارڈس کی طرف بڑھنے لگے جب سب بس میں سوار ہو گئے تو فیصل بولا

نہیں اہی میں نے آج کچھ نہیں کھانا ہے بعد میں کھاؤں گا فیصل نے کہا ارڈس گھر سے باہر نکل گیا فیصل نے سو باکل فون نکالا ارڈس کی نمبر ڈائل کرنے لگا

ہاں ہیلو کیا ہے یار۔
صبح کیا ہو سکتا ہے گھر ظاہر ہے اتنی صبح تو گھر ہی ہو گا علی نے کہا ارڈس بولا دیے سب ٹھیک ہے بس وہ دوسرے بات کرنی تھی بس کی کہ کب جا رہے ہیں پھر انا کیسے؟ سب ایک ساتھ سر کے پاس جا میں گئے تاکہ سر جلدی پر درگم بنائے یار تم ارڈس کو بھی بتا دینا ارڈس کے پاس ہی یو علی نے کہا اور کال ڈراپ کر دی۔

دو پہر کے دو بجے سب لڑکے لڑکیاں سر کے گھر کے باہر جمع ہو گئے بلال ڈر ریل بھانے لگا تھوڑی دیر کے بعد ایک خاتون نے گیٹ کھولا جو دیکھنے میں ملازمہ لگ رہی تھی جی کس سے ملنا ہے۔ اس نے سب کو دیکھتے ہوئے کہا تو بلال نے کہا۔

ہم کے اسٹوڈنٹ ہیں ارڈس سر سے ملنا ہے آپ لوگ اندر آ جا میں میں سر کو بلا دیتی ہوں ملازمہ یہ کہہ کر اندر چلی گئی اور پہلے تو سب نے ایک در سے کی طرف دیکھا پھر اندر داخل ہو گئے۔ ابھی سب گھر سے ہی ہوئے تھے کہ سر کی آواز سنائی دی۔

بیٹھ جاؤ۔ سب نے سر کو سلام کیا ارڈس اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے کیسے آنا ہوا۔ سر نے پوچھا۔

سر جی ہم یہ پڑھتے آئے ہیں کہ مری کب جا رہے ہیں آپ۔ بلال نے کہا سر نے پہلے تو سب کو خود سے دیکھا پھر مسکرائے لگا۔

تم سب تو بہت جلدی میں ہو مری جانے کی

کے پرواں پر چڑھ کر بیٹھ کر دیکھا پوری بس ڈھونڈ لی پر
سانپ نوٹ کیا سانپ کا بچہ بھی نہ ملا۔

نہار اوہم ہوگا سب نے حنا سے کہا۔

اور پھر اپنی اپنی جگہ پر جا بیٹھے بس مسلسل جہل
رہی تھی سب ہی خوش کیوں میں خوش تھے اور باہر پر
مست فضاؤں میں گھمٹے ہوئے تھے بکدم باہر کا
منظر بنی بدل گیا۔ علی نے کھڑکی سے باہر جھانکا تو
جبران رہ گیا۔ یہ کہاں ہے ہم۔ سے گاڑ ڈراؤ کھوٹو
باہر علی نے سب کو کہا تو سب ہانگوں کی طرح دیکھنے
لگے باہر قبریں ہی قبریں تھیں اور بس انہی سبھی
فیروں پہلنی جارہی تھی علی انھا اور ذرا نیچر کے پاس
گیا

بس روکنا نہیں ہے ہم نے بس روک لی چلانے
دے ڈالا ڈواٹھو نے بنا بیچتے دیکھتے اپنی گردن
دوڑی تو نیور کا چہرہ خوفناک بن چکا تھا آنکھوں کی
جگہ دو آگ کے گولے دکھائے تھے سر نو ڈواٹھو
کو دیکھ کر ہی بے ہوش ہو گیا۔ اور سب چپٹے لگے۔

اے لڑکے اپنی جگہ پر جا کے بیٹھ جاؤ ورنہ
بیچھٹائے گا۔ ذرا نیچر نے علی کو ڈرانے ہوئے
کہا۔ علی ڈواٹھو کا ہنر بھی بہت کر کے بولا۔

کیا کر لے گا نہ میرا۔ ذرا نیچر نے ایک فقیر
لگا با۔ اور علی کو گھورنے لگا دیکھتے ہی دیکھتے علی بس کی
کھڑکی سے باہر نکل گیا۔ سب نے کھڑکی سے جھانکا
تو علی قبروں پر بڑا چیخ ڈاٹھا اور بھیڑیے اس کا
گوشت تو بچنے میں مصروف تھے علی کی ایسی دردناک
چپٹیں سنائی دے رہی تھیں کہ حنا اور امیر اور عروج تو
مد ہوش بنی ہو کر رہ گئے سب سو پر اوڑنے لگی اور بولی۔

بس گھر جانے دو پلیز۔ نوہان اور ارشد نے
فیصل کو اٹھانے کی کوشش کی تو دیکھا انکی سانس دک
ہکی تھی اور فیصل اپنی زندگی کی بازی ہار گیا تھا
تو نوہان اور ارشد بے دھمکے کر دوڑنے لگے کہ وہاں سے
فیصل کی لاش غائب ہو چکی جب سے باہر دیکھا تو علی

باہر بس باہر سے کسی خوبصورت ہے اندر
ساتی ہی بدصورت ہے دیکھو نو سکی ساوی سیٹ
کیسے خستہ حال ہے اور بس میں دیکھو کڑی کے
جا۔

فیصل بس کی بانی کرتا جاو ہاتھ اور اپنی سیٹ
کی طرف بڑھ رہا تھا فیصل جیسے بی سیٹ پر بیٹھے لگا تو
کسی نا پردہ چیز نے فیصل کے پاؤں کی جڑ کاٹنا
گرا دیا۔ فیصل بس میں گرنا ہوا تو پہلے تو سب ہنسنے
لگے پر نوہان بولا۔

بس نے اسے مزاح دے دی ہے اس کی برائی
کر رہا تھا ناں

ارشد بار بڑاں بعد میں کرنا پہلے اس بخارے
کو اٹھاؤ تو کسی امیر نے کہا تو اوٹھو اور نوہان نے
فیصل کو کھرا کیا

اپنی گاڑ اس کے ناک اور منہ سے تو خون
نکل رہا ہے جیسے جیسے فیصل کی ناک سے خون ٹپک کر
بس میں گرنا تو دیکھتے ہی وہ بس میں غائب ہو جاتا
جیسے بس اس کا خون بہتی جا رہی ہو۔ فیصل کی ناک
خون آنا بند ہو گیا تھا۔ اسے ہلکا کرے تھے اس لیے
نوہان نے اسے لٹا دیا اور خود باہر چلا گیا فیصل کے
لبے ہلکا اور جوں لیے تھوڑی دیر بعد سب آگئے نوہر
نے کہا ٹھیک ہے اب چلیں سب نے ہاں کر دی
اور سرداش ڈرا نیچر کے ساتھ پہلی بہت پر بیٹھ گیا
پانی سب اسٹوڈنٹ جیسے جیسے تھے فیصل ابھی تک
سو رہا تھا نوہان اور ارشد فیصل کے پس پیٹھے تھے
ابھی بس کو چلے دے ڈیرہ ہی گھنٹہ ہوا تھا کہ
حنا چپٹے کی سب حنا کے پاس جمع ہو گئے۔
کہا ہوا کیا ہوا۔

وہ۔ وہ سانپ۔۔ حنا نے لفظوں کو نوڈ کر کہا

کہاں بنے سانپ علی نے کہا۔ حنا نے بس کی
سب سے پیچھے والی جگہ پر اشارہ کیا تو سب دہاں

سے اس کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول دیا۔
 تو دروازہ کھولنے پر بلال کو اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک
 دیا۔ اور ایک ہم نٹ میں سینکڑوں بھیڑیوں نے
 بلال کو چنٹ کر دیا۔ فضا ربک کر بیٹھ گئی تھی پر اس
 دروازہ کھولنے پر فضا کو گردن سے پکڑ کے اپنے اٹھایا
 امیر پیچھے سے اس خوفناک بلا کو مارنے لگی مگر اس نے
 ٹک کھائی دلی لڑکی اس بلا کا کیا کارڈ کر سکتی تھی اس نے
 اپنی گردن پیچھے کھائی اور اپنی آگ نما آنکھوں سے
 روشنی نکال کر امیر کی آنکھوں میں ڈال دی امیر خود
 ہی خود چل کر بس سے اترنے لگی سب نے ان کی
 طرف دیکھا تو اس کو درکسے لگے لیکن درکسے کے بھی
 تابو نہیں آئی اور بس سے نیچے اتر گئی۔ اس کے نیچے
 اترتے ہی باہر موجود بھیڑیوں نے ایک لمبے سے
 پہلے ہی اسے دو بوج لیا اور دروازہ کھولنے کی خود رک
 بن گئی۔ اس کی چیخ بھی سنائی نہ دی۔ دروازہ کھولنے
 فضا کو اٹھا کے ایک سینٹ پر دے مارا اور اپنے
 نوکیلے ناخن سے فضا کا پیٹ جا کر کر دیا۔
 اور آتشیں باہر نکالنے لگا فضا نیم بے ہوش کی حالت
 میں تھی سب کچھ دیکھ رہی تھی کہ اس نے ساتھ کیا
 ہو رہا ہے اس بلا نے ایک ایک کر کے فضا کے
 سارے اعضا کھا لئے۔ اور اس کے جسم کو
 اٹھا کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ اور باہر کو
 اپنی سینٹ پر بٹھ گیا۔ ایسا منظر دیکھ کر سب کے دل
 فلق میں آٹھنے لگے تھے ارشد نے سرگوشی میں کہا میں نے
 تو سنا تھا کہ بھوت چڑیل انسانی گوشت اترتے ہیں
 اور خون پیتے ہیں پر یہ بھوت تو بہت ہی اچھے ہیں جو
 صرف اعضا کھاتا ہے وہ بھی مرنے والے کی
 آنکھوں کے سامنے افسوسناک ہے۔ اب ہر جیسے ہی
 اپنے دل گردے نکلتے ہوئے دیکھیں۔
 نہیں نہیں مجھے ایسی بھیانک موت نہیں مرنا
 ہے مسلمان نے ڈر سے ہونے لگے مگر مسلمان
 کی اس بات پر بس میں ایک بھیانک

کی طرح فیصل کو بھی بھیڑیے کھاتے ہوئے رکھا
 رہے۔ لڑکے لڑکیاں سب ہی ڈر سے گئے سہم سے
 گئے اور ایک ساتھ بیٹھ گئے خناسر عروج تینوں ہوش
 میں آجکی چھ عروج کہنے لگی ہمارے دوستوں کو کیا
 حال ہوا اب اگا شکار بنانے کوں ہوگا عروج بس کی
 کھڑکی کے ساتھ بیٹھی تھی عروج چپنے لگی بس کی
 کھڑکی سے کوئی عروج کا ہاتھ کھینچ رہا تھا لڑکوں نے
 یہ دیکھا تو اس کی طرف بڑھے اور اس کا ہاتھ کھینچ کر
 بس کے اندر کرنے لگے۔ جس میں وہ کامیاب بھی
 ہو گئے۔ لیکن سب کے ہی ہوش اڑ گئے تھے کیونکہ
 بھیڑیا عروج کا ہاتھ باز دے اٹھا چکا تھا اور دروازہ
 کے مارے عروج چپ رہی تھی درخوف سے سب
 ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو بھی عروج کا ہاتھ اٹھنے
 میں بس کی کھڑکی فونے کی آواز سنائی دی۔ اور ایک
 بھیڑیا عروج کو گردن سے پکڑ کر باہر لے گیا۔ یہ
 منظر دیکھ کر سب کے ہی ہوش اڑ گئے۔ جب بلال
 بولا۔

ساتھیو۔ یوں رونے دھونے سے کام نہیں
 چلے گا ہمیں کچھ کرنا ہوگا ورنہ ہم بھی اپنے دوستوں
 کی طرح دردناک موت مارے جائیں گے۔
 ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اس خونی آتما کا ارمان
 خونخوار بھیڑیوں کا جن کے ہم صرف ایک ہی زالا
 ہیں سویرا نے کہا۔

ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو لیکن ہمیں پھر بھی کچھ
 نہ کچھ تو کرنا ہوگا۔ ایسے ایک ایک کر کے ہم سب ہی
 موت کی آغوش میں جا سوتے ہیں۔ بلال کی بات پر
 سب غور کرنے لگے

ہم کیا نہیں کر سکتے صرف دعا مان کر سکتے ہیں
 اپنی زندگی کی۔ سویرا نے کا پتہ ہوئی آواز میں کہا۔
 اتنے میں دروازہ کھول دیا جگہ سے اٹھا اور فضا کی طرف
 بڑھنے لگا فضا درخوف کے مارے پسینے میں بیگ
 گئی۔ بلال فضا کو کاپٹے ہوئے دیکھا تو ریتیزی

ایک آدھ گھنٹے بعد سب کالج میں جمع تھے پر سر اور گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی
ادنیٰ یہ سر کہاں ہے اور جس میں ہم جا نہیں گئے
دوسواری بھی نظر نہیں آ رہی ہے فضا نے کہا تو سر کی
آواز سنائی دی۔

میں بھی یہاں ہوا اور بس بھی۔ سب نے
دیکھا تو ایک دم سب کے منہ سے نکلا خوشی میں۔
اور فضا میں گر کر بے ہوش ہو گیا۔ باقی سب بھی
سبز لال گلابی بس کو دیکھ رہے تھے بھل تو وہاں سے
بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے گھر جا کر سانس لی۔

سر ہم نہیں جا نہیں گئے۔ اس بس میں بہ خوبی
بس ہے سلمان نے کہا اور سب نے مل کر سلمان کی
ہاں میں ہاں ملانی۔ سر حیران نظروں سے سب کو
دیکھ رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ ان بچوں کو کہا ہو گیا ہے
انکو تو بہت جلد ہی مری جانے کی لیکن اب ہر کوئی
انکار کر رہا ہے اور یہ سب ہی بس کو خوشی میں کیوں
کہہ رہے ہیں فضا نے ہوش کیوں نہ ہوئی ہے اور بھل
گھر کو کہاں بھاگ گیا ہے وہ سوچے جا رہا تھا اس کی
تجسس میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا بالآخر اس نے اس
پتیس کو توڑا اور سلمان سے پوچھا۔

بنا آخر ہوا کیا ہے یہ تم لوگوں کو کہا ہو گیا ہے۔
سلمان بولا سر بس خوشی ہے اور ہم سب نے
ایک جیسا ہی اس کے بارے میں خواب دیکھا ہے
اور پھر سلمان نے سب کچھ بتا دیا۔ جو سب نے
دیکھا تھا۔ سر دانش اس کی باتیں سن کر اذہم
دوستوں کے چہروں پر چھایا ہوا کچھ کچھ سوچنے لگا
اور پھر اس نے ایک فیصلہ کیا اور کہا کہ ہمیں چلنے سے
پہلے اس بس کو کسی خالی کو دیکھنا ہو گا کہ کیا واقعہ یہ
بس خوشی میں ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو پھر ہم
اپنا پروگرام فیمنل کر لیں گے اور پھر کسی اور جگہ
جانے کا پروگرام بنالیں گے۔ سب کو یہی سر کی یہ
تجو بہت اچھی لگی جس پر فوری عمل کیا گیا۔ ایک

اور بس نیزی سے آگے بڑھنے لگی۔ سب ہی یہ منظر
دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بس زمین پر نہیں اب ہوا میں
اڑ رہی تھی اچانک ہی بس کی رفتار کم ہوئی اور وہ
بہت تیزی سے زمین پر گر کرنے لگی ایک خوفناک آواز
کے ساتھ بس زمین پر گر گئی اور بس میں بیٹھے سب
بہت بری طرح زخمی ہو گئے۔

بھاؤ بھاؤ سلمان کی چیخیں بلند ہونے لگیں۔
جب آگ کھلی تو وہ اپنے ہمسرہ پر تھا اور اس کے ارد گرد
سب جمع ہوئے کیا ہوا جتنا سلمان بنا۔ سلمان کی انی
نے کہا کچھ نہیں انی جان ڈراؤ نا خواب دیکھ رہا تھا
سلمان کی بہن نے کہا تو سلمان کے منہ سے بے
اختیار نکلنا خواب تھا۔ ان سلمان نے شکر ادا کیا
اور فریض ہونے کے لیے چلا گیا۔ سلمان گھر سے
باہر نکلا اور اپنے دوستوں کو فون کیا اور ایک مقامی
جگہ پہنچے کو کہا ایک گھنٹے بعد ہی سب ہی دوست ایک
جگہ بیٹھے ہوئے تھے سب ہی ڈر رہے ہوئے تھے جیسے
سب نے ہی ایک جیسا خواب دیکھا تو۔

آج دس تاریخ ہے ہاں۔
ہاں۔ بلال نے کہا۔
تو پھر کیا کرنا چاہیے۔ نو مان نے کہا۔

کرنا کیا ہے بس مری جلتا ہے۔ سلمان نے
بات کلیئر کی تو سب کے چہروں کے رنگ اڑ گئے
فضا نے ہمت کر کے کہا ہاں ابھی کالج چلنے
ہیں۔ جاؤ اپنا اپنا سامان لاؤ۔ کیونکہ سر ہمارا
انتظار کر رہے ہوں گے ہو سکتا ہے جو خواب ہم سب
نے دیکھا ہے۔ محض ایک خواب ہی ہوا اس میں
حقیقت کا کوئی بھی عمل دخل نہ ہو۔

اس کے دلاسو دینے سے سب نے ہی اس کی
ہاں میں ہاں ملانی اور پھر کچھ دیر بیٹھنے کے
بعد گھروں کو چلے گئے لیکن سب کے دل ہی ڈر رہے
ہوئے تھے کہ کہیں یہ دیکھا گیا خواب سچ ہی نہ
ہو جائے۔

پانی کا پلا اور باقی پانی کے چھیننے وہ بس پر مادنے لگے۔ جب سارا پانی بس پر انڈر بل دیا گیا تو بس کو کرنٹ ساٹکنے لگا وہ ان کے سامنے ہی جمو لئے گئی۔

بس کا اگلا حصہ ادا پراٹھنے لگا اور وہ اپنے پچھلے پاروں پر کھڑی ہو گئی۔ اور پھر زور سے نیچے زمین پر گر گئی۔ ایک دھماکہ سا ہوا بس کو آگ لگ گئی وہ جلنے لگی۔ بس کے اندر موجود سبایو لے دکھائی دینے لگے جو در سے بلبار رہے تھے ان میں وہ ڈائیوڈ بھی موجود تھا جس کو سب دوستوں نے خواب میں دیکھا تھا وہ بھی بری طرح جی رہا تھا سب کی نظر بس پر تھی اور ان لوگوں پر تھیں جن کے چہرے بہت ہی بھیاںک تھے بس میں دھواں ہی دھواں پھیلنا جا رہا تھا اس میں موجود وہ درندے جلنے جا رہے تھے اور بس بھی جلنے جا رہی تھی آہستہ آہستہ بس میں موجود جیٹوں کی گوبھیں مدہم پڑنے لگیں اور بس جل کر سیاہ ہو گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بس کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ سب نے شکر ادا کیا اور سکون کا سانس لیا۔ یوں اس خوفی بس کی کہانی انجام کو پہنچ گئی۔ وہ سب دوست آج بھی سوچ دے ہیں کہ خدا نے ان سب کو موت سے بچا لیا ہے اگر ہم سب کو ایک جیسا خواب نہ آتا تو ہو سکتا تھا کہ دوسرے لوگوں کی طرح آج وہ بھی موت کے من میں پڑے دوتے اور وہ بھیڑ جئے انکا گوشت کھا چکے ہوتے۔ اس کے بعد انہوں نے بھی بھی کہیں بھی جانے کا پروگرام نہ بنایا۔

نارائن

اچھی لڑکا پھل سا..... ایک دیوی کو دیکھا کرتا تھا..... اس کا کھس اپنے دل میں ہر کہ..... اس کی پوجا کیا کرتا تھا..... پر وہ جوان تھا..... نہیں جانتا تھا کہ..... وہ ایک دیوی ہے.....
نارائن حسن، ڈبرہاسا، ملتان

عامل کو دہاں پلا گیا۔ اور اس کو تمام تفصیل بتائی گئی اور بس بھی دکھائی گئی اس نے بس کو ایک نظر دیکھا اور کہا۔

ہاں یہ خوفی بس ہے اس میں ایک بھوت کا سہا ہے جو بھی اس بس میں بیٹھتا ہے تو وہ دوبارہ نہیں اترتا ہے اور زندگی کی بازی ہار جاتا ہے تم لوگ پہلے ہو جن کو اس بس میں بیٹھنے سے پہلے ہی اس راز کا علم ہو گیا اور اس میں بیٹھنے سے انکار کرنے لگے۔ اس بس میں کوئی بھی ڈرائیور نہیں ہے یہ خود ہی چلتی ہے لیکن پھر یکدم وہ بھوت ڈرائیور سب پر سب کو دکھائی دینے لگتا ہے اس کی آنکھیں آگ کی مانند جلد ہی ہوتی ہیں اور وہ کسی بھی زندہ نہیں چھوڑتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آج اس بس کا خاتمہ کر دیں اسکے لیے مجھے تم لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔

ہاں ہاں باباجی ہم سب آپ کے ساتھ ہیں ہمیں بناؤ کہ ہمیں کہا کرنا ہوگا۔ سلمان نے جلدی سے کہا ہونا باباجی بولے۔

تم لوگ سات کنوؤں کا پانی لاؤ الگ الگ۔ ٹھیک ہے باباجی ہم سب یہ کام کر دیتے ہیں اتنا کہہ کر سب دوست ہی برتن لیے مختلف کنوؤں کی طرف نکل گئے اور جہاں جہاں بھی ان کو کنوؤں دکھائی دیا وہاں سے وہ پانی لے کر آ گئے۔ اس کام میں ایک دن لگ گیا لہذا دوسرے دن سب ہی وہاں جمع ہو گئے وہ بس ابھی تک وہیں کھڑی تھی باباجی بھی وہاں آ گئے سب نے ہاتھوں میں پانی کے برتن بکڑے ہوئے تھے باباجی نے سب سے پانی لیا۔ اور پھر ایک جگہ پر بیٹھ کر ان ساتوں کنوؤں کے پانی پر کچھ پڑھنے لگے وہ مسلسل ان پر براہی کرتے چلے گئے اور پانی پر پھونکے مارتے گئے۔ غم کھنے تک وہ ان پانیوں پر پھونکے مارتے رہے پھر انڈر کر ان کے پاس آ گئے۔ اور سب کو ہی ایک ایک ٹھونٹ

آسیبی محبت

۔۔۔ تحریر: سیدہ دروہ آب کاظمی

بیاری امی جان میں جانتا ہوں کہ آپ نے اور بابا نے کتنی محبت سے مجھے پالا اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں معاشرے میں سر اٹھا کر جی سکوں آپ کی تو خواہش تھی براہ ساندہ ہو سکا۔ اور آپ کے لیے میں کچھ نہ کر سکا۔ آپ کو ابو کو بہنوں کو میں دکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں کیا کرتا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر مجھے جو بددی ولادہ ملے جن کی بنی پر آسیب کا سایہ تھا جو اس وقت ختم ہو سکتا تھا اگر میں اس سے شادی کرتا اور انہوں نے مجھے پیسے دئے تھے جس کی وجہ سے میں بہنوں کی شادی کر سکا باقی بیسے میری الماری میں رکھے ہیں اس سے نورین کی شادی کرنا۔ اور بابا کا علاج بھی کروانا۔ ماں مجھے رشانا سے شادی کے بعد مرنا ہوگا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی ماما مجھے معاف کر دینا نورین تم بھی اپنے بھائی کو معاف کر دینا۔ خوب دل لگا کر پڑھنا اور ڈاکٹر بننا ماں اور بابا کا خیال رکھنا خدا حافظ۔ خط نورین کے ہاتھوں سے پھسل گیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ارمان کی ماں کے منہ سے چیخ نکلی رہی تھیں۔ ارمان تم واپس آ جاؤ تمہیں تمہاری ضرورت ہے پیسے کی نہیں لیکن اب بہت دیر ہو چکی گی دو بہت دور جا چکا تھا۔ جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آتا۔ ایک دلچپ اور سنسنی خیز کہانی

اکھٹا بھائی تھا۔ جب اس نے ایم بی اے ڈگری فائنل نوڈیشن میں حاصل کی تو اس کی آنکھوں میں جگنو جگنو لگے اسے اپنا مستقبل سہانا نظر آنے لگا لیکن بہت جلد اسے احساس ہو گیا کہ یہاں ڈگری سے زیادہ رشوت کی ضرورت ہے اس سے کم پڑھے لکھے اعلیٰ افسران کی پوسٹ پر بیٹھے تھے لیکن اس جیسے ابھی ڈگری ہولڈر رشوت اور سفارش نہ ہونے کی وجہ سے مجبور تھے گھر کے دروازے پر پہنچ کر اس نے شکستہ انداز میں دستک دی۔

آگے تم ارمان بنانا اس کی ماں نے اس آس پر دروازہ بکھولا کہ شاید آج انکی قسمت کا ستارہ چمک گیا ہو اور اس کے بیٹے کو نوکری مل گئی ہو بیٹے کے چہرے پر نظر پڑے ہی وہ دیکھ گئی ہمیشہ کی طرح آج بھی وہ خالی ہاتھ واپس آیا ہے تم منہ بانھو دھولو میں تمہارا لیے کھانا لے کر آتی ہوں

آج بھر شام کو تھک ہار کر وہ گھر واپس آ رہا تھا مایوسی نے اس کے پورے وجود کو گھیر رکھا تھا۔ ہر روز صبح ایک نئی امید کے سانچہ وہ نوکری ڈھونڈنے لکھتا تھا پر واپسی پر سوائے مایوسی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ جہاں بھی نوکری کے لیے جاتا وہاں افسران کو اس کی ڈگری سے زیادہ رشوت یا سفارش چاہیے تھی وہ کوئی امیر باپ کا بیٹا تو تھا نہیں جو رشوت کے نام پر بڑی بڑی رقمیں دے کر افسران کو خوش کر سکتا نہ اس کی رسائی کسی ایسے انسان سے تھی جس کی سفارش اس کی ڈگری سے اعلیٰ تھی اور اس کی وجہ سے اسے نوکری مل جاتی اس کا باپ ایک غریب مزدور تھا یہ وہی یا اس کا باپ جانتا تھا کہ اس نے کیسے اچانکیت کاٹ کر اسے پالا پوسا۔ اور پڑھایا تاکہ وہ اس قابل بن سکے کہ اپنے ماں باپ کے بڑھاپے کا سہارا بنے اپنی بہنوں کی شادی کر سکے دو تین بہنوں کا



ارمان کی ماں نے کہا اور بچہ کی طرف چلی گئی۔

اسے پریشان دیکھ کر ولید نے پوچھا۔ بار میں پریشان کیوں نہ ہوں آج میں ماں ہو گئے ہیں تو کوری ڈھونڈتے ہوئے لیکن ابھی تک نہیں ملے گھر میں تین جوان بہنیں ہیں ان کی شاہ باں نہیں ہو رہی ہیں ہر رشتہ کے لئے آنے والے اس آس نہاتے ہیں کہ جہیز کتنا ملے گا مگر ہمارے گھر کی برونیار سے بچتی ہوئی غربت دیکھ کر واپس چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں میری بہنوں سے نہیں جہیز سے مطلب ہے جو انہیں ملتا دیکھائی نہیں دیتا تو روزے سے واپس چلت جاتے ہیں اپنی بہنوں کی آنکھوں میں مجھے برو کو میں نہیں دیکھ نہیں اچھے رشتوں کی آس میں ان کے بالوں میں سنیدی اتر آئی ہے اور تو کہتا ہے میں پریشان کیوں ہوں ارمان تو جیسے بھٹ پڑا۔ بار سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ولید نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ کسے ٹھیک : گا بار کچھ بھی ٹھیک نہیں ہوگا ارمان نے دکھ سے کہا۔ اچھا یا یہ بات ہے لیکن اگر تمہاری پریشانی ختم ہو جائے تو ولید نے کہا۔ ہزاران حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا مگر کچھ تو بتا دوں۔ یا ربنا ناں۔ ولید کیا بات ہے ارمان نے پوچھا۔

یا ایک بہت زبردست بابا سے اس کے پاس ایسا علم ہے کہ وہ تیرے حالات ٹھیک کر دے گا ولید نے کہا تو ارمان ہنس پڑا اگر انہیں حالات ٹھیک کرنے ہوتے تو پہلے سے نہ کہتے ارمان نے طنز کیا۔ مجھے پتہ تھا کہ تم نہیں مانو گے مجھے تو تمہیں بتا نہیں رہا تھا۔ اس نے کئی لوگوں کی مدد کی ہے مگرے ماسوں کی بھی بارود بہت زبردست ہے۔

او کے بار لیکن ابھی تو میں گھر جا رہا ہوں مجھے پہلے ہی دیکھ چکی تھی ارمان ولید سے اتنے ناگے گھر چل پڑا لیکن اس کے ہاتھوں میں ولید کی باتیں گھوم رہی تھیں کیا وہ بابا مگرے حالات ٹھیک کر دے گا۔

آج پھر سفید حویلی میں خوف کا سماں تھا پوری حویلی کے دروازے خوف سے لرز رہے تھے یوں لگتا تھا کہ جیسے زلزلہ آگیا ہو آج اماؤں کی رات تھی اور یہ اماؤں کی رات کو چوہدری دلاور کی بیٹی رشنا کی حالت بہت ہی خراب ہو جاتی تھی اسے سخت قسم کا دورہ پڑتا تھا اور اس کی دلہن چھینیں پوری حویلی میں گاؤں کو ہلا کر رکھ دیتی تھیں رشنا کا خوبصورت چہرہ سیاہ پڑ جاتا اور آنکھیں باہر کو ابل آتیں۔ آواز اس قدر خوفناک ہو جاتی تھی کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے سماعت کو متاثر کر دے گی۔ اس حالت میں رشنا کو سنبھالنا بہت ہی مشکل ہو جاتا تھا اور اماؤں کی رات سے پہلے ہی اسے رسیوں سے جکڑ دیا جاتا۔ چوہدری دلاور اپنی بیٹی کی یہ حالت دیکھ کر روزانہ رشنا کی اکلونی بیٹی تھی لکنا بیٹی کو ترپنے دیکھنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا چوہدری صاحب آپ کچھ کریں دیکھیں رشنا کی حالت آج پھر کتنی خراب ہو گئی ہے رشنا کی ماں نے روتے ہوئے کہا بیٹی اتنی خراب حالت اس سے نہیں دیکھی جاتی تھی شاید تو پ رہی تھی کہ جیسے اس کے وجود پر کوئی چھڑیاں چار بابو رشنا کے طلق سے عجیب غیر انسانی آواز نکل رہی تھی اس کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ سچ ہوتے ہی یہ ترقی ہوئی لڑکی ایسے فنی ہو جائے گی جیسے کچھ ہوائی نہیں ہو۔

آج سے تقریباً تین سال پہلے رشنا بھی ایک عام لڑکی کی طرح زندگی بسر کر رہی تھی اور اپنی زندگی میں بہت خوش تھی لیکن اس ایک رات کے بعد اس کی زندگی برباد ہو کر رہ گئی جب رشنا کی حالت ٹھیک ہوئی تو وہ سوچتی کہ کاش اس رات وہ گھر میں نہ رہتی کہ پاس نہ جاتی تو ایسا بھی نہ ہوتا۔

اس رات بہت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی،

ارمان یا کیا بات ہے تو اتنا پریشان کیوں ہے

یوں لگتا تھا کہ اسے کوئی بہت بڑے تکلیف دے رہا ہے وہ سر کے بل زمین پر چلے لگتی یہ سب دشنا کے ساتھ کیا ہو رہا تھا کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اسے کئی ڈاکٹر دوں چیر دوں فقیر دوں کو دکھایا گیا۔ لیکن دشنا ٹھیک نہیں ہوئی دشنا جانتی تھی کہ اس کی حالت کا ذمہ دار کون ہے پر وہ ہی کو یہ بات بتانہ پانی تھی کہ اسے اس کیساتھ اس رات کیا ہوا تھا۔

چوہدری جی میں ایک سادھو کو جانتا ہوں جو کالے علم کا مہار ہے اگر دشنا بی بی کو اس کے پاس لے جایا جائے تو امید ہے کہ دشنا بی بی ٹھیک ہو جائیں گے چوہدری دلاوہ کے ملازم اکرم نے کہا۔

کون ہے داکٹر تو کسی ایسے سادھو کو جانتا ہے تو مجھے پہلے کیوں میں بتایا۔ چوہدری دلاوہ غصہ سے اپنے ملازم کو کہا۔ چوہدری جی وہ میں بتانا چاہتا تھا مگر مجھے موقع نہیں ملا اگر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

ٹھیک ہے اکرم اگر اس مسئلہ کا حل سادھو کے پاس جا کر ہی ملے گا تو ہم دشنا بی بی کو اس کے پاس لے کر جائیں گے یہ بات چوہدری دلاوہ نے تو کہہ دی لیکن کاش وہ جان پاتا کہ تمام مسائل کا حل صرف ایک ہی ذات کے پاس ہے اوودہ ہے صرف خدا کی ذات ہے شک۔ اگلے دن دو دشنا کو اس سادھو کے پاس لے گئے سادھو نے دشنا کو دیکھا تو چونک پڑا

مجھے اور اس چھوڑی کو اس کمرے میں آکھیا چھوڑی سادھو نے کہا پہلے تو چوہدری دلاوہ بچکاچایا لیکن پھر دو کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب چوہدری دلاوہ کمرے میں واپس گیا تو دشنا ایک طرف بے ہوش بڑی ہوئی تھی اور سادھو کی آنکھوں میں تو سے جیسے خون نیک رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بہت زیادہ سرخ ہو رہی تھیں۔

کیا بات ہے امی جان آپ اتنی پریشان

موسم بہت خوبصورت تھا ایسے میں دشنا کو نیند نہیں آ رہی تھی وہ باغ میں آئی باغ میں ایک طرف مڑی تھی وہ ندی میں پاؤں ڈال کر بیٹھی تھی۔ اچانک اسے ایک آواز سنائی دی۔ دشنا۔ کسی نے اسے کہا۔

کون ہے۔ دشنا نے ادھر ادھر دیکھا پر اسے کوئی بھی دکھائی نہیں دیا شاید میرا وہم ہوگا دشنا نے سوچا لیکن اسے پھر سے آواز سنائی دی دشنا۔ دشنا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو سحر زدہ وہ گئی وہ بہت ہی خوبصورت تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سا سحر تھا جس نے دشنا کو سحر زدہ کر دیا تھا۔

کون ہو تم دشنا نے اس انجمنی سے پوچھا۔ دشنا میں تمہارا عاقبت ہوں میں ساحر ہوں دشنا آؤ میرے پاس آؤ ساحر نے اپنے بازو دشنا کی طرف بڑھائے اس ساحر نے دشنا پر غماز کیا جادو کر دیا تھا کہ وہ اس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ سوچے بغیر کہ یہ قدم اسے کتنا نقصان پہنچا میں گے۔

اگلی صبح جب دشنا کو بابتے پر بلانے کے لیے گئی تو دشنا اپنے کمرے میں نہ تھی پوڈی حویلی میں دشنا کو ڈھونڈا گیا سب پریشان تھے کہ وہ کہاں چلی گئی ہے ہر طرف دشنا کو ڈھونڈا گیا آخر دشنا ندی کے کنارے بے ہوش حالت میں ملی سب حیران تھے کہ دشنا ندی کے پاس کیا کرنے آئی تھی اوودہاں بے ہوش کیسے ہوئی۔ دشنا کی دن بنیاد دینی اور رپتی دی۔ بہت علاج کروایا مگر دھک نہیں ہوئی بخار تھا کہ راتے کا نام نہیں لے رہا تھا دن بدن بڑھتا جادو تھا۔ آخر وہ خود ہی ٹھیک ہو گئی ایسے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو سب نے دشنا سے پوچھا کہ آخر سے ہوا کیا تھا۔ لیکن دشنا کو تبھی یاد نہیں تھا وہ سب کچھ بھول چکی تھی لیکن پھر اماؤس کی ذات کو دشنا کی طبیعت خراب ہونے لگی اس کا دنگ سیاہ پڑ گیا تھا آنکھیں باہر کو اٹنے لگی منہ سے عجیب عجیب غیر انسانی آواز بن نکل رہی تھیں

چوہدری تیری بیٹی پر جن کا سایہ ہے اور وہ بھی
کوئی عام جن کس جنوں کا شہنشاہ۔ شہنشاہ جنات کا
سایہ ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سادھو جی
ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر چوہدری ساکت رہ
گیا تھا۔

اس نے تمہاری بیٹی کو اماؤس کی رات ندی کے
کنارے دیکھا تھا تب سے یہ تمہاری بیٹی پر عاشق
ہو گیا ہے سدا سے لے کر اب یہ ہر اماؤس کی رات تمہاری
بیٹی کے پاس آتا ہے لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کا
پاس لوگ ہی تو وہ اس کو اذیت دیتا ہے۔ اب کیا
ہوگا۔ چوہدری نے پریشانی سے کہا میری بیٹی کیسے
ٹھیک ہوگی۔

شہنشاہ جنات بہت طاقتور ہے اس سے بچنا
چھڑا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بس اس کا ایک ہی
حل ہے اور وہ ہے بھی بہت خطرناک سادھو نے کہا
کوئی بات نہیں سادھو جی جتنا بھی خطرناک ہے اپنی
بیٹی کے لیے میں سب کچھ کروں گا چوہدری دلاور نے
یقین سے کہا۔

تم اپنی بیٹی کو بہت سے بیرونی فتنوں کے پاس
لے کر گئے ہو گے ان میں سے کئی لوگ اس مسئلے کا حل
جانتے ہوں گے۔ لیکن انہوں نے نہیں نہیں بتایا ہوگا۔
پر میں تمہیں بتاتا ہوں اگر تمہیں اپنی بیٹی کی جان بچانی
ہے تو تمہیں کسی کی جان لینی ہوگی۔ سادھو نے کہا تو
چوہدری دلاور ایک چل کے لیے ساکت رہ گیا۔

مجھے کسی کی جان لینی ہوگی چاہے کئی چالیس تو
ایک خاص وقت میں اس لڑکے کی پیرائش دینی ہے
اس لڑکے سے اگر تمہاری بیٹی کی شادی کر دی جائے تو
تمہاری بیٹی ٹھیک ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس لڑکے میں
ایک ایسی طاقت ہے جس پر کوئی جادو کوئی طاقت اثر
نہیں کر سکتی ہے جب اس لڑکے کا ماپ تمہاری بیٹی
سے ہوگا تو وہ طاقت تمہاری بیٹی میں چلی آئے گی۔
پھر شہنشاہ جنات تمہاری بیٹی پر اثر انداز نہیں ہو سکے

کیوں ہیں اور ان نے اس کی پریشانی بھانپتے ہوئے
کہا اس کی ماں اپنی پریشانی اور ان سے چھپانے کی
کوشش کرتی پر اور ان پھر بھی جان لیتا تھا وہ جتنا آج
کچھ لوگ آئے تھے ہمارا دیکھنے نہیں ہوا تو پسند آگئی مگر
عمر۔

مگر اس پر لوگ ہمارے ساتھ دو سالانہ کی ایک
لسٹ بھی دے گئے۔ اس پر یہ بات ہے اس اور ان
نے دکھ سے کہا۔ اور اٹھ کر باہر نکل گیا اپنی ماں کی
آنکھوں میں آنسو دھیس دیکھ سکتا تھا۔ میں کروں تو کیا
کروں اماں کی پریشانی اب ان کی تیار کی اور بہنوں کی
ٹوٹنے خواب میں نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے کچھ کرنا ہی
ہوگا اس شام اور ان ولید سے ملنے اس کے گھر گیا
ولید بار مجھے اس بابے کے پاس لے چل جس کا
تم نے مجھے بتایا تھا۔

تم راضی ہو گئے۔ خبر کوئی بات نہیں دیکھنا اب
سب ٹھیک ہو جائے گا۔ چل میں تجھے آج ہی لے
چلتا ہوں ولید نے کہا
تو پھر دیر کتنی چلو۔ اور ان نے کہا۔

کچھ دیر میں ولید نے ایک ریکارڈ کے آگے
جا کر بائیک روکی
سیارے ربتا ہے وہ بار بار ان نے پوچھا۔

ہاں۔ یار وہ سب سے تیار رہتا ہے بہت دیر ان
علاقہ تھا جہاں اس کا گھر تھا اور ہاں یار بابا کا نام
نارائن راج ہے ولید نے کہا تو اور ان چوک کیا۔
تو مجھے ایک ہندو کے پاس لے آیا ہے۔

چوہدری یار ہندو کو تم تو اپنا کام ٹھکانا ہے اس
کے پاس بڑی طاقتیں ہیں دیکھا وہ ایسا تمہل کرے گا
کہ مجھے دو دنوں میں ہی نوکری مل جائے گی۔ ولید
نے کہا اور دونوں گھر کے اندر داخل ہوئے۔

یہ کیا ہوا ہے نارائن بابا میری بیٹی بے ہوش
کیوں ہو گئی ہے چوہدری نے پریشان ہو کر پوچھا۔

ہے اور اس کی بیٹی رشتہ سادھو نے ساری بات تفصیل سے بتادی۔ جسے سن کر ارمان اور ولید سکت رہ گئے لیکن ان باتوں سے ارمان کا کیا تعلق۔ ولید نے حیرت سے پوچھا کہیں آپ کے کہنے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ارمان ہی دلاڑ کا ہے۔

ہاں تم صحیح سمجھتے بالکل ارمان ہی دلاڑ کا ہے جب یہ مکان میں داخل ہوا تو بھی مجھے پتہ چل گیا تھا دیکھو اس کے دایں پاؤں پر آدھے چاند کا نشان بھی ہے اگر یہ مان جاتا ہے تو چوہدری دلاڑ اسے اتنے پیسے دے گا کہ یہ اپنی بہنوں کی شادی بھی کر دے گا اور باپ کا علاج بھی کر دے گا بولو کہا کہتے ہو تم لوگ سادھو نے پوچھا۔

ٹھیک ہے سادھو بابا مجھے آپ کی ہر بات منظور ہے ارمان نے مانتے ہوئے کہا۔ کیا۔ ارمان تم پاگل ہو۔ کیا کہہ رہے: ولید نے غصہ سے کہا تو ارمان نے خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

ٹھیک ہے بھرا بھی جاؤ: پیسوں آجاتا تمہاری چوہدری دلاڑ سے ملاقات ہو جائے گی وہ دونوں اٹھ کر مکان سے باہر آگئے باہر آکر ولید سے چپ نہیں رہا کیا ارمان تم کیا کرنے جا رہے ہو

تو کیا کروں میں۔ نہیں ایسا کچھ نہیں کرنے دوں گا۔ میں ماں جی سے بات کروں گا۔ تمہاری جان کو یوں خراب نہیں ہونے دوں گا۔ ولید نے غصہ اور دھمکے کہا۔ جلیز ولید یہ صرف میری نہیں اس لڑکی کی بھی حالت ہے پتہ نہیں وہ جن اس کو کتنی اذیت دیتا ہوگا۔ اور بلینہ: مجھ سے پراس کر دے کہ تم اس کو کچھ نہیں بناؤ گے نہیں اس بدعتی کی قسم جو بارے سچ میں ہے ارمان نے کہا تو ولید بے بسی سے اسے دیکھا رہ گیا

سادھو جی آپ نے مجھے بلا باجھا چوہدری دلاڑ نے سادھو کے پاس حاضر ہو کر کہا۔ ہاں چوہدری تمہارا کام ہو گیا ہے دلاڑ کا مجھے مل گیا ہے جو اگر تمہاری بیٹی

گا۔ لیکن شاید شہنشاہ جنت بھی یہ بات جانتا تھا جس نے تمہاری بیٹی میں زہر بھردیا ہے اب جو بھی اس سے شادی کرے گا وہ مر جائے گا چوہدری دلاڑ یہ ساری باتیں سن کر لرز اٹھا لیکن اگلے ہی لمحے وہ بولا۔ میں راضی ہوں، بیٹا میں تو ان کے کی نشانی کیا ہے اس لڑکے کی نشانی اس کے دائیں پاؤں پر آدھے چاند کا نشان ہے پس وہی لڑکا تمہاری بیٹی کو بچا جائیگا۔ سادھو نے مسکراتے ہوئے کہا وہ تو کالے جادو کا ماہر تھا اپنی طاقت سے وہ یہ سب کو جان گیا پر کاش یہ بھی جان جاتا کہ بچانے اور زندگی دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

ولید اور ارمان اس مکان میں داخل ہوئے تو انہیں ایک آدمی اپنی طرف آتا ہوا دیکھائی دیا۔ آؤ آؤ سادھو کو تم لوگوں کا جی انتظار تھا۔ اس آدمی نے کہا تو دونوں حیران ہو گئے سادھو جی کو کیسے پتہ کہ تم آ رہے ہیں ارمان نے حیران ہو کر کہا سادھو جی کو سب پتہ ہے اس آدمی نے کہا اور انہیں لے کر ایک طرف چل پڑا۔ دیکھا میں نے کہتا تھا کہ یہاں بچپنا ہوا ہے سادھو۔ ولید نے کہا تو ارمان مسکرا دیا۔ وہ دونوں اس وقت سادھو کے سامنے بیٹھے تھے میں سب جانتا ہوں مجھے پتہ ہے کہ تمہاری ڈگری نہیں لگ رہی گھر میں جوان نہیں ہیں تیار باپ ہے

آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں ارمان حیرانگی میں بولا۔ مجھے سب پتہ ہے سادھو نے مسکرا کر کہا۔ تمہارے ان تمام مسائل کا حل ہے میرے پاس بہنوں کی شادی اور باپ کا علاج بھی ہو جائے گا لیکن اس کے لیے تمہیں ایک بڑے امتحان سے گزرنا پڑیگا اور اس میں تمہاری جان بھی جاسکتی ہے میری جان بھی جاسکتی ہے ارمان نے پریشان ہو کر کہا۔ مجھے چوری بات بتائیں جائیگز۔

اچھا سنو چوہدری دلاڑ ایک بہت ہی امیر آدمی

اسلام و سکیم۔ رشتا بے سکرانے ہوئے کہا تو ارمان
ایسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ دراصل بہت ہی خوبصورت
تھی۔

اس ایک ماہ میں ارمان نے اپنی بڑی رہنوں
بہنوں کی شادی کر دی ارمان کی ماں حیران تھی کہ اس
کے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے وہ جب بھی
ارمان سے پوچھتی تو وہ کہتا ماں میں نے اپنے دست
کے ساتھ مل کر کاروبار شروع کیا ہے وہ باہر کے ملک
سے پیسہ لگاتا ہے اور عرصہ میں کاروبار سنبھالتا ہوں وہاں
کو اصل بات بتا کر موت سے پہلے نہیں مارنا چاہتا تھا
آخر وہ دن بھی آ گیا۔ جس دن ارمان اور رشنا کی
شادی تھی چاند کی پہلی تاریخ تھی ارمان رشنا کے
کمرے کی طرف بڑھا جہاں وہ اس کی منتظر تھی وہ
جانتا تھا کہ وہ خوبصورت لیکن اس کی موت تھی اس
محبوب کو آج کی رات اذیت سے ہمیشہ ہمیش کے لیے
چھٹکارا دیا جائے گا۔ ارمان نے مسکاتے ہوئے رشنا
کا ہاتھ تھاما۔

رشنا آج ہماری ملن کی رات ہے اور آج کے
بعد تمہیں کوئی تکلیف نہیں دے سکے گا ارمان نے کہا۔
آج کے بعد ہماری محبت امر ہو جائے گی۔ لیکن رشنا کو
کیا پتہ کہ آج ہمارے ملن کی آخری رات اور پہلی
رات ہے ارمان تو یہ سوچ رہا تھا لیکن ارمان پر اس نے
کچھ اور سوچ رکھا تھا۔ اگلے دن چوہدری دلدار نے اس
کی بیوی زینہ بیگم رشنا کے کمرے میں گئے جب وہ
کمرے میں داخل ہوئے تو اندر کے منظر نے انہیں
ساکت کر دیا۔

جبار نورین ارمان کو بلا کر لاؤ کمرے سے آ کر
ناشتہ کرے کل سارا دن یہ لڑکا گھر سے باہر رہا ہے
رات کو آ گیا ہوگا۔ دے دیے بھی ارمان رات کو باہر نہیں
رہتا ارمان کی ماں شاید نے اپنی بیٹی نورین سے کہا

سے شادی کرے گا تو تمہاری بیٹی سہناہ جنات سے
چھٹکارا دے سکتی ہے پر تمہیں اس لڑکے کو رقم رہا ہوگی۔
آپ فکر نہ کریں سادھو جی۔ میں ہر قیمت پر اس کا اپنی
بیٹی کو بچانے کے لیے سادھو نے ارمان کو بھی بلا دیا تھا
اسی لیے تھوڑی دیر میں ارمان بھی وہاں آ گیا چوہدری
نے ارمان کی طرف دیکھا وہ ایک اچھا خاصا خوبصورت
نوجوان لڑکا تھا۔ ایک ہل کے لیے اسے پریشانی ہوئی
کہ وہ کیا کرنے لگا ہے پراگٹھ پل اپنی بیٹی کی محبت
غالب آگئی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم شادی سے پہلے رشنا
سے مل لو اور تمہیں جتنے پیسے چاہیے وہ میں دے
دوں گا۔ آج چاند کی تیس تاریخ ہے اگلے دن چاند کی
پہلی کو تمہاری رشنا کی شادی ہو جائے گی۔ اور بالکل
سادگی سے ہوگی۔ کسی کچھ پتہ نہیں ہوگا۔ فحش ہے
چوہدری جی مجھے منظور ہے پھر بھی مجھے تعجب اس سادہ نام
پر ہے۔ اس دوران میں اپنی بہنوں کی شادی بھی
کر لوں گا بھی مجھے سکون کی موت آئے گی۔ ارمان
نے کہا۔ تو چوہدری زنجیدہ ہو گیا۔ وہ لڑکا اپنی بہنوں کی
خاطر اپنی جان دینے کو تیار تھا۔

بتول جاؤ رشنا بیٹی کو بلا کر لاؤ چوہدری دلدار نے
اپنی ملازمہ بتول سے کہا۔ اچھا چوہدری جی وہ چلی
گئی۔ رکھو ارمان ہم نے رشنا کو یہ تو بتا دیا ہے کہ
تمہاری ماں سے شادی ہم کرنے لگے ہیں پر اسے
معلوم نہیں کہ اس شادی کے بعد تمہاری موت واقع
ہو سکتی ہے تم اسکو ایسا کچھ مت بتانا۔

فحش ہے چوہدری جی جیسا آپ کہیں گے ایسا
ہی ہوگا۔ اور اگر میری بہنوں کی شادی کا مسئلہ نہ ہوتا تو
میں کبھی بھی اس کا کام کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ ارمان کی
آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ تو چوہدری دلدار نے اسے
گلے سے لگالیا۔ آؤ آؤ رشنا بیٹی آؤ چوہدری دلدار نے
رشنا کو دیکھ کر کہا اسے ملو یہ ارمان سے یہ وہی لڑکا ہے
جس سے تمہاری شادی ہم کر دینے جا رہے ہیں

خون پھرا ہوا تھا وہ خون کے پیچھے سے نکل رہا تھا ایک طرف ارمان کی لاش پڑی ہوئی تھی اور زینہ بیگم رشنا کو سمجھڑتے ہوئے بولی۔ یہ تم نے کیا کردار رشنا کیوں ایسا کیا بھی اس کی نظر اس خط پر پڑی جو رشنا کے سر کی طرف پڑا ہوا تھا۔ زینہ نے وہ خط اٹھالیا اور پڑھنے لگی۔

باباجان اور امی جان میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے کتنا پیار کرتے ہیں اور مجھے اس تکلیف سے بچانے کے لیے آپ کچھ بھی کر سکتے ہیں اور کسی کی جان بھی لے سکتے ہیں میرے لیے ہاں باباجان ارمان مرنے سے پہلے مجھے سب کچھ دیا تھا اس نے وعدہ خلائی نہیں کی۔ لیکن بابا غلطی میری تھی میں وہاں ندی کے کنارے گئی تھی اور میں ارمان سے بہت پیار کرنے لگی ہوں نہیں چاہتی تھی کہ میری غلطی کی سزا سے ملے لیکن وہ میری خاطر اپنی جان دینے پر تیار ہو گیا۔ میرے لیے اپنی بہنوں کے لیے وہ پیسے لے کر بھاگ بھی سکتا تھا پر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ آپ نے یہ نہیں سوچا کہ ارمان کے بعد اس کی بہنوں کا کیا ہوگا۔ بابا اس لیے میں نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ ارمان کے بعد میں بھی اپنی جان دے دے گی ہوں کیونکہ اس کے بغیر میں نہیں جی پاؤں گی مجھے معاف کرنا بابا جان اب کوئی شہنشاہ جنات ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ چوہدری دلاور کا دل بند ہو گیا وہ دل پر ہاتھ رکھ کر زمین پر بیٹھا چلا گیا۔ اپنی بیٹی کو بچانے کے لیے اس نے کیا کچھ نہ کیا پر ہوتا وی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے چاہے انسان کتنا بھی کچھ کیوں نہ چلانے بنا لے کمرے میں صرف زینہ بیگم کی چیخیں تھیں اور سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔

قارئین کرام کسی گلی کہانی پسند آئے تو اپنی رائے سے نوازے گا نہ آئے تب بھی بتائیے گا۔

وہ ارمان کے کمرے میں ہی ارمان کمرے میں نہیں تھا ہاں اس کے بند کی ایک طرف ایک لیٹر پڑا ہوا تھا نورین نے وہ لیٹر اٹھالیا اور کمرے سے باہر آگئی۔ ہاں ارمان تو کمرے میں نہیں ہے لیکن اس کے کمرے میں یہ لیٹر ملا ہے تو پڑھو اسے کیا لکھا ہے اس میں۔ ماں نے کہا نورین پڑھئے گی۔

بیابری امی جان میں جانتا ہوں کہ آپ نے ارمان بابا نے کتنی محبت سے مجھے پالا اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں معاشرے میں سراسر اٹھ کر جی سکوں آپ کی تو خواہش تھی پر ایسا نہ ہو سکا۔ اور آپ کے لیے میں کچھ نہ کر سکا۔ آپ کو ابو کو بہنوں کو میں دکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ میں کیا کرتا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر مجھے چوہدری دلاور ملے جن کی بیٹی پر آسیب کا سایہ تھا جو اس وقت ختم ہو سکتا تھا اگر میں اس سے شادی کرتا اور انہوں نے مجھے پیسے دیتے تھے جس کی وجہ سے میں بہنوں کی شادی کر سکتا ہائی پیسے میری الماری میں رکھے ہیں اس سے نورین کی شادی کرنا۔ اور بابا کا علاج بھی کروانا۔ ماں مجھے رشنا سے شادی کے بعد مرتا ہوگا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی ہاں مجھے معاف کرو بنا نورین تم بھی اپنے بھائی کو معاف کر دینا۔ خوب دل لگا کر پڑھنا اور ڈاکٹر بنانا اور بابا کا خیال رکھنا خدا حافظ۔

فط نورین کے ہاتھوں سے پھسل گیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ارمان کی ماں کے منہ سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ ارمان تم واپس آ جاؤ ہمیں تمہاری ضرورت ہے پیسے کی نہیں لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی وہ بہت دور چاچکا تھا۔ جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آتا۔ ارمان کا بچا باب ایک طرف سبکست ہو گیا اس نے اپنی تمام عمر کی جمع پونجی آج لٹا دی تھی وہ خالی ہاتھ رہ گیا۔

کمرے میں بہت خوفناک منظر تھا کمرے میں

لال حویلی کاراز

۔۔۔ تحریر: محمد نادر شاہ۔ شجاع آباد

اے شیطانوں کے شیطان اندھیرے کے بے تاج بادشاہ شیطان بدروحوں کے سردار مجھے بہت بھوک اور پیاس لگی ہے۔ آج اس لڑکی کے خون سے میری برسوں کی پیاس بجھا دے۔ رنجیت نے کہا جانتے اجازت سے بار ڈال اس لڑکی کو۔ بجھالے اچھا برسوں کی پیاس۔ آدنی بدرج جسے ہی شاہین کے پاس گئی نوشہنہ دفرخ آفتاب کی روح نے آدنی کو درمیان میں روک لیا اور بولا۔ اے آدنی نویہ بت کہ تو کس کی وجہ سے بدروح بنی ہے کس کی وجہ سے تو انسانی خون اور گوشت کھاتی ہے اور آج جس کی وجہ سے نو در بار داس دنیا میں آئی ہے اس لڑکی نے شیطان کے بت کو آگ لگائی ہے اور زانی کو بھی مار دیا ہے مار زانی ہے مار رنجیت کو مار۔ اس نے مجھ سے تیری عزت اور نیرایا ک جسم جھینا ہے اور مہیں بے دردی سے مارا تھا آدنی نے جو فرخ کی باتیں سنیں خواستہ و نہاد باؤ آگئے جب رنجیت نے اس کی عزت لوٹی تھی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اور اس کی روح کو اپنا غلام بناوا تھا آدنی نے اس کی باتیں سن کر رنجیت کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا آدنی کو اپنی طرف بڑھنے ہوئے دیکھ کر رنجیت کڑنگ اڑنے لگا وہ چاٹنے لگا آدنی نہیں انگی ہانوں میں مت آؤ تم بھوک پیاسی ہوان کے ذہن اور گوشت سے اپنی پیاس اور بھوک مٹاؤ۔ نہیں رنجیت باؤ گڑبیس۔ اب میرا شکار نہیں پتا میرا شکار تو ہے مجھے سب کچھ باؤا گیا ہے کہ کسے توبے میری عزت سے کھانا تھا اور مجھے مجھے غیرت ناگ موت دی تھی میں نہارتے آگے بہت مقبض کر لی رہی تھی لیکن تو نے میری منہن کو نہ سنا اور میرے سانچہ دہی کچھ کیا جو نہ بارے دل میں آیا آج آفتاب کی روح نے میری آنکھیں کھول دیں مجھے میرا قاتل دکھا دیا ہے اور میں نہیں چھوڑ دوں ہرگز نہیں اٹا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھنے لگی نوو، پیچھے ہٹنے لگا۔ جبکہ آدنی اس پر حملہ آور ہو گئی۔۔۔ ایک ایسے اور سنی خیر کہانی۔

نو پت چاکہ اس جس ایک خوبصورت نوجوان لڑکی اور لڑکا۔ جو وہیں اس وقت دونوں کے جہروں پر پریشانی نمایاں تھی ان کی گاڑی کی رفتار بہت ہی دھیمی تھی کیونکہ ان کو ذرا تھا کہ کہیں ان کی گاڑی الٹ نہ جائے کیونکہ ہوائیں طوفان کا روپ دھار چکی تھیں اور بھر جا تک ان کی گاڑی ایک پھٹکے سے رک گئی اب نو ان دونوں کو اس سنسان سڑک پر کوئی چڑائی دکھائی نہ دے رہی تھی سڑک کے ارد گرد گھٹا جنگا دکھا۔

آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھائے دوڑتے تھے بجلی کی کڑک اور بادلوں کی گرج نے ہراساں ماحول بنا رکھا تھا۔ رات کی تاریکی نے ڈبرے ڈال رکھے تھے آج سردی کچھ حد سے زیادہ دہی پڑ رہی تھی بادلوں کی گھبراہٹ سے بارش ہونے کی سوسپند فوج تھی ہوائیں بھی اپنا زور پکڑ چکی تھیں دود سڑک پر گاڑی کی پہلا لٹس کی مدہم رہتی دکھائی دے رہی تھی ہوا کی وجہ سے گاڑی ہلکولے کھا رہی تھی جب گاڑی زیادہ بک آئی



جولہ کی گئی اور دونوں کی خوفناک آوازیں
آ رہی تھیں لڑکی بہت ہی خوفزدہ تھی جبکہ لڑکا اسے
تسلیم کر رہا تھا یہ دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتے
تھے لڑکے کا نام سمیل اختر جبکہ لڑکی کا نام شائلہ تھا
دونوں کا گھر ایک ہی گاؤں میں تھا۔ ان کے گاؤں کا
نام سندھوگر تھا وہ دونوں کزن بھی تھے اور سنگتیر بھی
لڑکا گاؤں کے چوہدری کا بیٹا تھا جبکہ لڑکی اس کے
چھوٹے بھائی کی تھی سمیل اختر بہت ہی شریف
لڑکا تھا اور شائلہ بھی بچپن ہی سے دونوں ایک
دوسرے کو پسند کرتے تھے اور جب جوان ہوئے تو
ان کی خواہش اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔ اب وہ
دونوں اپنے امتحان دینے کے بعد واپس اپنے
گاؤں آ رہے تھے کہ راستے میں ان کی گاڑی
خواب ہو گئی تھی

اب وہ دونوں پریشان تھے سمیل اختر کا د
سے باہر آ پاس نے دیکھا کہ گاڑی کا ٹائر پھٹ گیا
ہے اس نے اپنا سوبائل جبب سے نکالا تاکہ گھر
اطلاع کر دے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ سوبائل
میں نیٹ درک کا مسئلہ تھا اور پھر اچانک بارش
شروع ہو گئی سمیل نے شائلہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے
سڑک پر دوڑا لگا دی۔ آہستہ آہستہ بارش میں تیزی
آگئی وہ دونوں بھاگ رہے تھے سڑک بالکل مستحکم
تھی کسی ذی روح کا نام و نشان نہ تھا کہ اچانک
شائلہ کی نظر ایک حویلی پر پڑی تو اس نے سمیل
سے کہا وہ۔۔۔ دو بائیں دیکھو اس کی آواز صبح جیسے
سے نہیں فکڑ رہی تھی سمیل نے ادھر دیکھا تو ان
دونوں نے اس حویلی کی جانب دوڑ لگا دی جب
وہاں اس حویلی کے قریب پہنچے تو انہوں نے
دیکھا کہ حویلی گھر سے سرخ رنگ کی ہے حویلی کا
بوسیدہ سا دروازہ تھا سمیل نے دروازے کو دھکا
دیا تو چرچاہٹ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل
گیا۔ اوووو دونوں اس کے اندر داخل ہو گئے اس

حویلی کے اندر بے شمار کمرے اور رازداریاں بنی
ہوئی تھیں تمام کمروں کے دروازے کھلے ہوئے
تھے وہ دونوں ایک کمرے میں داخل ہو گئے کمرہ
بالکل صاف ستھرا تھا وہ دونوں بہت حیران ہوئے
کیونکہ جب وہ حویلی میں داخل ہوئے تھے تو اس
حویلی میں انہیں کوئی نظر نہیں آتا تھا لیکن کمروں کی
صفائی سے یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ یہاں کوئی
رہتا ہے کمروں میں تمام آرائش کا سامان
موجود تھا ان دونوں کے لباس بھگت چکے تھے جب
وہ دونوں بھاگے تھے تو اپنے بیگ انہوں نے
ساتھ لٹا دیے تھے ان کے بیگوں میں ان کے لباس
موجود تھے سمیل نے اپنے بیگ سے اپنے لیے
ایک لباس نکالا اور اسے تبدیل کرنے کے لیے
واش روم میں چلا گیا شائلہ نے بھی ایسا ہی کیا کچھ
دیر بعد وہ دونوں واپس کمرے میں آئے تو ان کو
ایک لڑکی دکھائی دی جس نے سفید لباس پہن
دیکھا تھا سمیل نے اسے آواز دی۔ اور کہا۔
اے لڑکی تم کون ہو۔ لیکن لڑکی نے اس کی
بات کا جواب نہ دیا اور آگے بڑھ گئی ایک مرتبہ پھر
سمیل اختر نے اسے آواز دی تو لڑکی رنگ مٹی اس
نے اپنی گردن پیچھے کی جانب گھمائی اس کا رخ
دوسری طرف تھا۔ لیکن گردن ان کی جانب گھوم گئی
اس کو دیکھ کر بے تحاشا ان دونوں کی چیخیں نکلیں
اتنا خوفناک چہرہ انہوں نے اپنی زندگی میں نہیں
دیکھا تھا۔ وہ لڑکی ان کی سیاب بڑھنے لگی ان کے
جسم پر سستہ طاری ہو گیا ان کو اپنی موت یقینی دکھائی
دی گئی اور پھر وہ دونوں لہرا کر فرش پر گر گئے
اور پھر اچانک۔

یوں تیرا نظر ملانا اچھا لگتا ہے
یوں تیرا مسکراتا اچھا لگتا ہے
جب بھی تم سانسے آتی ہو رانی

سے بڑا تھا باہر کی جب رانی سے ملتی ہوئی تو پورے خاندان میں مٹھائی تقسیم کی گئی اسی طرح باہر بہت خوبصورت نوجوان تھا لیکن رانی بھی کسی سے کم نہ تھی اسی طرح دن گزرتے گئے اور شادی کے دن قریب آتے گئے۔ اور پھر وہ دن بھی آ گیا جس کا سب کو انتظار ہوتا ہے رانی اور باہر کی شادی بڑی وحوم و دھام سے ہو گئی اسی طرح دن گزرتے گئے باہر کی شادی کو ابھی دو ماہ ہی ہوئے تھے کہ اطلاع ملی کہ باہر اور رانی سندرگھر آکر ہم سے ملیں یہ اطلاع باہر کے ماموں نے بھجوائی تھی اس کا نام بلال تھا بلال کی جو بیوی تھی اس کا نام بھی رانی تھا بلال کے پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے تھے جب باہر کے پاس اطلاع پہنچی تو رانی اور باہر جانے کے لیے تیار ہو گئے باہر نے اپنی ماں کو بتایا کہ وہ ماموں بلال کے گھر بار ہے ہیں تو اس نے جواب دیا۔

بیٹا بڑا دھیان سے کار چلانا میرا دل انجانے خطرے کے تحت دھڑک رہا ہے
ارے ماں تم بھی یونہی کہتی ہو
اس کے بعد باہر نے اپنے دادا جان اور ابو جان سے اجازت لی اور گھر سے روانہ ہو گئے۔
باہر کار چلانے میں مصروف تھا تو رانی ڈائجسٹ پر ہنسنے میں باہر نے پوچھا
جانو کون سا ڈائجسٹ پڑھ رہی ہو۔

رانی نے جواب دیا کہ خوفناک ڈائجسٹ
پڑھ رہی ہوں
باہر نے پوچھا بتاؤ کہ سب سے اچھی کہانی کس کی ہے۔

رانی نے کہا ریاض بھیا۔ کی اس کے بعد خالد شایان اور اسد شہزاد کی ویسے تو تمام کہانیاں اچھی ہوتی ہیں لیکن مجھے ان تینوں کی پسند ہیں
ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایا تک موسم خراب ہو گیا اور موسم اتنا بھیا تک ہو گیا کہ

یوں مجھے تیرا اثر مانا اچھا لگتا ہے
رانی نے جو باہر کا یہ شعر سنا تو مسکرائے گی
اور بولی مسٹر باہر آپ تو کمال کے شاعر ہیں اس کی بات سن کر باہر مسکرائے لگا اور بولا۔

ہم شاعر نہ تھے تیرے پیار سے پہلے
عاشق نہ تھے تیرے دیدار سے پہلے
یوں پیار دے کر چھوڑ دینا
مربا میں گئے تیرے انکار سے پہلے
واہ واہ۔ آپ نے تو کمال کر دیا۔ اچھا اب
شعر و شاعری بند کر اور میری بات کو دھیان سے
سنو
باہر نے جواب دیا۔ بولو۔

رانی بولی ابوجی نے ہماری شادی کے لیے
ہاں کر دی ہے۔
کیا۔۔ کیا۔ کہا تو نے ذرا پھرت کہنا۔

ہاں باہر میں سچ کہہ رہی ہوں باہر خوش
ہو گیا۔ کیونکہ رانی اور باہر بچپن سے ہی ایک
دوسرے سے محبت کرتے تھے باہر اور رانی آپس
میں کزن تھے رانی باہر کی چھوٹی خالہ تسلیم کی لڑکی
تھی جبکہ باہر بڑی تسلیم کا لڑکا تھا تسلیم اور نسیم دونوں
ہی کہتی تھیں کہ باہر اور رانی کی شادی ہوگی لیکن
رانی کے ابو جس کا نام اختر تھا اسے معلوم نہیں تھا
اور پھر ایک دن نسیم نے اختر سے رانی کا ہاتھ اپنے
بڑے بیٹے باہر کے لیے مانگ لیا تو اس نے بنا کسی
انکار کے اسے خوشی سے ہاں کر دی رانی جو
دروازے کے پیچھے سے ان دونوں کی باتیں سن
رہی تھی اس نے جاکر باہر کو سب کچھ بتا دیا۔ وہ
دونوں بہت خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کا
پیار دے دیا۔ باہر نے ایک بہت اونچے خاندان
میں جنم لیا تھا وہ اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا باہر
کا جو دادا تھا اس کا نام نوشاد تھا باہر کے باپ کا نام
حیدر الدین شاہ تھا باہر اپنے خاندان میں سب

جینیں نکل نکلیں سانسے کا مظہر ہی پہنچو ایسا تھا۔ ان دونوں کے جسم پر سکتے طاری ہو گیا۔ ان دونوں نے سوت کو اپنے سانسے سے موجود پا پا اور پھر اچانک وہ دونوں لہرا کر فریض پر گر گئے وہ دونوں اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ دوتے چلے گئے۔

بابا۔ آج میں بہ خوش دلی میں نے جو سوچا تھا آج دوپہر اہو جائیگا۔ رنجیت جاوے گا لال جوہلی کے بہ خانہ میں شیطان کے بت کے سانسے قہقہے لگا رہا تھا۔ آج وہ بہت خوش تھا کیونکہ جن دو لڑکوں اور دو لڑکیوں کے لیے اس نے بہت محنت کی تھی آج وہ دونوں اس کے پاس ہیں ان کو اس کے شیطان دیوتا نے کہا تھا۔ دو ایک ایسے لڑکے اور لڑکی کی تلاش میں تھا جو ایک شادی شدہ اور ایک غیر شادی شدہ دو اور دونوں ہی ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے ہوں سمیل اور شامکہ اور حورانی اور باہر بھی ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے اور اب چاروں ہی رنجیت سنگھ کے اس گندے ارادے کی ہیئت چڑھنے والے تھے رنجیت سنگھ کی غلام شیطانی بدروح نے ان کو ذرا کرے ہوش کر کے لال جوہلی کے شہ خانے میں بند کر دیا تھا اور جب ان چاروں کو ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپ کو اندھیرے میں پایا شامکہ کی ذری سہی ہوئی آواز سنائی دی۔

س۔ سس۔ سمیل۔ کیا ہم زندہ ہیں یہ قبر میں۔

تاری رو میں ہیں۔

ن۔ نہ نہیں شامکہ ہم زندہ ہیں بکا۔ کسی گہری منہایت میں پھنس گئے ہیں سمیل نے اندھیرے میں اوجھڑا ہوا ہاتھ گھماتے ہوئے کہا۔ اچانک سمیل کسی چیز سے لکڑا اٹھا اور گر گیا۔ اس نے اپنی جیب سے پنسل مارچ نکالی اور اسے روشن کر دیا اس نے کمرے کے دوسرے کونے میں

زور زور سے ہوائیں چلنے لگیں اور پھر بارش بھی ہونے لگی۔ اچانک ان کی گاڑی کا گار پھٹ گیا باہر نے کار روک لی وہ دونوں بہت ہی پریشان تھے اور پھر درخت نوٹنے لگے تو وہ دونوں پچھترنے لے کر کار سے باہر آ گئے رانی اور باہر نے اپنا سامان اٹھا لیا اور سڑک کے کنارے چلنے لگے پھر اچانک ایک دھماکا ہوا اور انہوں نے پیچھے کی جانب دیکھا تو ان کی حیرت سے آنکھیں پھٹکی چھٹی رہ گئیں ایک بہت بڑا درخت ان کی گاڑی پر گر چکا تھا جس سے کار چپکنا چور ہو گئی۔ اور پھر دونوں تیز تیز بھاگنے لگے پھر ایک دم بارش تیز ہو گئی ان دونوں نے ایک طرف دوڑ لگا دی۔ بھاگتے بھاگتے جب وہ دونوں تک گئے تو رانی بولی۔

بابا۔ میں تھک گئی ہوں اور نہیں بھاگ سکتی۔ تو دور سے باہر کو ایک حوہلی دیکھائی دی اور دونوں اس کی جانب بھاگنے لگے۔ جب وہ دونوں اس کے قریب پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ حوہلی گہری سرخ رنگ کی ہے لیکن وہ اس کے اندر داخل ہو گئے

ایک پرانی حوہلی معلوم ہوتی ہے رانی نے باہر سے کہا باہر نے جواب دیا

نہیں یہی ایسا معلوم ہوتا ہے

کیا خیال ہے آپ کا مسٹر باہر رانی نے ایک نظر حوہلی کو دیکھا اور بولی مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے یہاں کوئی پہلے سے ہی موجود ہے

وہ دونوں چلتے چلتے حوہلی کے ایک کمرے میں داخل ہو گئے حوہلی کی صفائی کو دیکھ کر وہ بہت حیران ہو گئے کیونکہ وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا اور پھر اچانک ساتھ والے کمرے میں سے ایک بھیا تک دل کو دھلا دینے والی جھنجھری اور وہ دونوں اس کمرے میں جانے لگے جب وہ اس کمرے میں پہنچے تو دونوں کی خوف کے مارے

رپورٹ کراوی آپ نے۔
جابر نے کہا جی ہاں لیکن پولیس ان کو
ڈھونڈنے میں ناکام ہے۔
ارے ہاں مجھے باو آیا اپنے پیرو سرشد بابا
عمر دین شاہ کے پاس چلتے ہیں وہ ان کا پتہ بتا دیں
گئے شایین نے جابر سے کہا
ارے تو پہلے بتانا ہوتا۔ چلو جلدی چلتے ہیں
جابر جلدی سے اپنے رہم سے باہر آیا اور بائیک
انسارٹ کی شایین کو بیٹھا کر چل دیسے تیس منٹ
بعد وہ دونوں بابہ عمر دین شاہ کے گھر پہنچ گئے
بابا عمر دین شاہ نے دونوں کے سر پر ہاتھ رکھا
اور بولے۔

کیا بات ہے بنا آج تم دونوں کانچ نہیں
گئے شایین نے جواب دیا
نہیں بابا جابر کا بلا بھائی اور بھانجی دونوں
ت لاہر ہیں اس لیے ہم آپ کے پاس آئے ہیں
-
ٹھیک ہے تم دونوں بیٹھو میں ابھی آتا ہوں
اور بابا کرے تے باہر نکل گیا۔ جب وہ ان کے
پاں آبا تو ان کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا بابا آکر
سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے شایین نے بابا جی
پوچھا۔

بابا جی یہ کیا ہے۔
- یہ کسی آئینہ ہے۔ وہ لوگ جہاں بھی ہوں
میں مجھے نظر آجائیں گے۔
بابا جی پھر جلدی کریں ناں جا دے تے تانی
سے کہا۔ تو بابا بولے۔
اب تم نہ تے کوئی بات نہ کرنا۔
ٹھیک ہے بابا جی۔

دن منٹ بعد بابا نے آئینے پر ہاتھ مارا تو
اس میں بابا اور انی نظر آئے تے بابا انی نظر کو غور
تے دیکھنے لگے اور کچھ دیر بعد بابا نے آئینے پ

ایک خوبصورت نوجوان اور لڑکے اور لڑکی کو بے
ہوش پایا۔ اور دوسری طرف شاملہ سکری کمنی بیٹھی
ہوئی تھی شاملہ بھاگ کر سہیل کے سینے سے لگ کر
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور بولی۔
سہیل آخر ہم سے کیا گناہ ہو گیا ہے جو تم کو
اس خوفناک جگہ پر بند کر دیا گیا ہے۔ سہیل اختر
نے ان دونوں لڑکے اور لڑکی کی طرف دیکھ کر کہا۔
شاملہ ان دونوں کو نہ جانے ان کو کس مقصد کے
لیے لا گیا ہے اور انہیں ہوش میں لانے کی کوشش
کرتے ہیں اور پھر وہ ان دونوں کے پاس گئے
کچھ دیر کی کوشش کے بعد وہ دونوں ہوش میں آ گئے
لڑکے کا نام بابا۔ سہیل کو بتایا اور شاملہ کو
لاکی نے اپنا نام رانی بتایا۔ اس کے بعد وہ سب
آٹنے والے وقت کا انتظار کرنے لگے سہیل نے
بابر کو اپنے بارے میں سب کچھ بتایا اور باہر نے
بھی اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ ان دونوں
نے عہد کر لیا کہ کیسے بھی حالات ہوں اب ہم
ساتھ رہیں گے۔ لیکن ایک بات سمجھ نہیں آئی اس
حوالی کارنگ سرخ کیوں ہے۔

مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے جابر نے
شایین سے کہا شایین بولی۔ تو اب ہمیں کیا کرنا
چاہیے۔ باہر اور رانی کو کہاں تلاش کریں آج
دوسرا دن ہے نجانے وہ کہاں ہیں ماؤں کے گھر
نہیں نہیں پہنچے تو میں اب کیا کروں کہاں لاش
کہ وہ ان کا درود کرے برا حال ہے۔ منشاوی کوٹلی کو
رہے رہے لیکن اس تو جیسے کشتی کوئی بات نہیں
سن رہی ہے۔ بس بابا اور رانی کے بارے میں
پوچھ رہی ہے جابا بابر کا چھوٹا بھائی تھا۔ جبکہ
نمائین باہر کی دوست تھی اور کہنا بھی اور نشان
کے ماؤں بالی کی بیٹی تھی
شایین نے جابا سے کہا پولیس اسٹیشن میں

اور بولے۔ بنا آج سے نین ہزار سال پہلے
سندرگھر پر راجہ فرخ آفتاب کی حکومت تھی راجہ
فرخ مسلمان تھا بہت ہی نیک سیرت انسان تھا
اس نے چھوٹی سی عمر میں بادشاہت سنبھال لی
اور اس کی رعایا بھی اس کے حسن سلوک سے بے
حد متاثر تھی وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا اور نہ ہی ہونے
دیتا تھا اس کی شادی ہو چکی تھی اس کی رانی کا نام
نشا تھا وہ بھی بہت نیک تھی وہ ہندو مسلمان دونوں کو
بہت پیار و محبت سے دیکھتا تھا اس سندرگھر میں کسی
کی یہ ہمت نہیں تھی کہ کسی لڑکی کو بری نظر سے دیکھے
اسی سندرگھر میں ایک شیطان کا بیٹا رہتا تھا
رہتا تھا وہ بادشاہ فرخ آفتاب سے چھپ چھپ کر
دوسرے چاند گھر کے لڑکیوں کو اٹھا کر لاتا تھا اور رات
تک کے سے ان کی بلی دے دیتا تھا کہنے میں وہ
بہت شریف و بکھالی دیتا تھا۔ لیکن اس کے
اندر شیطان موجود تھا

ایک دن چاند گھر کے بادشاہ نے شہنشاہ فرخ
آفتاب کو پیغام بھیجا کہ چاند گھر سے بہت سی
کنہاری لڑکیاں غائب ہو رہی ہیں ہماری مدد کرو
اس فائل کو پکڑنے کے لیے اور پھر فرخ آفتاب
نے ان کی خبر پور مدد کی اور رنجیت کو پکڑ لیا گیا
اور اسے زندہ دھن کر دیا گیا۔ اسکے مرنے کے بعد
رنجیت کی بدروح بھٹکتی لگی اور انسانوں کا خون
چینے لگی اور پھر ایک دن اس کا وقت آیا کہ پورا
سندرگھر ختم ہو گیا۔ شہنشاہ فرخ آفتاب کا محل بہت
خوبصورت تھا رنجیت کی بدروح نے انسانوں کا
خون لے لے کر اس کے محل کو لال کر دیا ہے اس
محل کا رنگ سفید تھا لیکن اس نے انسانوں کے
خون سے اس کو بلی کو لال کر دیا ہے اس نے
شہنشاہ فرخ آفتاب اور نشا کی روجوں کو فید کر رکھا
ہے اور اب اس نے اپنا وجود دوبارہ حاصل کرن
کے لیے ان چاروں کی بلی دینی ہے اسکے بعد اس

بانہ پھیرا تو سب منظر غائب ہو گیا۔ شاہین نے
جلدی سے پوچھا
بابا وہ کہاں ہیں اور کیسے ہیں
وہ دونوں بہت بڑی مشکل میں ہیں ان
دونوں کے علاوہ دو اور بھی وہاں پہلے سے موجود
ہیں جا رہے ہیں جیڑنگی سے پوچھا۔
کبھی مشکل بابا۔ اور کون ہے ان دونوں
کے علاوہ بھی وہ ایک نوجوان لڑکی اور لڑکا وہاں
سے پہلے سے موجود ہیں
یہ مناسب کچھ جاننے کے لیے مجھے اب رات
چاہیے صبح میں سب کچھ تم دونوں کو بتا دوں گا۔ بابا
جی نے کہا۔

بابا جی آپ ان کے بارے میں کیا کچھ نہیں
جانتے ہیں جا رہے ہیں پوچھا۔
بنا آج رات کو میں ایک وظیفہ کروں
گا۔ اس وظیفہ کی بدولت مجھے ان کے بارے میں
سب کچھ معلوم ہو جائے گا
جا رہے ہیں کہا۔ ٹھیک ہے بابا ہم صبح آج
گے شاہین اور باہر انھیں بابا کو سلام کرنے کے
بعد و وسیدھا اپنے گھر جانے لگے۔

آج چاند کی دس تاریخ تھی رانی اور باہر کو گھر
ہوئے آج شہنشاہ دن تھا سب گھر والے بہت
پریشان تھے مسلم تنظیم کار در در برا حال تھا جبکہ نشا
ان کو حوصلہ دے رہی تھی باہر کے دادا جان نے
سمیل اختر کے دادا سے رابطہ کیا ہوا تھا سمیل اختر
کے دادا جمو نے خان بھی پریشان تھے اور اپنے
پونے کو ڈھونڈنے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہے
تھے کوینک باہر رانی سمیل اختر اور شاملا ایک دن کم
ہوئے تھے۔ سب لوگ انکی وجہ سے بہت پریشان
تھے آج صبح شاہین اور جاہر عمر دین شاہ بابا کے
باس بیچ گئے بابا نے ان کو چاہے وغیرہ چائی

دنیا میں رنجیت جاوگر کی بدروح کی حکومت ہوگی ان چاروں کی بی و د پورے جانک دات کو دے گا یعنی چودہ تاریخ کو اور اگر تم انہیں بچانا چاہتے ہو تو چار دن ہیں تمہارے پاس اگر تم انہیں بچا سکتے ہو تو بچالو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں ۔۔۔ باباجی کی باتیں سن کر شاہین خوف سے تھر تھر کانپنے لگیں جابر نے کہا ۔ باباجی آپ ہماری مدد کریں ۔

ہاں میں اس کام میں تمہاری ضرورت ہو کروں گا اتنا کہہ کر انہوں نے ایک لکوار جابر اور ایک لکوار شاہین کو دی اور ایک ایک تعویذ بھی دیا اور کہا جینا جب تم کو میری مدد کی ضرورت ہو تو نین بار بجھے یا در لینا میں تمہارے پاس ہوں گا ۔ جابر اور شاہین نے باباجی سے اجازت لی اور سندھگر کی طرف روانہ ہو گئے وہ دونوں جیسے ہی شہر سے باہر نکلے تو موسم خراب ہو گیا تیز ہوا میں چلنے لگیں بارش بھی ہونے لگی اور پھر تو انہیں اپنے ارد گرد خوفناک خشکیں دکھائی دینے لگیں اسی طرح کبھی کوئی درخت ان پر گرتا تو کبھی کوئی ۔ کبھی ڈھانچے ان کا راستہ روکتے لیکن جابر بھی کسی سے کم نہیں تھا اچانک ان کے سامنے ایک عجیب و غریب مخلوق آگئی اس کی چار آنکھیں چار ہاتھ بڑے بڑا دانت جو ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے اور ناک کی جگہ دو لمبے لمبے سوندھے اس کا پورا جسم سیاد بالوں سے ڈھکا ہوا تھا شاہین اس بلا کو دیکھ کر خوف سے تھر تھر کانپنے لگی ۔ اس بلا نے ایک جھٹکے سے کار روک دی اور شاہین کو پکڑنے کے لیے آگے بڑی جیسے ہی اس نے شاہین کو پکڑنا چاہا تو جابر نے اس کی کمر پر لکوار سے بھر پور وار کیا ۔ تو وہ بلا جیتھ بونی جابر کی جانب واپس چلی تو شاہین نے ایک بھر پور وار اس کی دوسری سوندھوں پر کیا باکی دونوں سوندھ کٹ گئیں اور وہ لگا لگا حویلی کا راز

خونخوار ہو کر شاہین پر جینی تو جابر نے اس کی گردن از او ای اور وہاں جیسے خون کا دریا پھیلنے لگا جابر اور شاہین پھر کار میں سوار ہو گئے اور لال حویلی جا پہنچے وہ اس کے صدر دروازے سے داخل ہوئے اور اندر روبرو دروازے سے گزرنے لگے وہ کچھ دور ہی گئے تھے کہ انہیں ایک کمرے سے جانی پہنچائی آواز سنائی دی اور آواز کسی اور کی نہیں بلکہ رانی اور باہر کی بھی شاہین اور جابر نے جلدی سے اس کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر سے رانی باہر کے علاوہ ایک اور بھی نوجوان لڑکی اور لڑکا بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی شاہین اور جابر کمرے میں داخل ہوئے تو دروازہ دوبارہ بند ہو گیا اور پھر ایک تہقہ پوری حویلی میں گونجا بابا ۔ اب تم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا ۔ بابا ۔ اور پھر اس کمرے کی دیواروں میں درازیں بڑنے لگیں جھٹ جھٹ کرنے لگی تو باہر اور سنبھل اختر نے بھر پور لات دروازے کو ماری تو دروازہ ٹوٹ گیا ۔ اور وہ باہر نکل آئے اب جو انہوں نے دیکھا تو لڑکیوں کی خوف سے چیخیں بلند ہونے لگیں کیونکہ سامنے کا منظر ہی ایسا تھا رنجیت کی بدروح کے ساتھ چار ڈھانچے تین چڑیلین پانچ جن سات بھوت اور گیارہ گیارہ دوسرے موجود تھے رنجیت نے غصہ سے انہیں دیکھا اور بولا ختم کرو دان سب کو ان کی یہ ہمت کہ یہ لال حویلی یعنی موت کی حویلی سے باہر جا سکیں تو وہ سب کے سب ان پر ٹوٹ پڑے جابر باہر دوین شاہ کی دی ہوئی لکواروں سے رانی اور شاہک نے ڈنڈے اٹھا رکھے تھے وہ ان تین چڑیلوں سے مقابلہ کرنے میں مصروف ہو گئے جبکہ انسان انسان ہوتا ہے اور وہ ہولی مخلوق بھی آخر میں ان سب کو ان چڑیلوں جنوں بھوتوں نے پکڑ لیا ۔ رنجیت کی بدروح نے ایک فاتحانہ تہقہ لگایا ۔ اور اپنے چیلوں سے بولا ۔

بابا میں اس کام میں تمہاری ضرورت ہو کروں گا اتنا کہہ کر انہوں نے ایک لکوار جابر اور ایک لکوار شاہین کو دی اور ایک ایک تعویذ بھی دیا اور کہا جینا جب تم کو میری مدد کی ضرورت ہو تو نین بار بجھے یا در لینا میں تمہارے پاس ہوں گا ۔ جابر اور شاہین نے باباجی سے اجازت لی اور سندھگر کی طرف روانہ ہو گئے وہ دونوں جیسے ہی شہر سے باہر نکلے تو موسم خراب ہو گیا تیز ہوا میں چلنے لگیں بارش بھی ہونے لگی اور پھر تو انہیں اپنے ارد گرد خوفناک خشکیں دکھائی دینے لگیں اسی طرح کبھی کوئی درخت ان پر گرتا تو کبھی کوئی ۔ کبھی ڈھانچے ان کا راستہ روکتے لیکن جابر بھی کسی سے کم نہیں تھا اچانک ان کے سامنے ایک عجیب و غریب مخلوق آگئی اس کی چار آنکھیں چار ہاتھ بڑے بڑا دانت جو ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے اور ناک کی جگہ دو لمبے لمبے سوندھے اس کا پورا جسم سیاد بالوں سے ڈھکا ہوا تھا شاہین اس بلا کو دیکھ کر خوف سے تھر تھر کانپنے لگی ۔ اس بلا نے ایک جھٹکے سے کار روک دی اور شاہین کو پکڑنے کے لیے آگے بڑی جیسے ہی اس نے شاہین کو پکڑنا چاہا تو جابر نے اس کی کمر پر لکوار سے بھر پور وار کیا ۔ تو وہ بلا جیتھ بونی جابر کی جانب واپس چلی تو شاہین نے ایک بھر پور وار اس کی دوسری سوندھوں پر کیا باکی دونوں سوندھ کٹ گئیں اور وہ

انکو شیطان کو بہت کے سامنے لے چلو تو پتہ چلے کہ یہ وہی شیطان دیوتا کے سامنے بندھے ہوئے تھے رنجیت نے شیطان کے بہت کے سامنے سے تلوار اٹھائی تو شاہین نے چیخ کر کہا۔

اُمیہس مت مارو خداست ذرو۔ وہ تم کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی سامنے شاہین نے اپنا تعویذ اُتار کر شیطان کے بہت پر دے مارا تو اچانک اسے آگ لگ گئی۔

رنجیت نے جو یہ دیکھا تو اس نے شاہین پر تلوار کا وار کیا۔ تو اچانک ہی شیشہا فرخ آفتاب اور رشاک رومی ظاہر ہوئیں اور درمیان میں ہی تلوار کو روک لیا رنجیت کی بدروح غصہ سے الال سرخ ہو گئی تو آفتاب نے کہا۔

رنجیت تم نے بہت ظلم کیا ہے اب تو اور ظلم نہیں کرے گا۔

رنجیت کی بدروح نے شاہین کی طرف دیکھا اور بولا۔

اے نادان لڑکی تو نے میری برسوں کی محنت ضائع کر دی ہے میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا اس نے شاہین کو بالوں سے پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ رنجیت جاوگر کی بدروح نے کہا۔ تم اپنے آپ کو بہت بہادر سمجھتی ہو اب میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ میں کتنا طاقتور ہوں میری طاقتیں دیکھ کر تو کیا یہ سب ہی خوف سے کانپ جاؤ گی۔ اور چھروہ اپنے جن بھوتوں سے بولا۔

جاو اور میری ادنیٰ نلام آرتی بدروح کو لے آؤ کیونکہ اب یہ میرے کام کے نہیں ہیں۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ایک ایک دن میں وہ باؤ تجھے زندہ کر کے انسانی گوشت اور خون پیاؤں گا۔

تو اچانک ہی دوبہوت غائب ہو گئے۔ اور جب وہ واپس ظاہر ہوئے تو انہوں نے ایک

تاہوت اٹھا رکھا تھا انہوں نے دو تاہوت چلتے ہوئے بہت کے سامنے رکھ دیا تو رنجیت جاوگر کی بدروح نے ایک بھر پور قبضہ لگایا اور بولا۔ اب دیکھنا مزایہ کیسے تم لوگوں کو مارتی ہے ایک ایک کا خون پ جائے گی کوئی بھی یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جائے گا اتنا کہہ کر اس نے منتر پڑھنا شروع کر دیا آدھے گھنٹے کے بعد تاہوت کا ڈھلکا کھلا تو اس میں سے نہایت ہی بھیاں تک شکل کی بدروح باہر نکلی اس نے رنجیت جاوگر کی بدروح کا شکریہ ادا اور شاہین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اے شیطانوں کے شیطان اندھیرے کے بے تاج بادشاہ شیطانی بدروحوں کے سردار مجھے بہت بھوک اور پیاس لگی ہے۔ آج اس لڑکی کے خون سے میری برسوں کی پیاس بجھا دے۔

رنجیت نے کہا جانتے اجازت ہے مار ڈال اس لڑکی کو۔ بجھالے اپنی برسوں کی پیاس۔

آرتی بدروح جیسے ہی شاہین کے پاس گئی تو شیشہا فرخ آفتاب کی روح نے آرتی کو درمیان میں ہی روک لیا اور بولا۔

اے آرتی تو یہ بہت کد تو کس کی وجہ سے بدروح بنی ہے کس کی وجہ سے تو انسانی خون اور گوشت کھاتی ہے اور آج جس کی وجہ سے تو دربار اس دنیا میں آئی ہے اس لڑکی نے شیطان کے بہت کو آگ لگائی ہے اور تو اس کو ہی مار رہی ہے مارنا ہی ہے تو رنجیت کو مار۔ اس نے تھپتھپ سے تیری عزت اور شیر پاک جسم چھینا ہے اور حصیوں سے بدروحیت مار رہا تھا

آرتی نے جو فرخ کی باتیں سنیں تو اسے وہ دیوانہ آ گئے جب رنجیت نے اس کی عزت کو ہی حصی اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

اور اس کی روح کو اپنا مقام بنا دیا تھا آرتی نے اس کی باتیں سن کر رنجیت کی طرف خونخوار نظروں سے

شکوہ اس کی یادوں سے اس طرح کیا تم نے
 مٹتے رہتے دل کو رلا دیا ہم نے
 اک لمحہ دیا وہی نے جینے کے لیے
 اور اس میں زندگی کو بٹایا ہم نے
 اب صفحے پر کبھی اس کی یاد کی داستان
 دوسرا حصہ خالی ہی جلادیا ہم نے
 جس بات کی معذرت چاہتے ہیں وہ
 جس بات کو سنتے ہیں بھلاؤں ہم نے
 وہ کیوں نہیں آتے ہمارے پاس
 جن کی باتوں میں بلاؤں کو بچھایا ہے
 ترس مٹا سکے

شکوہ

جس روز کی طرح سنی تھی سارے دھنکی
 لیکن نبھائے کیوں آج دل اور اس صدمے
 پھر اپنے تھے شاید جو پھرتے
 پھر پہنچے تھے جو ٹوٹ گئے
 اس بات کی تار کی میں اٹھتا بیٹھے جب یادوں
 طرف نظریں اٹھائیں تو کوئی اپنا نہیں تھا
 دل تو تھا تھا اب بھی تھا ہے
 یہاں لوگ اس دل میں بس چھوڑ جاتے ہیں
 یہاں لوگ یہ دل توڑ جاتے ہیں
 یہاں بھی تھا چھوڑ جاتے ہیں
 ترس مٹا سکے

بوجھو تو جاؤں

ایک دن جتن پارتی تھی۔ ایک لڑکے نے اس کا ہاتھ
 پکڑا تو اس نے ہاتھ لے لیا۔ اب تو آپ ہی نہیں اس کا ہاتھ
 نہ لے لیتا۔ وہ کہنے لگا کہ بوجھو تو جاؤں۔
 وارث احمد خان - دہلی بھارت

دیکھا آرتی کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر
 رنجیت کا رنگ اڑنے لگا وہ چلانے لگا
 نہیں آرتی نہیں آگیا باتوں میں مت آؤ تم
 بھوکہ پیاسی وہ ان کے خون اور گوشت سے اپنی
 پیاس اور بھوک مٹاؤں

نہیں رنجیت جاؤ مگر نہیں۔ اب یہ میرا انکار
 نہیں میں میرا انکار تو ہے مجھے سب سمجھ یاد آگیا ہے
 کہ کیسے تو نے میری عزت سے کھینچا اور میرے
 مجھے عزت ناک بہت دی تھی میں تمہارے آگے
 بہت نہیں کرتی رہی تھی لیکن تو نے میری فتون کو نہ
 مٹا اور میرے ساتھ وہی کچھ بنا جو تمہارے دل میں
 آیا آج آفتاب کی رونے نے میری آنکھیں کھول
 دیں مجھے میرا قاتل دکھایا ہے اور میں نہیں
 چھوڑاں ہرگز نہیں

افتاب کہہ رہی اس کی طرف بڑھنے لگی تو وہ
 پیچھے ہٹے لگا۔ جبکہ آرتی اس پر حملہ آور ہوئی۔
 شاہین نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور چلتے
 ہوئے بت کے آگے ہالکا کر دیا ہوا آٹھویں اٹھانکر
 رنجیت کے گھر میں ہال دیا۔ پھر تو رنجیت کے جسم
 کو فوراً آگ لگ گئی جیسے ہی رنجیت کو آگ لگی اس کے
 تمام غلاموں کو بھی آگ لگ گئی جاہر اور شاہین نے
 جلدی جلدی باہر اور رانی سہیل اختر اور شامک کو
 کھولا۔ اور اندھا دھند دوڑ لگادی۔ کچھ دیر بعد وہ
 سب لال حویلی سے باہر آ گئے۔ اچانک ہی ایک
 دھماکہ ہوا اور لال حویلی تباہ ہو گئی کچھ دیر بعد
 رنجیت آرتی فرمخ آفتاب نشا اور دوسری سب
 رو جیسے باہر آئیں سب نے ان کا شکریہ ادا کیا
 اور آہاں کی طرف پرواز کر گئیں۔

تھریں گرام پتھی لگی میری کہانی اپنی رات
 سے مجھے ضرور نوازے گا۔ میں آپ کی رائے کا
 شدت سے انتظار کروں گا اور پھر مزید کچھ لکھ کر
 بھیجوں گا۔ اس کے ساتھ ہی اجازت۔

پراسرار قبرستان

--- تحریر: خورشید سلیم قادری - کراچی ---

بنا تم میرا بھٹہ منہ بلی سے ختم لو میں جانتا ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے جس نہیں جانتا کہ بھاگ
 دینی تم کو اڑ کر کہیں اور بیٹھ جائے۔ لیکن اچانک ہی وہ دونوں زمین پر منہ کے بل گرے۔ عالی جنا سے
 کچھ دور گرا تھا اور جنا اس پر اسرار قبر میں گری بھی غالی اٹھا اور تیزی سے قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے
 ایک لمحہ سے پہلے ہی مینا کا ہاتھ پکڑا اور اس کو قبر سے باہر نکال لیا۔ پھر مینا کو ساتھ لے کر ایک طرف
 کو بھاگ نکلا لیکن جنا تیز آندھی سے نیچے گر گئی وہ دونوں جنا کی طرف بڑھے کیونکہ وہ اس کا شکار
 کرنا چاہتے تھے ان کی نظر میں اس کا شکار مینا ہی تھی وہ تیزی سے مینا کی طرف بڑھے اور اس کو
 جا پکڑا اس کو چھوتے ہی ان کے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی جیتے ہوئے ایک طرف
 بھاگنے لگے ان کا رخ قبر کی طرف تھا وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں بھاگتے
 بھاگتے وہ دونوں ہی قبر میں جا کر ان کے منہ سے جیتیں گونج رہی تھیں مینا یہ سب دیکھ کر حیران
 ہو رہی تھی وہ تیزی سے ان کی طرف بھاگی دیکھا تو آگ نے پوری طرح ان کو اپنی لپیٹ میں
 رکھا تھا وہ جل رہے تھے ہوا میں ایسی طرح طوفانی تھیں ان کی راکھ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں میں
 گولی گولی گھوم کر قبر میں جذب ہوئی جا رہی تھی اور وہ دونوں ہی ایک بار قبر میں دفن ہو کر رہ گئے
 ان کے دفن ہوتے ہی تیز وزواں اور آندھی کا زور ٹوٹ گیا۔ موسم یکدم ہی خوشگوار ہو گیا آسمان
 بالکل صاف ہو گیا مینا نے دیکھا کہ غالی بہت ہی دور پریشان کھڑا تھا اس نے جب مینا کو زندہ
 حالت میں دیکھا تو خوشی سے اس کی طرف بھاگ اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ مینا زندہ بچ چکی ہے
 ایک منہسی خیر اور ذرا ڈوٹی کہاں۔

کرنے لگے دور سے ان لوگوں کو چمکتی ہوئی ویسے کی
 مانند کوئی چیز نظر آئی وہ دونوں اس تک پہنچنے کے لیے
 چھوٹی چھوٹی دیوار کی چار دیواری میں داخل ہوئے
 کے لیے گیت کی جانب چلے دیئے۔
 غالی یا زینم نہیں جانا چاہیے۔ پتہ نہیں بار کہیں
 جگہ ہوگی۔ حسین نے ذرے ذرے ہونے لچھ میں کہا
 یا راج کی رات گزر رہا ہے پھر مینا پہلے جانیں
 گئے غالی نے جواب دیا۔
 یا راج کی رات گزاری میں تو بیت سکتی ہے۔
 نہیں بار وہاں چلتے ہیں ایک ہی تورات کی

تیز طوفانی وزواں اور طوفانی بارش نے موسم کو
 بہت ہی خطرناک بنا دیا تھا ہر طرف سیاہ
 اندھیرا تھا حسین نے بہت متنبہ بھی کیا تھا لیکن
 غالی گھر سے نکل آیا۔ کیونکہ ان دونوں کو دوست کی
 شادی میں جانا تھا ایک نو تو پتی چھوٹی سڑک اور پھر یہ
 موسم خراب تیز ہواؤں کی وجہ سے ان کی گاڑی کا رخ
 مڑ گیا اندھیرے کی وجہ سے وہ گاڑی چلا نہیں پا رہا تھا
 اچانک ان کی گاڑی ایک بد رخت یا دیوار سے ٹکرائی
 اور گاڑی رک گئی دونوں دوست گاڑی سے اتر گئے
 طوفانی بارش ہے بہنے کے لیے کسی سہارے کی تلاش



شائیں کرنے لگا وہ بے چینی سے ان دونوں کو دیکھنے لگتا ہی ہوئی۔

دوہم جاؤ میں اس کو بھائی ہوں۔ پھر وہ عالی سے مخاطب ہوئی دیکھو عالی ہم یہیں کسی بھی شکل میں نہیں ڈالنا چاہتے لیکن ہم نے یہیں ایک کام کیا ہے جو تم نے کرنا ہے اور ہر حال میں کرنا ہے تم کو ایک انسان کا بندہ بست کرنا ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ تم نے اس کو یہاں لانا نہیں ہے صرف اس سے تعلقات بڑھانے ہیں اس کے بعد اس کو یہاں لانا ہمارا کام ہے اس کے بعد ہم لوگ یہاں سے چلے جایا کریں گے۔

فحیک ہے تم لوگ جاؤ میں انسانی دنیا میں جاتا ہوں۔ عالی نے کہا تو دوہوئی۔

فحیک ہے ہم جاتے ہیں لیکن ہمارے لیے انسان کا بندہ بست کرنا اور یہ کام جلدی کر دو۔ اتنا کہہ کر وہ چلے گئے لیکن عالی شہر نہ آیا وہ شہر آنا بھی نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی وہ کسی انسان سے تعلقات بڑھانا چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ اس کے بڑھانے ہوئے تعلقات اس انسان کی زندگی کا خاتمہ سے اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ کئی دن گزر گئے لیکن وہ شہر نہ آیا۔ وہ دونوں پھر آگئے اب کی بار دیو غم سے سرخ ہو رہا تھا اس نے قاتلے ہی عالی پر مگوں مگوں اور پھر وہی کی بارش کر دی۔ اس کا غصہ تھا کہ ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اس نے ایک درخت سے ایک سوئی سی لکڑی توڑ لی جو کانٹوں سے بھری ہوئی تھی اس سے وہ اس کی چٹائی کرنے لگا عالی کا جسم کانٹوں سے لوبلہا ہونے لگا۔ اس کو اپنا جسم چیرتا ہوا محسوس ہونے لگا وہ درد کی شدت سے بے ہوش ہو گیا۔ بھاگ وقت اس کے پاس آئی اور اس پر منتظر پڑے لگی وہ ایک بار پھر ہوش میں آ گیا اس نے اس کے جسم پر سفید ٹھول ڈالا تو اس کے زخم ٹھیک ہونے لگے۔

اندر سے دروازہ بند کرنے بند پر لپٹ لیا وہ سوچنے لگا کاش میں حسین کی باتیں مان لیتا اور گاڑی میں ہی رات رک جاتا ان روشنی کی طرف نہ جاتا تو ہو سکتا تھا کہ مجھے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ میں یہاں اکیلا نہ تھا تو ابھی میرے ساتھ یہاں واپس آتا۔ وہ روتا جا رہا تھا بار بار اس کی نظروں کے سامنے اپنے دوست کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا اور وہ منظر بھی دکھائی دے رہا تھا کہ وہ کیسے قبر میں گر تھا اور کیسے قبر سے دھواں اٹھا تھا۔ اور اس کے بعد اس کے دوست کا نام و نشان تک ختم ہو گیا تھا۔ سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا وہ روتا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ کمرے میں ہی بند رہنے لگا اپنے تمام دوستوں سے کٹ کر رہ گیا۔ حالانکہ اس کے دوست اس سے بہت ہی باتیں کرنا چاہتے تھے لیکن وہ ان سب کو نظر انداز کرنے لگا اس کا زیادہ اپنے روم میں گزرنے لگا کئی سے بھی بولنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اس کی تمام خوشیاں ختم ہو کر رہ گئی تھیں وہ جو کچھ اس میں باندھی ہوئی چیز تھی اس نے محول کر دیکھا تو اس میں بہت زیادہ زندگی تھی وہ یہ سب دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا اور پھر اس نے ایک دن فیصلہ کر لیا کہ وہ جنگل میں گزر بسر کرے گا اسے اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس نے ایک شوروم سے گاڑی لی اور اس میں ضروریات زندگی کی ہر چیز رکھنے کے بعد اس نے جنگل کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ ایک اپنی مسافت کے بعد وہ جنگل میں پہنچ گیا اور اس نے پھر اپنے لیے ایک جگہ کا انتخاب کیا اور وہاں ہی رہنے لگا ابھی اس کو یہاں جنگل میں آئے ہوئے دو دن دن ہوئے تھے کہ بھاگ دلتی اور دیو وہ دونوں اس کے پاس آئے وہ بہت غصہ میں تھے اس کو دیکھتے ہی بولے۔ تم نے انسانی دنیا کو چھوڑ کر یہاں کیوں ڈیرہ لگا لیا ہے یہاں ہمارے لیے انسان کو بندہ بست کیسے کر دے اس کی آواز ایسی تھی کہ عالی کا دماغ شائیں

عالی تم بھدار ہو پھر بھی اپنی زندگی کو مشکل میں ڈال رہے ہو جو کام کہا تھا وہ کر دو حالانکہ یہ کام ہم خود بھی کر سکتے ہیں لیکن ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ ایسا کرنے کی ہم کو بہت بڑی سزا ملی ہے ہم نے گرد بآباد کی مرضی کے خلاف کئی انسانوں کا خون بہا تھا انہوں نے ہمیں اس قبر میں دفن کر دیا۔ اب ہم کسی کا بھی خون نہیں کر سکتے کیونکہ اب ہم کسی بھی طرح اس قبر میں دوبارہ بند نہیں ہونا چاہتے بھاگ دینی کے کہا اور عالی چپ چاپ اس کی باتیں سنتا ہوا اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر شہر کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس کو سڑک کے درمیان تین نوجوان کھڑے دکھائی دیے ان کو دیکھ کر وہ ڈر گیا اور گاڑی کو تیز کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہو گیا وہ عین اس کے سامنے آ گئے تھے اس کو مجبور گاڑی روکنا پڑی بھائی ہم کو لٹ چائے ہماری گاڑی خراب ہو گئی ہے ہمیں فلاں جگہ جانا ہے ہماری مدد کر دو۔

عالی تم بھدار ہو پھر بھی اپنی زندگی کو مشکل میں ڈال رہے ہو جو کام کہا تھا وہ کر دو حالانکہ یہ کام ہم خود بھی کر سکتے ہیں لیکن ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ ایسا کرنے کی ہم کو بہت بڑی سزا ملی ہے ہم نے گرد بآباد کی مرضی کے خلاف کئی انسانوں کا خون بہا تھا انہوں نے ہمیں اس قبر میں دفن کر دیا۔ اب ہم کسی کا بھی خون نہیں کر سکتے کیونکہ اب ہم کسی بھی طرح اس قبر میں دوبارہ بند نہیں ہونا چاہتے بھاگ دینی کے کہا اور عالی چپ چاپ اس کی باتیں سنتا ہوا اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر شہر کی طرف چل دیا۔ راستے میں اس کو سڑک کے درمیان تین نوجوان کھڑے دکھائی دیے ان کو دیکھ کر وہ ڈر گیا اور گاڑی کو تیز کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہو گیا وہ عین اس کے سامنے آ گئے تھے اس کو مجبور گاڑی روکنا پڑی بھائی ہم کو لٹ چائے ہماری گاڑی خراب ہو گئی ہے ہمیں فلاں جگہ جانا ہے ہماری مدد کر دو۔

عالی شکر یہ تم نے ہماری مدد کی ہمیں کھان کو کچھ دیا۔ ہم بہت خوش ہیں۔
دیکھیں تم یہ سب کچھ ٹھیک نہیں کر رہے ہو۔ وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بدلا یہ سنتے ہی وہ غصے سے سرخ ہونے لگی۔ اچھا اچھا جاؤ تم اور شہر میں ہی رہنے کا بندوبست کر دو ہم تم کو ملے رہیں گے اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئی اور عالی کچھ سوچتا رہا پھر شہر کی طرف چل دیا۔ اس نے اپنا رخ فلیٹوں کی طرف کر لیا وہ کوئی فلیٹ لینا چاہتا تھا اور وہاں ہی رہنا چاہتا تھا اس نے ایک جگہ گاڑی کھڑی کی اور مالک سے ملا جلد ہی اس کو ایک عدد فلیٹ مل گیا اس نے اپنا سامان فلیٹ میں رکھا اور کچھ ضروری چیزیں لینے کے لیے وہ بازار چلا گیا۔ اور ایک شاپ داخل ہو گیا۔ ایک بہت ہی عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے لڑکی شاپ سے کچھ چیزیں لے رہی تھیں اس نے کال چادر اوڑھ رکھی تھی اس کے چہرے کے نقش

نہیں نہیں مجھے جلدی ہے میں تم لوگوں کی مدد نہیں کر سکتا وہ ڈرے ہوئے انداز میں بولا۔ اس کی بات سنتے ہی اس نے اپنا پستول عالی پر تان لیا سالا سیدھی اور پیاری زبان بکھتا ہی نہیں ہے چل درازہ کھول دو نہ تیری گردن اڑا دیں گے۔
دیکھو میری بات سنو میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم کسی مشکل میں پھنسو۔ عالی نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔
سارے تم ہمیں مشکل میں ڈالو گے۔ اتنا کہہ کر اس نے اس کو گاڑی سے باہر پھینچ لیا اور اس پر گولی کی بارش کر دی۔ اور گاڑی میں بیٹھ گئے لیکن ان سے گاڑی سنارت نہ ہوئی کجست نجانے کیسی گاڑی رکھی ہے اس نے جو سنارت ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے وہ غصہ سے بولا اور پھر گاڑی سے باہر نکلا اور عالی سے بولا اس کو تم ہی سنارت کر سکتے ہو چلو بیٹھو گاڑی میں اس نے زبردستی اس کو گاڑی میں جیٹا دیا۔ عالی

کل کھانے دینے کا۔ وہ مسکرا دی۔ آپ کہاں جا رہی ہیں۔

گھر کا سامان لینے جا رہی ہوں۔

کیا آپ کے گھر میں کوئی اور نہیں ہے

سے لیکن۔۔۔

لیکن کیا۔

کچھ نہیں۔

کیا کچھ نہیں کیا آپ بتانا نہیں چاہتی۔

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں وہ دراصل میرے

والدین کا انتقال ہو چکا ہے لہذا۔ وہ کچھ دیر کے لیے

دک کھڑا پریشانی اور دکھ نے اس کے چہرے کو اپنے

حصا میں لے لیا۔ عالی کو بہت دکھ ہوا مجھے آپ کے

منفعل نہیں پوچھنا چاہتا میں نے آپ کو بہت دھی

کر دیا ہے۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چلو اپنا موزیک کر، پھر جائے پتے ہیں۔

نہیں مجھے جائے نہیں جینی مجھے جلدی ہے۔ وہ

تیزی سے بولی۔

تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں ہے۔

جی جیاد۔ وہ اتنا کہہ کر چلی گئی۔

اود پھر دوسرے وہ اس کے فلیٹ پر چلا گیا

میک پر تیل دینے پر گیت اسی لڑکی نے ہی کھولا۔

جی آپ۔ وہ کچھ پریشان سی ہو گئی۔

یہ ایک لاکٹ ہے آپ کے لیے لایا تھا اس پر

اللہ کا نام پاک لکھا ہوا ہے۔ اس نے اللہ کے نام کو

چوم لیا اور پھر بولی۔

یہ تو سونے کا ہے۔

ہاں سونے کا ہے۔ یہ ہادی دوستی کی نشانی ہے

اود دوستوں میں سب چلتا ہے۔ اچھا اب میں چلتا

ہوں اتنا کہہ کر وہ اپنی چل دیا اور لڑکی اس کو دھکتی

رہ گئی۔ وہ گھر چلا آیا۔

بہت ہی خوبصورت تھے ساٹولی کی دھلت اس پر بہت
کھل رہی تھی وہ عالی کے پاس سے گزرنے والی گم سم
اس کو دیکھتا ہی وہ گیا شاپ کے مالک نے اس کو اپنی
طرف متوجہ کیا تو وہ ہوش میں آ گیا۔ عالی بھی کچھ
چیزیں لینے کے بعد دکان سے باہر نکل گیا اس نے
دیکھا تو کچھ فاصلے پر وہی لڑکی جا رہی تھی عالی کو بھی
اسی راستے سے جانا تھا لہذا راستہ ایک ہو گیا ان
دونوں کا پھر وہ دونوں ایک ہی فلیٹ میں داخل
ہو گئے جو فلیٹ عالی نے کرایہ پر لیا تھا اس کے ساتھ
والا گھر اس لڑکی کا تھا آج پہلی دفعہ عالی کے دل میں
خوشی محسوس ہوئی تھی وہ اس لڑکی کے بارے میں
سوچنے لگا پھر اس نے اپنے دل سے تمام خیال نکال
دئے مجھے اس لڑکی سے درد ہونا چاہیے میں اپنی وجہ
سے اس لڑکی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا
میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے وہ لڑکی کسی مصیبت
میں پھنس جائے پہلے بھی میری وجہ سے کئی جا میں چلی
گیں ہیں اتنے میں درد آئے پر دستک ہوئی عالی
نے درد اور دکھ کھولا تو سانسے وہی لڑکی کھڑی تھی اکیس
بائیس سالہ سائلہ دیگر۔ رشی بال سیدھے سادھے
کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں بڑے پکڑے کھڑی تھی
اس نے ایک گہری نظر عالی پر ڈالی۔

آپ لوگ نئے آئے ہیں اس فلیٹ میں۔

جی۔

آئی وغیرہ ہیں گھر۔

نہیں۔

یہ میری چچی نے بھجوا دیا ہے۔ اس نے کہا تو عالی

نے اس کے ہاتھ سے بڑے پکڑی اور دودھ پوری چلی گئی

عالی نے درد اور بند کر دیا دوسری صبح وہ وہیں گہرا دہجے

ناشتہ کے لیے گھر سے باہر نکلا تو وہ لڑکی بھی گھر سے

باہر نکل رہی تھی عالی بھاگ کر اس کے پاس پہنچ گیا

شکر سیآپ کا۔ وہ تیزی سے بدلا۔

کس بات کا۔ وہ نہ سمجھتے ہوئے بولی

سوجاتا۔ اس طرح کی دل چیت گئے اور مینا اس سے ملنے کے لیے اس کے گھر آئی۔

مالی یہ تمہیں کیا ہو گیا میں کئی دنوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تم صبح گھر سے نکلنے دو اور رات کو واپس آتے ہو آخر تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔

پلیز مینا نکلے میرے حال پر چھوڑ دو میری زندگی سے نکل جاؤ مجھے تمہاری بالکل بھی ضرورت نہیں ہے میں نہیں چاہتا کہ تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ مینا حیران دوری تھی کہ یہ پسند آیا کہ رات۔

دوست کبھی خود ہی بناتے ہو اور پھر چھوڑ بھی خود ہی دیتے ہو اگر ایسا ہی کرنا تھا تو بھر۔۔۔ اتنا کہ کردہ واپس چلی گئی۔ مالی تو پ کر رہ گیا غصے سے اس اس نے تمام گھر کا سامان اٹھا اٹھا کر نیچے زمین پر پھینک دیا اور گھر سے باہر نکل گیا۔

مالی تم نے یہ دیکھا نہیں کیا اس سے تعلق ختم کر کے تم کیا چاہتے ہو بولو۔ اس کو آواز سنائی دی اور مالی چیخ مچی پڑا۔

تم لوگ جتنا سے دور ہو ہم سے مقابلہ کر دو گے۔ دیکھو اسے اس کو پوراوں کے ساتھ لگا کر مارا اور وہ درد کی شدت سے نہ حال ہو گیا۔ تم لوگ مجھے چاہے مارو لو فیکین میں مینا سے کتنی جتنی تعلق نہیں رکھوں گا۔

یہ سن کر دبوکو اور فندہ آگیا اور اس پر وہ پھر سے تشدد کرنے لگا۔ جاؤ دنیا کو بلاؤ انہی اور اسی وقت ورنہ تمہارا حال بہت برا کر دوں گا پھر اس پر ایک چوٹیک

ماری تو مالی کے جسم میں آگ لگ گئی اور پھر جیٹھلیٹ میں داخل ہو گئی مالی کا حال دیکھا تو ٹرپ سی گئی اور پھر بھاگی۔ دنی گھر لوٹ آئی۔ اور اب زم زم کی ایک

چھوٹی سی بوتل پانی کی مالی کے جسم پر اندھینے والی تھی کہ ایک گرم دوا کا جھوٹا اس کے وجود سے نکلنا وہ

زور سے دروازے سے جا گئی بھاگ دتی اسے لڑکی ہمارے درمیان موت آؤ اور یہ لاکھ جوتم نے غلطی میں پہن رکھا ہے اتار دو بھاگ دینی غصے سے چیخ رہی

لڑکی تو تم کے ہمارے لیے بہت ہی خوبصورت منتخب کی ہے۔ بھاگ دینی نے مالی سے کہا۔

نہیں بھاگ دینی تم نے اس کے بارے میں سوچنا بھی مت وہ میری دوست ہے اگر اس کو کچھ ہو گیا تو میں تم دنوں کو واپس اسی قبر میں دفن کر دوں گا۔ مالی نے ٹھہراتے ہوئے کہا۔

مالی تم ہمارے راستے کی رکاوٹ بنو گے ہم تمہاری زندگی تباہ کر دیں گے۔ تم ابھی تین ماہ تک اپنے پاس رکھو اس کے بعد ہم اس کو دیکھیں کیونکہ ابھی ہمارے پاس دو ہندسے موجود ہیں دو ماہ کی خوراک موجود ہے۔ اور پھر اس نے ایک دم فلیٹ کو الٹ کر دکھ دیا جیسے بہت بڑا زلزلہ آگیا زور دوازے پر زور سے دستک ہوئی تو مالی کی آنکھ کھل گئی وہ تیزی سے باہر دروازے کی طرف بھاگا دیکھا تو باہر دینا کھڑی تھی وہ اس کو موتا ہوا دیکھ کر حیران رہ گئی۔

کیا بات ہے دن کے بارہ بج گئے ہیں اور آپ ابھی تک سوئے ہوئے ہیں۔ اور یہ تمہارے چہرے پر خون۔۔۔ وہ خوں کو دیکھ کر دھماکا سی رہ گئی کیا اندر آئے کو نہیں کہو گے۔

کیوں نہیں آؤ آؤ وہ ایک طرف بٹتے ہوئے بولا۔ تو لڑکی اندر چلی گئی۔ یہ تمہارے فلیٹ کو کہا ہوا اچانک مالی کا ہاتھ روم میں پھنس گیا اس نے دیکھا واقعی اس کے وجود سے خون بہہ رہا تھا مجھے مینا سے دور رہنا ہوگا ورنہ وہ اسے بھی مار دیں گے۔

مالی کہا ہے باہر نکلو ہاتھ روم سے مینا نے کہا۔ میں ناشتہ لائی ہوں کر لیٹا اتنا کہہ کر آواز خاموش ہو گئی تھی وہ جب باہر نکلا تو وہ دھچک تھی مالی کا ناشتہ کرنے کا بالکل بھی سوچ نہیں تھا وہ گھر سے باہر نکل گیا اس کو تمام دنیا ویران لگ رہی تھی اس کی زندگی سے خوشی غائب ہو چکی تھی وہ صبح سے شام تک سڑکوں پر آوارہ گردی کرتا رہتا اور پھر رات کو گھر جا کر

تھی وہ غصہ سے بے بس تھی۔
 کی آنکھیں الال سرخ انگارہ لگ رہی تھیں اس کا وجود
 آگ کی مانند سرخ ہو رہا تھا جیسا اس کی پرواہ کئے بغیر
 ٹھٹھا آب زم زم کا پانی اس پر اغریل دیا اس کے
 وجود سے آگ ختم ہو گئی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد عالی
 اٹھ کر بیٹھ گیا نام چل جاو یہاں سے ورنہ یہ تمہیں
 مار دے خدا و دونوں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک دیو
 نے دنیا کی طرف آگ اچھال دی تو وہ آگ واپس
 پلٹ کر اس دیو کو لگ گئی دیو اور بھاگ دنی فوراً وہاں
 سے بھاگ گئے عالی حیران پریشان ہوا کہ وہ کیسے لگ
 گیا بولا بیٹا یہ کیا ہوا وہ دونوں بھاگ کیوں گئے اس
 کی بات سن کر یہ ناپولی۔

عالی یہ سب اس لاکھ کی وجہ سے ہوا ہے اس
 پر اللہ تعالیٰ کا نام لگتا ہوا ہے۔ اور اب تم اپنا خیال
 رکھنا میں چلتی ہوں بیٹا یہ کہہ کر اپنے گھر کی طرف چل
 دی بھاگ دنی اور دیو پھر آگے عالی کو لے کر ویرانے
 میں جا کر بیٹھ گیا دیا جہاں ہر طرف درخت ہی
 درخت تھے اس نے اس شکل کا چپہ چپہ چھان مارا
 لیکن اس کو وہاں سے نکلنے کا کوئی بھی راستہ دکھائی نہ
 دیا وہ جھک کر بیٹھ گیا بھوک اور پیاس کی شدت سے
 اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں
 آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اچانک دیو آگیا۔ عالی تم نے
 یہ سب اچھا نہیں کیا میں تمہیں تڑپا تو ہاں مگر ماروں گا۔
 تمہاری لاش کو کتے اور چیلے کھا میں گی۔ عالی بولا
 کچھو مجھے گھر جانے دو تمہیں کو چھوڑ دو اور جس کو کہو
 گے میں اسے تمہارے لیے لے آؤں گا۔

نہیں وہ پھٹ پڑا اس نے ہم سے مقابلہ
 کرنے کی کوشش کی ہے ہم نہیں اور اس لڑکی کو مار کر
 ہی ہم لیں گے پھر اس نے آگ کی پھونک مار کر عالی
 کے وجود کو آگ لگا دی۔ وہ آگ کی شدت سے
 نڈھال ہو گیا اور نیچے زمین پر گر پڑا آگ وانی سزا ختم
 ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اس کے وجود پر بہت سی

درد دی وجہ سے جتنے لگا لگا چوتھوں سے بچنے کے
 لیے وہ بھاگ پڑا اور ایک گندھے نالے میں پھانسا لگ
 لگا دی تھوڑی دیر کے بعد وہ تالاب سے باہر نکل
 رہا تھا کیونکہ اس کے بدبودار پانی سے اس کا سر
 چکرانے لگا تھا وہ جیسے ہی تالاب سے نکلنے کی کوشش
 کرنے لگا اور اپنا پاؤں باہر لانے لگا تو اس کو ایک
 جھک لگا اور وہ پھر سے تالاب میں گر گیا۔ اس کا
 سانس رک رک کر آنے لگا وہ تیزی سے اٹھا اور پھر
 سے تالاب سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا اس بار وہ
 تالاب سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا بدبو سے اس
 کا دماغ بھنا ہوا تھا وہ بے ہوش ہو گیا جب اس کو
 ہوش آیا تو وہ ایک بہت ہی ٹھنڈی پر سکون جگہ پر
 لیٹا ہوا تھا اس کو ہوش میں آتا ہوا دیکھ کر ایک بزرگ
 نورانی چہرہ اس کی جانب بڑھنے لگا اس کے سر پر شفقت
 سے ہاتھ بچھا رہا عالی بیٹا تم اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل
 ہو گئے تھے تم کو خدا تعالیٰ نے رہا تھا اس لیے تو اللہ تعالیٰ
 نے تم پر آنت نازل کی ہے۔ بابا جی۔ وہ کچھ کہنے
 لگا تھا کہ بزرگ ہوئے۔

بیٹا زیادہ باتیں نہ کرو تم گھر جاؤ اور اللہ کی رسی کو
 مضبوطی سے تمام لو اٹھی بھی کچھ نہیں ہو خدا تم پر اپنی
 رحمت کرے اور ہر قسم نازل کرے اور باں بیٹا بیٹا
 بہت ہی اچھی لڑکی ہے اور بہت نیک ہے اسکا ساتھ
 رہتی بھی مت چھوڑنا۔
 لیکن بابا جی۔

کہا ناں زیادہ باتیں نہیں جاؤ۔ اپنے گھر اپنی
 آنکھیں بند کرو جب کھلو گے تم اپنے گھر میں ہو گے
 عالی نے جیسے ہی آنکھیں بند کی اور پھر کھولی تو وہ اپنے
 گھر میں موجود تھا۔ اس نے گھر میں جانے ہی گھر کا
 دروازہ کھولا تو تھوڑی دیر بعد ہی بیٹا آگئی۔

تم اتنے دنوں سے کہاں تھے۔ میں نے تمہیں
 بہت تلاش کیا تھا اس نے عالی کو گھر میں دیکھتے ہی کہا

کر وہ عالیٰ کی طرف بڑی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکل گئی۔ اور کچھ ہی دیر میں وہ دونوں نلیٹ سے باہر تھے ان کے باہر نکلنے ہی ایک نیز آندھی آئی اور دیکھنے ہی دیکھنے آسمان پر کالے بادل چھانے لگے سیاہ بادلوں نے ماحول کو بکسر بدل دیا۔ ہر طرف سیاہ رات کا منظر دکھائی دے لگا۔ وہ دونوں ہی حیران ہو رہے تھے ان کے قدم تیز ہواؤں سے اکھڑنے لگے تھے وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہے تھے جس میں بڑی طرح دو ناکام ہو رہے تھے اور تیز ہوا ان کو اڑ کر اپنے ساتھ لے جانے لگی۔

جناہم میرا ہاتھ مقبلی سے غلام لو میں جانتا ہوں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے میں نہیں چاہتا کہ بھاگ دیتی تم کو اڑ کر کہیں اور لیجائے۔ لیکن اچانک ہی وہ دونوں زمین پر منہ کے بل گرے۔ عالیٰ جتنا سے کچھ دور گر افتخار اور جتنا اس پر اسرار قبریں گری عالی افتخار اور تیزی سے قبر کی طرف دوڑا۔ اس نے ایک لمحہ سے پہلے ہی جتنا کا ہاتھ پکڑا اور اس کو قبر سے باہر نکال لیا۔ پھر جتنا کو ساتھ لے کر ایک طرف کو بھاگ نکلا لیکن جتنا تیز آندھی سے بچے گھرنی وہ دونوں جتنا کی طرف بڑھے کیونکہ وہ اس کا شکار کرنا چاہتے تھے ان کی نظر میں اس ماہ کا شکار جتنا ہی تھی وہ تیزی سے جتنا کی طرف بڑھے اور اس کو جا پکڑا اس کو چھوتے ہی ان کے جسموں کو آگ لگ گئی اور وہ دونوں ہی چیخنے ہوئے ایک طرف بھاگے لگے ان کا رخ قبر کی طرف تھا وہ خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کس طرف جا رہے ہیں بھاگے بھاگے وہ دونوں ہی قبر میں جا کر ان کے منہ سے چیخیں گونج رہی تھیں جتنا یہ سب دیکھ کر حیران ہو رہی تھی وہ تیزی سے ان کی طرف بھاگی دیکھا تو آگ نے پوری طرح ان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا وہ جل رہے تھے ہوا میں اسی طرح طوفانی تھیں ان کی راکھ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں میں گول گول گھوم کر قبر میں جذب ہوتی جا رہی تھی

اور عالی بالکل چپ رہا وہ تھا سا نک رہا تھا۔ اس کو اس حالت میں دیکھ کر وہ اس کے فریب ہوئی اور اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا۔
تمہیں تو بہت تیز بخار ہے آؤ میں تم کو ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتی ہوں۔

جناہم جاؤ مجھے ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا تم جاؤ میں خود ہی ٹھیک ہو جاؤں گا عالی میں جا جی کو بنا کر ابھی آئی ہوں تم کو لے کر جاؤں گی اتنا فائدہ کرو گھر چلی گئی اور عالی اس کے جانے کے بعد دواش روم میں ٹھس گیا نہ پایا دھوا دھوا اور اس کو اپنا جد بہت ہی ہلکا محسوس ہونے لگا۔ جیسے اس کے دل سے غم بوجھ ختم ہو گیا ہو دواش روم سے باہر نکلا تو ایک تیز چٹکے کے ساتھ وہ دیوار کے ساتھ لگ گیا۔

تم بھی اس لڑکی کے ساتھ مل گئے ہو اور تم واپس کیسے آگئے دیو غصے سے بچ رہا تھا عالی بہت ہی پرسکون اور اطمینان سے بولا۔

دیو اب نہارے دن بالکل ہی کم رو گئے ہیں میں غم کو اور بھاگ دیتی کو واپس اسی قبر میں دفن کر دوں گا اس کی بات سن کر دیو غصے میں آگیا اس نے اس پر کچھ بڑھ کر پتھونک ماری جس سے گھر میں ایک طوفان آگیا گھر کا غم سامان برتن اڑاؤ کر عالی کے پاس آکر رک جاتے بوڑھا دیو واپس بھاگ گیا۔ اور کچھ ہی دیر بعد وہ بھاگ دیتی کے ساتھ دوبارہ واپس آیا وہ دونوں بہت ہی غصے میں تھے گھر کا سامان بکھرا ہوا تھا عالی کو مارنے کے لیے اس کی طرف بڑھنے لگے لیکن وہ دونوں اس تک پہنچ نہیں پارہے تھے اسے لگ رہا تھا کہ جیسے عالی کسی حصار میں بند ہو وہ دونوں عالی سے غصے سے بچ رہے تھے اسے جس دروازہ کھلا اور جتنا اندر کرنے میں داخل ہوئی اور عالی کو رہنما بنا دیکھ کر بولی۔

عالی یہ تم کس سے الجھ رہے تھے میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے لیے آئی ہوں اتنا کہہ

ی مری گئے۔ اتنا کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ بیٹا کیٹرف
بڑھا دیا جو اس نے تھام لیا۔
آؤ اب گھر چلیں۔

ہاں چلیں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی اور یوں وہ
دونوں گھر کی طرف چل دیئے۔

بیٹا بچہ ایک بزرگ طے انہوں نے کہا تھا کہ
میں بیٹا کا ہاتھ بھی بھی نہ چھوڑوں وہ بہت ہی اچھی
اور نیک لڑکی ہے۔ ہمیشہ اس کے ساتھ رہوں عالی نے
بزرگ کی بات سنائی تو وہ بولی۔

عالی مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے تم نہیں
جانتے جب سے میں نے تمہارے ساتھ ہوئے
ہوئے ایسے واقعات دیکھے تھے میں تمہاری زندگی
کے لیے دن رات دعا میں سن لیں تم کو صحیح سلامت بچا لیا۔
ہاں بیٹا مجھے تمہاری سچے دل سے کی ہوئی

دعاؤں نے بچا لیا وہ نہ کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ دونوں
تمہارے خون کے پیارے تھے اور ہو سکتا تھا کہ
تمہارے بعد میری باری ہوتی لیکن جو کچھ بھی ہوا ہے
ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ باتیں کرتے ہوئے دونوں
گھروں کو پہنچ گئے عالی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا
پہلے کی طرح بالکل صاف تھا کوئی بھی نقصان نہ ہوا تھا
وہ سمجھ گیا کہ یہ سب ان کی وجہ سے ہوا تھا اور ان کے
مرنے کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ اس کے ساتھ
ساتھ بیٹا بھی حیران ہو رہی تھی عالی نے اس کی
طرف دیکھا جو گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی وہ
مکان کو دیکھ رہی تھی اور پھر عالی کو بھی دیکھ رہی تھی۔

کیا تم مجھ سے شادی کر رہی۔ اس نے اپنا ہاتھ
بیٹا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ بیٹا نے شرماتے
ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

قارئین کرام کسی مگر کہانی۔ اپنی رائے
سے نوازے گا۔ میں شدت سے آپ لوگوں کی
رائے کا انتظار کر رہی گی۔

اور وہ دونوں ہی ایک بار پھر قبر میں دفن ہو کر رہ گئے
ان کے دفن ہوتے ہی تیز ہواؤں اور آندھی کا زور
ٹوٹ گیا۔ موسم یکدم ہی خوشگوار ہو گیا آسمان بالکل
صاف ہو گیا بیٹا نے دیکھا کہ عالی بہت ہی دور
پریشان کھڑا تھا اس نے جب بیٹا کو زندہ حالت
میں دیکھا تو خوشی سے اس کی طرف بھاگا اس کو یقین
نہیں آ رہا تھا کہ بیٹا زندہ ہی ہے وہ تو سمجھ رہا تھا
کہ وہ ان کے ہاتھوں ماری جا چکی ہے۔ وہ بھاگتا ہوا
اس کے پاس پہنچ گیا۔
بیٹا تم ٹھیک ہو۔

ہاں میں ٹھیک ہوں مجھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے
اور عالی وہ دونوں اس قبر میں دفن ہو گئے ہیں
میں نے ان کی راکھ کو قبر میں دفن ہوتے ہوئے دیکھا
ہے ان دونوں نے مجھے ایک ساتھ پکڑنے کی کوشش
کی تھی لیکن پھر ان کے جسوں کو آگ لگ گئی اور وہ
دونوں ہی چیخنے لگے اور اس قبر کی طرف بھاگے اس
کے بعد سفید دھواں اٹھنے لگا۔ بیٹا نے عالی کو تمام
سنواری سنائی۔ وہ تیز آندھی اور طوفانی ہواؤں
میں کچھ بھی نہ دیکھ سکا تھا بیٹا کی سنائی ہوئی سنواری پر
رو خوشی سے جھوم گیا اور بولا بیٹا تمہارا شکریہ کہ تم نے
ان کو مار دیا ہے اب وہ ہمیشہ کے لیے قبر میں دفن
ہو گئے ہیں اب ہمیں ان سے کوئی بھی خطرہ نہیں ہے
بیٹا مسکرا دی اور اس نے گلے میں چپنے ہوئے اس
لاکٹ کو چوم لیا۔

عالی یہ سب اس لاکٹ کا کمال ہے میرا کوئی
کمال نہیں ہے اللہ کے نام کا یہ لاکٹ انکی موت بن
گیا تھا۔ تمہارا یہ گفٹ دینا بھر کے گھٹوں سے پیارا
ور طاقت والا ہے۔

ہاں بیٹا۔ تم نے ٹھیک کہا ہے واقعی یہ سب اس
لاکٹ کا کمال ہے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا وہ تمہارے
چھپے پڑے ہوئے ان کو تمہاری ضرورت تھی لیکن خدا
نے وہ کچھ کروایا جو وہ چاہتا تھا تم کو مارنے والے خود

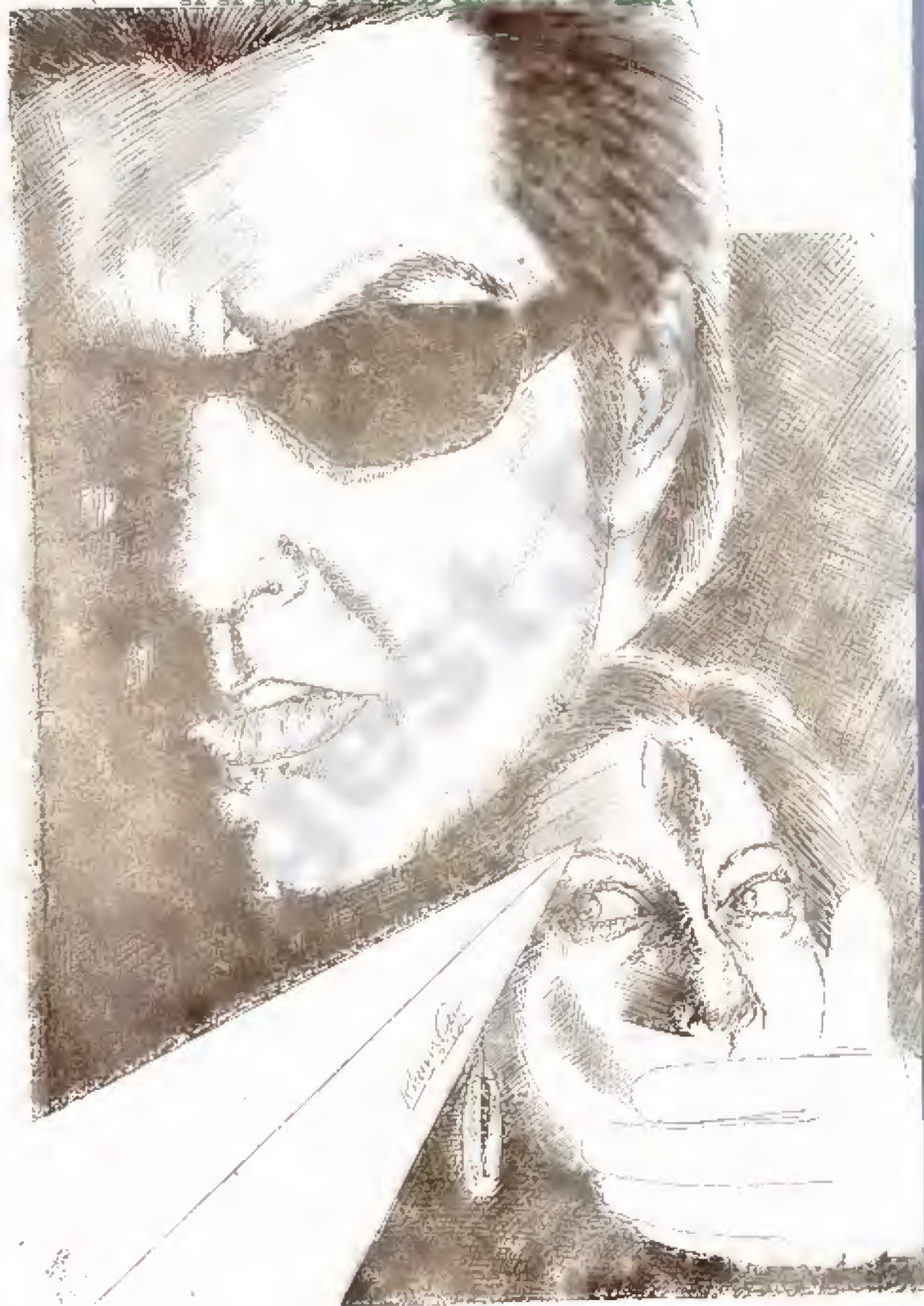
شیطان

۔۔۔ تحریر: ایم ڈاکسٹی ۔۔۔

میں مسلسل وکرم جادوگر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسامہ کے بار بار کہنے پر بھی میں نہ رکا تو اس نے اپنی گردن پر رکھے ہوئے خنجر کو اپنی گردن پر بھینچ کر یا خون کا ایک تیز فوارہ اٹھا اور اسامہ نبیہ کے لیے ساکت ہو گیا میں غصے میں زمین پر لائیں مارنے لگا جیانی کی موت سے میں خواہش باختہ ہو گیا تھا۔ میں دھاڑیں مارنے لگا ایسے میں وکرم جادوگر بولا دیکھو مجھ کو یہ طوطا مجھے دے دو اب میں کبھی کسی کا خون نہیں کروں گا اس کے چہرے سے خوف اور پریشانی کی جھلک نمایاں نظر آ رہی تھی میں نے غصے سے طوطے کے پر توڑ دیئے تو جادوگر کے بازو کھٹ گئے وہ مجھ سے رحم کی بجائے مانگتا رہا میں نے طوطے کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں جس سے جادوگر کی ٹانگیں کٹ گئیں اب وہ زمین پر گر چکا تھا اور مجھے لایچا دینے لگا کہ میں نہیں اتنی دولت دوں گا کہ تم باری سات سطیوں بھی اگر عیاشی کریں گی تو دولت ختم نہ ہوگی میں نے بغیر پروا کے طوطے کی گردن مڑو دی جادوگر کی گردن کٹ گئی اور اس کے جسم کو آگ نے اپنی لپٹ میں لے لیا۔ کچھ دیر بعد اس کی راکھ بندھ گئی اور امر ہونے کا خواب دیکھنے والا وکرم جنم واصل ہو گیا میں اپنے جیانی کی یاد میں کانی دیر رو رہا پھر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں اسے گودوں میں تھا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا میں یہاں کیسے آیا تو حسد چل چکا ہوں لے جانا جس رات تم جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے تھے تو اس صبح گاؤں کا کوئی آدمی اس جگہ پہنچاڑی والے درختوں کی لکڑیاں کاٹنے کے لیے گیا تھا تو ادھر ہمیں بے ہوش پایا اور پھر دو دیہاں لے آئے آج پورے تین دن کے بعد ہمیں ہوش آیا ہے اچھا بیٹا کیا جادوگر مر گیا ہے۔ ہاں وہ مر گیا ہے پھر میں نے اسے قتل کر دیا وہ دوسرا ہے۔ ایک سستی خیر اور دراؤنی کہانی۔

دشمن ہوئی اور دنیا ال کمرے میں داخل ہوا دنیا ال کو دیکھتے ہی رمیض نے غصے سے منہ بھیر لیا۔
اور رمیض سو رہی یار راتے میں گاڑی خراب ہوئی تھی اس لیے دیر ہوئی سو رہی یار اب معاف کر دو دنیا ال اپنے دیر سے آنے پر رمیض سے معافی مانگ رہا تھا۔ کہ رمیض نے جنتے ہوئے اپنا رخ دنیا ال کی طرف کیا اور کہا اس اوکے۔ اب جلد ہی سے میرے ساتھ چلو اب کبک کاٹ لیں چل ٹھیک ہے دونوں خوشی سے مصافحہ کیا اور کمرے میں سے باہر آ گئے۔ دراصل آج رمیض کی سالگرہ تھی

دیکھو رمیض بیٹا۔ دنیا ال نے اگر آتا ہوتا تو وہ آ جانا دیکھو لیکن اب تم اس کی سزا مہمانوں کو کیوں دے رہے ہو بیٹا تو کبک کاٹو رات کافی بیت گئی ہے مہمانوں کو کھانا بھی لکھانا ہے اور دوا بھی بھی گھروں کو جانا ہے۔ نہیں پاپا میں دنیا ال کے آنے سے پہلے کبک نہیں کاٹوں گا چاہے مہمان مجھ کے رہیں یا مجھ بھی ہو دنیا ال نے وعدہ کیا تھا وہ ضرور آئے گا۔ ڈاکٹر شبیر اپنے بیٹے پر بار بار کبک کاٹنے کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے مگر وہ ایک رات لگا رہا تھا کہ دنیا ال کے آنے سے پہلے کبک نہیں کاٹے گا اس کی انتہا میں دروازے پر



پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسے کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

← ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

← ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

کے بعد بھی جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو ڈاکٹر شبیر کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے جب کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی کچھ جواب نہ ملا تو انہوں نے دروازہ توڑ دیا جب اندر دیکھا تو کمرہ بالکل خالی تھا ڈاکٹر شبیر مارے غم کے رونے لگے جب ان کی بیوی نے آواز سنی تو وہ دوڑتی ہوئی آئی۔ اور کمرے کے حالات دیکھ کر وہ بھی بھاڑیں مار مار کر روتے لگی حیرانگی کی بات یہ تھی کہ کمرہ اندر سے سے لاک تھا باہر جانے کا متبادل راستہ کھڑکی تھی جو کہ صحن میں کھلتی تھی مگر وہ بھی اندر سے لاک تھی گھر میں کیرا مچا گیا تھا روکنے کی اذیتوں کے سہارے لے بھی آئے تھے جب انہیں حالات کا پتہ چلا تو وہ بھی حیران ہوئے کہ بچے کیسے غائب ہو گئے پولیس کو بلا دیا گیا وہ ڈاکٹر صاحب کو ملنے دے کر چلے گئے چونکہ ریسٹریکٹڈ صاحب کا اکلوتا بیٹا تھا اور دانیال کو بھی وہ اپنے بیٹے سے کم نہیں سمجھتے تھے لہذا وہ ہر ادا کھتا تھا جب دانیال کے گھر اس کی گمشدگی کا پتہ چلا تو وہ بھی دوڑے دوڑتے ڈاکٹر کے گھر آئے اب سب پریشانی کے عالم میں بچوں کو ادا دھار دیکھ رہے تھے ان دنوں خاندانوں نے سڑکوں کی بازی لگائی تھی مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

آج ریسٹریکٹڈ اور دانیال کو غائب ہوئے تین دن گزر چکے تھے مگر ان کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا تھا پولیس کو بھی اس تھیس میں دشواری کا سامنا تھا کیونکہ دروازہ اور کھڑکی اندر سے لاک تھیں لہذا انہیں انتہائی پیچیدہ تھا۔ آج صبح سے سوسائڈا دھار ہرش کا سلسلہ جاری تھا جس نے کھلی میں مزید انسان کر دیا تھا وہاں جب جسم کو چھوئے گا، رتی تو جسم کٹ سا جاتا دن کے وقت بھی رات کا سانسوں تنہا بہر حال اوگ اپنے اپنے کاموں میں سے جلد ہی فراغت پا کر گھروں کو چلے گئے بازار بالکل خالی ہو گئے لوگ گھروں میں آگ کے مزے لے رہے تھے وقت اپنی مخصوص رفتار سے چل رہا تھا

آج دوپہر سے دس برس کا بوجھا تھا اس کا ساگر دہ ڈاکٹر شبیر نے ایک فکشن اریج کیا تھا اور دانیال اور ریسٹریکٹڈ فلیو تھے دانیال ریسٹریکٹڈ سب سے بہترین دوست تھا ریسٹریکٹڈ اور دانیال جو بھی کمرے میں سے باہر نکلے تو ساری لائٹس بجھا دی گئی اب ہال میں صرف چاند کی چاندنی ہر سو جگہ گئی تھی جو کہ آج چاند کی چوہوں میں رات بھی اسی لیے چاندنی عروج پر تھی اسی دوران دنیا کا سب سے زیادہ گایا جانے والا گیت پی پی برنڈ ڈے ٹو بگا با جانے لگا ہال میں موجود تمام لوگوں نے ریسٹریکٹڈ کو پتہ چلے ڈے دس کیا اور ریسٹریکٹڈ کے پاس کھڑا تھا دانیال بھی اس کے پاس ہی کھڑا اس کی خیریتوں میں شریک تھا اب ریسٹریکٹڈ نے ایک پی پی مہم بیٹوں کو بھوک سے بھجھا تو سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا اب تمام لائٹس ان کرونی گئیں جس ایک بار پھر رنگ برنگ بیٹوں سے ہال جگمگا اٹھا اب ریسٹریکٹڈ نے ایک کانا اور ایک پیس اٹھا کر دانیال کو کھلایا دانیال نے وہ کانا کھا کر آج ریسٹریکٹڈ کو کھلایا ایک بار پھر تالیوں کو زور نہ دیا سلسلہ شروع ہو گیا ایک کا چیر، خوشی سے تھلا رہا تھا ایک کھانے کے بعد کھانے کا، در شروع ہوا سب لوگوں نے بلا تکلف کھانا کھانا اور کھانے سر فراغت پانے کے بعد مہمان گھروں کو چل دئے ریسٹریکٹڈ کے پاس تھے تھا تھکے کا ڈھیر لگ چکا تھا ریسٹریکٹڈ کو کچھ ٹھنکن ٹھنکس ہونے لگی تو دانیال نے کہا۔ چل بار خینڈا تو بن سوتے ہیں ریسٹریکٹڈ نے ماما پاپا کو گڈ نائٹ ڈی کیا اور دانیال کے ساتھ اپنے کمرے میں چلا گیا اچھا دانیال صبح نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہے میں سو رہا ہوں آج گپ شپ ہوگی دونوں نے ایک دوسرے کو گڈ نائٹ کہا اور سو گئے۔

بیٹا ریسٹریکٹڈ دانیال جاگو بیٹا نماز کا وقت دگیا ہے ڈاکٹر شبیر دروازے پر دستک دینے کے ساتھ ساتھ آواز بھی لگا رہے تھے کالی دیو دستک دینے

لیے گھروں میں دھک کر بیٹھ جاتے اب اس گاؤں کا سکون ختم ہو چکا تھا والدین کو یہ ذرہ بہ ذرہ لگا کر کہیں آج ہمارے بچے کی باری نہ ہو۔

انسپکٹر ذیشان نے ہیڈ کوارٹر سے پولیس کی نفری منگوائی تھی اس کے ذہن میں یہ تھا کہ انوکھ کاری کسی گروہ کا کام ہے اور وہ انتہائی چالاکی سے بچے اغوا کرتا ہے اور کوئی سراغ نہیں چھوڑتا لہذا اس نے انوکھ کاری دار اتوں کو روکنے کے لیے گاؤں کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر پہرہ لگوا دیا تھا۔

آج سردی عروج پر تھی ہر طرف سناتے کاراج

تھا ایسے میں جب ہوا چلتی تو گلیاں ہوتا جیسے بہت ساری نفریتیں سرگوشیاں کر رہی ہوں ایسے میں سپائی گاؤں میں گشت کرتے ہوئے پہرہ دے رہے تھے تمام سپاہیوں کے پاؤں تل ہو چکے تھے انسپکٹر ذیشان گاڑی میں پورے علاقے میں گشت کر رہا تھا اس نے سپاہیوں سے پوچھا کچھ پتہ چلا کسی گروہ کا ٹورس۔ ہمیں کوئی سراغ نہیں ملا ان کی طرف سے نفی میں جواب ملے پر اس نے سوچا کہ شاید اغوا کار کو معلوم ہو گیا ہے ہم نے پہرہ لگا رکھا ہے اس لیے ایسا کوئی بھی واقعہ نہ ہوا لیکن اس وقت اسکا داغ چکر گیا۔

جب اس کو معلوم ہوا کہ رات کو وہ بچے غائب ہو گئے ہیں انسپکٹر کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اس نے ڈپٹی کی دو گولیاں لیں تو کچھ اتفاق ہوا اس نے پہرہ مزید سخت کر دیا لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوا اب گاؤں کے لوگ اس سٹیشن ماحول اور وارداتوں سے خود کو خطرے میں محسوس کر رہے تھے سب لوگوں نے یہ چیز محسوس کی تھی کہ جتنے بھی بچے غائب ہوئے یا تو ان کی عمر بارہ سال تھی یا اس سے کم تھی یعنی اغوا ہونے والے تمام بچے کم سن تھے لہذا ہم سب کو چھو پہاوان سے رابطہ کرنا ہوگا۔

آج میں جمع صبح ہی اخبار پڑھ رہا تھا کہ لوگوں کا جم غفیر میرے گھر میں داخل ہوا میرے گھر کے

اب رات نے اپنے خوفناک پر چاروں سمت پھیلا دیئے تھے ہر سو گہرا سناٹا تھا ایسے میں رونے کی آوازوں نے ماحول کو مزید دہشت ناک بنا دیا تھا یہ رونے کی آوازیں جنسزبیب اور اس کی بیوی کی تھیں آوازیں سن کر سب گاؤں والے جمع ہو گئے گاؤں کے لوگوں کی عادت تھی کہ دوسرے کا درد اپنا درد سمجھتے تھے جب گاؤں والے جنسزبیب کے گھر پہنچے تو وہ انتہائی غم میں دکھائی دے رہے تھا بار بار دریاہشت کرنے پر اس نے بتایا کہ میں پائی پنے کے لیے جاگا تو اپنے بیٹے شاہ زیب کو چار پائی پر نہ پا کر مجھے تشویش ہوئی رات کو وہ میرے پاس ہی سویا تھا لیکن اب موجود نہیں تھا میں نے گھر کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا۔ اسنے میں زیر بولا جنسزبیب بھائی کہیں وہ بارہ نہ چلا گیا، ذرہ بھر باہر ہوتا لیکن دروازے کو اندر سے کھڑکی ہوئی تھی اور دیواروں سے گھر کو باہر وہ جا ہی نہیں سکتا تھا وہ نو سال کا ہے دیوار پر چڑھنا اس کے بس کی بات نہیں اسی اثنا میں پولیس گھر میں داخل ہوئی اور واقعے کی نوعیت دریافت کی جب واقعے کا پتہ چلا تو انسپکٹر ذیشان کا ہاتھ ٹھٹھا انیسپکٹر ہاں کا انچارج تھا۔ یہ واقعہ بھی ڈاکٹر شبیر کے بیٹے رمبھن اور اس کے دوست وانیال کی طرح تھا وہی کہ گھر کے اندر سے لاک تھا پھر بھی شاہ زیب غائب تھا گاؤں کا ہر فرد اس بات پر حیران تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ گھر لاک ہوتا ہے پھر بھی بچے غائب ہو رہے ہیں لیکن کسی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

اب یہ واقعہ معمول بننے لگا اور ہر تیسرے دن بچے غائب ہو جاتے لیکن کوئی بھی سراغ نہ ملتا اب تو دنوں کا فرق بھی ختم ہو چکا تھا اور ہر روز ایک یا دو بچے غائب ہو جاتے اب گاؤں میں دہشت پھیل چکی تھی لوگوں نے بچوں کا باہر نکلنا بالکل بند کر دیا تھا شام ہوتے ہی لوگ اپنے بچوں کو بغل میں

شماره ۱۰۰

صبح کی روشنی طلوع ہوئی آج رات ہمیں وہ چوہا یہ نظر نہیں آتا تھا صبح بہ خیر سن کر خوشی ہوئی کہ آج کوئی بھی بچہ گھر سے غائب نہیں ہوا۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں باباجی کے آسنے کی طرف چل نکلا جب ان کے آسنے پر پہنچا تو لوگوں کا ہجوم نظر الٹا میں ہجوم سے ٹکنا ہوا آگے جا پہنچا دکھا کہ سامنے ایک میت پڑی ہے میں نے جونہی میت کے چہرے پر سے چادر ہٹائی تو میرے جسم پر سکتہ طاری ہو گیا کیونکہ وہ لاش کسی اور کی نہیں بلکہ باباجی کی تھی لاش کا بڑا برا حال تھا ان کے جسم پر سے ساری جڑی اڑھری ہوئی تھی دل بھی غائب تھا اور جسم پر تانٹوں کے نشان موجود تھے جیسے کسی نے جسم سے گوشت نوچنے کی کوشش کی ہو لاش کا بے حال دیکھ کر میں جو اس پانڈہ ہو گیا اور میں وہاں بے مار مار کر رونے لگا آنے میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے پوچھا۔

کہا آپ کا نام چھو پلوان ہے۔

ہاں ہاں۔ میں نے فوراً کہا۔

میں باباجی کا خادم ہوں صبح جب ہم باباجی کو جگانے گئے تو کافی کوششوں کے باوجود بھی کوئی جواب نہ ملا تو ہم نے دروازہ نوازا تو دیکھا کہ بابا زندگی کی بازی ہار چکے تھے ہم ابھی بھی حیران ہیں کہ دروازہ اندر سے بند تھا نو پھران کا خون کسے ہو گیا۔ وہ بولے جا رہا تھا۔

اب میں حالات کو سمجھ چکا تھا کہ بابا کا خون بھی اتنا ریچھہ نجا جابا نے کہا ہے جو بچوں کو اغوا کر رہا تھا اور کل رات گاؤں سے کوئی بھی بچہ اس لیے غائب نہیں ہوا کیونکہ وہ عفریت رات کہ باباجی کے ساتھ چھم گئے تھے۔

سننے میں اپنے خیالوں میں غم تھا کہ اس آدمی کی آواز سے نہ تکہ گیا۔ باباجی کے کمرے میں سے یہ کافی ملا ہے۔ باپ کے لیے ہے۔

نجانے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اب اس سے پتہ چل گیا تھا کہ اغوا اور کوئی گروہ ہمیں بلکہ بارہائی مخلوق ہے اب میں اس کا کل تلاش کر لوں گا۔ اگلے دن میں اپنے چچو نے بھائی اسامہ جس کی عمر بارہ سال تھی اسے سکول چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا میرا رخ دوسرے گاؤں کے مشہور عامل کی طرف خٹان کے آسنے پر پہنچ کر میں نے انہیں ساری روداد سنائی انہوں نے میری بات پوری توجہ سے سنی پھر انہوں نے کہا جتنا تم کل اسی وقت میرے پاس آنا میں تمہیں اس عفریت کے بارے میں بھی بتاؤں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ یہ عفریت بچے کیوں اغوا کر رہا ہے اور گھر واپس آ گیا۔

اچھا اسامہ میری بات غور سے سنتا تھا میں پتہ ہے ناں کہ آج کل ہمارے گاؤں سے بچے غائب ہو رہے ہیں تو بارہکنا مجھے بعض اوقات کام کی وجہ سے شہر جانا پڑتا ہے لہذا میں نے اپنے دوست حسن کو بلوایا ہے تم ان کے ساتھ رہنا یہ نہاں خیال رکھیں گے انہیں نکل مت کرنا سمجھو آئی ناں میں اپنے بھائی کو حالات کی نوعیت سمجھا رہا تھا۔

بھیا میں حسن انکل کو بالکل ٹک نہیں کروں گا اچھا بارہ حسن تم اسامہ کا خیال رکھنا پتہ نہیں میں اس معصومے واپس آتا ہوں ناں۔

بارہ چھو یہ کیا کہہ رہا ہے تو اللہ نہیں کا سامب کرے گا۔ ہماری وعامیں ہمارے ساتھ ہیں اچھا بارہ میں نے رات کو پہرہ دو بنائے اور بیچ سو رہے وہاں ہی سے میں باباجی کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ چل ٹھیک ہے بارہ اللہ حافظ اچھا اسامہ اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔ اوکے بھیا اللہ حافظ۔

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آج پھر پہرہ دینے میں مصروف تھا سر غنصیب کی بھی مگر ہم سروی سے بے خبر پہرہ دے رہے تھے آواز دے کتے جب بھوکتے تو جودہ خوف طارنی دے جاتا۔ خدا خدا کر کے

لگا بھی سرخ ہو جاتا اور کبھی زرد پڑ جاتا کافی دیر اس حالت میں رہنے کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں تو وہ غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

جنا معاملہ کچھ ہوں ہے کہ نہار سے علاقے سے کچھ فاصلے پر ایک عمارت میں وکرم جادوگر رہتا ہے وہ انتہائی ظالم اور سفاک ہے وہ شیطان کا چچاری ہے اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہے اس کے شیطان دہوتے اسے کہتا کہ اگر وہ اس کے چرنوں میں ایک سو ایک تابال لڑکوں کی لپی دے گا تو وہ نہ صرف اس کی طاقتیں بڑھائے گا بلکہ وہ اسے امر بھی کر دے گا۔ چونکہ وکرم جادوگر کے پاس کئی شیطان طاقتیں ہیں اس لیے اس نے ان بچوں کو لانے کے لیے اپنے سب سے طاقتور غلام بنانا دیکھ کر ہلکا ہوا اسے اپنے جسم کو کچھ کی شکل میں ڈھال دیا ہے اور وہ آسانی سے لاکے دے رہا ہے اب تک وہ جہانوں سے شیطان کے جرنوں میں قربان کر چکا ہے جب سو بچے پورے ہو جائیں گے تو اسے آخری بچہ اسبابا ہے ہوگا کہ جو پوران باقی کی رات کو پیدا ہوا اور اس بچے کی خاص خوبی یہ ہوگی کہ اس کی پہلے پر یعنی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہوگا۔

بابا اس شیطان کو روکنے کا کوئی حل ہے کہ نہیں۔
مینا حل تو ہے مگر انتہائی مشکل ہے۔
بابا آپ حکم کر بس میں اثناء اللہ براہمن میں سے گزرنے کے لیے تیار ہوں۔

جنا اسے زہر کرنے کے لیے نہیں طاقت حاصل کرنی ہوگی اور طاقت حاصل کرنے کے لیے نہیں ایک راست سے مقابلہ جی بابا میں موت سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں پھر بابا جی نے مجھے وردہ اور چلہ کا طریقہ سکھایا۔

اجھا جی چلہ مکمل کرنے کے بعد نہیں ایک طاقت ور ایک غلام ملے گی جو ہر قدم پر نہاری

میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لیا نو کاغذ پر لکھا تھا کہ جھمبو بنانا فسوس صدافسوس میں تمہارے کسی کام نہیں آسکا۔ میری ایک غلطی مجھے موت کے منہ میں لے جا رہی ہے بننا یہ ایک بزرگ کا پینہ ہے ان سے رابطہ کرنا وہ خیر بہ نہاری مدد کرے گی بچے یہ لکھا تھا اس بچے کے مطابق وہ بزرگ اگلے گاؤں کے سنے بابا جی کا دفعہ بڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے بابا جی کی تکفین و تدفین کے بعد میں وہاں سے اپنی اگلی منزل کی طرف جانب چل نکا اور میرا ایک گھنے کی مسافت کے بعد میں بزرگ کے آستانے پر پہنچ گیا وہاں پر بڑا جھوم تھا سارے لوگ اپنے اپنے مسائل پیش کر رہے تھے سب کو نارغ کرنے کے بعد میری باری آئی میں نے بابا کو جو بھی اپنا مسئلہ بنانے کے لیے لب کھلے دیے۔

جنا۔ میں سب جانتا ہوں نہیں بابا جی میری طرف بھیجا ہے میرا نام بارون الرشید ہے اور صابر میرا مرید تھا بابا کے منہ سے مرید کا نام نہ کر میں کچھ گیا کہ انہیں صابر کی موت کا علم ہے جھمبو جانا جانتے ہو صابر کی موت کیسے واقع ہوئی۔
نہیں بابا جی مجھے نہیں معلوم۔

جنا صابر نے جب حصار بنایا تو وہ اس میں بیٹھ گیا اور اس پر پوائے کو علم ہو چکا تھا کہ اسے تباہ کرنے کے لیے صابر قتل کر رہا ہے جب وہ حصار میں بیٹھ گیا تو اسے باؤا کہ جس سچ پر اس نے وردہ بڑھنا ہے وہ تو مزہ پر پڑی ہوئی ہے وہ لالچی میں حصار کو نوڑنے ہوئے باہر آگیا تاکہ نتیجے لے سکے اپنی دوران وہ پوچا یہ نمودار ہوا اور اس نے صابر کی زندگی چھین لی صابر کی دردناک موت کے بارے میں سن کر بہت افسوس ہوا۔

اجھا بابا جی آپ کو ہمارے گاؤں کے حالات کا کو علم ہوگا جی اب ہائے اس کا کیا حل ہے بابا جی نے آنکھیں بند کیں تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہونے

وہ بھیاسٹایہ میری کمر پر کاٹنا لگ گیا ہے۔

کہاں پر۔ میں نے جلدی سے پوچھا۔

بھیا اور کمر پر۔۔۔ اسامہ نے فوراً منہیں اتاری

۔ کمر پر نظر پڑتے ہی مجھے ہزاروں دولت کے جھنگے

لگے میرا دماغ سن ہوئے لگا کیونکہ اسامہ کی کمر پر وہ

ستارہ والا نشان موجود تھا جو بابائی نے بتایا میں نے

بڑی مشکل سے کاٹنا نکالا میرا جسم بالکل سارکت

ہو چکا تھا کیونکہ والدین کے مرنے کے بعد میں نے

ہی اسے ایتھالی کا میرے اور میرا اس کے سوا

دنیا میں کوئی نہیں تھا۔

کیا ہوا بھیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں

گھے مجھے کانے کا زارہ در نہیں ہوا ہے مگر آپ کے

آنسو نکل آئے اس معصوم کو پتہ نہیں تھا کہ یہ آنسو

کانے کی وجہ سے نہیں آئے تھے بلکہ ان حالات کی

وجہ سے آنکھوں میں آئے تھے جن کا میں سامنا کرنا

تھا۔

نہیں جہنا کچھ بھی نہیں ہوا ہے یہ آنسو ویسے ہی

آنکھوں میں آگئے تھے تم جاؤ اور جا کر چنگ اڑاؤ۔

اوپر کے بھیا اسامہ کے نشان نے مرا دماغ ماؤف

کر دیا تھا میں اپنے اس معصوم بھائی کو کھنٹا نہیں

چاہتا تھا میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور

ساری صورت حال بتادی گاؤں کے بزرگوں نے مجھے کہا

جہنا تم بھائی کی وجہ سے دیکھنا ہونا جہنا ہم اپنے

بیٹوں کو تو جانے سے نہیں روک سکے تھے تمہارے بھائی

کو جانے کے لیے آگ بھیس اپنی اپنی جانیں بھی دینا

پڑیں تو ہم بچے نہیں بنیں گے۔

اب سورج اپنی منزل کی طرف گامزن تھا

میں نے چلے کے لیے ضروری سامان رکھا اور جانے

کی تیاری کرنے لگا رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا

آج سڑی پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی ٹھنی کتوں کے

جھونکنے کی آواز نے ماحول کو مزید برا سر اور بنا دیا تھا

میں اپنی سستی میں گم گاہوں کے قبرستان کی طرف رواں

رہنمائی کرے گی۔ اور بیت چلے مکمل ہونے سے پہلے

چاہے کچھ بھی ہو جائے تم حصار سے باہر نہ لگنا اور چلے

ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر کرنا ہے باور ہے کہ دوسرا

پاؤں زمین پر نہ لگے ورنہ چلے ناکام ہو جائے گا

اور چلے ناکام ہونے کی صورت میں موت یعنی ہے

۔ ہاں تھا ہے کہ حصار میں درخت ہونا چاہیے تاکہ

تمہیں سہارا مل سکے اور تم آسانی سے کھڑے ہو سکو

بابائی نے مجھے اور بھی کئی ہدایت دیں اور آخر میں کہا

جہنا ثابت قدم رہنا اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

بابائی سے اجازت لے کر میں اپنے گھر کی

طرف گامزن ہو گا تھوڑے ٹائم بعد میں اپنے گھر پہنچ

چکا تھا گھر پہنچ کر فریش ہوا کھانا کھایا چھوٹے بھائی

اور محسن کے ساتھ کپ شپ کی آج چونکہ ہفتہ تھا

اور اسامہ کو صبح سکول کی پچھٹی تھی لہذا کافی دیر تک اس

کے ساتھ کپ شپ ہوتی رہی پھر میں باہر آکر پہرہ

دینے میں مصروف ہو گیا۔

ساری رات پہرہ دیتے ہوئے گزرتی صبح کو اس

خبر نے پھر تن بدن میں آگ لگا دی کہ آج میں بچے

غائب ہوئے یعنی کہ نانوے بچے غائب ہو چکے تھے

اور ای سو ایک پورا ہونے میں صرف دو بچے باقی تھے

جن میں سے ایک ہارٹل بچہ غائب ہوا تھا اور ایک وہ

بچہ جو چاند کی چوہو میں رات کو پیدا ہوا اور اسکی کمر پر

ستارے کا نشان موجود ہو میں نے آج یعنی اتوار کو

چلے کرنے کا سوچ لیا تھا۔

صبح دس بجے کا وقت تھا جب میں گھر داخل ہوا

دیکھا کہ اسامہ چنگ اڑا رہا تھا ہمارا گھر چونکہ کشادہ تھا

اور اس میں ہر شے بھی تھا جن میں درخت لگے ہوئے

تھے ان درختوں کے بیچ اسامہ کی چنگ بھینس گئی

اسامہ بھاگ کر درخت پر چڑھا اور چنگ نکالی

درخت سے اترتے ہوئے دو درختوں سے چھٹا میں بھاگ

کر اس کے پاس پہنچا۔

کیا دیکھا وہاں میں نے برہمتہ پوچھا۔

شیطان و کرم جاوڑ کو مہرے چلے کے بارے میں علم ہو چکا تھا اور وہ مجھے ہر طرح سے بہلانے پھسلانے کی کوشش کرے گا میں درد بڑھنے میں ہی مصروف رہا مجھے لگا کہ بارش ہو رہی ہے جب دیکھ تو دانی بارش ہو رہی تھی مگر یہ پانی کہ نہیں پا لگا رہا تھے بونے خون کی بارش تھی اور وہ حصار کے اندر نہیں آ رہی تھی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ بھی شیطان کی چال ہے لہذا میں نے دل مضبوط کر لیا ہائے بونے خون میں اتنی خوش تھی کہ مجھے ابنا وجود چلا ہو محسوس ہوا کانی دہر تک بارش ہوئی رہی شیطان چاہتا تھا کہ شاید مہرے قدم ڈکھڑکا جائیں لیکن میں برداشت کرتا رہا خود بے وقت بعد خون کی بارش ختم ہو گئی حصار سے باہر زمین پر نظر دوڑائی تو زمین بالکل صاف نظر آئی جیسے یہاں کچھ بھی نہ ہو وقت اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہا بغیر بیا آؤ مجھ سے زیادہ چلے ہو چکا تھا مہرے پاؤں ایک سرودی کی وجہ سے شل ہو چکے تھے دوسرا آج کیلی مرید اس طرح ایک پاؤں پر اتنی دیر کھڑا ہوا تھا میں نے درد پڑھنے کی رفتار کو بڑھا دیا تھا تاکہ ذہن سے یہ خوف اور ذہن توڑے میں اوپچی آواز میں درد بڑھ رہا تھا کہ مہرے سامنے دونی رہ چکے تھا چوہا پانچویں آواز آئی وہاں آج اس کی حالت غیر دور تھی وہ غصے سے بھر رہا تھا اس کی آنکھوں میں اتنی دہشت تھی کہ وہ دیکھ کر روح کانپ جاتی وہ آنے ہی غصے سے دھاڑا۔

اولہ کے۔ تو لاکھ جاوڑ کرم بھی میرے آقا و کرم جاوڑ گر کا بال بھی بڑا نہیں آ رہا اس لیے یہ ناک چھوڑ دے اور گھر واپس چلا جائیں تیرا جان بخش دیتا ہوں وہ مجھے جھکیاں دے بے جا رہا تھا اور میں درد بڑھنے میں مگن رہا۔ بب اس کی جھکیوں کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا تو اس نے قبروں کی طرف مڑ کر کہا۔

اخوان قبرستان کے پاسیو۔ اس لڑکے کو حسیت کر نیری طرف لاؤ یہ سننا تھا کہ تمام قبریں پھٹنے لگیں اور مردے باہر نکلنے لگے اب مہرے

دواں تھا ہوا سے درخت یوں مل رہے تھے جیسے کئی دیو مجھے آگے بڑھنے سے روک رہے ہوں ذرا در خوف کو بالائے طاق رکھتا ہوا میں قبرستان کی حدود میں پہنچ گیا تھا تھوڑی سی کوشش کے بعد مجھے ایسی جگہ ملی جو چلے کے لیے مناسب تھی کیونکہ ادھر درخت بھی تھا اور قبر بھی پاس ہی تھی ادھر ادھر نظر تھا کہ دیکھا تو ہر طرف درخت بھی تھے یہ مٹی اور گہرا سکوت کھا جانے کو دوڑتا تھا حالانکہ میں گاؤں کا پہلوان تھا اور طاقت بھی اچھی خاصی تھی مگر ہجانے کیوں خوف نے میرے وجود کو جکڑ رکھا تھا خیر میں نے بابا جی کے بنائے ہوئے طریقے کے مطابق آبت الکرسی پڑھنے ہوئے حصار قائم کیا اور حصار میں داخل ہو گیا کھڑے ہو کر چلے کرنے کا سوچ کر میری روح تک کانپ اٹھی خیر میں نے درد بڑھانا شروع کر دیا میں ایک پاؤں پر کھڑا درخت کا سہارا لیے ہوئے درد کر رہا تھا دوسرے پاؤں کو میں نے زمین سے کافی بلند کر لیا تھا تاکہ مکملی سے بھی زمین پر نہ پڑے کیونکہ ایسا ہونا جتنا مذہب کے منہ میں چلاؤنگ لگانے کے مزہ ناف تھا میں اور گرد کے ماحول سے بے فکر اپنے چلے میں مصروف تھا ابھی درد بڑھے ہوئے تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ گاؤں لے لوگ میرے پاس آئے اور کہا جھمو بیٹا وہ چوہا اسامہ کو لے گیا ہے یہ خبر سننے ہی میرے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں میں زمین پر پاؤں لگا کر باہر نکلے مٹی کو تھا کہ بابا جی کے سرگوشیاں کانوں میں سنائی دنی جتنا پاؤں زمین پر نہیں رکھتا یہ سب نظر کا جھوک سے تمبارا بھائی بالکل ٹھیک ہے بابا جی کی یہ بات سن کر میں اپنا جگہ پہلے والی پوزیشن میں دھکبا وہ گاؤں والے اب دھاکپوں کا ردوبدھا رہ چکے تھے اور مجھے جھکیاں دے رہے تھے کہ باہر آ جا نہیں نو بے موت مارا جائے گا میں نے آنکھیں بند کیں اور درد بڑھنا رہا تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو کچھ بھی نہیں نماز نمازیوں کے آنے سے یہ چلتا تھا کہ

کر لو اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

چاروں طرف کفن پوش مردے کھڑے تھے اور وہ میری طرف بڑھنے لگے مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میری سانس بند ہو جائے گی سردی ہونے کے باوجود بھی میرا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا وہ مردے بھاگتے ہوئے میری طرف آنے لگے خوف کی وجہ سے میں نے آنکھیں بند کر لیں پھر مجھے چیخوں کی آواز سنائی دی جب آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ سارے مردے آگ کی لپیٹ میں تھے اور جیچ دیکار کر رہے تھے ٹھنڈی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر ہر طرف سکوت طاری ہو گیا۔ دشا دو جا چکا تھا اور میں اپنی سانسیں ٹھیک کرنے لگا جو کہ دشا دو کو دیکھ کر بے ترتیب ہو گئی تھیں۔

میں اپنے چلے کا بہت حصہ مکمل کر چکا تھا میرے پاؤں کا یہ حال غنا خیسے وہ میرے جسم کا حصہ ہی نہ ہوں اب مزید کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا لیکن اپنی زندگی اور کماؤں کی فلاح کے لیے مجھے چلے مکمل کرنا تھا اب چلے مکمل ہونے کو چند منٹ باقی تھے کہ مجھے دور سے وکرم جادوگر آتا ہوا دیکھائی دیا اس کے چہرے سے غصہ واضح دکھائی دے رہا تھا آتے ہی وہ بولا۔

اے لڑکے! باد رکھنا جس طاقت کو تو حاصل کرنے کے لیے اپنی عزت کر رہا ہے انہیں باکر بھی تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسی لیے میں تین تک گنتا ہوں اگر باہر آ گیا تو میری جان بخش دوں گا اور اگر تو باہر نہ آتا تو پھر تجھے میرے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا لے میں گنتا شروع کرتا ہوں ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔ تین کہتے ہی وہ غصے سے میری طرف دیکھ کر بولا اب تیار ہو جا موت کے لیے اتنا کہنے ہی اس نے کچھ پڑھ کر کچھ پھونکا تو درخت موم کی طرح پگھلنے لگا جس کا میں نے سہارا لیا ہوا تھا باباجی کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

بیٹا تمہارے چلے کو پورا ہونے میں صرف دو منٹ باقی رہ گئے ہیں کسی طرح یہ دو منٹ پورے

درخت پر میری گرفت کمزور پڑ رہی تھی اور پھر درخت میرے ہاتھوں سے چھوٹ سیاب بچے چلے گئی کا اندازہ ہوا خدا و کرم جادوگر میری پریشانی پر خوب قہقہے لگا رہا تھا پھر اس کے اگلے وار نے تو میرے ہوش دھواں ہی چھین لیے تھے اس نے کچھ پڑھ کر زمین پر چھوٹ کر ماری اور زور سے لات زمین پر دے ماری تو انتہائی شدید زلزلہ شروع ہو گیا زمین پوری فوٹ سے ہل رہی تھی میں بھی اچھر اور بھی اچھر لڑکھڑا رہا تھا اب مجھے اپنی موت یقین نظر آنے لگی زندگی میں پہلی مرتبہ مجھ پر اس طرح موت کا خوف حاوی ہوا تھا مجھ پر پہلو ملی میں اور عام زندگی میں کسی کئی پریشانیوں اور مصیبتیں آئیں مگر میں اب تک موت سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا جتنا کہ آج تھا ان حالات میں نہ دماغ کام کر رہا تھا نہ ہی پاؤں آخر کہیں دور سے صبح کی آذان کی آواز سنائی دی آذان کی آواز سنتے ہی میرے اندر زندگی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ آذان کے ساتھ ہی میرا چلے مکمل ہو چکا تھا سارے کھیل جو مجھے ڈرانے کے لیے کھیلے گئے تھے اب ختم ہو گئے تھے پاؤں سن ہونے کی وجہ سے میں دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ اسی دوران مجھے باباجی اپنی طرف آتے ہوئے دیکھائی دیے جنہوں نے مجھے ورد دیا تھا وہ آتے ہی بولے۔

بیٹا مبارک ہو تم نے چل مکمل کر لیا ہے اب سنہیں طاقتیں بھی مل جائیں گی اور ایک غلام بھی تمہارے قبضے میں آجائے گی اور تمہاری غلام بنے گی وہ ایک جن زادی ہوگی میں درد سے کرا رہا تھا اور اسے پاؤں دبا رہا تھا باباجی مسکرائے اور کچھ پڑھ کر میری طرف چھوٹ کر ماری تو میں ہشاش بشاش ہو گیا اور پاؤں کا رد بھی ختم ہو گیا۔

ایچھا بابا مجھے کون سی طاقت ملی ہے اور غلام کون ہے۔ میں نے اٹختے ہوئے کہا۔

کو کہہ رہا تھا کہ آج پہرہ دینے میں اچھی طرح کامیاب رہا ہوں اور آج رات کوئی بھی بچہ غائب نہیں رہا ہے۔
اچھا بھائی میں سکول جا رہا ہوں اللہ حافظ بھیا
- اللہ حافظ بنا۔

وہ معصوم اپنی زندگی کے مزے جس گم تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ وقت اس سے کیسا استغاث لے گا۔
بائیں سوچ کر میری آنکھیں بھر آئیں محسن نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا۔ چھو بار اللہ سب بہتر کرے گا
میں شام تک سو رہا۔ شام کو جاگ محسن کو اسامہ کے بارے میں ضروری بداباوت دیں اسامہ کو بھی میں سنہ گھر سے باہر نکلنے کے لیے جی سے منع کیا پھر میں نے اسامہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور ان دونوں سے ملنے کے بعد میں دگر کی طرف جانے کے لیے گھر سے نکل آیا۔ گاؤں والوں سے سہل ملاپ کے بعد میں اپنے سفر پر گامزن ہو گیا گاؤں والوں نے مجھے بہت دعا میں دیں اور میری کامیابی کے لیے بھی خدا سے دعا کی میں نے راستے میں ٹھیک کو آواز دی وہ جلد ہی حاضر ہو گئی جیسے میرے حکم کی ہی وہ منتظر ہو میں نے اس سے پوچھا۔

ٹھیک کس سمت جاتا ہے۔ اس نے مجھے دگر کی جاوگر کے غار تک پہنچنے کے لیے تمام راستے بتا دیے وقت گزرتا گیا۔ مغرب اور پھر عشاء بھی راستے میں ہو گئی میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور خدا سے اپنی استغاث میں کامیابی کی دعا کی رات کاٹی بیت گئی تھی میں ان دیرانوں اور بیابانوں سے گزرتا رہا کہ ایک ٹھیک کی آواز سنائی دی۔

آقا آگے فطرہ دکھائی دے رہا ہے۔ ذرا سنبھل کر چلیے گا۔ میں چند قدم ہی آگے چلا تھا کہ زمین کا پٹنے ٹیک کالی دیر زمین کا پٹنی رہی پھر اس میں دراڑیں پڑ گئیں تھوڑی دیر بعد ایک انہالی میت ناک مخلوق میرے سامنے کھڑی تھی جس کا فدا انہالی لبا تھا

بنا پہلے تمہیں تہماری طاقت دکھاتا ہوں وہ سامنے درخت کو دیکھ کر بولو جل جا میں نے اپنے سامنے والے درخت کو دیکھ کر کہا جل جا اٹھنا تھا کہ میری آنکھوں سے شعاعیں نکلیں اور درخت و ہڑا دھڑ جلتے لگا یہ منظر دیکھ کر میں بہت ہی خوش ہوا۔

اب بنا اب تہماری غلام کو تہماری سامنے حاضر کرتا ہوں یہ دیکھو میں نے بابائی کی طرف دیکھا تو ان کے ساتھ مجھے ایک و شیزہ دکھائی دی بنا اس کا نام نیلم ہے اور یہ مسلمان ہے یہ ہر مذم پر تہماری رہنمائی کرے گی ہے بنا اللہ حافظ میں نے بابائی سے مصافحہ کیا اور پھر وہ جاتے جاتے میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے میں بھی گاؤں کی طرف چل دیا تھا تھوڑی دیر بعد میں گاؤں پہنچ گیا جب گاؤں والوں نے مجھے دیکھا تو سارے لوگ میرے قریب آ گئے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں نے چلہ کامیابی سے مکمل کر لیا ہے سب گاؤں والے میرے پاس آئے اور مجھے کہا۔

بنا تمہیں کون سی طاقت ملی ہے میں نے سب کو جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی آنکھوں سے درخت کو آگ لگائی یہ منظر دیکھ کر سب حیران رہ گئے اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں دگر کی جاوگر کو مات دے سکوں گا۔ حالانکہ وہ میں جانتا تھا کہ آگے مجھے کن تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا خیر گاؤں والوں سے اجازت لے کر میں اپنے گھر آ گیا گھر پہنچا تو دیکھا اسامہ سکول جانے کی تیاری کر رہا تھا ہم سب نے اسے تاشہ کیا اسامہ نے مجھ سے پوچھا بھیا آج لگتا ہے صبح ہونے کے بعد بھی پہرہ دیتے رہے ہیں آپ۔

نہیں بنا اصل میں گاؤں کے ساتھ کپ شب کرتا رہا تو لبت ہو گیا۔ اتنے میں محسن بولا۔ چھو لگتا ہے تم کامیاب رہے ہو۔

ہاں کامیاب رہا ہوں اسامہ بولا۔ بھیا کس میں کامیاب ہوئے ہیں آپ۔ کچھ نہیں بجا وہ میں محسن

نے مجھ سے اجازت طلب کی۔

ہاں غلام کیا بات ہے! دو۔ پھر غلام نے مجھے دکر م اور شیطان کی ساری باتیں بتا دیں۔
مگر غلام تمہارا ساتھ رہنا میرے لیے بڑے فائدے کی بات ہے یہی باتیں کرتے ہوئے میں اپنے سفر میں کامزن تھا اور غلام اب پھر سے غائب ہو چکی تھی۔

دشا میرے غلام اب مجھ کو کے انت کا سہ آگیا ہے مجھے آج کی رات دو بجے چاہیں ایک مجھ کو کا چھوٹا بھائی اور دوسرا گاؤں سے کوئی بھی اٹھالاؤ جو حکم مہاراج کا میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں دشا دیوا نے تابعداری سے کہا اور غائب ہو گیا وہ ہواؤں میں اڑتا ہوا جارہا تھا اس کا رخ گاؤں کی طرف تھا تھوڑی دیر میں دو مجھ کو کے گھر میں اتر چکا تھا وہ اسامہ کی چارپائی کے پاس پہنچ گیا اور اسے اٹھانے ہی والا تھا کہ اسامہ کی اجانک آکھ کھل گئی اس نے جونہی اپنے سامنے اس بلا کو دیکھا تو خوف سے چیخ ماری چیخ م آواز سن کر حسن بڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا اپنے سامنے اتنی بڑی بلا کو دیکھ کر اس کو اپنے ہوش دھواں سجاتے ہوئے محسوس ہوئے دشا دیوا اسامہ کو اٹھانے ہی والا تھا کہ حسن چیخ میں آگیا اور کیا۔

اسے شیطان تجھے اس کو لے جانے کے لیے میری لاش پر سے گزرا بڑے گھر میرے بیٹے جی تو اسے چھو بھی نہیں سکتا حسن نے دشا کو چیخ کر دیا تھا بل اگر تیری یہی مرضی ہے تو یہ لے اس نے حسن کی گردن پکڑی اور گلے کی ہڈی توڑ دی حسن زندگی کی بازی ہار گیا تھا دشا دیو نے اسامہ کو اٹھایا جو مسلسل چیخے جارہا تھا دشا دیو نے اسامہ کو اٹھانے ہی دیوار سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اور مجھ کو کے پردوں والے گھر سے ایک بچہ اٹھایا تھا اس بچے نے جونہی دشا دیو کو دیکھا تو بے ہوش ہو گیا دشا دیو دونوں بچوں کو اٹھائے دیوار میں سے گزرتا ہوا باہر آگیا تو اسامہ کی چٹیں سن

اور جسم انتہائی مضبوط تھا اس کی آنکھوں کی جلد دو گڑھے تھے کان بھی کافی بڑے تھے اور ناک نہیں ٹھنی ناخن دیکھ کر میرا جسم تھر تھر کانپنے لگا کیونکہ وہ تلوار کی طرح تیز دکھائی دے رہے تھے۔

اسے لڑکے اس سے آگے میرا علاقہ ہے اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو نیست و نابود کردوں گا میں نے ہٹا کچھ وقت ضائع کئے آنکھیں اس کے قدم پر مرکوز کیں اور کہا جل جا۔ وہ فوراً آگ کی لپیٹ میں آگئی سارے دیرانے میں اس کی چٹیں گونگ رہی تھیں تھوڑی دیر میں وہ مخلوق راکھ بن چکی تھی اور ہوانے اس راکھ کو بھی اڑا دیا تھا دکر م جاو دکر آگ کے سامنے بیٹھا کوئی منتر الپ رہا تھا کہ آگ بجھ گئی آگ بجھتی ہی وہ ٹٹے سے دھڑاڑا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ کہنے میرے غلام رگدو کو نہیں مار سکتا وہ اتنا طاقتور نہیں ہو سکتا۔ نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔ دیکھا شیطان دیوا اس نے میرے غلام رگدو کو مار دیا ہے۔۔۔ اسے دیوتا۔ اگر میں تجھے آج ہی دونوں بچوں کی بجلی دے دوں تو تو مجھے امر کر دے گا۔

نہیں دکر م آج تو صرف ایک بچے کی بجلی دے گا کیونکہ ت نہانوے بچوں کی بجلی دے چکا ہے آج ایک دے گا تو سو پورے ہو جائیں گے پھر آخری بچہ جو کہ پورن ہاشی کی رات پیدا ہوا ہے اور اسکی کمر پر ستارے کا نشان ہے تو اسکی بجلی ان بچوں سے الگ دے گا اور وہ تو کل دے گا۔ دے بھی تمہاری جان تو اس پہاڑی کے پچھلے جنگل میں وجرے میں بند ایک طوطے میں ہے یہ بات اس مجھ کو نہیں پتہ شیطان اپنے چیلے کو تمہا بات سمجھا کر بالکل ساکت ہو چکا تھا دکر م جاو دکر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور اس نے خوشی سے لہر لگایا شیطان دیوتا کی ہے ہو۔ ساری گفتگو غلام جن زادی نے غائبانہ طور پر سن لی تھی۔

آقا میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں غلام

آقا دوایح اس بچے کی بی دے گا اس طرح سو بچے پورے ہو جائیں گے ادا سے امر ہونے کے لیے اس شرط پر عمل کرنا ہوگا کہ آخری بچے کی بھی وہ اکیلے میں بلی دے گا یعنی جب آخری بچے کی بلی دے گا تو اس رات اور کسی بچے کی بلی نہیں دے گا۔ وہ آپ کے بھائی کی بلی کل دے گا آج کی رات آپ کا بھائی محفوظ ہے مگر وہ انتہائی پریشانی میں ہے وہ ایسے کمرے میں بند ہے جہاں سانس لینے میں وقت ہوتی ہے کیونکہ وہاں ہوا کا غلغلہ نہیں ہے لیکن آقا آپ ہمت سے کام لیں انشاء اللہ کامیابی آپ کی ہوگی نیکم مجھے حوصلہ دے رہی تھی۔

اچھا نیکم شیطان کی طاقتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتی کیا میں نے نیکم سے پوچھا۔
نہیں آقا میری طاقت ان کے مقابلے میں انتہائی کم ہے مقابلہ تو دور کی بات ہے اگر میں ان کے سامنے بھی آئی تو وہ میری طاقتوں کو ضبط کر کے مجھے اپنا غلام بنا سکتے ہیں۔ نیکم نے اپنی بھوری بتاتے ہوئے کہا۔

چلو نیکم ہے میں کچھ سوچتا ہوں۔
آقا ہوشیار ہو جائیے آگے خطرہ ہے۔ نیکم نے یکدم کہا اور میں نیکم کی بات سن کر چونکا ہوا ہوں۔ تھوڑی ہی دیر بعد تیز ہوا میں چلنا شروع ہوئیں اب اس قدر تیز ہوا میں چل رہی تھیں کہ خدشہ ہونے لگا کہ یہ ہوا مجھے کہیں دور نہ بیخ و بن میں نے اپنے قدم مضبوطی سے جمالے۔ تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر ہوا میں رکنے لگیں اور آہستہ آہستہ بالکل ختم ہوئیں اب سامنے نظر پڑی تو انتہائی کمزور و چیرے کی حامل ایک چیزیل میرے سامنے کھڑی تھی اس کے ماتھے پر صرف ایک آنکھ تھی بالوں کی جگہ سانپ لٹک رہے تھے دانت کافی بڑے بڑے اور تیز تھے۔ دانتوں سے خون ٹپک رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر الٹی ہو اس نے آتے ہی مجھ پر آگ برسا دی میں ایک طرف

کر گاؤں کے کئی لوگ ملے ہوئے تھے آج اسوں نے دشا دیو کی ہیبت اور ہولناکی کو دیکھ لیا تھا دشا دیو نے جب دیکھا کہ گاؤں والے بچوں کو چھڑانے کے لیے آئے ہیں تو اس نے منہ کھولا جس سے آگ کے گولے برسے کچھ لوگ تو بھاگ گئے کچھ آگ کی لپٹ میں آ گئے دشا دیو بچوں کو لے کر دکر م کے پس پھینچ گیا۔

شبابش دشا اب مھمو میرے خلاف کوئی قدم اٹھا کہ تو دکھائے اسے منہ کی کھائی پڑے گی دشا اس مھمو کے بھائی کو تم اپنے قید خانے میں لے جاؤ اور دوسرا بچہ میرے پاس چھوڑ جاؤ دشا نے حکم کی پیل کی اور ایک بچے کو دکر م جاؤ گھر کے پاس چھوڑ گیا اور اسامہ کو ساتھ لے کر چل دیا اس نے اسامہ کو انتہائی تارکک کمرے میں بند کر دیا جہاں نہ ہوا نہ ہی کوئی روشنی کا انتظام تھا وہ اس تارکک کمرے میں بھی چیخ چلا رہا تھا کہ شاید کوئی اس کی مدد کو آ جائے وہ بار بار اپنے بھائی کو پکار رہا تھا مگر لا حاصل۔

آقا اگر اجازت ہو تو آپ کو ایک خبر دوں مگر ہمت سے بیٹھیں گا نیکم جن زادی نے مجھ سے اجازت طلب کی۔۔۔
دلو نیکم۔ کیا بات ہے تم پریشان لگ رہی ہو۔
آقا بات تمہی پریشانی کی ہے دکر م نے گاؤں سے دواڑ کے اٹھوا لیے ہیں ایک آپ کا چھوٹا بھائی اسامہ اور دوسرا بچہ آپ کے بڑوں میں ہے گاؤں والوں نے روکنے کی بہت کوشش کی مگر دشا دیو نے ان پر آگ برسا دی جس سے کئی لوگ جل کر کوئلہ بن گئے۔ نیکم کی بات سن کر میرا کلیجہ کٹ گیا۔
نہیں نیکم۔ میں اس ناپاک کو امر نہیں ہونے دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ نیکم اگر وہ امر ہو گیا تو وہ ساری دنیا میں تباہی مچا دے گا لیکن میرے جیتے جی وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔

پھر دیکھیں کہ اس کا بیڑا کتنا بڑا ہوگا سب تیرے
سامنے جھکیں گے بس تو مجھے امر کر رہے اسی دروان
اس بت کی آنکھیں روشن ہوئیں اور اس کے لب بے
۔ اے میرے بیڑہ کار ہم نے تیری یہ قربانی قبول کی
ہے تو ہمیں سوچوں کی باری بے چکا ہے اب صرف
دینا اور اس کے خون سے مجھے غسل دینا پھر ہم تمہیں
امر کر رہیں گے اور تمہیں کئی طاقتیں اور شکستیاں دان
کر رہیں گے اور تیرے دشمن نے تیری ایک اور طاقت
سورش ربوئی کو بھی ختم کر دیا ہے اے میرے بیڑہ کار
دشمن اب میرے سامنے حرکت بھی نہیں کر سکے گا
کیونکہ اب جال میرے ہاتھ میں ہے وگرم نے
شیطان ربوتا کو یقین دلایا۔

ٹھیک ہے میرے چیلے۔ ہوئیار رہتا۔ شیطان
نے وگرم کو چوکنا کر ہنسنے کا حکم دیا
ٹھیک ہے ربوتا شیطان ربوتا کی جڑے ہو۔ وگرم
نے شیطان کا نعرہ لگایا۔ اب رہت خاموش ہو چکا تھا
اور اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

نیلیم نے مجھے خبر دی تھی کہ وگرم نے اس بچے کی
بلی رے رکی ہے مجھے بہت رکھ ہوا لیکن میں سمجھ نہ
کر سکا اب نیلیم نے غار کی نشاندہی کی اور کہا یہ وہ
غار ہے جس میں وگرم ناپاک عمل میں مصروف ہے
میرے چند قدم کے فاصلے پر تھا وہ غار میں نے غار
کے اندر قدم رکھ دیا اور نیلیم غائب ہو چکی تھی میں جو بلی
غار کے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب سی بدبو سوسوچلی
ہوئی ہے جس سے میرا دم گھٹ رہا تھا لیکن مجھے اپنے
مشن کی کامیابی کے لیے اسے برداشت کرنا تھا غار
میں اس قدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ تک سمجھائی نہیں
دے رہا تھا میں غار کی زیوارت سے ہاتھ لگائے آگے
بڑھ رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ راستے میں کسی چیز
کا ڈھیر لگا ہوا ہے جب میں نے ہاتھ سے نوا تو کوئی
گول چیز میرے ہاتھ میں آئی اس پر ہاتھ پھیرنے لگا

ہو گیا آگ کا گولا میرے پیچھے لڑکھایا۔ آگ کا گولا
کہ زمین ایک دم کالی ہوئی کالی ریت تک رہا مجھ پر آگ
برسانی رہی اور میں پھار لیکن آخر کار میں ایک
گولے کی زد میں آ گیا تھا جس سے میرا بائیں ہاتھ
جل گیا تھا۔ میں نے ہمت کی اور اس کی طرف نگاہ
مرکوز کر رہی اور کہا جل جا۔ اے آگ لگ گئی رہ
میرے ار کے لیے تیار نہ تھی اس لیے جلد ہی شکست
کھا گئی مجھے ہاتھ میں جلن محسوس ہونے لگی لیکن میں
آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے میں نیلیم نے مجھے ایک ہتدیا
اور کہا۔

آقا اسے ہاتھ پر مل رو۔ میں نے اس سے
پتالے کر ہاتھ پر مل رہا میرے اسیا کرنے سے تمام
رور اور جلن تم ہو گئی۔ اب صرف جلنے کا نشان باقی رہ
گیا تھا جھیک یونیلیم۔ میں نے اس کی طرف دیکھتے
ہوئے کہا۔

نیلیم آقا ہر قدم پر آپ کا ساتھ دینا میرا فرض
ہے چیلے اب فاصلہ کم ہی رہ گیا ہے جلد ہی پہنچے۔ نہیں
وگرم بچے کی بلی نہ دے دے اور اسے نیلیم میں پھر غار
کی طرف درازاں ہو گیا۔

وگرم جلد وگرم اس بچے کو شیطان کے سامنے
لنا چکا تھا اور اپنا مخصوص منتر پڑھنے لگا جو وہ ہر روز بچے
کی بلی دیتے ہوئے پڑھتا تھا چند لمحوں بعد منتر ختم
ہو چکا تھا وگرم نے خنجر اٹھا اور بچے کے پاس جا پہنچا
جو ابھی تک بے ہوش تھا وگرم نے جانتے ہی خنجر ہوا
میں بلند کیا اور بچے کی گردن تن سے جدا کر دی خون کا
تیز فوارہ اٹھا جس نے سامنے رکھے شیطان کے بت
کو سرخ کر دیا تھا اب اس بت میں عجیب سی روشنی
چمک رہی تھی۔ وگرم جلد وگرم بت کے سامنے کھڑا ہوا
اور کہا۔

اے شیطان ربوتا میری اس بلی کو قبول کیجئے
اور مجھے جلد از جلد ملتی شالی بنا دیجئے اور امر کر دیجئے

پتہ چلا کہ وہ کوئی انسان ہے۔ چنانچہ اسے گھر لے کر آیا۔ وہاں اسے کچھ دوا دی اور بعد میں ایسا لگا
 آشکار ہوتے ہی مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا مجھ پر اس
 دودھ سے کی دوندگی عیاں ہو چکی تھی۔ اب میرا دودھ
 غصے کی شدت کی وجہ سے کانپنے لگا کھوپڑی کے ڈھیر
 کے ایک طرف سے آگے نکل گیا تھوڑا سا آگے گیا تو
 مجھے اپنے دائیں طرف کچھ دہشت نظر آئی میں اس روشنی
 کی طرف دیکھنے لگا جب میں اس روشنی کے قریب
 پہنچا تو ایک نہایت ہی خوبصورت اور کشادہ کرہ دکھائی
 دیا میں اس کرہ مانغا د میں داخل ہوا تو سامنے ہی ایک
 بت کے آگے ایک تخت پر ایک لمبا چوڑا آبی براجمان
 تھا اس کے قدموں میں دشا اور بیٹھا تھا میں سمجھ گیا کہ
 تخت پر بیٹھا ہوا آدی وکرم جادوگر ہے اسنے میں اس
 کی آواز سنا دی۔

آ جا مجھو آ جا۔ مجھے تیرا ہی انتظار تھا تو کیا
 سمجھتا ہے کہ تو اس چھوٹی سی طاقت کے ساتھ
 میرا مقابلہ کر لے گا ہرگز نہیں میری مادی عمران
 طاقتوں کو حاصل کرنے میں گزر رہی ہے تو میرا کچھ بھی
 نہیں بگاڑ سکتا۔ تو خود چل کر موت کے منہ میں آ جا ہے
 وکرم جادوگر مجھے اپنی فوقیت ظاہر کر دیا تھا میں نے جوا
 ب میں کہا۔

اے خبیث تارخ گواہ ہے ہمیشہ حق نے باطل
 کو شکست دی ہے تو پھلے بڑی بڑی طاقتوں کا مالک
 ہے مگر میری نوالی طاقت کے سامنے تیری طاقتیں
 کچھ بھی نہیں ہیں۔

بابا بابا۔ بابا بابا۔ وکرم جادوگر نے زور دار
 قبضہ لگایا اور کہا چل دیکھ لیتے ہیں اتنا کہتے ہی اس
 نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک دئی جس سے میرے
 ہاتھ پیٹھ پر بندھ گئے اور میری آنکھوں پر پٹی بندھ گئی
 اب میں وکرم کو دشا اور وکرم کا ماحول نہیں دیکھ سکتا تھا
 وکرم جادوگر چلایا اے نادان لڑکے اب تمہاری
 آنکھوں والی طاقت تو ناکاہ ہو گئی ہے اب کر کے
 دکھاؤ مجھ سے مقابلہ اور یہ ہے میرا دوسرا دورہ اوپنی

کہ میرے پاؤں میں پانی کھڑا ہے کچھ دشت گزرنے
 کے بعد پتہ چل گیا کہ یہ انتہائی گرم ہے اور اس سے
 میرے پاؤں جلنے لگے اب وکرم نے وکرم دہ پانی اوپر آنے
 لگا اور میرے ٹخنوں سے اوپر ہوتا ہوا میری پینڈی تک
 پہنچ چکا تھا پانی اتنا گرم تھا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ
 میرا گوشت گر جائے گا اور وہی سڑ جائے گا میں پریشانی
 کی کیفیت میں ادھر ادھر بھاگنے لگا لیکن وہ پانی ختم
 ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا میں دودھ کی شدت سے
 بلبلانے لگا اتنے میں وکرم جادوگر اور دشا دو بے قصہ
 گونجنے لگے اب پانی میرے ٹخنوں تک پہنچ چکا تھا
 میں اپنی پریشانی میں مبتلا تھا کہ ذہن نے بالکل بھی
 کام کرنا شروع کر دیا تھا لیکن بنا کچھ سوچے سمجھے میرے
 منہ سے طے والا دودھ جاری ہو گیا دودھ پڑھتے ہی
 میرے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اور گرم پانی بھی ختم ہو گیا
 میں نے فوراً آنکھوں سے پٹی ہٹا دی اب میں اور وکرم
 ماحول دیکھ سکتا تھا میری نظر جب پاؤں پر پڑی تو د
 خون سے سرخ تھے میں فوراً سمجھ گیا تھا کہ میرے
 پاؤں گرم پانی میں نہیں بلکہ گرم خون میں ڈوبے
 ہوئے تھے میری ٹانگیں بری طرح جل چکی تھیں
 اور ان میں بالکل جلنے کی سکت نہ تھی ایسے میں نلیم
 نے مجھے غائبانہ طور پر کہا۔

آقا میں نے آپ کی جیب میں وہی پتار رکھ دیا
 ہے جو جلن کو ختم کرتا ہے اگر میں آپ کے ہاتھ میں
 دیتی تو وکرم جادوگر مجھے دیکھ لیتا اور دشا میری زندگی کو
 ختم کر دیتا اسی لیے میں نے آپ کی جیب میں رکھ
 دیا ہے آپ اسے اپنی ٹانگوں پر لے دیں جلن ختم
 ہو جائے گی۔

نلیم کی بات سن کر میں نے ایسا ہی کیا تو سادی
 جلن جگمگاتے ہی ختم ہو گئی لیکن جلنے کا نشان باقی تھا
 میں نے جب وکرم جادوگر اور دشا دیکھ کر
 دیکھا تو وہ حیران بات بتاتے میری طرف دیکھ رہے تھے

دار دھاکے سے اڑ گیا اگر میں چند سینکڑ اور باہر نہ آتا تو میری ہڈیاں بھی نہ تھیں باہر آتے ہی مجھے اپنے بھائی اسامہ کی فکر ہونے لگی میں نے فوراً نیلم کو حاضر کیا اور اس سے کہا۔

نیلم یہ کہہ کر اسامہ کیسا ہے۔

جی اچھا۔ وہ اتنا کہہ کر غائب ہو گئی اور کچھ دیر بعد وہ واپس آئی۔ اور کہا۔ آپ کا بھائی بالکل محفوظ ہے اور اس کو محفوظ اور حفاظت سے رکھنا و کرم جاؤ مگر کی مجبوری تھی کیونکہ اسامہ کی بی بی کے بغیر وہ امر نہیں ہو سکتا تھا۔

تھینک گاڈ میرا بھائی زندہ ہے۔ میرے منہ سے بے اختیار شکر یہ کے الفاظ نکلے۔

آقا اب پہاڑی کی طرف گامزن ہو جائے جو اس غار کے پچھلی طرف تھی وہاں دی طوطا ملے گا جس میں وکرم جاؤ مگر کی جان سے جلدی کیجئے گا آقا۔ کہیں دیر نہ ہو جائے۔ نیلم نے مجھے حالات کی نوعیت سے آگاہ کیا۔ میں نے اپنا رخ پہاڑی کی طرف کر لیا رات کا بھی آدھے سے زیادہ حصہ بیت چکا تھا میں نے چلتے ہوئے نیلم سے کہا۔

نیلم بہت اندھیرا ہے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔

آقا وہی چلے والا دروازہ کہ ہاتھوں پر چھونک کر ہاتھ آنکھوں پر لگا دیجئے آپ کو ہر چیز یوں واضح دکھائی دے گی۔ جیسے رات نہ ہو بلکہ دن ہو میں نے ویسا ہی کیا جیسا نیلم نے کہا تھا پھر ویسا ہی ہوا مجھے ہر چیز واضح دکھائی دینے لگی میں نے اب اپنی رفتار تیز کر دی تھی میں جلد از جلد وہ طوطا حاصل کرنا چاہتا تھا جس میں وکرم کی جان تھی توڑی دیر تک میں اس پہاڑی پر قدم رکھ چکا تھا اس پہاڑی پر درختوں اور جھاڑیوں کی بہتات تھی میں خود کو بجاتا ہوا وہ پنجرہ ڈھونڈنے لگا جس میں وہ طوطا بند تھا میں درختوں پر بڑے غور سے تلاش کر رہا تھا آخر کار کافی دیر بعد مجھے ایک درخت پر ایک پنجرہ لگا ہوا دکھائی دیا میری خوشی

وہ اس بات پر حیران تھے کہ اچھے ہوئے خون کا دار ہاتھوں کی رسیاں اور آنکھوں کی پٹی اگر اتنی آسانی سے کھل گئی ہے تو ضرور یہ کوئی طاقت رکھتا ہے ابھی وہ سوچوں میں ہی تھے کہ میں نے اپنی نظر میں دشاد یو پر جتا دی۔ اور کہا جمل جائے تو اس کے گھنے بالوں کو فوراً آگ لگ گئی وہ خود کو بجانے کے لیے لاکھ جتن کرنے لگا جس سے خود کی آگ بجھا سکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور جلتے جلتے بن گیا دشاد یو کی موت کو دیکھ کر وکرم جاؤ مگر غصے سے چلایا۔

اے کہنے یہ تو نے کیا کر دیا میری سب سے بڑی طاقت کو مار دیا اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہتے ہی وہ میری طرف بڑھنے لگا اس نے میرے پیس پیچ کر میرے بالوں کو زور سے کھینچا اور میرے پیٹ پر لٹا دے ماری میں درد کی شدت سے چیخا اٹھا میں اس بات پر حیران تھا کہ وکرم جاؤ مگر چلنے کے لحاظ سے بوز تھا دکھائی دے رہا تھا مگر اس میں طاقت اور پھرتی جو انوں کی طرح تھی اس نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دور چھینک دیا اب میں زمین پر لیٹا کر اوپر ہاتھ بڑی شکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا میرے بالکل پیچھے اس شیطان دیوتا کا بت تھا جس کا وکرم جیرو کار تھا وکرم نے ہاتھ ہوا میں بلند کئے تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر آگیا وکرم نے بلاتا خیر وہ پتھر میری طرف اچھال دیا میں نے فوراً سے پہلے دوسری طرف جست لگائی اور وہ پتھر بیت پر جا لگا جس سے بت ریزہ ریزہ ہو گیا وکرم جاؤ مگر نے جب یہ دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ دینے اور کہا۔

اے فحشیت لڑکے تو نے تو مرنا ہی تھا ساتھ میں میرا بھی سیتا تاس کر دیا۔

ابھی وہ مجھ پر غصہ ہی اتار رہا تھا کہ غار در در سے چلنے لگا میں نے بند کچھ سوئے مجھے باہر کی جانب دوڑ لگا دی گرتے سنبھلے میں غار کے دہانے پر پہنچ گیا اور باہر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی غار ایک زور

شیطان

اور چونچوں سے مجھ پر انتہائی کاری دار کر رہے تھے مجھے کچھ نصیحتیں ہو چلا تھا کہ جو طوطا مجھ پر حملہ کرنے کے بجائے وہاں درخت پر الگ بیٹھا ہے وہ وہی طوطا ہے جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے میں اس تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن دوسرے نام طوطے مجھے آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے تھے میں زخموں سے چور ہو کر چکا خٹا اب میری ہمت جواب دے گئی اور میں زمین پر گر گیا تھا طوطے اب بھی میرا جسم نوچنے میں مصروف تھے ایسے میں غلیم ظاہر ہوئی اور اس نے دودھ کر وہ طوطا اٹھا لیا اور بھاگ کر میرے پاس آئی اور طوطا میرے ہاتھوں میں تھا وہ طوطا جو کئی میرے ہاتھوں میں آیا باقی طوطے غائب ہو گئے وکرم جادوگر اس اچانک پیش آنے والے واقعے کا قطعی گمان بھی نہیں کر سکتا تھا وہ غصے سے چلا ہوا۔

اے کبوتری جن زادی۔ تو نے میرے سامنے آکر بہت بڑی غلطی کی ہے اب تمہیں اس کی سزا ملے گی اتنا کہتے ہی اس نے کچھ بڑھ کر غلیم پر پھونک ماری جس سے غلیم کو آگ لگ گئی چلتے چلتے اس نے میری طرف دیکھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جیسے وہ مسکرانے چہرے سے کہہ رہی تھی کہ آتا میں نے قربانی دے دی ہے آپ بھی گاؤں والوں کے لیے کسی قربانی سے دریغ مت کیجئے گا جاتے ہوئے اس نے میری طرف الوائی انداز میں ہاتھ بلائے میری آنکھوں میں اس کی جدائی کے آنسو آ گئے۔

غلیم گاؤں والے تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے کبھی بھی نہیں جس نے رد ہانے انداز میں کہا غلیم کا وجود بالکل ختم ہو چکا تھا اب وہاں کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا تھا۔ پھر میں نے اپنا رخ وکرم جادوگر کی طرف کیا اور کہا۔

اے شیطان کی اولاد اب تمہیں بھی مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا شکست تمہارا مقدر رہی جی ہے اتنا کہتے ہی میں نے طوطے کے پر پکڑ لیے میں انہیں توڑنے

کی انتہائی ہمتی میں بھاگ کر اس طوطے کے پاس پہنچا تو اچانک میری نظر ساتھ والے درخت پر پڑی تو اس درخت پر بھی بھجرو لٹک رہا تھا اور اس میں بھی طوطا بند تھا اور یہ صورت حال دیکھنے ہی میرا دماغ جکڑنے لگا میں انتہائی غصے پریشانی میں مبتلا ہو چکا تھا میں اب خود کو ہوش محسوس کرنے لگا جیسے کہ میں بندگی میں بھاگ رہا ہوں اتنے میں وکرم جادوگر بھی اٹھ کھڑا وہ زور زور سے تھپتھپانے لگا کہ میری بے بسی پر غصہ رہا تھا میں وکرم جادوگر کی مت کے لیے الگ پریشان تھا دوسرا سامانہ کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا میں نے غلیم کو آواز دی غلیم۔ اسامہ کا کچھ پتہ چلا کہاں ہے۔

میں آٹا کھ کھ کھش کے باوجود بھی میں اسامہ کا پتہ نہیں لگا پانی کہ وہ کہاں ہے۔ غلیم نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ایسے میں وکرم جادوگر لگا رہا۔

اے چھو تو نے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی غلطی کی ہے غلیم کچھ جیل جیل تھپے موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ارے کبھی چوہنی اور باغی کا مقابلہ سنا ہے تم نے۔ ہا ہا ہا۔ ہا ہا ہا۔ وہ غصے لگنے لگا۔

ارے ناپاک ذات۔ یاد رکھ جب چوہنی اپنے آپ سے باہر ہو جائے تو بڑے سے بڑے ہاتھوں کو دوڑیں لگا۔ جی ہے میں نے بڑے حوصلے سے وکرم جادوگر کو جواب دیا۔ اب مجھے اس بات کی پریشانی تھی کہ کون سا طوطا ہے وہ جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے اتنے میں وکرم نے پتھر کی طرف اشارہ کیا تو سارے طوطے پتھروں سے باہر آکر درختوں کی شاخوں پر بیٹھ گئے سب طوطے بالکل ایک طرح کے دکھائی دے رہے تھے ایسے میں وکرم جادوگر کی جان والے طوطے کی پہچان انتہائی مشکل تھی وکرم جادوگر نے طوطوں کو حکم دیا۔

اے میرے غلاموں اس کینے کی بونی بونی نوح ڈالو یہ سننا تھا کہ سرے طوطے مجھ پر جھپٹ پڑے سوائے ایک طوطے کے وہ طوطے اپنے بچوں

جسم کو آگ نے اپنی لپٹ میں لے لیا۔ کچھ دیر بعد اس کی راکھ بھٹی اودا سر ہونے کا خواب دیکھنے والا وکرم جہنم واصل ہو گیا میں اپنے بھائی کی باز میں کافی دیر دوٹا دبا پھر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو میں اپنے گاؤں میں تھا میں اٹھ کر پہنچا اور کہا میں یہاں کیسے آیا تو صدیق جا جا بولے بنا جس رات تم جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے تھے تو اس صبح گاؤں کا کوئی آدمی اس جگہ پہاڑی والے درختوں کی نگز باں کاٹنے کے لیے گیا تھا تو اوجھڑیں بے ہوش پایا اور پھر وہ یہاں لے آیا آج پورے تین دن کے بعد تمہیں ہوش آیا ہے اچھا کیا جاؤ گے مگر مر گیا ہے۔ ہاں وہ مر گیا ہے پھر میں نے تمہیں تمام رد واد سنا لی جب غلام اودا اسامہ کا ذکر آیا تو ایک مرتبہ پھر سہری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے گاؤں والوں نے ہمت دلائی اور کہا کہ ان کی قربانی کو بیٹھ باور کھا جائے گا کچھ دنوں تک میرے دھم ٹھیک ہو گئے اور کچھ عرصے بعد گاؤں کی ایک لڑکی سے میری شادی ہو گئی اور ایک سال بعد خدا نے ہمیں ایک بیٹا باجو اسامہ جیسا تھا میں نے اس کا نام اسامہ رکھ دیا۔ اب وہ پانچ سال کا ہو چکا تھا۔

ایک صبح میں اپنے لان میں کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ بھگتا کہ اسامہ صحن میں دو دو باتے میں نے کہا بیٹا آہستہ کہیں گے نہ جادو اس نے کہا اب میری فکر نہ کر کہیں مجھے پیچھے نہیں دو جا رہا۔ سننے ہی مجھے اپنا بھائی اسامہ یاد آ گیا جب دو وکرم جادوگر نے اس کی گردن پر پتھر رکھا تھا تو اس نے بھی ہلکا ہٹا ہٹا ہٹا کی بات میری آنکھیں پھر اُٹیں میں جب بھی اپنا جلا دیا ہاں ہاتھ چلی: وہی ناکیں اور اپنا بیٹا دیکھتا ہوں تو میں ایک بار پھر ہاتھ میں کھنکھاتا: دل۔

نارین کو رام آپ کو میری باتوں کی کمی تھی اپنی قیمتی دوائے سے ضرور نواز بنے گا۔ آپ کی دوائے میری اصلاح کا باعث بن سکے۔

ہی والا تھا کہ وکرم جادوگر چلا مار کو یہ دیکھ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو ابھی بچے میں نے جب اس کی طرف دیکھا تو اس کے قبضے میں میرا بھائی اسامہ تھا اس نے میرے بھائی کی گردن پر پتھر رکھا ہوا تھا اپنے بھائی کو موت کے اتنے قریب دیکھتے ہوئے میں کانپ گیا تھا دیکھو وکرم میرے بھائی کو چھوڑ دو یہ مصحوم ہے میں نے التجا کیا۔ کہا۔ وکرم چلا۔

ٹھیک ہے چھوڑ دوں گا تم یہ طوطا میرے حوالے کر دو اتنے میں اسامہ بولا نہیں بھیا آپ اسے یہ طوطا مت دیا اب میری فکر نہ کریں مجھے کچھ بھی نہیں ہو گا وکرم جادوگر غصے سے دھانزا۔ اے بھھو یہ نادان ہے لیکن تو تو ٹھکاند ہے اس کی بانوں میں زآ اور طوطا میرے حوالے کر دے میں اپنا بھائی کشش کے عالم میں تھا آخر مجبور ہو کر میں وکرم کی طرف بڑھنے لگا نہیں بھیا نہیں پلہز اسے ختم کر دیجئے گا۔ میں مسلسل وکرم جادوگر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسامہ کے باو بار کہنے پر بھی میں نہ دکا تو اس نے اپنی گردن پر زکے ہوئے پتھر کو اپنی گردن پر پھیر دیا خون کا ایک تیز فوراء اٹھا اور اسامہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا میں غصے میں زمین پر لائیں مارنے لگا بھائی کی موت سے میں حواس باختہ ہو گیا تھا۔ میں دھانزاں بانے دگا ایسے میں وکرم جادوگر بولا دیکھو مجھ پر طوطا مجھے دے دو اب میں بھی کسی کا خون نہیں کروں گا اس کے پیرے سے خوف اور پریشانی کی جھلک نما ہاں نظر آرہی تھی میں نے غصے سے طوطے کے پر نوڈ دے تو جادوگر کے باو کٹ گئے وہ مجھ سے رحم کی جھلک اٹھار با میں نے طوطے کی وڈوں ناکیں نوڈ دیں جس سے جادوگر کی ناکیں کٹ گئیں اب وہ زمین پر گر چکا تھا اور مجھے لالچ دینے لگا کہ میں نہیں اتنی دولت دوں گا کہ تمہاری سات منسلب بھی اگر غیانی کر رہی تو دولت ختم نہ ہوگی میں نے بغیر پروا دے کئے طوطے کی گردن سرد و دی جادوگر کی گردن کٹ گئی اور اس کے

پراسرار قلعہ

تحریر: رانی خان - شیخ آباد پشاور

ایک دو بد صورت شکل والی روح غائب ہوئی مگر عثمان کی کئی لاش وہاں پر چھوڑ گئی۔ بٹے میں ابھی کچھ ہی دیر باقی تھی کہ اسے بد روح کے ہاتھوں میں مارا۔ ان کی طرح بد روش پنہنی ہوئی دکھائی دینی تھی۔ مردوں اور دروگر مارا۔ ان سے کہہ رہی تھی کہ اگر مان یہ عمل چھوڑ دو اور مجھے بچاؤ مگر وہ نہ مانا اور ٹھیک اسی طرح اس نے بد روش کے ساتھ بھی شی عمل کیا کچھ ہی دیر بعد وہ بد روح چھٹی ہوئی غائب ہو گئی اور چلتے ہو گیا۔ اور مان نے جب دھڑا توڑا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس ابھی لڑکے کی لاش اسی طرح پڑی ہوئی تھی وہ دھڑکا ہوا کمرے میں گیا وہ بد روش کو دیکھنا چاہتا تھا۔ بد روش صبح سلاست تھی اسے سب کو بتا دیا شاداب نے رد کر دیا حال کر لیا تو وہ رگڑا۔ اس سر پر اٹھایا تھا۔ تصدیق ہو چکی تھی کہ اس کی بد روح نے عثمان کو مار دیا ہے۔ پتھر مارا۔ ان کیا کر سکتا تھا اتنی مجلس اس رات کہ وہ بد روح اس کی چوڑی کی گونج سنائی دیتا رہی تھیں۔

صبح ہوئے سے پہلے پہلے صوبین اور ارمان نے اسی دائرے کو دو دفعت کی گہرائی تک کھودا۔ روشنی کی کرنیں بکھری ہوئی تھیں۔ اسی جگہ میں سے برآمد ہوئے اور مان نے ڈرتے ڈرتے بیروں کو ہاتھ لگایا اور وہاں سے کونے کونے سے تھوٹے ٹھوٹے کی لبراس کے چہرے پڑے۔ روشنی مگر عثمان کی لاش کو وہ دونوں جو کمرے میں لے کر گئے تھے شاداب نے اپنا حال بہت برا کر لیا تھا۔ بد روش اسے دلاست دے دے کر خود بلکان ہو چکی تھی یہ رات کسی قیامت سے کہہ بھی عثمان کو اس کی موت اس قلعے میں لے آئی تھی زندگی تو ہوئی تھی موت کی امانت ہے۔ بدینی مشکل سے عثمان کی میت کے ساتھ وہ لوگ اس قلعے سے چلے گئے اب وہ قلعہ پراسرار نہیں لگ رہا تھا بلکہ وہ قلعہ ریت کے ٹیلوں میں کھنکھم ہو گیا تھا ان لوگوں کے نکتے سی وہ قلعہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ایک خوفناک اور مسمیٰ خیر کبانی۔

چیلانی گئی کیا نیاں ہے اور کچھ نہیں ہے اس جگہ میں ورنہ میں کیا وہاں آج اتنا میں ڈرتا اور نہ میں نے وہاں پر کوئی جن جنوت مغریت دیکھا تھا میں تم دیکھنا اس بھیا تک قلعے میں میں نہیں بھی لے جاؤں گا نہ اپنا ہمارا سامع تو خراب نہیں ہو گیا ہے لگتا ہے ان جن جنوتوں کا اثر تم پر ہو گیا ہے اس وجہ سے تم بھی بھگتی ہو رہے ہو میں بالکل بھی ان جن جنوتوں کو کھنکھانا سنا رہا ہوں تم مجھے کوئی جن جنوت دکھا دو تو شاید میں تمہارا ہتھکڑیوں میں لگا دوں۔

لڑائی تو آج تم سے کوئی جیت ہی نہیں سکتا عثمان کیونکہ تم تو صرف باتیں کر رہے ہو بلکہ بے بنیاد الزامات لگنے دو جن جنوت اس دنیا سے ہے اور ہر ایک انسان پر خود کو ظاہر نہیں کرتے اس لئے یہ تہذیبی خوش بھگتا ہے کہ اس قلعے کے بھوتوں نے نہیں بکھڑے کیا اور حیرت انگیز طور پر جانے بھی دیا ورنہ جن جنوت تو کوئی دل اور جگر تک گزرا نہ دے دیتے ہیں۔

ایسا میری ماں نہیں بھی کہہ رہی تھی کہ وہ وقت وہ خوفناک اور بازار ناول پڑھتی رہتی ہو اس لئے تمہارے وہاں پر میرے

کیا کدو اس کر رہے ہو مجھے یقین نہیں رہا ہے کہ تم اکیلے اس بھیا تک جگہ پر مجھے سے تو کیا ہو امیں جھوٹ بول رہا ہوں میں سو فیصد جی کہہ رہا ہوں وہاں پر ایسا کچھ بھی نہیں تھا میرے خیال میں لوگوں کی من مغلزت باتوں نے اس جگہ کو خوفناک بنایا ہے میں تو حیران ہو رہی ہوں کہ تم اس جگہ سے واپس کیسے آئے کیونکہ آج تک وہاں پر نہ بھی گیا ہے یا تو وہ پاگل ہیں کہ لگتا ہے پھر موت کے منہ میں چلا گیا ہے چلو تم نہیں مانتی ہو تو نہ مانو اگر تم میرے ساتھ وہاں جانا چاہو تو میں نہیں بھی وہاں کی حیرت کرا سکتا ہوں اچھا۔ بابا! لیکن اسب زور نہ ہو جس سے مجھے ہمارا رکھنا میری مانتا تو تم بھی قلعہ بھی بھول کر بھی نہ جانا کیونکہ وہاں پر ہزاروں داستانیں رقم ہیں اس قلعے کو جب لوگ دور سے دیکھتے ہیں تو وہ بھیا تک قلعہ لوگوں پر بدشست طاری کرو دیتا ہے۔ جس قسم اور وہ سب لوگ پاگل ہیں جو امیں تو ہم پرستی کا اظہار کھل کھلا کر رہے ہیں یہاں تک کہ بڑی بڑی کتابیں تک چھاپ دی گئی تھی اور وہ کتابیں اتنی مشہور ہو گئی تھیں کہ اس جگہ کو مزید آزمائشی جگہ کا لقب دے دیا۔ یہ قلعے کیا نیاں لوگوں کی



ڈاکٹر نے ارمان کو کہا تمہاری بیوی بالکل بھی پاگل نہیں ہے اور نہ ہی ان پر پاگل پن کے دورے پڑتے ہیں کیونکہ انہیں میرے خیال میں کوئی گہرا ادھم کا حملہ نہ ہے جسکی تو وہ اس بار یہ اعتقاد کر رہی ہے جس نے ان کے بارے میںٹ اور انکسے رپورٹ بھیجی ہے وہ سب نادرل ہے تو ڈاکٹر صاحب اب میں کیا کروں۔ ارمان نے قدوے دہی ہو کر کہا تم ایسا کر دو کہ ان کو دکھ خود کے ساتھ پانت لو۔ نہیں ڈاکٹر صاحب نہیں۔ میرے خیال میں دو ذاتی پاگل ہو رہی ہے دیر تک ٹھنکوں میں سر رکتی ہے اور کبھی کبھی مجھے بہت زیادہ ذرا لگی ہے کیا مطلب۔ ارمان تمہاری بیوی جس میں ذرا لگی ہے ہاں ڈاکٹر صاحب دو مجھے کسی خوفناک پنڈیل سے زیادہ خوفناک لگتی ہے اور کبھی کبھی مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میری بیوی مجھے مارنے کی کوشش کر رہی ہے۔ تم دونوں کی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔ ڈاکٹر شعیب احمد جو کہ سائیکالٹسٹ تھا اور ماہر نفسیات تھا یہ سوال پوچھا۔ ہماری شادی کو تقریباً چار ماہ ہو چکے ہیں اور شادی کے بعد ہم دونوں بے حد خوش تھے لیکن پتہ نہیں کہ جاؤ۔ خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی۔ تمہیں کب پتہ چلا کہ دو پاگل ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب تقریباً ایک ہفتہ ہوا اس نے بالکل غیر معمولی طرح میں شروع کر دی ہیں۔ جو مجھے بالکل بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کروں اس لیے آج دوسری مرتبہ میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ ٹھیک ہے تم کل اپنا بیوی کو بھی لے آنا شعیب احمد نے ارمان کو کہا۔ ہاں ٹھیک ہے کیونکہ یہ ٹھیک ہے میں کل اپنی مددوش کو ضرور لے آؤں گا۔ مددوش تمہاری بیوی کو کوئی ذاتی صدمہ تو نہیں لگا ہے یعنی اسے کوئی سخت رکھ تو نہیں ہوا ہے۔ نہیں ڈاکٹر صاحب میں نے آج تک اسے ہر ممکن حد تک خوش رکھنے کی کوشش کی ہے۔ پلو اب تم جاؤ اور مددوش کو ساتھ لے کر آنا۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب میں اس کو کل لے کر آؤں گا۔ ارمان ڈاکٹر صاحب سے اجازت لے کر کھینک سے باہر آ گیا۔



شاداب بنا کیا سوچ رہی ہو ذہنی کچھ بھی نہیں بس ایسے ہی فارغ یعنی ہوئی ہوں اپنا اگر فارغ ہو تو میرے لیے ایک کپ چائے کا بنا دو۔ جی ذہنی میں ابھی بنا کر لانی ہے یہ کہہ کر وہ کچھ کی طرف مٹی کی اس کا ذہن ابھی تک الجھا ہوا تھا یہ عطار پھر کب آئے گا چلو دو آئے والا نہیں ہے آج دوسروں کو دیکھا ہے مگر اپنی خوشی دکھائی ہی نہیں دو

اثرات ہے جنہیں کسی سائیکالٹسٹ کے پاس جانا چاہیے عطار نے اسے چمپڑتے ہوئے کہا مائی فٹ میں کیوں جاؤں گی پاگل ڈاکٹر کے پاس بلکہ یہ کام تو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ تم جسکی بجلی بائیں کر رہے ہو اور تم نے مجھے بہت ہی زیادہ حیران کر کے رکھ دیا ہے اچھا میں جا رہا ہوں اور تم اپنا منہ بند کرنا تم سے میں اب بالکل بھی نہیں بولو گا عطار نے پتہ دو شاداب کے گھر سے باہر نکل کر چلا گیا اور شاداب سوچوں میں گم ہو گئی یقیناً یہ عطار کسی دوست کے پاس گیا ہوگا اور پورا دن اور رات وہاں پر گزار کر آیا ہے اور اتنا بڑا جھوٹ بول رہا ہے کہ میں نے بھیا یک قلعے میں رات گزار دی ہے کو کوئی قلعہ کہ اندر گیا ہے دو بار وہ باہر جسکی آیا ہے اور اس کی لاش کسی کسی کو نہیں ملی پورا قلعہ بھی کھتا ہے وہ بھیا یک قلعہ رات کو کسی بھی عاصف بھی ہو جاتا ہے اور یہ میں اسی بھیا یک قلعے کے بارے میں سب سے مشہور ناول میں پڑا ہے کیونکہ دو ناول میں اتنا اثر ہے کہ پڑھنے والے کو اپنے حصار میں قید کر دیتا ہے عطار تم مجھے جھو کہ نہیں دے سکتے اب میں تمہیں جیسوں کی اسی قلعے میں تاکہ میں بھی اسی قلعے کا راز جان سکوں اسی ناول میں یہ کہا گیا ہے کہ یہاں پر فرعون کی منسلو سندھادیوی بھی رہتی ہے اور سندھادیوی کی روح کی پیروی میں دہی قلعے میں مدفن سے انہوں نے ہزاروں لوگوں نے ان ہیروں کو نکالنے کی کوشش کی لیکن جسکی ناکام ہوئے کیونکہ جن جھوٹ اور ایسی ایسی رو میں بھی انا ہیروں کی حفاظت پر سمور ہیں کہ وہ آدھی برا کر اپنی جنت ظاہری کر دے تو وہ شخص چند لمحوں میں ہی اپنی پاگل ہو سکتا ہے یا پھر میرے سکا شاداب ناول کے بارے میں سوچتی رہی اور خود ہی الجھتی رہی۔

ڈاکٹر صاحب میری بیوی پاگل ہو رہی ہے اور میں اس کے توروں سے بہت حد تک خوفزدہ ہو چکا ہوں۔ کیا مطلب ہے آپ کا آپ اپنی بیوی سے ڈر رہے ہیں جسکی اس لیے کہ دو راتوں کو بھنگ سے غائب ہو جاتی ہے ساری رات باہر رہتی ہے باہر لان میں ٹپکتی رہتی ہے کیونکہ کبھی کبھی عجیب و غریب حرکتیں کرتی ہے اور چیزوں پر اپنا غصہ نکالتی ہے ڈاکٹر نے ارمان کو کہا آپ کیا کہیں گے یہ تو پاگل پن کی علامات ہیں اکثر میں بھی اپنے منہ سے اچھ کر ساری رات لان میں باہر بیٹھ کر مگر یہ جھوٹا رہتا ہوں غصہ میں جسکی تو زہر جتا ہوں اور کبھی بہت ایسے کام کرتا ہوں لیکن آپ کو لگتا ہے کیا۔؟ کہ میں پاگل ہوں۔

شاداب مستاناً۔ کیونکہ میں اب رپورٹر ہوں۔ اور مجھے نیوز کے لیے شہر سے باہر جانا پڑا ہے اس لیے میں اب بالکل بھی نہیں جا سکتا ہوں۔ دوسرے دن صبح اٹھ کر اس میں کچھ بھی نہیں ہے اور ہمارے شہر سے خاصی دور بھی ہے جبکہ وہاں سامنے کے لیے ابراہیم دن صبح اٹھ کر آئے گا اور پھر آنے کے لیے بھی اسی طرح ایک دن صبح اٹھ کر آئے گا۔ میں نے تم سے وضاحتیں نہیں مانگی ہیں اب انکار کے سوا میں نہیں: میں تم سے میرے ساتھ جا رہا ہوں۔ چند دنوں میں۔ میں نہیں جا رہا ہوں اور نہ ہی میرے پاس فالو وٹ ہے کیونکہ میں انٹرنیٹ بالکل بھی قاصر نہیں ہوں اور اسی قلعے میں ایک بار جا چکا ہوں وہاں۔ کچھ بھی نہیں ہے بلکہ لوگوں نے اسے ایسے ہی خونا ک مشہور کر دیا ہے عفان تم جھوٹ بول رہے ہو تم کسی دوست کے ہاں گئے تھے اور پھر واپس آ گئے اور تم اس پر اسرار قلعے میں بالکل بھی نہیں گئے تھے شاداب نے نہایت ہی غیر اخلاقی میں کہا اور فون بند کر دیا اس کا سوا ذہن خوف ہو چکا تھا۔



مردوں کی تم میری بات کیوں نہیں سمجھ رہی ہو اور ان میں چاکل تو نہیں ہو گئے ہو میں کسی بھی ڈاکٹر کے پاس نہیں جاؤں گی اور نہ ہی میں بالکل ہوں تم مجھے زبردستی چاکل کر دو گے۔ مردوں شہزادی جرمیں آج کل نہایت ہی عجیب و غریب ہو گئی ہیں تم غریب کرنا چاہتی ہو اور اس کے ہمیں چین نہیں ہوتا ہے کسی کسی بھی چیز کی طرح غرائی ہو اور اپنا غصہ چیزوں پر نکالتی ہو آج ہمارا کامیابیت ہے ہلکے مردوں دو ڈاکٹر بہت زیادہ چاہا ہے میں تمہیں ٹھوکانا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور ان کوئی چیز مجھے اندر تک پہنچ کر رکھ دینا۔ یہ اور میں نے تمہیں ہو جانی ہوں میں چاکل نہیں ہوں جب میں یہ کرنا نہیں کرتی ہوں تو میں ہوش دہراؤں میں ہوتی ہوں اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں کیا کر رہی ہوں لیکن کوئی خوفناک ہی چیز ہمارے درمیان آگئی ہے اور میں بری طرماں چیز کے شکیبے میں سیکڑی جا رہی ہوں میں محسوس کر رہی ہوں کہ دو دھیرے دھیرے مجھ پر اپنا وجود ظاہر کر رہا ہے اور ان شام مجھ سے ہو کہ میں کیا کہہ رہی ہوں میں کوئی شے بھی سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ تم اس دور میں بھی ایسی چیزوں پر رضی ہو اور ان ڈاکٹر شعیب احمد کو منع کر دو کہ میں اس کے پاس بالکل بھی نہیں آؤں ہوں در۔ میں۔

ساتھ ساتھ چائے بھی بنا رہی تھی اور خود سے بائیں بھی کر لی جا رہی تھی چائے کب کی پین چکی تھی اس نے اسے کپ میں ڈال کر ڈیڑی کی طرف آگئی۔

بہ لیجئے ڈیڑی۔ شکر۔ بہ بنا ڈیڑی نے نیوز چینل لگا دیا اور شاداب لاؤج سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی کیونکہ شاداب کو نیوز سٹانڈ پر لگنا خود عفان بھی آج کل بنانا رپورٹر بنا تھا کسی نیوز چینل میں عفان اس کے پھر پھر لگا کر آئے تھے پھر اسے بردفن توئی رہتی تھی اس لیے وہ پھر پھر کی ڈانٹ سے بچنے کے لیے ابھرنا اب کے گھر آ جاتا تھا لیکن وہ دونوں کے مزاج نہیں لئے تھے شاداب سے وہ جو بھی کہتا وہ اس کی الٹ کر دیتی اس لیے ذبح دوسرا دن خود وہیں رہا تھا اور نہ ہی فون کر رہا تھا شاداب نے اپنا سبیل فون نکالا اور عفان کا نمبر ملانے لگی دوسری طرف نکل جا رہی تھی کہ عفان نے فون بڑی کر دیا شاداب نے پھر نمبر بڑی ڈال کر کہا تو اس بار عفان نے فون بند کر دیا وہ دھیرے دھیرے سرخ ہونے ہوئے پھر لاؤج میں آئی تو پاپا کے ساتھ فی دنی کے سامنے بیٹھ گئی۔ بہ کیا پاپا بہ عفان نیوز سٹانڈ رہا ہے۔ ہاں بناتھی تھیں بھی حیران ہوں کہ میرا فون کیوں رسبو نہیں کر رہا ہے لیکن شاید فون اس کے کسی سکرڈن کے پاس ہوگا کیونکہ نیوز ٹو ٹیوٹو چل رہا ہے۔ ہاں بنا ایسی فی بابت ہے پھر وہ دونوں ابھر ابھر کر بائیں کرنے گئے۔ نہ نیوز ختم ہوئی اور عفان بھی فی دنی میں سکر بن سے غائب ہو گیا۔ انھی کچھ ہی دنوں میں وہی کہی کہ ایک شاداب کے سبیل فون پر رنگ فون آئی شاداب نے سکر بن پر نمبر دیکھا عفان کا ہی نمبر تھا شاداب نے فون خوش دلی سے رسبو کیا۔ پس۔ دوسری طرف عفان کی سمیرا آواز سنائی دنی۔ کیسے ہو عفان۔ شاداب نے مجھ میں مضامین لانے جوئے کیا ٹھیک ہوں فون کیسے کہا دو تم نے دوبارہ کال کی تھی لیکن میرا سبیل فون میرے اسٹنٹ کے پاس تھا اس لیے میں ریو نہ کر سکا پھر خود تو مجھے پتہ ہے لیکن مجھے تم سے بہت ضرورتی بات کرنی ہے کیونکہ میں تمہارے ساتھ اسی پر اسرار قلعے میں جا چکا ہوں ہوں۔

کیا۔ دوسری طرف جبرائیل کا اظہار ہوا۔ عفان کو جسے کسی پچھو نے کاٹ لیا ہو بہ تم کہہ رہی ہو شاداب۔ کہ تم پر اسرار قلعے میں جانا چاہتی ہو۔ ہاں کیونکہ میں نے بس فیصلہ کر لیا ہے کہ میں بھی اب جن جھوٹوں کا راز جان کر رہی رہو گی لیکن میں اب اس قلعے میں نہیں جا سکتا ہوں۔ پر کیوں

شاید ابھی آدھے گھنٹے میں پہنچ جائیگا ہاں تو ہمیں اسے ریمو کرنے بھی اختیار پورٹ جاتا چاہیے پلوتاری کروچی بابا میں مینا تیار ہوئی دونوں کچھ ہی دیر میں ایک رپورٹ کے لئے نکل گئے اور ایک رپورٹ پر پہنچ کر ہی شاداب نے سکون کا سانس لیا آج ایک رپورٹ میں کافی دشمنی تھا بہت سے لوگ اپنے پیاروں کو ریمو کرنے آئے ہوئے تھے اچانک شاداب کو سوجنی نظر آگیا وہ دیکھو پاپا سوجنی او سوجنی۔ سوجنی کہہ کر شاداب جلانے لگی بائیں ہاتھ اس نے زور زور سے سوجنی کو کچا دیا لیکن جب سوجنی ان کی طرف چلا تو۔۔۔

ہائے سوجنی تم ج میں۔۔۔ یہ تم ہو۔۔۔ کتنے بدل سے گئے ہو۔۔۔ وہاں یہ یقیناً شاداب ہوگی تم بھی تو بہت بدل چکی ہو وہاں یار بانیں تو گھم جا کر بھی ہوں گی چلو گھر چلے جی رہاں تو میں تمہیں خود۔۔۔ تنگ کر دیں گی وہ تینوں کچھ دیر کے بعد گھر میں موجود تھے سوجنی تمہیں پاکستان کیسا لگتا شاداب پاکستان ہمارا ملک بہت ہی پیارا اور خوبصورت ہے مجھے پاکستان بہت اچھا لگتا ہے تم کافی پیارا اور دیر چرچ کو سچ کے طور پر لیتے ہو ہاں شاداب میرا مانتا ہے کہ زندگی میں پہنچ کر سامنا کرنا چاہیے اور ہر اس چیز کو لٹا کر چاہیے جو ہماری راہ میں رکاوٹ ہے تو ہمیں ایسا وہ چیز بھی کانی پسند ہے۔ ہاں تم میرے بارے میں بالکل ٹھیک مانتا ہے ویسے سوجنی بات تو بتاؤ کیا تم شیخ عہد کو تو کہتے ہو ہاں کیوں نہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی مخلوق ہے سوجنی یہاں سے دور ریگستان میں ایک قلعہ واقع ہے سنا ہے وہاں پر سائے مثلہ آتے ہیں اور جو بھی وہاں جائے روئیں اور چاروں طرف اٹکا جیلا حال کر فریق ہیں قلعہ یہ تم کہہ رہی ہو ہاں تو وہاں پہ جانا چاہتی ہو لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کس کے ساتھ جاؤں شاداب تم نے اس قلعہ کے بارے میں کہاں سے پڑھا ہے اس قلعہ میں فرعون کی معشوقہ کی روح بھی رہتی ہے اور ان کے سپرے بھی وہی قلعہ میں دفن ہیں کہتے ہیں کہ فرعون کی معشوقہ کی روح اس کی حفاظت کرتی ہے اور کسی کو بھی قلعہ میں جانے نہیں دیتی ہے اگر کوئی قلعہ میں داخل ہو بھی جائے تو نکام رہیں اس بندے کی حشر نظر کر دیتے ہیں اور قلعہ۔۔۔ دینی ہے حیران نہ کر کہ پھر تو ہمیں اسی پر اسرار قلعہ کی سیر کے لئے ضرور جانا چاہیے یہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ شاداب کے ڈیڑی اندر داخل ہوئے۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں میں بھی تو یہ چلے اگلے کچھ خاص نہیں بس شاداب سے پاکستان کے بارے میں ذرا

اچھا ٹھیک ہے تم مت جاؤ میں اس سے مل کر خود ہی بات کر لوں گا مگر ان دنوں تم میری بات کو نہیں سمجھ رہے ہو میرا دل تو ایک بیساکہ پتلا دھکتی ہوں میں تمہیں کسی قدر ریگستان میں دھکتی ہوں ہر طرف ریت اور دھن ہوئی ہے اور وہ ان دنوں ریت میں دھکتے جا رہے ہیں خود ہی پرندے تمہارے سر پر مثلہ لارے دوئے ہیں اور پھر تمہاری طرف لپٹی ہوئی ہے تمہارے چہرے پر مارنے کی کوشش کرتے ہیں اور تمہاری بیساکہ چھینیں مجھے لڑا کے رکھ دیتی ہیں میں کچھ بھی نہیں سمجھتی لیکن بھاگتے ہیں میں پھر اس خوفناک سائے کو دھکتی ہوں اور کانپے کر اٹھ جاتی ہوں اور پیسے میں خراب اور ہوتی ہوں میں کچھ بھی نہیں سمجھتی دنوں وہ دھن کی مانند آتے ہیں میں بہت ڈر جاتی ہوں اور تم کہہ رہے ہو کہ میں پیار ہوں اور مجھے کسی ڈانکر سے رابطہ کرنا چاہیے میں بالکل بھی پیار نہیں ہوں لیکن۔۔۔ روش نہیں صرف ایک بار ڈانکر شعیب احمد سے ملنا چاہیے شاید وہ تمہارا خوف دور کر دے اور ان مجھے کوئی بھی خوف نہیں ہے اور نہ شک کوئی وہم ہوا ہے جو کچھ بھی ہے سچ کہہ رہی ہوں ہاں مان لیا کہ میں نے کمر ج کبہ رہی ہو لیکن پائیز ڈانکر سے مل تو ہوا اچھا اگر تم اسے ہی بعد تو میں ضرور شعیب احمد سے مل لوں گی قلعہ۔۔۔ روش تیار ہی کر ہمیں ابھی جانا ہے آج ہی ہماری اپائنٹمنٹ ہے دونوں تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد شعیب احمد کے ٹھکانے کے دروازے میں داخل ہوئے اندر ڈانکر شعیب کی نظریں مددوش پر پڑیں تو وہ چونک گیا۔۔۔ روش بھی وہی پر دک لگی اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے جبکہ اور ان نے ہادی ہادی دونوں کو دیکھا تو ایک دوسرے سے کوئی نئے پوری طرح تم سمجھ چکے تھے



شاداب جیسا کہ بات ہے بہت محرم رہنے لگی ہو آج کل تمہارے لیے ایک بریکنگ نیوز ہے پاپا نے شاداب کے لئے نئے مکتبہ کی طرف دیکھ کر کہا کیا ہے۔۔۔ تمہارا اکڑن اسرا کہ سے آ رہا ہے جو کہ یہاں پر قیام کرے گا کون پاپا شاداب نے اپنی دانی دے کہا۔۔۔ اسے اپنا تمام اتنی جلدی بھول ہی ہو گیا تمہارا اکڑن ہے وہ کون پاپا اکڑن تو میرے بہت سارے ہیں اسے میں سوجنی کی بات کر رہا ہوں۔ کیا دانی۔۔۔ سوجنی آ رہا ہے۔۔۔ ہاں اسے ایسا دلچسپ ثابت ہوا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ تمہیں بھی فخر بہت پسند ہے ڈیڑی آج میں بہت خوش ہوں سوجنی کب آ رہا ہے آج ابھی تمہارے اگلے کونوں آیا تھا

مطلوبات حاصل کر رہا تھا۔ ایک لمحے کے بعد وہ دونوں کپ مپ کر دیں۔ ذرا لینے کے بعد وہیں ہوں انکل تو چلے گئے۔ اب تم ہی کچھ بولو سوئی تو پھر کیا سوچا ہے تم نے کب جاؤ گے اس پر اسرار قتلے میں شاداب جب تم بولو۔ ٹھیک ہے میں اس سوچی ہوں پھر جاؤں گی۔



ڈاکٹر صاحب نے میری زہنی مردوش ہے ارمان آگے بڑھ کر بولا۔ جی آرئی ٹھیکو۔ دونوں ڈاکٹر شعیب کے سامنے کرسی پر براجمان ہو گئے۔ شعیب احمد مردوش کو دیکھنے میں کو خدار ہاں تم کچھ دیر کے لیے باہر جاؤ مجھے تمہاری بیوی سے کچھ سوالات کرنے ہیں۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب ارمان دوم سے باہر نکل گیا اور مردوش اور شعیب احمد کمرے میں اکیلے رہ گئے۔ شوئی اگر مجھے یہ ہوتا کہ یہ تم ہو تو کبھی بھی میں اس کلینک میں قدم نہ رکھتا۔۔۔ مردوش میں نے بھی سوچا نہیں تھا کہ تم مجھے دو بار کسی ایسے موڈ پر لوگوں اور دو بھئی اسنے سالوں بعد کیا تم واقعی پاگل ہو رہی ہو یا پھر واقعی کوئی سایہ کوئی روح تمہیں تنگ کر رہی ہے۔ شوئی ارمان مجھ سے بہت پیار کرے۔ اس لیے میں جانتی ہوں کہ تمہاری پچھلی زندگی کی ہلک بھی اس پر نہ پڑے میں خوش کروں گا کہ ایسا ہی ہو تمہیں میں واقعی یہاں دیکھ کر مجھے بعد دونوں کی وہ پچھلی حسین زندگی یاد آتی ہے۔ شعیب احمد تم یہ مت بھولو کہ میں اب کسی کی بیوی ہوں اور تمہاری کائنات میں کہ یہاں پر آئی ہوں۔ ہاں جانتا ہوں میں۔ تمہاری زندگی تو تمہاری نہ رہی ہے کیونکہ یہ ذہنی کی میں میں تم نے میرے ساتھ جو وعدے کئے تھے اور ہوسٹس بننے میں نے تمہارے منگ دیکھے تھے وہ اسی بھیا کب جاتے کے بعد پورے نہ ہو سکے پھر پرانی باتوں میں کچھ بھی نہیں دیکھا اور نہ میں تمہیں پرانی باتیں یاد دلاؤنگے تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے کہ تمہارے شوہر کو لگ رہا ہے کہ تم پاگل ہو رہی ہو۔ شعیب احمد نے اس کی طرف دیکھا۔

ہاں میرے شوہر کو کچھ لگ رہا ہے مجھے کوئی سایہ ڈار رہتا ہے میں بہت زیادہ ڈر جاتی ہوں۔ خوف میرے نفس میں ساں جاتا ہے اور مجھے لگتا ہے کہ کوئی میری جان لینا چاہتا ہے میں ساری رات سوں میں پانی اور لاق میں صلیبی زندگی ہوں اس لیے کہ میں اکثر اوقات میں پچھلی چلائی رہتی ہوں میں کبھی بھی نہیں سمجھ سکتی کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ مردوش نے روئ ایک بات میں نہیں جتاؤں۔ شوئی کیا کام۔ مردوش نے

سوئی واؤ تمہارے ساتھ کافی مزد آ رہا ہے آج میں نے تمہارے ساتھ سارا شہر بھان مارا ہے سچ سے گھوم پھر رہے ہیں۔ ٹھیک تم پاگل بھی میرے نہیں سن رہے۔ اب میں گھر چلا چاہتا ہوں۔ شعیب شاداب ابھی نہیں اٹھی تو بازار کی روٹیں بھال رہی ہیں اچھا تو سچے آج آؤ گی رات تک انجوائے کریں گے لیکن سوئی میں بہت تھک گئی ہوں۔ تم سمجھ کیوں نہیں لیتے۔ میں سمجھ گیا ہوں چلو یہاں سے کھینچو اور چلیں ابھی تو بہت سی مارکٹ رہتی ہے باقی سے چلو چلیں۔ شاداب بھی اب پارٹی مچی سوئی کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ایسے شاداب تم اس پر اسرار قتلے کی میر نہیں کب کر داری۔ سوئی بہت جلد کیونکہ اب تو میں بھی بے چین ہو گئی ہوں اور اس قتلے کو دیکھنا چاہتی ہوں کیونکہ اتنی دُشمن میرے بھی ابھی تک موجود ہیں نفس کے ہیرے۔ سوئی نے چونک کر شاداب کو دیکھا۔ ارے اس فرعون کی خوب ہے کی دُشمن بھروں کی بات کر رہی ہوں مجھے تو اس بات کے بارے میں بالکل بھی نہ نہیں ہے کہ تم کسی فرعون کی بات کر رہی ہو میں اٹل مصر کی اس فرعون کی بات کر رہی ہوں جس کی بادشاہی میں۔ وہ بہت مشہور رو چکا تھا مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہتے ہیں۔ صدیوں پہلے کی مشہور فرعون کی خوب۔ جو کہ باہر جاؤ گے مگر نہی فرعون نے اس کی بہت میرا ہے پر اسرار قتلہ قہر کرنا چاہتی لیکن فرعون کی خیمہ جو کہ باہر ظلم کی اور جاؤ چو دھڑی دھڑی میں اس کاٹل کسی حامد نے کیا تھا اور جو میرے اسے فرعون نے ختم میں دینے تھے وہ جاؤ وہ میرے اسی قتلے میں دفن کر دیئے تھے۔ شاداب بے لوثی تو بے مدد زبردست ہے یہ جو معلومات میں نے تمہیں فراہم کی ہیں میں نے ایک مشہور ناول سے لی ہیں اور سوئی تم یہ جان کر یقیناً حیران ہوئے ہوں گے کہ یہ

سے باہر نکلے۔ آج تو میں کافی تھک چکا ہوں۔ چلو مگر چلے سوئی نے! اب سے کہا نافرمان ہو! دونوں کچھ دیر بعد مگر کے میں گہمت پہنچ چکے تھے ملازم نے گہمت کھلا! دونوں کا زری سے اترے اور جو خیمہ ڈرائنگ روم سے مگر دے تھے شاہ بابا کی! دو عثمان پر بڑی عثمان کچھ مسم حوں میں ابھا ہوا ہوا بھٹا ہوا تھا! دونوں چپ چاپ ڈو ایک روم سے مگر گئے عثمان کو یہ سب بہت ہی عجیب سا لگا پچھلے دو گھنٹے سے دو تھیں کا انتظار کر رہا تھا! وہ انہوں نے تو اسے ذرا بھی نوٹ نہ دی تھیں۔



اور مان میں اب تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مد روش نے ہم
کچھ دیر کے لیے باہر چلے جاؤ۔ مد روش نے باہر جانے میں ہی
ذہن بھی لیکن اس کے دل میں دُور ضرور دیکھیں شوبلی
مانے ہمیں کچھ زندگی کے بارے میں کوئی بات ہی نہ
کر رہے ہیں۔ نہیں شوبلی احمد ایسا نہیں بھی کر سکتے دو
دور اور مان کو مطمئن کر دے گا میری بھاری کے بارے
میں۔ لاکھ بھٹے کوئی نہ ہوئی تو نہیں سے عمر کچھ زندگی میں نہیں اس
بڑے واقعات نے نہ تو مجھے بھی اچھا کر دیکھ دیا ہواور میں اب
ملے واقعات کی وجہ سے ہی اس حال میں پہنچی ہوں شاید وہ
ان کو مطمئن کر دے اور ہاں میں میں اب کیا سوچ رہی
ہے۔ ہی نہیں میں کسی دوا میں سے انتظار کرنی ہوں فخر بڑا
کھٹے تک وہ دوا مان اور زندگی کے بارے میں سوچ رہی
تک اور مان اس کے سامنے آیا۔ چلو مد روش چلیں۔ کیا کیا
نہ نے۔ مد روش نے اٹھنے ہوئے سوال کیا۔ گھر جا کر
فی نفسی بتاؤں گا اچھا شک ہے چلو چلیں ہاں نواب
کیا بتا رہی ہے مجھ میں۔ مد روش جھ میں کوئی بتا رہی
ہے۔ دراصل شوبلی نے دین پر کوئی سادہ سادہ سوچا ہے
ہے۔ تم ایسے عجیب و غریب تر نہیں کر رہی ہو کیا سادہ سا
ہو رہا ہے۔ میں کچھ بھی نہیں ہواں۔ مد روش نے حیران
کے کہا۔ مد روش داکٹر شوبلی احمد کا کہتا ہے کہ کم اپنی پچھلی
میں کسی ایسے پر اسرار جملہ پر لگی تھی جہاں پودا میں بسنی
اور مان ہم کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے
مد روش میں نے تم سے کچھ پوچھا ہے۔ مجھے اس کا
دو۔ ہاں میں اپنی پختہ دہی میں جب یہ معنی بھی فو
بہ۔ ہاں اس لئے میں کسی جہاں پر ہمارے کسی نکاح خلو
کھٹے تھے اور میں نے جس کی سادہ سادہ سمجھ اس کو فخر

مادام نصف صدی پہلے لکھا گیا تھا اچھا۔ یہ تو اور بھی حیرت والی بات ہوئی ہے۔۔ اچانک شاہاب کی صوبائی کی تیل رنج انجی۔

اسکندری - غوان کی سکرین پر عثمان کا سبر جھک رہا تھا
 اف بہ مصیبت۔ شاداب نے ہاتھ زخمی کر کے آہستہ سے کہا
 کون مصیبت۔ اگر مصیبت ہے تو کاٹ دو یا بھر سٹل آف
 کر دو۔ نہیں موبی بات تو کرنی پڑے گی آخر اتنے دنوں بعد
 ٹال کی بے سبب اپنی بھی بے سرواڑی ابھی نہیں اٹکے ہی لئے
 اس نے سٹل کان سے لگا کر بول کہا۔ کبھی بوعون کی دوا زبان
 کی خاموشی میں مچنی ہو بہت حزر ہے میں ہوں جنم سناؤ کیسے
 ہو اور اتنے دنوں سے غائب ہو گئے ہوئے گھر کے چکر لگا رہے
 ہو اور نہ مجھ کو فون وغیرہ کر رہے ہو۔ شاداب نے نہیں تو پتہ ہے
 میں آج کل ہے جدہ بڑی ہوں۔ اور مجھے بھی ذبح فلج سر کر
 سکھانے کی فرصت نہیں ہے لیکن پھر بھی عثمان۔ میں نے
 منہ ہار لیبر دیو کر لیا اچھا منہ ہار لیجی بھی کیا مصر اہانت
 ہیں۔ عثمان نے کس نذر اشراک سے پوچھا تھا ایسے عثمان
 ذبح کل میری مصروفیت ہے عدہ ذباؤ ہیں کتا اپنے کسی کزن
 کے ساتھ ہوں وہ مارا دن اسی کتا گھبرا کر اور دسی ہوں۔ ہم
 نے منہ ہار لیجی کئی بائکل بھی محسوس نہیں کی ہے اور ہاں ابھی بھی
 میں اسی کے ساتھ ہوں جبکہ تم اپنے کاغذین پر غور کرو جو غصے
 میں کیجے اوکے ہائے۔ شاداب نے موبائل نکاتے ہوئے
 کہا موبی اسے کچھ رہا تھا دوسری طرف عثمان موبوں کے
 سمندر میں چلا گیا اور حیرت زدہ ہو کر موبے لگا دیا وہی ہے
 پہلے ہی لڑائی گھر میں جھگڑا ہو جاتی سبھی اس کے سر پر پینچ جاتی
 اور راج منہ ہارواں ہے سرری خیر خیر کتہ نہیں سنی۔ خیر میں بھی
 رات ضرور ان کے ہاں جاؤں گا کہ کوئی آپا ہے مگر فریجی تو
 کوئی کزن مبرے علاوہ یہاں کوئی بھی نہیں ہے اور مسلسل
 خود اٹھتا رہا موبی گاڑی کو لٹٹ گھماؤ اب یہاں کا سب سے
 مشہور ہوئی ہے اور ہمیں بخود ہی در کے لیے اسی ہوئی
 میں آفنت بتا رہے چاہیے۔ ٹھیک ہے۔

گاہکی ہوئی کی پارکنگ ایریا میں محکمہ گنی چلو اب باہر نکلے۔ دونوں بڑوں کے لانا میں سے جوئے ہوئے ہوئی کے اندر داخل ہو گئے آج رات کا فرائیڈ بہت اہتمام سے مل رہا ہوگا۔

— با۔ بار میں بھی پاکستانی کھانے بیڑے آؤں گے بعد کھا کر پارک میں آؤں۔

— اور بیٹاں کے کھانے دینا کی ضرورت اور لذت اور صحت افزا ہونے پر۔ جی بی بی نو۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد ہوئی

پایان

عفان سونی کا بازو لیے لگا خوش شکل امیر دربار
خیاں ساندہ اس کو لگا غما خیر و دھرم اصرار کرے گئے
دیسے ہم دونوں مستقبل میں اچھے دوست بن سکتے ہیں۔ ہاں
میرا بھی بچی خیاں ہے سو میں نے سسکا کر کہا چلو ٹھیک ہے تم
کرتے کہا ہو۔ میں ایک جڑت ہوں جڑت مڈ پا سے میرا
مفلن ہے ہر کے۔ یہ نہایت زبردست باب ہے۔ ہاں وہ
نوبہ مگر بارہ باب شاداب کوخت ماہندہ ہے ہر اور اس کا
کئی بار پھڑکائی ہوئے۔ مگر اب تو میں اس کے کہنے پر اس
باب پر لات تو نہیں رہ سکتا۔ سونی نے فقید لگا اگر شاداب
نے یہ مجھے کہا ہوتا تو یہ نوکری میں اب تک چھوڑ چکا ہوتا
۔ ہاں تم غور کر رہے ہو عفان نے سونی سے کہا نہیں میں غور
نہیں کر رہا تھا۔ ہاں اب اس کی بات میں کرنا خواہوں
ہو گیا اچانک شاداب نے سنی اس کے ہاتھ میں اٹھتے کی ٹرس
تھی مانتے کے بعد عفان کو کوئی فون نہ تھا اور وہاں سے اٹھ
کر چلا گیا سونی نہیں برا کزن کیسا لگا انسانی فضول اور مغرور
کیا شاداب جلا بھی۔ میں نے تو اپنی رائے ان سے تم نامان
گئی۔ ہو کیا۔ نہیں تو میں خود حیران ہوں کہ تم نے اس کے
بارہ میں سے اپنی صحیح رائے کیسے دی۔ اچھا چلو یہ بابا نو لگا اچھا
میں ٹی ٹی لگتی ہوں یہ نیوز چینل لگا آف والا ٹھیک ہے۔ تم
ہاں دونوں آرام سے لی آئی دیکھنے لگے ایک گھنٹہ کے بعد
اچانک عفان لی آئی پر گہرا روتوں غور سے عفان کو دیکھنے
لگے وہ نیوز بتا رہا تھا شاداب جھل جھنج کر۔



اب کہا سو جائے تم نے۔ میں کیا سوچ سکتی ہوں رات
کو میں نے دیکھا تھا کہ تم بسزے غائب ہوئی تھی میں غصہ
پریشان ہو گیا اور ہاں مجھے یہ کچھ نمی آ رہا تھا کہ کل رات۔ تم
باہر لاں میں بھی نہیں تھے اور جب میں نے گھر کا پانچا چھان
دارا ہر جگہ نہیں ڈھونڈا مگر جب میں ارا تھا ہوا مگر
میں رات تو تم بسز پر آرام سے سو رہی تھی لیکن تم کسی شہر کی
دھماکی طرح یکدم ڈھانڈی اور پھر میں نے دیکھا کہ نہایت
ترکس باہر کو آئی ہوئی نہیں اور بالکل سفید و جھاگ کی نمی
نہایت ڈھار کس شہر کی طرح معلوم ہو رہی تھی یہ کیا راز
سے آخر تم مجھے مایا کیوں نہیں رہتی اور ان کی پریشانی میں ڈرنی
ہوئی تراز سنا رہی۔ ہاں میں نہیں سچ بتا رہا چاہتی
ہوں مگر دھار کر کہ تم مجھے چھوڑ گئے نہیں یہ تم کہا کہہ رہی ہو
میں نے تم سے محبت کی شادی کی ہے لیکن تم نہیں جانتے ہو کہ

قلعے سے باہر نکلے تھے لیکن اس واقعے کو تو نفربیا نہیں مال
گزر گئے ہیں اور ان تم مجھے یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر نے کیا کہا۔ وہ
دش مجھے شہب احمد نے کہا تھا کہ جب وہ راتیں میرے
ہاتھ گھرے کھلی تھی تو میرے پاس اب اس خوف ہو رہا ہے جو
نئی طبی کی طرح کسی شخص کا ذہن اپنے حصار میں بکڑ سکتا ہے
اس نے نہایت پچھلی زندگی کے واقعات تم سے جانے تھے اور
پھر مجھے بتا دئے۔ رات ان نے تمہیں اور کہا تھا۔ یہ وہ رات
نے لڑتے ہوئے کہا اس نے کل پھر سے ہم دونوں کو بلا
سے رہ لگی ضرور بہت اہم باتیں ہمیں بتا دیا اچھا ٹھیک ہے
سو چارنی اٹال۔ ایسے رات کوئی گہری ہو گئی ہے۔ ہاں مجھے
بھی بند آ رہی ہے۔ انا کبہ کر رہی ہوں سو گئے۔



چلو اٹھو بھی سونی تم بہت زیادہ سوئے ہو بار سوئے در
تاں تم کیوں صبح اٹھا رہی ہو شاداب کہا مصیبت ہے
کیوں صبح تک کر رہی ہو چلو اگے کے لیے اٹھو آج موسم
بہت خوشگوار ہے اٹھو بھی۔ ٹھیک ہے۔ سونی نے اسے نگہ
دار نے ہوتے لپکا ہاتھ ملنے ہوئے رہ اٹھ گیا کچھ دیر
میں دونوں باہر سڑک پر دھڑرے تھے بار شاداب ہم کب اس
پراسرار قلعے کی سر کو با نہیں گئے۔ سونی تم فکر سے کر بہت
جلد ہم اس قلعے کی سر کو با نہیں گئے۔ شاداب کہا نہیں نہیں ہے
کہ وہ قلعہ پر اسرار ہے۔ ہاں سونی مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ
قلعہ پر اسرار ہے اپنی بارہ کہانیں چھپ چکی ہیں اور بھی بہت
کچھ جو کہ اس پر اسرار قلعے کے مطابق ہے روت بہت سی
خوشنک ہے مگر شاداب تم نے روت دھار کیا ہے تو با نا تو پڑے کا
ہاں شاداب مجھے ہاتھی بہت شوق ہے کہ میں کسی ایک خوشنک
جگہ جاؤں جہاں پر خوف ہی خوف پھیلا ہوا ہو میں سونی تم
پر گرم بناؤ فقر تب ہم دونوں اس جگہ چلے جائیں گے بس
بہت ہلک کر لی اب گھر کو جانا چاہیے۔ ٹھیک ہے سونی اب
میں بھی ٹھیک کی ہوں۔ ٹھیک ہے چلو دروازے کھولیں بعد گھر
میں داخل ہوئے اور سے روت تم کب آئے ہو عفان۔ شاداب
نے چہرے پر مسکراہٹ لانے ہوئے کہا در عفان نے روتوں
کی طرف دیکھا بس غور سے رہ پیلے آباہوں۔ اچھا عفان یہ
سونی سے میرا کزن امی کی طرف سے۔ تاں نہ بہت ہو۔ سونی
نے عفان سے گرم جوش سے ہاتھ ملا یا۔ اب تم روتوں یہاں
پر بیٹھو میں ناشے کے لیے کچھ منگوائی ہوں پھر میں بھی منگوائی
میں شامل ہو چلاں گی ٹھیک ہے۔

خداوند اکر کے جب ہم دونوں شہرہ ایسا دے نہ مبرا
 دالہ ہو چکا تھا کہ میں دونوں کے ہاتھ جانی چینی چلائی کسی
 شہر کی کی طرح دھاری اور گھر کے برتن ڈوڑی رہتی تھی کبھی
 میں سوئے میں غائب بھی ہو جاتی اور اسی غلے میں دھارہ
 ہو جاتی لیکن جب میں صبح کی لو پھوٹنے سے پہلے جاگ جاتی
 تو حیرت انگیز طود پر میں اپنے ہنر بری پڑتی ہوتی میں نے
 پھر پونڈرشی جانا چھوڑ دیا شیب کو مہر کی حالت کے واسے
 میں معلوم ہو چکا تھا اس نے کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش کی
 لیکن میں اسے اپنے ذہن سے بھلا چکی تھی شیب نے کسی علم
 والے سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ مجھ میں کوئی روح نہیں
 مٹی ہے روہی روح مجھ سے بربت کچھ کر داری ہے دانی
 میں بالکل بدل آئی تھی مجھ کی زبان میں پوئی تھی وہ مجھیں خون
 کی طرح لال ہو جاتی اور پھر اس عامل نے مجھ سا کشاف
 کی کہ میں چند مہینے میں بالکل ٹھیک ہو جاؤں گی لیکن اگر
 میں نے شادی کر لی تو پھر سے مہر ہی بہ حالت ہو جائے گی اور
 نب تک رہے گی جب تک میں ماں نہیں بن جاؤں گی میرے
 ہونے والے بچے پر ان روح کا سایہ پڑ جائے گا اور
 جوں جوں وہ بڑا ہوگا وہی روح اس کے مکمل جسم پر چاہے
 ہو جائے گا وہ ان اس عامل نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ماں بننے
 سے پہلے پہلے اس روح کا خاتمہ کر دیا جائے تو ہمارا بچہ اس
 کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ رویش نے ایک سرود غمیری۔
 اغیار از ازم نے مجھ سے چھپا ہوا تھا۔ رویش نے یقیناً
 سن کر کہ تب رہا ہوں کہ میرا سے ساتھ کسی قدم رویش نے یہ
 گھٹانا بھٹکیں کھلا ہے اس روح کا خاتمہ کیسے ہو سکتا ہے
 ۔ اور ان اس کی روح کا خاتمہ کر سکتے ہو صرف ہم۔ میں اسے
 میں سمجھا نہیں مجھ میں کیا خاص بات ہے وہ حیران ہوا۔
 ارمان نے بچے کا ہونے والے باپ ہو میں اس پر درج کو ختم
 کرنے کے لیے ایک بار پھر اسی غلے میں جانا ہوگا دانی ہم
 دونوں جانیں گے لیکن انکی تو ہمارے بچے کی ولادت میں
 بہت غم ہے ہاں وہ تو ہے لیکن اس روح نے اثرات انکی
 سے مجھ پر روح کر اپنے ہیں ارمان میں جلد وہاں پر جانا
 ہوگا اور پھر ہم۔ نہ دانی مکمل سے دیاں پر ایک چل کر رہا ہوگا
 میں قدم قدم پر ہمارے ساتھ ہو اور نہیں جینا ہوگا ہاں تو
 کب جا رہے ہیں ہم۔ ارمان نے رویش سے پوچھا۔ میں غم
 شہدائے بناؤں میں دو مکمل نکالیں ہوں جو اس مکمل والے نے مجھے
 دیا تھا۔ اچھا یہ کہ دی ہو تو پھر ہم سے ایک سوال ہو پوچھوں

مہر کی زندگی کا کراڑا ہے ہم تباہ ہو سکیں، میں نہیں کسی
 بھی سوز پر غما نہیں چھوڑا گا بے مہر نام سے وعدہ ہے ارمان
 اگر تم سننا چاہتے ہو تو پھر سنو۔
 آج سے کئی سال پہلے میں اور ڈاکٹر شیب احمد ایک
 پونڈرشی میں پڑھتے تھے ہم دونوں کلاس ٹیوٹے اور ایک
 دوسرے کو پسند بھی کرنے تھے اور ایک دوسرے کی ذات
 میں گہری دلچسپی بھی رکھتے تھے شیب میرے ساتھ زندگی
 گزارنے کے مسکن بنے دیکھتے تھے پھر اچانک ہماری
 پونڈرشی کی فور کسی محرمی مقام پر مٹی بہت سادے طلباء اور
 طلبات تھے ہمارے ساتھ لیکن اور میں اور شیب چلے چلے
 ریگستان کے درمیان جھک گئے اور پھر میں نے یہ چلا کہ ہم
 کسی سمت جا رہے ہیں دووے ہیں ایک عمارت نظر آئی
 اس ہم دونوں چلے دے اور میں بہت پریشان تھی کیونکہ
 ہم دونوں راستہ کھو چکے تھے جب ہم اس عمارت کے قریب
 پہنچے تو دو کوئی غلہ تھا تو پھر ہمارے حال سامنا کر ہم دونوں
 غلے کو ابھی باہر سے اچھ رہے تھے کہ ریگستان میں ایک
 بو نیال آگیا غلے کا بڑا بھاری دوازہ دھلے گا اور ہم دونوں اس
 پر اسرار غلے میں داخل ہو گئے ایک ایک جھکے کے دروازہ بند
 ہو گیا اور میں سمجھا کہ اس کے کندھے سے جا چکی تھی کچھ بھی سمجھ
 نہیں آ رہی تھی کہ میں کیا کروں پھر ہم نے آہستہ آہستہ غلے کی
 اندرونی حصے کی طرف قدم بڑھا دیے مگر غلہ اندر سے نہایت
 شاندار تھا ہر قسمت اس میں موجود تھا ہم دونوں غلے کے حسن
 میں اس لندھو گئے کہ کسی چیز کا بھی ہوش نہ رہا پھر ایک چیز
 ایک سے بڑھ کر ایک بھی اتنی شہادت اور آرائش کی گئی تھی کہ
 مجھے کسی گل کا گمان ہوتا تھا اور پھر ایک دم گپ اندھ جھانپا
 ہر چیز ہم کوئی ہم دونوں بھی اس اندھیرے میں کم ہو گئے اور
 ایسا عسوی آوے لگا کہ اس غلے کی درود ہوا رہی ہے
 نہیں زمین گھومتی ہوئی محسوس ہو اور پھر جب اندھ جھانپا تو
 مہر از بن بھاری تھا میں اپنے آپ سے بیگانہ بن چکی تھی مجھے
 لگ رہا تھا کہ کوئی روح میرے آہن پر سوار ہو گئی ہے
 میں جھوٹی ہوئی نیچے گر پڑی شیب احمد نے مجھے اٹھایا اچانک
 غلہ میں آواز گونج کی اتنی بیجا تک آواز سن کر ہم دونوں
 خوف سے کانپ اٹھے آواز کسی عورت کی تھی اور کسی شہر کی
 کی طرح غرا رہی تھی یہ غلہ ہر اسرار سے نہیں جہاں سے نکلتا
 چاہے شیب نے مجھے کہا لیکن ہم دونوں بری طرح چپس گئے
 تھے۔

پراسرار غلہ۔

اور مان نے کہا۔ ہاں پوچھو شعب نے نہاری در کیوں نہیں کی
 اور تم سے شادی۔؟ ہاں خواہ اس رات نے اسبا کرنے
 نہیں رہا تھا میرے ذہن سے اسے ملنا رہا تھا اسے جانتی
 تھیں نہیں کسی اس واقعہ کے بعد اور اس نے بھی اس وقت مجھے
 پاگل سمجھ لیا۔ تب سے جب ہمارے راستے جدا ہوئے تب
 برسوں کھینک میں ہم نے لیکن نہاری بیوی اور ذاکر کی
 حیثیت سے اور مان اس کی بات پر خیر رہا چھاتم مجھے اور علی
 رور اور جانے کی تباہی کر اب میں عی کر دکھار چلے ٹھیک ہے
 اور مان تم مجھے پتالو کے مجھے ہم پر مکمل بھروسہ تھا۔



شاداب نوکبا سوچا ہے تم نے۔ ہاں میں بہت جلد ہم جا
 رہے ہیں کہاں۔ سولی نے جبران ہو کر کہا اسی خولی فلعہ
 میں نہیں جاتا ہے راز کتنا مزہ آئیگا شاداب نے سنا دھڑکے
 سامنے بیٹھنے ہوئے کباہر مسکراہ افکار سولی کی طرف دیکھنے
 لگی ہاں میں بھی پریشان ہوں لیکن اگر ہاں پر خدا خواستہ کچھ
 ہو گیا تو پھر کبا ہوگا لیکن سولی خطرے کے خوف دیکھا جا چکا کہ
 آگے کیا کرنا ہے لیکن مجھے امید ہے کہ ہم رات سے بچ کر
 ضرور آئیں گے چلے ٹھیک ہے تم سامان کھینک کر اکل صبح
 ہمیں کھانا ہوگا ٹھیک ہے اور کچھ بس جو تمہیں پہنچے گئے وہ
 کرو۔ ہاں موسم کے حاجت سے کپڑے دھو تاکہ وہاں کے
 موسم کے مطابق چلی سکیں ٹھیک ہے میں ابھی سے پتنگ
 شروع کر دیتی ہوں۔

شاداب ایک بات نوکبا کو اگر بھائی روح کو نالیا ہو
 تو پھر ہمیں کیا کرنا ہوگا کھیل نہیں فراتی آیات پھر اسی قسم کی
 مصیبت سے نکال سکتے ہیں کیونکہ روح فراتی آیات سے
 اور بھاگتی ہے۔ پھر خواہاں کرو کہ اس مبارک کے کام کو چند
 لاکھ تا تو فیروزہ وغیرہ دیکھو ٹھیک ہے ہاں ذمہ نے بالکل سچ
 بات کہی ہے اور اگر اس کے بار جو ہم وہاں پر پھنس گئے
 نہیں اندازے سے قائم کر سولی مجھے بہت معلومات
 ہیں اس فلعہ کے بارے میں اور شاداب وہاں پر بہت آثار قدیم
 زمانہ کے بہت ساری چیزیں بھی ہیں چلو جہاں چاہتی ہو ابنا
 ہی ہوگا ایک دن بھی گزر گیا ہوں گے تب سے باہر کھڑے رہے
 جب میں سامان رکھ رہے تھے شاداب نے بہت کچھ کہنا
 دیکھی تھی اور چیز ہر کی شرف میں اور غضب ادا رہی تھی اس
 کے ساتھ سوچنا کھڑا تھا سولی جب میں سارا سامان رکھ دیا
 ہے میں اب چلیں۔ ٹھیک ہے سامان تو مکمل رکھا ہے میں

پراسرار تھک

ہوئے فوج اندر سے سردار کی نیز آواز سنائی منی شاداب اندر داخل ہوئی اور تمام واقعات اپنے عقاربند کے بعد ان کو بتائے جواب میں سردار نے بھی اسے اپنا زندگی کے تمام تلخ واقعات بیان کر دیئے خیر انہوں اب ان کے ساتھ خوش گھوڑوں میں مصروف ہو گئے تھے کچھ دنوں میں سوئے کی بنیادی کر رہے تھے۔

طرح سے ہم سب کو ڈوانے کی جی چلے باہر لان میں کھڑے تھے جنوں میں سے کئی کو بھی باہر نہیں لٹکنا ہوگا چاہے کچھ بھی ہو جائے اور چاہے میں ہی کیوں نہ تھم لوگوں آواز میں دیر پا درانوں کے بعد باؤ میں کامیاب ہو باؤ بیچہ کا کام کر اگر میں کامیاب ہو گیا تو جس جگہ پر میں چلے گیا ہوگا وہاں جگہ کو ہمیں کھودنا ہوگا اور فخر پرانے وقت تک کھودنے کے بعد اس جگہ زمین کے اندر ہمیں بہرے ملنے گئے وہ بہرے ہمیں ملے تو جوئی ہم بہرہوں کو ہاتھ لگا نہیں گئے وہ کھلے میں بند ہل ہو باؤ میں گئے ہر ہمیں سمجھ لینا چاہے کہ ہم کامیاب رہے اس روح جو کسی عورت کا کی روح ہے وہ جنم وصل ہو گئی ہے اور اگر وہ بہرے کو ملے میں جہنم نہ ہوئے تو پھر ہمیں کچھ فیض ہوگا۔۔۔ روح ختم نہیں ہوتی بلکہ انکی تائیم ہو گئی وہ یہی جی ہوئی کہ وہ ان بہرہوں کی حفاظت اپنی جان سے بڑھ کر کرتی ہے چند دن رات سے میں تشریف کر رہا تھا اور یہ عمل میں کتنے تک ہو گیا اور پھر میں خود عمل کر کے آج اس کا صبح کو ہم اس فلے کا کوئی نہ دیکھ نہیں گئے تھیں کہ ایک ارمان بھائی اپنا عمل شروع کر رہی تھی میں بھی چیز سے نہیں ڈولی تھم نے فکر ہو کر اپنا عمل شروع کر دیا ارمان باؤ نہیں گیا ارمان کے نکلنے ہی کچھ دن بعد اپنا ایک آسانی بھائی زور زور سے کہنے شروع ہو گئے وہ دھڑ دھڑا رہے تھیں ہوئی کمرے میں جیسے زلزلہ آگیا آتی ذر کے مارے اور ڈانے کی طرف بھاگا اچانک شاداب نے ابا کا ہاتھ پکڑ لیا مونہی باہر صوبت ہے صوبت باؤ تھمرا کچھ بہ کر دے رہا تھا جس نے اس روح کی کارستانی ہے یہ ہمیں صرف محسوس ہو رہا ہے اس کمرے میں جادو ہے اور ہمیں یہاں سے لٹکنا ہوگا مونہی کئی کئی باؤ میں صوبت کر دیکھ ہمیں ارمان کا ساتھ دینا ہوگا کچھ بھی ہم کامیاب ہو سکیں گے وہ تھم ان پھر چھوڑتی ہوئی صوبت کے چھینے خود بارت ہو۔۔۔ ہاں تھمرا کمرے کی ہر چیز میں دینی ہے وہی دانت کا عمل بہت خوفناک غلاب آخری وقت خدا کر دیا کہ کھوس ہو کر کوئی حصہ کے باہر گھڑا ہے اور خود انظر داس سے ان کی طرف اگے رہا ہے۔

اب خدا ہاؤنا بھاکہ وجود اور انا ہاؤنا جیسے جو جس کے اندر انسان نوہی وجود کا سر تھا کچھ پورے ممکن میں خوفناک کالا دھواں پھر کچھ خبر بھی میں جس کچھ وقت بانی خدا ومان نے جب اس وجود کو دیکھا تو بہت ہی زیادہ ڈر گیا مگر دل مضبوط کر کے وہ منتر پڑھتا رہا جب عمل اس نے ختم کیا تو اسے

ہوئے فوج اندر سے سردار کی نیز آواز سنائی منی شاداب اندر داخل ہوئی اور تمام واقعات اپنے عقاربند کے بعد ان کو بتائے جواب میں سردار نے بھی اسے اپنا زندگی کے تمام تلخ واقعات بیان کر دیئے خیر انہوں اب ان کے ساتھ خوش گھوڑوں میں مصروف ہو گئے تھے کچھ دنوں میں سوئے کی بنیادی کر رہے تھے۔



انگل یہ سوئی اور شاداب کہاں گئے شام میں نے شاداب کے ابو سے پوچھا جانا کہا ناؤں وہیں کی دھستانی خانے میں گئے ہوئے ہیں اور وہیں پر کسی فلے کی سر کو گئے ہوئے ہیں کہ مرغان کو اپنا سر کھوسا ہوا محسوس ہوا۔ کہا۔ انگل ڈپ نے انہیں اجازت کیوں دی وہ جگہ انتہائی خوفناک ہے اور وہاں پڑ چوکی تھی باؤ تھے زندہ لوہا اس کے لیے مانگن ہو جاتا ہے ان لیے مرغان نے اٹھتے ہوئے کہا تھمرا ہم کام کر سکتے ہیں انگل اب صرف ہم دعا کر سکتے ہیں کیونکہ جیسے بھی راستہ معلوم نہیں ہے اور اگر جیسے راستہ کو ختم ہوتا تو میں ابھی باؤ تھمرا میں کچھ کرتا ہوں مرغان نے لیے لیے انگ لیے اور باہر چلا گیا شاداب کے ابو اپنا موہا بل فون نکالا وہ ان سے شاداب کا نمبر مانے لگا۔



تھم یہاں چلے کرنے کے لیے انے ہو شاداب نے اور مان سے کہا ہاں سر کی بیوی کے جسم میں کوئی روح پڑوش پا دینی ہے اور وہی میرا پچہ ہوگا وہ روح میرے بیچ کے جسم میں منتقل ہو جائے گی یہ بات تو بہت خوفناک ہے مگر تھمرا ان نے اس پاسرار فلے میں کیوں انے ہو کیونکہ اگر میری بیوی سردار سے دو روح نکلی گئی تو شاداب نہادے جسم میں بھی دو داخل ہو سکتی ہیں۔ کہا مطلب۔۔۔ سوئی بولا اور حیرانگی سے ارمان کو دیکھنے لگا میرا مطلب ہے جو کوئی کنوارا لاکسی لاکسی کیساتھ اس پاسرار فلے میں آتا ہے وہ دو روح جو یہاں پر صوبوں سے فید ہے اس کو اس فوجی کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور پھر ان پر پاکی پن کے دورے پڑنے ہیں اور عجیب و غریب طور پر وہ لڑکی رانوں کا خواب ہو جاتی ہے اور اس لڑکے کو پہچانتی تک نہیں ہے جو اس کے ساتھ پاسرار فلے میں آتا ہے اب ہمیں کہا کرے ہوگا میں ایک عمل کر دوں گا یہ عمل چار رانوں کا ہے تھم کو اس نے اس کمرے سے باہر نہیں لٹکنا ہے کیونکہ جب میں عمل کر دوں گا تو پھر وہ روح بر

پراسرار فلے

اگر وہاں محسوس ہونے لگا کہ باہر نیز آمدنی چلی دی ہو اور ان مسلسل اڑاڑ رہا اچانک قلعے کا چین گھٹ کھلا اور کوئی لڑکی اس کے سامنے آئی اور ایک مہینہ دی بھر ارمان کی طرف بڑھنے لگی مگر دارے کے فریب رک مٹھی بالبابا۔ میں ہوں وہ روح خم بہ سنتر جنتر پہنچا ہند کر دیکھو کہ میں خواہ علف چھوڑ کر جاری ہوں اور انہیں اور نصیحتی دینی کی زندگی کے اندر سے نکل دی ہوں پنہ ہے ہمیں میں کیا کہہ کر وہ دی گئی بس کرا اور اس چلی گئی اس کے بعد کوئی بھی خافوں گواہ و فائدہ روزانہ ہوا خدا در مکمل کرنے کے بعد وہ آہستہ سے اٹھا اور حصار کو نوڑ کر باہر نکلی گیا۔ بدوش کے ساتھ سو رہی تھی کہا ہوا کیوں لاؤ اس ہو بس نہ ہی پوچھیں تو نہیں تو ہنر ہے باہر رات کی ہولناک چار کی چادراں جانب چھائی دہلی تھی۔



انگل ڈپ نے کہا کیا نینا دن گز دھلے میں سے کئی لوگوں سے رابطہ کیا۔ کئی عاملوں کے پاس گیا مگر بار بار کئی بھی نشان نہ ملا جیہا تک اس قلعے کا تعلق اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا بلکہ جیسے تو مجیب سے خیالات ڈوبے ہیں نینا دن ہو گئے ہیں ان لوگوں کا کچھ نہ پنہ نہیں ہے بنا بس دعا کر دو میرے بچے خیریت سے ہوں دہلی گم قسم سے ہو گئے اچانک عقان ایک جھٹکے سے اٹھ گیا اگلے شاداب کے کمرے میں اس قلعے کا پنہ موجود ہے اس لیے کہ اس کے پاس ایک بوسہ دی کتاب تھی اس کے نقشے میں اس قلعے کا پنہ خدا در جلد ہی سے شاداب کے کمرے میں کیا واقعی نرذی ہی نہ ہو کے بعد اس کے ہاتھ نقشہ ذی کہا جلد ہی اس نے نقشہ اٹکھا اور پورنی کتاب لیکر ہی دو رات کے اندر میرے میں سا ڈھک کی طرف اپنی گاؤں کی دھڑا ہوا لے گیا۔

ہمارے درباران جب سے بات ہوئی ہے پنہ خافوں سے ہو گئے ہوں بانیہ پھر پوچھی گم قسم رہے ہو۔ ہاں۔ نہیں نو سویتان نہ گم ممبر سا جواب دہا دیکھو مونی میں نے نہیں سچائی بتائی ہے۔ ہاں، دو پنہ پھر پوچھو کہ وہاں سے وہاں سے کئی چلو مچ ہو گئی ہے۔ ڈنڈا قلعے کے مزہ دے اٹکے جانیں ہاں چلو ارمان آج بھی سوراٹھا اور مردہ روح کمرے میں ٹانہ بنا رہی ہے آج رات بہت ہی فطرتا ہو گئی کیونکہ اگر کوئی بھی اس روح کے ہاتھ لگا تو وہ اس کے جسم کے کئی گز سے کر دے گی اور اسے زندہ در گور کر دے گی یہاں ہر چیز ابھی ہے مگر

اگر مگر، اگر سے دو دیکھا کچھ بھی نہیں تھا اس نے اعتقاد سے حصار حضور اور باہر نہ مگلا اس کا رخ بال کرے کی طرف تھا اس کے کان کمرے سے تھے۔ دیکھو مونی پہ بیہوش ہو گئی ہے اب اندر دھڑل بھی بند ہو گیا ہوا داسے ہوش نہیں آ رہا ہے اچانک کمرے میں ارمان داخل ہوا کیا ہوا ہے مردہ روح کو پنہ نہیں ایک دم سے بیہوش ہو گئی خیر پائی کی پھینکیا اس پر مار ہضم کھانے پنہ کا سالان اندر کمرے میں موجود تھا باہر کوئی بھی نہ جانے کیونکہ باہر دو روح مجیب اور خطرناک انداز میں کھڑی ہے حضور ذی در بعد مردہ روح کو ہوش آ گیا۔ صبح سویر ج کی روحنی میں دو چاروں کمرے سے باہر نکلے اور دو ایک پھیلے ہوئے قلعے میں گھومنے لگے شاداب نے اپنی نسل فون سے اپنے ڈنڈا کو کال کرنے کی مگر محسوس نہ ہونے کی وجہ سے نہ ہوئی دن خود دھڑل گئی کہ انصاف نہیں پہنچا سکا تھا لیکن رات کو میرے محل سے اسکو بہت لاؤین ملے ہے۔

آج شہر رات بھی ارمان اڑے میں بھا ہوا تھا اور عمل پڑھ رہا کھڑکی کے نقشے سے شاداب اور مونی اسے دیکھ رہے تھے جبکہ مردہ روح کی طبیعت ہوش بھی اس لیے دو گئی ہوئی تھی مونی کتنا چار کرتا ہے ارمان اپنی بیوی سے اس کے لیے جہات کی روح ایک روح سے لانے مرنے پر تیار ہوا ہے ہاں تم ٹھیک کر رہی ہو ایسے مونی بہ واقعی ہوا دے لیے ایک باؤد سہر ہو گئی اس قلعے سے جانے کے بعد کا ہم آہیں امریکہ چلے جانے پنہ نہیں شاداب دل نہیں مانتا دایں چانگو پھر بھی کوئی نو پنہ ہوئی وہ شاداب پنہ نہیں الہم پر مر مٹا ہے اور الہم۔ تم کیا مجھ سے شادی کر دگی۔ ہم کیا کہہ رہے ہو میں نہیں اپنا دوست سمجھتی ہوں او۔ ہاں سمجھتی پنہ نہیں ہے کہ میرا ہوا کون ہے۔ مونی نے کہا کہس مگر رہے تالی سے پوچھتا خان۔ شاداب نے جواب دیا عقان۔ مگر نو نو اسے میرے سامنے کھائیں تک نہیں ڈالنی تھی اور سوائے جھکواں کے تم اور اس میں کچھ بھی ہوتا نہ خافوں بیچین سے ہم دونوں لانے آ رہے ہیں میں اور الہم ایک دوسرے سے ایسے ہی رہ رہے ہیں مگر بہ صرف شادی سے پہلے تک ہے کیونکہ بغول ذہن کا کہنا ہے کہ شادی سے پہلے بھنا لانا ہے لڑو پھر بہ مونی سمجھتی ہیں لے گا مگر تم پہلے کیوں نہیں تباا اس کا نام تک کہا اب نو تبا دہا ہے شاداب نے کندھے اچکاتے اور مردہ روح کی طرف چلی گئی اچانک ایک بار میرے کمرے میں اندھرا چھا گیا کھٹنوں کی ڈالیں آنے نہیں

بیکرا ہوا میں اچھال رہا اس کی انی بھابھک جی خارج ہوئی زرد
ازما ہوا ہمارے کے سامنے لگا دو درج چنگیزی اور اپنے نو سنبے
تاختوں اس کا چہرہ بکا رہا اور اس کے شاہ رنگ کرکات رہا اس
کی چھینیں نھا کر خوفناک دہانے لگی۔

شہزادہ کو اپنا بلی ڈر بتا ہوا محسوس ہوا اسے لگا کہ کسی نے اس کی زندگی اس سے چھین لی ہو وہ منہ کے بل کر پڑی درخونی روح جو کسی دُعا سے ہرگز کم نہیں لگ رہی تھی ارمان کی طرف بڑھی دیکھا من ان فوج جلاں کا حشر اس سے خنہدارا بے صبا تک حشر کروں گی ارمان نے اس کی بانوں کو کواٹر نہ لباموچی اور مدد روٹھ نے جب شہزادہ کو دھڑام سے گرنے ہوئے دیکھا تو نئے صدمے اس کے پاس پہنچ گئے اور اسے کہا ہوا شاہ ہے ہوش ہو گیا ہے اسے چنگ رہا نہ دھڑام سے اسے ہوش میں لانے کے لیے ایک انٹی باڈیوٹکس ہے جس میں بیک سے درد نکالنا ہوں ایک درد بد صورت شکل رانی روح غائب ہو گئی مگر عینان کی کئی لاش ابان پر چھوڑ گئی چلے میں ابھی کچھ سی رور بائی تھی کہ اسے بدروح کے ہاتھوں میں ارمان کی طرح مدد روٹھ پھنس ہوئی دکھائی دی تھی مدد روٹھ کر ارمان سے کہہ رہی تھی کہ ارمان میں چھوڑ دو اور مجھے بچاؤ مگر وہ نہ مانا اور ٹھیک اسی طرح اس نے مدد روٹھ کے ساتھ بھی رہی عمل کیا کچھ ہی دیر بعد در راج جھلنی ہوئی غائب ہو گئی اور چلہ ختم ہو گیا۔ ارمان نے جب حصار نوڈا دور روٹھ کر حیران در رہا کہ اس اچھی لڑکے کی لاش اسی طرح پڑی ہوئی تھی در روڈ تا ہوا کہ یہ میں کیا اور مدد روٹھ کو رکھنا چاہتا تھا مدد روٹھ صبح سلامت تھی اسے سب کچھ بتا کر شاہزادہ نے در روٹھ کو بحال کر لیا تھا پورا دن سر پر اٹھایا تھا نفاذ نہ ہو چکی تھی کہ اس کی روح نے عقاب کو مار دیا ہے بچاؤ ارمان کہا کہ سکتا تھا انٹی چھینیں اسی رات کہ در روٹھ تک اس کی چٹوں کی کوچ سنائی رتہ رہی تھی۔

ج ہونے سے پہلے پہلے موہن اور اربان نے اسی راز سے کورنٹ کی گہرائی تک کھودا رشتہ کی کرنیں نکھری ہوئی تھیں۔ اسی جگہ جس سے بڑھ ہوئے اربان نے خورنے دینے نہیں اس کو باغ لالہ اور ہیرے کو لے ہوئے خے خوشی کی تھیں اس کے چہرے پر اور دنگی بھی مگر عقاب کی لاش کو در دونوں جو کمرے میں لے کر گئے خے شاداب نے اپنا حال بہت برا کر لیا۔ بعد اس اتے وہاں سے وہ رے کو خورہ بالکان ہوئی تھی۔ رات کسی دہانست سے کمرہ بھی عقاب کو اس کی موت

ہائے کردگی کی وجہ سے بہت سبب ایک معلوم ہوئی ہے۔ غیر ختم
نے کیا سوچا ہے۔ شاداب نے پوچھا کس چیز کے بارے
میں مولیٰ حیران ہوا۔ ظاہر ہے اپنے بارے میں مجھے کیا سوچنا
ہے۔ میں یہاں سے جانے کے بعد امریکہ چلا جاؤں گا۔ ٹھیک
فیصلہ کیا ہے۔ تم نے یہ سن کر بھی بہت جلد گر گیا۔

مجھے رات کا مکمل کرنا ہے تم نیوٹن میرے لیے دھا کر
 کہ میں اپنے عمل میں کامیاب ہو جاؤں مہرورش! بس رکا کرنا
 کہ کامیابی ہمیں ملے اللہ ہمارے ساتھ ہے تم بھی شرع گرد
 اور ہاں چاہے عمل کے دروازہ کچھ بھی ہو جائے تم میں سے کوئی
 بھی کمرے سے باہر نہ نئے ٹھیک ہے۔ اور پھر میں کو عمل
 شرع کئے ہوئے کچھ دروازہ نہ دے گی کہ پورا خانہ کا لڑکے
 کے رحوں سے بھر گیا اور ان نے انھیں بند کی اور عمل میں
 مسئلہ حل ہوا! شاداب کمرے کی کھڑکی سے باہر جھانک
 رہی تھی اور کمرے میں مولیٰ موصوفے پر لیٹا ہوا تھا جبکہ مہرورش
 برساتی کے عالم میں سر پھٹنوں پر کھڑکے پر بیٹھی تھی۔



ہاں بیکھا ہے در قلعہ عفان نے گاڑی کو بریک لگانے
ہوئے کہا ف ہوا اس سے لڑکا لے رہو یہ کے بارہا اندھ رہے
جس آواز پہ اٹھا براگٹ دب کیسے کھولو لگا عفان نے جو بھی گھٹ پر
نظر درازی گھٹ چڑھا گھٹ کی بھابھک آواز سے کھل گیا اس
نے: (جی گاڑی اندر بڑھا لی گھٹ ایک دم بند ہوا عفان نے
گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا گاڑی لانا میں آگے ہی آگے بڑھتی
رہی عفان گاڑی سے اتر اور اس مرحوم میں آگے ہی آگے
بڑھنے لگا اچانک اس کو گول دائرے میں کوئی بیٹھا ہوا ایک
فحوص اس کو نظر آیا اور سے یہ کہا کر رہے ہو ہم عفان کو رڑکا
کوئی سدا ہو گا جواب میں مکمل خاموشی چھائی رہی اسے میں ہم
سے مخاطب ہو لیا شرماب کو گھڑکی کی فریٹ سے کسی کا سایہ
رکھائی دیکھ کر وہ بھی کو عفان آیا ہے اور بھی کہہ رہا کسی کا
لبہ دراز کر آگئی سے عفان اور در گرد دیکھنے لگا اور بلند آواز
میں جھپٹنے لگا کوئی سے کوئی ہے یہاں پر مگر چارو گمر کی خاموشی
چھائی رہی اسے اٹھ کر لڑکی جو حسن کی چڑھی تھی در عفان کے
پچھے نمودار ہوئی ستارہ کو عفان کی جگہ بلی آواز میں سنائی
رہی مگر فاصلہ زباں ہونے کی وجہ سے وہ کچھ سمجھ نہ سکی اس لڑکی
نے عفان کے کندھے پر ہاتھ رکھا عفان نے مذکر دیکھا جبکہ
اور ان بھی انہیں روح کی کوئی کھیل سمجھ رہا تھا عمل ختم ہونے
میں کوئی گفت و مدر نہ رہ گیا خفا اس لڑکی نے عفان کو گرا کر سے

چارسو ارقلعه

جس کی تعریف کرتا ہے بک مارا
انہیں نو ایسی چلی بٹائی خدائے بار
جیسے مجمع کی کڑوں کا لشکارہ
زلیں تیری ایسی پباری پباری ہیں
رکھ کر رہتا ہے لشکارہ
نہارا حسن رکھا ایک بار جس نے
ور تو اتا ہے مجھ رو بار بار
مارا دیا گھوم کر کبھی نہیں نے
تمہارے جیسا نہیں کسی کا لشکارہ
مزل اکرم اسی۔ مکتوبہ منڈی بہاؤ الدین



غزل

آج شدت سے میری خیالی مسکرائی مبت
لک کر روگ اجازت زندگی نبوں کھٹکائی مبت
دل معصوم تو تاروں تھا انہیں بھی بے غصہ نہیں
زپ گئی درج تک ہیں گھاٹ کر گئی مبت
بہیں شکوہ کہ دنیا اڑے زلی تھ تو بس۔؟
نہ تھے بے مول میرے سٹنے جذبات رو انداز
چل کے جنہیں پھر خود میں نہ مانی مبت
نہ کہو زندگی سے مبت، پھول ہے مبت،
چرانے خوشی تو زندگی سے ایسا ہے غامض مبت
خیں خلاف عاشقی میں مبت کی یقین بانہ
رہا ہر کوئی نہیں ہوتا کہیں ہے زندگی مبت
بس کوئی تو عاشقی میرے ممکن دل کو تانے
لگا کے جہاں ہجر کی آگ پھر نہ پچھائی مبت
عائشہ رحمن۔ کیرالا



کاش مجھ میں تھا جینے کا حوصلہ ہوتا
مبت کا بیٹھا زہر پینے کا حوصلہ ہوتا
نم سے بالکل اپنی رہائی کے دن
مجھ مہمہ اگر کہتے کا حوصلہ ہوتا
منیر رضا۔ ساہیوال



اتنا سے امید ملاقات کے بعد اے خود
دنوں تک نہ خود اپنے سے ملاقات نہ کی

اس قلعے میں لے آئی تھی زندگی تو ہونی ہی موت کی امانت
ہے بڑی مشکل سے عقاب کی مبت کے ساتھ در لوگ اس قلعے
سے چلے گئے اب وہ قلعہ پر اسرار نہیں لگ رہا تھا بلکہ روہ قلعہ
ریت کے ٹھیلوں میں کھم کھم ہو گیا تھا ان لوگوں کے نکلنے بعد وہ
قلعہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

وہائی جڑے آسمانوں پر جتنے ہیں جب جب مردوش
نے شہب احمد کو پاؤں دوا سے نہ ملا بلکہ اس سے بھی ایک اچھا
ہمسرا اور ان ملا جوتج بھی اسے کئی گنا زبرد پاد کرتا ہے اس
طرح جب شاداب مرد عقاب کے کمن کے دن تریب تھے نب
عقاب اسے نہ ملا بلکہ مہربین مولیٰ نے بانا خراسا کے دل
میں گھر کر لی لیا آج مرد دون امریکہ میں جس لور ایک اچھی
زندگی گزار رہے ہیں۔ مرد سال کتنی جلدی بیت گئے اور ان
نے مردوش سے کہا ہاں ہماری بیٹی سریم اب کافی سمجھدار ہوئی
ہے مردوش جھپٹا رہا ہے امریکہ سے مرنی کا فون آبا خا
ارے کب شاداب بھی ہے بس اس نے ایک خوش خبری
سنائی ہے۔ مردوش جہاں رہ رہی کیا خوشخبری ہے ارے مرنی
باب بنا گیا ہے اور میں شاید اگلے ما اس سے ملنے کے لیے
جائے۔ زندگی اسی کا نام ہے چلنی یا رہنی ہے کسی کے چلے
بانے سے کسی کی زندگی رکھی نہیں ہے۔ جی مہربین معزز
تاکر میں اور میرے معزز مکان بھائی میری کئی کئی آپ ب کو
کسی کی ضرورت ہے خطوط میرے گاہ کہنے کا میں آپ کی رائے
کا شدت سے انتظار کروں گی۔

مہربین چپ رہنے سے ناراض نہ ہوا کر اے دوست
سمندر اکثر خاموش ہوا کرنے ہیں
رانی خان۔ شیخ زاد پشاور



غزل

رکھ کر لینا ہوں گزارہ
کتنا بڑھتا ہے تمہارا نو ستارہ
ملا کر بھی انکر جناب مجھے
ہم بھی تمہارے یہ گھر بھی تمہارا
پاور آکر اپنے ہاتھوں سے
غم مت جانے مجھ سارے کا مارا
کیوں کرتے ہو تم درد درد سے اشارہ
ابا حسن رہا تم کو خدا نے بار



خونک دا بخت 158

WWW.PAKSOCIETY.COM

ری۔ دیکھا میرا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ میں۔ آخر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیا مطلب۔ جہانے جو کچھ ہوئے کہ وہ مسکرایا یہی کہ اگر میں تمہیں انکیا چھوڑ دیتا تو تم اپنی کرات ڈرتے ڈرتے موزراتی کیونکہ خوابوں کے بعد تمہیں نیند ہو نہیں آتی۔ آخر کی اس بات پر جہانے مسکرائی اور کہا۔ واقعی آخر بھائی تمہارا مقصد انصاف کا کیا ہے بلکہ بہت ہی زیادہ کامیاب رہا ہے۔ وہ وہاں جہانے کے کمرے سے باہر نکلا۔

دن کی روشنی پھوٹنے لگی۔ گھر میں کام بگڑنے کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ جہانے کمرے سے باہر نکلا۔ آج غم نے دن کو سونا نہیں سے رات کو انگو جانی دو تو چرمونی نہیں۔ وہ اس نے منجھی منجھی گم ہو۔ جہانے کو پراسپر پر پورا پراسپر بھی کڑا لایا گیا۔ اس نے کپڑوں کا ایک لمبا چڑا چڑا چڑا کے سامنے رکھ دیا کہ اسے دھوئے۔ وہ کپڑے دھوتی رہی۔ انہیں چھت پر چاکر سکھائی رہی۔ دن ایسے ہی بیت گیا۔ وہ بہت تھک چکی تھی۔ اس کے بازوؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ بڑا ایسے دو گھنٹے سے جہانے میں جان نہ تے۔ وہ رات کیانے کے بعد وہ اپنے بند پر چلی اور لیٹنے میں گہری نیند نہ چلی گئی۔ تقریباً رات کا چھپتا پھر تھا کہ اسے یوں لگا جیسے اس کے بند پر کوئی چڑ پڑی ہو۔ جوش اس نے آنکھیں کھولیں ایک بھیا یک چٹخ کے ساتھ وہ بے ہوش ہو گئی۔ گھر والے اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکے رہے لیکن اس نے دروازہ نہ کھولا۔ آخر نے کئی کھڑکی سے اندر بھانک ڈالا تو جہانے بے صبر ہوئی دکھائی دی۔ اسی لگتا ہے جانی بے ہوش ہو گئی ہیں۔ اس نے اپنے سب بھائیوں نے اس کھڑکی کے رات اندر کا اختر دیکھا۔ وہ انہیں بے صبر چلی دکھائی دی۔ وہ اسے مرد و نہیں سمجھ سکتے تھے کیونکہ اس کے پیٹ کی حرکت بتا رہی تھی کہ وہ ماسے لے رہی ہے۔ وہ اس وقت تک کھڑکی کے باہر پریشان حال کھڑے رہے جب تک اسے ہوش نہ آ گیا۔ جہانے اس نے ہوش میں آنے کے بعد اپنے اختر بھائیوں کے لئے تو اختر نے آواز دے دی۔ جہانے دروازہ کھولا۔ ایک چلاؤ لگ کر وہ اٹھ گئی۔ وہ دروازہ کھولا۔ وہ سب ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے اور اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگے۔ وہ بار بار بند پر دیکھتی نیت کسی چیز کی اسے ہوش نہ کیا۔ وہ اپنی بھانڈا اس نے بالآخر پرچہ چنی لیا۔ اس نے خود وہ آواز اس کی کہ اس میں سے کوئی خواب نہیں نکلاست، حقیقت میں سب دیکھا ہے۔ ایک سوچنی میرے بند پر پڑی

مجھے بہت خوف آتا ہے۔ وہ کو پڑیاں بچے سے اوپر آتی ہیں۔ پہلے مجھے ان کے تدموں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں میرے اوپر جہانے کی اوپر میٹھیال چڑ رہی ہوں پھر وہ خود دکھائی دیتی ہیں۔ پہلے ایک دکھائی دیتی تھی پھر وہ آج تین دکھائی دی تھیں۔ ایک بڑی کھڑکی پر ہے بلکہ وہ چھوٹیاں۔ ان کے بچے نہ تو ڈھانچے دوتے ہیں اور نہ ہی انسانی وجہ لیکن ان کے چلنے کی آوازیں انسانی تہوں میں سنائی دیتی ہیں اور ایسے چلنے میں نیت ان کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ کر کھر جا رہی ہیں۔ جہانے خوابوں میں دیکھنے والے تمام مناظر تفصیل سے یاد ہے۔ آخر ضرور اس تہہ خانہ میں کچھ ہے۔ یہ میری سوچ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اپنی جہانے باتوں نے تو مجھے بھی خوفزدہ کر دیا ہے۔ مجھے بھی ایسے کتنے کتبے جیسے وہاں تہہ خانہ سے نکس کر ابر آ جا سکیں گی۔ میں مانتا ہوں کہ یہ کمرہ جہانے سب سے پورا لگا ہے، دوسرے کمروں سے بہت کر ہے اور اس کی چادروں دیواروں میں کھڑکیاں ہیں جن سے ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے اندر آتے ہیں اور راج کی چٹا کرن اور چاند کی چٹا کرن بھی سب سے پہلے تہہ خانہ سے کمرے میں آتی ہے۔ وہ یہ جہانے اپنی ایک اور بات بھی میرے ذہن میں آ رہی ہے اور یقیناً یہ بات بھی میرے ذہن میں آتی ہے۔ وہ کیا؟ جہانے کہ اس کی طرف دیکھ لگا۔ کہتے ہیں کہ انسان دن بھر جو کچھ ہے جو سوتا ہے رات کو وہی خواب کے روپ میں اس کے سامنے آ جاتے ہیں۔ جہانے میرا خیال ہے راتوں میں آپ بیتی بھی کتابیں پڑھتی ہیں سب کی سب خوابوں کی ہوتی ہیں۔ ان کے اندر انصاف میں کی کہانیاں بلکہ آخر میں جن جھوٹوں کو کپڑے نہیں قید کرنے کا طریقہ کار بھی بتا دیا گیا ہوتا ہے اور میں ہر روز ان کہانوں میں سے کسی ایک کتاب کو پڑھتا ہوں۔ آخر کی اس بات پر جہانے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ آخر بھائی تمہاری بات سچ ہو سکتی ہے۔ کہانوں کی کہانوں کا اثر ضرور ہو سکتا ہے اور یہ کہانیں خواب بھی بن سکتی ہیں لیکن مجھے تو ہر روز ایک ہی خواب آتا ہے اور یہ خواب گھر سے باہر جھونڈوں اور لوگوں کی دنیا دکھاتا ہوتا ہے بلکہ خوابوں کا مرکز بنانا اپنا گھر ہوتا ہے۔ گھر بھی نہیں بلکہ وہ تہہ خانہ ہوتا ہے جہاں میرے کمرے کے نیچے ہے۔ ان کہانیاں خواب میں سکتیں تو ہر روز خواب بدل بدل آتے ایک جیسے ایک ہی طرح کے خواب آتے رہتے۔ اس بات بھی ٹھیک ہے۔ آخر نے گہری سانس لیجئے دئے کہا۔ وقت بیکار بارات ٹھوٹتی

کمر درسی قلم والے تھے۔ ایک جگہ تھا جبکہ دوسرا اوپر سر۔
وہاں کے پاس جا پہنچے۔

دو نیچے بورڈ لگ بوا ہے۔ جی جی آئیں۔ جگ لڑکا
تیزی سے بولا۔ آپ کے چہرے نے ہی نہیں بتا دیا ہے کہ
آپ بہت پریشان حال ہیں۔ کسی بہت بڑی شخصیت سے دوچار
ہیں۔ لڑکے نے یہ کہتے ہوئے انہیں ایک جگہ بٹھا دیا۔ جو
بوشاک آپ بھی نہیں۔ میں آپ کا ہاتھ خود تیار کرتا ہوں۔
لڑکے نے اوپر سر غرضت سے کہا کہ صبا کے باپ نے گردن اٹھا
کر گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ کیا میں ہے جو شخص جس کے
پاس میں آتا ہوں۔ لگا تو نہیں کہ یہ میرے سگے کاٹھن وال
نکے۔ جو قصور ایسے لوگوں کو صبا کے باپ کے دل میں قیاس
نہایت ہو چکا تھا۔ جی جی میں کیوں پریشان ہیں۔ اس اوپر
غرضت نے اپنی غرضت جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ صبا کے باپ
نے شرد سے آ کر خرب اسے قہر مہمانی شادی۔ اس شخص بہت
غور سے اس کی کہانی سنی اور پھر کانڈوں کا ایک دست پکڑ کر غرضت
سے اس پر لائنیں کھینچنے لگا۔ کئی لائنیں کھینچتا۔ کچھ سے لگتا
کچھ اٹے جاتا۔ کچھ لائنیں پر لائنیں لڑکے نہیں کاٹتا۔ صبا کا
باپ سب کچھ دیکھتا رہا۔ آئینے کی جیسے دو میراقت غرضت میں
غرضت کر رہا ہے لیکن وہ اپنا کام کرتا جا رہا تھا۔ کانی پر ایک ایسا
ہی سلسلہ چل رہا تھا کہ وہ کاغذ کا طرف رکھ دیا بہت مشکل
سے دو چار ہیں آپ لوگ۔ آپ کے گھر کوئی جن عورت نہیں
ہے پھر میں ہیں، میں جلد دھوؤں۔ ایک عورت کی وہاں کے
بچوں کی۔ ان کیوں کو اس گھر میں لے کر دیا گیا تھا۔ لفظ سننے
ہی صبا کا باپ بری طرح کانپا۔ اسے ایسا ہی جیسے اس شخص نے
بہت اہم بات کر دی ہے۔ بہت بڑا راجہ بولی دیا ہے۔ انہوں
نے ایسی بات سنی تھی لیکن اس شخص نے اس سے زیادہ
کچھ نہ بتایا۔ صرف اتنا ضرور کہا کہ وہ آپ کو گولی کو نقصان پہنچا
سکتی ہیں بہت بڑا نقصان۔ صبا کے باپ نے آئینے کچھ دیکھ
دیکھے تو اس کی آنکھوں میں جگمگائی اٹھی۔ بولا۔ میرا آپ کا
بچہ کے لئے ایک تعویذ بنا کے دیتا ہوں۔ یہ تعویذ اس کی
حفاظت کرے گا۔ ات دو دیر میں نقصان نہیں پہنچا سکتی گی۔
ہاں اثبت دھیرے دھیرے اسے وہ کمال خبر پر دیکھائی دینی
جائیں گی۔ اپنی بیٹی سے کہتا کہ ان سے دوستی کرے۔ اگر وہ
ان سے دوستی پر رشتہ دوستی تب وہ اپنی کہانی اسے سنائیں گی
اور جو بھی وہ کہانی سنائیں گی وہ سننے آ کر قاتل نہ رہے اس کہانی
کو سننے کے لئے کئی سال ہی کیوں نہ بیت جائیں۔ میرا ماننا

ہوئی تھی۔ گنگ ک۔ کیا اس کی اس بات پر سب ہی خوف
سے اچھل پڑے یہاں تک کہ اس کا باپ بھی۔ گو کہ اسے جن
بھوتوں پر یقین نہ تھا لیکن بیٹی کی باتیں بھی اسے ناگہانگی
تھیں۔ آج اس نے خواب کا لفظ نہ کہا تھا۔ ہر روز وہ خواب کا
لفظ کہتی تھی لیکن آج اس نے اسے حقیقت کہا تھا۔ باپ بھی اس
کے قریب بیٹھا تھا۔ بیٹی جو کچھ دیکھا ہے تفصیل سے بتاؤ۔ صبا
نے ایک خوف بھری سانس لی اور خوابوں کی تفصیل بتانے لگی
اور پھر بولی۔ آج میں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا
ہے۔ اچانک آگھٹکلی تو بیہ پروہ کو پڑی وہ جو بیٹی میری جج پر
روا چلی اور تیزی سے چلتی ہوئی نیچے خبر خانہ کی طرف بھاگی۔
صبا کا خوف ایک مرتبہ پھر چہرے پر ابھر نہ لگا۔ بیٹی بٹھے ان
جن بھوتوں پر یقین تو تھا لیکن تم پر بیٹے والے واقعات نے
مجھے ان باتوں پر یقین دلوا دیا ہے۔ بیٹی سن سچ ہی اس مسئلہ کا
کچھ حل نکال رہی ہوں۔ یہ گردانہ ہوں کہ صبا بہت سا تھکا ہوا
کیوں رہا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ نے صبا کو بھر پور کھلی
دی اور اپنی کئی رات ان سب نے جاتے ہوئے گزار دی۔
صبح سویرے ہی ناشتہ کے بعد باپ گھر سے نکل گیا۔
انہوں نے آج آفس سے چھٹی کر لی تھی۔ آج صبا کی زندگی
ان کی نظروں کے سامنے گھومتی گئی تھی۔ بہت کچھ اور
بہاری ہی یاد کرتی تھی۔ شراپتی کا کام میں نیز، نہ دست گزار لیکن
آج نہ اس کی پہلی بھی رحمت رہی تھی، نہ لایوں پر مسکراہٹ رہی
تھی۔ نہ آنکھوں میں شرمیلی نظریں تھیں۔ جس ذوقی ذوقی تھا
سبھی سبھی ہی چپ چپ سے خا خا دوش ڈال رہی تھی۔ باپ چپے
چپے بھی ہونے لگا۔ میرے جن بھوتوں پر یقین نہ کرنے سے
ان کا دور جو ختم نہیں ہو جاتا۔ اگر جن بھوت نہ ہوتے یہ
کلوٹ نہ ہوتی تو سب اپنی کچھ بھی ایسے خواب اور منظر دکھائی نہ
دیتے۔ کچھ نہ کچھ تو ایسا ضرور سے ہے میں ہانڈا ہوں۔
ایسا ہی سوچیں سوچتے سوچتے وہ دیکھی سے پریشان حال سے
چلنے پونے ایک جگہ کا کھڑے ہوئے جہاں ایک دیوار پر
بہت بڑا بورڈ لگنا تھا۔ جن بھوتوں سے چھڑکا، ڈروڑنے
خوابوں سے چھڑکا۔ گھر میں موجود جن بھوتوں سے چھڑکا
کے لئے رابطہ کریں۔ صبا کے باپ نے ان سیریسوں پر قدم
رکھ دیا اور دھیرے دھیرے جھکے جھکے سے انداز میں چلنے
پونے اوپر جا پہنچے۔ اوپر دو آڑیوں کے علاوہ کوئی بھی تھیرا
آری موجود نہ تھا۔ شاید میں بہت جلدی اور بڑی آگیا ہوں۔
انہوں نے سچا اور ان دونوں آدمیوں کو دیکھتے گا۔ دونوں ہی

کمزور نہیں ہے۔ جو شخص ایک سرجہ میرے مکان میں آ جاتا ہے وہ سال بامال بعد بھی آ جائے تو صرف میرا سے پہچان لینا ہوں چاہے یہ تک اہل لیتا ہوں کہ وہ شخص ایک غمزدہ پہلے اس کام کے لئے آیا تھا۔ یہ لفظ سننے کے بعد وہ کوئی نہ لے اٹھ کر میز چائیاں اترنے لگے۔ ان کو دنات پر یقین نہ تھا۔ یہ ہر دوں پر کہے ہو سکتا تھا لیکن اب باصرف انہیں دنات پر یقین ہو گیا تھا بلکہ ہر دوں پر بھی ہونے کا تھا اور وہ اس دن سے متعلق سوچنے لگے جب انہوں نے روکھر خیرہ اٹھا۔

مالک مکان نے صاف لفظوں میں انہیں بتا دیا تھا کہ یہ گھر انہوں نے بہت شرقی سے خرید اٹھا لیکن رہنا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس مکان میں آتے ہی بچوں کو ڈرانے خواب آنے لگے اور پھر یہ خواب حقیقت میں بدلے گئے۔ وہاں اضافی کھڑکیاں دیکھی جاتیں تھیں اس آبیہ زور مکان میں مزید ہمارا رہنا ممکن نہ ہو گیا اور پھر چور کر کے پہلے والے مکان یعنی اس گھر میں آ گئے۔ کئی سال گزر گئے لیکن میں نے مکان کو کئی عرصے میں چاہتا تھا یہی طرح کلی کو کوئی اور اس سببوں سے خوفزدہ ہو جائے لیکن انسان کی مجبوری بہت ہے کہ کروا دیتی ہے اب ہمیں بیہوشی کی ضرورت تھی سو یہ مکان بیچنے کا پورا مگرام بنالیا اور آپ اسے خریدنے لے گئے۔

آپ کو میرا بتانا پھر افسوس تھا اب آپ نے یہ مکان لینا ہے یا نہیں آپ کی مرضی پر ہے۔ میں نے اس مالک مکان کی اس کہانی کو ایک غرضی کہانی تصور کیا اور اس سے مکان خرید لیا۔ سب کو باپ مافی دیتے ہوئے دیکھ کر آ رہا تھا۔ اگر کچھ پتہ ہو جائے کہ مالک مکان کی ماورائی شخص ماورائی کسی ہے بلکہ حقیقت ہے اور میں اس حقیقت کو تسلیم کر لیتا تو اب ہو سکتا تھا میں اس مکان کو خریدتا لیکن میں اسے خریدنے کے ناشی گر چکا ہوں جس کی سزا اب بھی کے خوف کے نتیجہ میں جگہ رہا ہوں۔ وہ گھر آٹ پکچر۔ گھر میں داخل ہوتے ہی انہوں نے پورے گھر کا جائزہ لیا۔ مکان دیکھتے میں بہت خواہش تھا میں ان کا حق دیکھنے کوئی دیکھیں اندر ہی اندر۔ وہ کاب سے گئے۔

بہت پریشان ہیں آپ، جلد ہی آپ انہیں سے بھی آ گئے، خیریت تو ہے۔ جہاں میں نے پوچھا۔ میں آج آپ کی مافی کی شخص ہوں۔ انہوں نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

ابواب میں حیرانی سے دوسرے انہیں دیکھنے لگی۔ کچھ عرصے کی جھڑکی حالت سے متعلق کچھ کرنا تھا۔ میں اس کا جائزہ لے اس کی پریشانوں کا ازالہ دیکھنے کی کرتا ہے۔ وہ ان دنوں حد

سے زیادہ خوفزدہ ہو چکی ہے۔ مجھے اس کے خوف کو ختم کرنا ہے۔ اچانک کہ انہوں نے عبا بنی کو آواز دی۔ وہ درجہ نماں سے چلتی ہوئی ان کے قریب آئی۔ باپ نے اسے اپنے سے لگا لیا۔ ان کی آنکھیں خود بخود جھٹک پڑیں۔ عبا بنی دنوں سے تم شہ پر کہ رب سے گزرتی تھی لیکن میں نے تمہاری ذرا بھی پروا نہ کی۔ آج مجھے احساس ہوا ہے کہ تم مجھ کو رہی جاؤ رہی میں نکلنا تھا۔ میں اس من بھولوں کے وجود کو سامنے سے اٹھوڑی رہا تھا۔ عبا بنی مجھے معاف کر دینا۔ آج میں ایک خالص عجمی کے پاس گیا تھا۔ انہوں نے مجھے حقیقت سے دوچار کیا ہے کہ تمہاری عبا بنی نکلنا نہیں سمجھ رہے ہیں جو کہ وہ دیکھتی ہے وہی جانتی ہے اور جو جانتی ہے ایک لفظ بھی اس میں سمجھ نہیں پڑتی۔ عبا بنی معاف کرنا۔ کاش بہت دنوں پہلے مجھے اس بات کا احساس ہو جاتا کہ میں ناکا ہوں۔ باپ نے ڈکھو مجھے لے کر کہا اور پھر جب سے تم نے نکال کر اسے دے دیا اور کہا اتنے مجھے میں چہن لو۔ تمہارا خوف ختم ہو جائے گا۔ اب وہ چیزیں جنہیں دیکھنا ضرور دیکھیں لیکن میں نے انہیں دوسرے بنا کر۔ باپ کی یہ باتیں سن کر جہاں کچھ کھلی تھی وہی کہ کم از کم اب اسے اس سے خوف تو نہیں آئے کہ وہ جاتاں۔ اس نے تمہیں مجھے میں دیکھ لیا اور خود کو پر سکون کرنے لگی۔ دن اسی طرح گزر گیا۔

جوں جوں اندر بڑھتا جاتے گئے خوف اس کی دلوں میں سرایت کرتے جاتے گئے۔ حالانکہ وہ بار بار اپنے میں زبانی کہتا کہ عجمی دیکھتی۔ باپ کی باتیں بھی اس کے دلوں میں گڑبڑ کرتی ہیں۔ اس کے باوجود بھی خوف خود بخود اسے پسینہ پیدا کرتا جاتا۔ پھر اس نے اپنے اندر کچھ بہت پیدا کی کہ وہ خود بخود دیکھ جائے گا۔ میں کیا خواہش کر رہا ہوں کہ یہ پہلے مراد ہے۔ یہ سوچ کر اس نے بہت باتیں اور پھر پتہ پتہ یہ سکون لیتا کی۔

پھر بار اس کا خیال شب خانہ کی طرف چلا جاتا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ سوئی چلی گئی۔

ایک ایک رات کو اس کی آنکھیں کے بند ہونے سے کھلی گئی۔ اس نے لڑکے جیسے کوئی اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ وہ کچھ اندر چلی اور اپنے پیچھے ایک لڑکے حال لڑکے کو دیکھ کر حیرانی کی رہ گئی۔ بہت ہی چارہ بنی تھی۔ مافیہ بار کچھ پتہ میں نے جان رکھتے تھے۔ سرخ و سفید رنگت فکری لڑکوں کی کچھ چھری چاتو کے تحت کا نشان موجود تھا جیسے اس کی گردن بولی تھی۔ وہ وہاں خون جانا دھاوا کیا تھی۔ عبا بنی چلی چلائی گئی کہ اس کے پیچھے سے اترتی اور دروازے کے قریب کھڑی جاؤ۔ عبا

حرف آخری آواز سن سکی کوئی آ رہا ہے۔ سب نے دھیرے
 دھیرے کنڈی بگول دی اور چند لمحوں کے لئے اس نے دروازہ
 کھٹکھٹا کر دیکھا جس سے کوئی بیرونی روایت نہ آئی۔ پھر اس نے
 اندر قدم رکھ کر دروازہ بند کر دیا۔ اندر کوئی نہ تھا، صرف
 صندوق کا سامان پھرا پھرا تھا۔ وہ کئی لمبے تک اس کمرے کو دیکھتی
 رہی پھر اس کے ذہن خود بخود چلنے لگے۔ کوئی ہے، کوئی ہے۔
 جواب سننے کے لئے وہ دواغوش ہوئی لیکن اسے جواب نہ ملا۔
 وہ دوبارہ دہری کوئی ہے، کوئی ہے۔ اس بار بھی اسے جواب نہ
 ملا۔ تیسری بار بھی اس نے کہا اور جواب نہ پا کر پانچویں سے
 دروازہ کھٹکھٹا جس پر اسے اپنے کمرے میں آگئی۔ آج اس کا جان
 پناہ رہا تھا اس کو دیکھ کر اس نے دوبارہ سب ناپ متھے۔ وہ ایک
 دیکھ بھال میں لے کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ وہ سو رہی تھی کہ پھر
 اس کی نظروں کے سامنے خود نما رہا۔ اسے نا صرف وہ پکارا
 لگتی تھی جیسا کہ اس پر ترس بھی آئے تھے۔ وہ اس سے بچ رہی
 حقیقت جانا چاہتی تھی۔ اسے دوبارہ کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ وہ
 خندہ آنے پر سو گئی۔ صبح جب اٹھی تو وہ بالکل تھک گئی۔

اہل باپ یمن جھانکے تھے اس کے چہرے کے نیچے
 طرر جا کر دیا اور مٹھکے ہوئے۔ انہوں نے پوچھا کون کیسی
 ناشہ کے دوران میں باپ نے یہ بات کر کے سب کو چونکا
 یا کہ وہ گھر میں ہونے والے قتلوں کا سراغ لگے، چاہتا
 ہے کہ سب کو کیا مطلب؟ آخر نے کہا۔ باپ نے ایک سرور
 آؤ بھرنی اور کہا۔ چنانچہ چاہے کہ اس مکان میں کئی سال پہلے
 قتل ہوئے تھے اور ان کی بددعویٰ اس گھر میں موجود ہیں نیز
 صاحبان کو فرود کرتی ہیں۔ نہیں الا۔ صاحبان زل چلی۔ آپ اب ایسا
 کچھ نہیں کریں گے۔ یہ کام میں خود کو گروں گی کیونکہ اب مجھے
 ان سے خوف نہیں اور ہر اور پھر سنا ہے ان صاحبان نے رات والی تمام
 صورت حال بتائی۔ باپ نے ایک گھبرائی مائوسی کی اور کہا۔
 اگر کا مطلب ہے کہ قتل ہونے والوں میں وہ بچے ہیں اور میرا
 کوٹا ہے۔ اس کا بھی یہ چل جائے گا۔ صاحبان پر سکون مجھے
 تیرا کہا۔ خورالے اس کی الا یہ پٹھان سے دھکے۔ صاحبان
 کا پچھل کر لاک۔ وہ اب ان چلتی چھتری کچھ چڑھیں گا ہر ضرور
 معلوم کرے گی اور ان بچوں سے تعلق نہیں پتہ لگے گی کہ وہ
 اس کے گھر میں کیوں ہیں۔ دن باتوں کا دن اور دوپہان میں
 بیت گیا۔ رات کو وہ اپنے کمرے میں جا گئی۔ ایک نظر اس نے
 اپنے قعدہ پر ڈالی اور دیکھی کہ وہ کھلی۔ آج اس نے ذرا کچھ سے
 نہیں کھا لانے کے انتظار میں بیٹھ رہی تھی آج کچھ رات

اسے عجیب سی نظر آئی تھی۔ وہ دیکھنے لگی۔ آج اسے ذرا بھی ذرا خوف نہ آیا تھا بلکہ اس مضمون کی، پارٹی کی جتنی پرہیزگار اور ترس آ رہا تھا۔ پارٹی اس کی فریب دہی پر اور ترس اس کی کٹی گردن کو دیکھ کر۔ اندر صبر سے پاس آ کر۔ وہ اپنے ساتھ کاشا اشارہ کرتا رہا۔ اس نے چند منٹ صبا کی طرف بڑھائے اور پھر پیچھے مڑ گئی جیسے بہت ترسناک ہو گئی ہو اس سے۔ آؤ تو اس نے اس پر صبا نے دھڑول باز دیکھا۔ اپنے۔ وہ پھر چند منٹ اس کے پاس آئی اور پھر سے پیچھے مڑ گئی۔ صبا کے دل کو ایک ٹیس سی لگی۔ آپ۔ وہ اتار ہیں۔ رہا تو اس کی مضمون کی لکھنؤ ڈیڑی کی آواز سنائی دی۔ اس کا اشارہ اس کے منہ میں موجود دودھ کی طرف تھا۔ صبا نے جلدی سے گھٹے سے آٹو یا اندر کر صبر بند پر رکھ دیا اور دوسرے پاس اپنے خود فونز دے ہو گئی کیونکہ اب پارٹی کی خواہش تھی اس کی طرف نہیں بڑھ رہی تھی بلکہ وہی شکل والی کھوپڑی تھی جو پہننے چلے اس کی طرف آ رہی تھی۔ صبا نے ایک لمحہ نہیں دیکھا وہ گھٹے میں جا کر لیا۔ آٹو کے مینٹے ہی اسے باصرف ملبوں سا بلکہ کھوپڑی دوبارہ اس مضمون کی کے روپ میں اس کے قریب سے واپس اپن گئی۔ دوبارہ دروازے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ صبا نے است سمجھی کہ وہ چلیں پھر کھوپڑی اس کی تھی۔ اس نے ایک پرسکون سی سانس لی اور کہا۔ اپنی تیزی گردن پر یہ دھم کھسا۔ صبا کے اس سوال پر اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اپنے سے مارا تھا۔ دودھ کے دل کو ایک شدید دھچکا لگا۔ وہ دیکھ کر باہر چلی کہ چلی کرے۔ بند دروازے کے دروازے میں باہر نکلی گئی۔ صبا اسے خالی جاکو دیکھنے لگی اور پھر بچانے اس کے دل میں گیا۔ بات آئی کہ وہ اندر گھڑی ہوئی اور آہستہ آہستہ بغیر آہستہ کے قدم اٹھاتی ہوئی وہ دروازہ کھٹک آئی۔ آہستہ سے اس نے دروازہ دیکھا اور کرے۔ باہر نکلی گئی اور پھر ایک طرف مڑ کر وہ نیچے تہ خانہ کی میز پر جا کر بیٹھ گئی اور پھر وہ بند دروازے کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ اس کی چوٹی توجہ اندر کی جانب تھی۔ اسے کھسکی پھر کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اس کی بوجھ کی تھیں۔ اس نے ایک آواز پہچان لی جو اس کی کٹی کی تھی بلکہ دوسری آواز اس جیسی تھی لکھنؤ۔ وہ جی نہیں بچے کی تھی۔ اس کا جیس سے اس نے اس نے دروازے کو ہانکنا ساتھ لگا کر دیکھا کہ نہ لگا تھا صرف باہر سے کھڑی تھی تھا۔ میں اندر ضرور جاؤں گی۔ اس نے پہلے فیصلہ کر لیا اور آہستہ آہستہ دروازے کی کھڑکی کھولنے لگی۔ اندر یکدم ناواؤں جھانکی۔

تجیجی ہر دہائی میں ایک نئی نئی شکل و رنگ کی ہوتی تھی۔

تایا کہ کرم نیچو تہ خانہ میں گئی تھی۔ وہاں سے ڈاکر بھائی ہو۔ باپ نے یہ کہہ کر اسے گہری نظر میں سے دیکھا۔ وہ اپنے ماسٹروں کو سوال کرنے کی کوشش میں لاقوی جس میں وہ یک سیاب بھی ہو گئی اور بولی۔ ہاں اور میں تہ خانہ میں گئی تھی۔ میں اس راز کو جاننا چاہتی تھی جو ہمارے اس گھر میں غرضہ دراز سے چھپا ہوا ہے۔ ابو میاں واقعی تہ خانہ میں گئے ہیں۔ وہ اپنے اور ایک عورت۔ آج میں نے انہیں دیکھا ہے۔ تاہم صرف بچے بلکہ عورت بھی بہت خوبصورت ہے لیکن اس کی آنکھوں میں ایک خوفناک چمک تھی۔ ایسی چمک جس میں سے آج تک کسی بھی انسان کی آنکھوں میں نہیں دیکھی ہے۔ وہ ایک لمحہ سے غلی کو پناہ دیا۔ تہ خانہ میں اور میں خوفزدہ وہاں سے بھاگ گئی۔ کیا ضرورت تھی کہ میں تہ خانہ میں جاؤں؟ باپ نے یہاں کے ساتھ ساتھ اسے ڈانٹا بھی۔ تاہم صرف انہیں بلکہ اس بھی یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اس تہ خانہ میں بدو میں دو ہیں۔ جنہیں شاید کسی نے جاو کر کے اس گھر میں قید کر رکھا ہے۔ میں بہت جلد ان مکان کو چھوڑنے کی کوشش کروں گا۔ میں ابو۔ دیا جلدی سے بولی۔ ایسا نہ کرنا کہنگہ میں جان لوگیا۔ وہ کہہ رہیں تھیں انہیں نہیں مانتے۔ بلکہ وہ شاید ہم لوگوں سے خود خوفزدہ ہیں۔ یہی بہت سے کہیں مانتے ہیں۔ باپ نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔ چادو ذمہ ہمارے کمرے میں سو جاؤ۔ میں ابو۔ میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ جاؤ اور میری فکر نہ کریں۔ یہ قادیان میری حفاظت کرے گا۔ جیسا کہ باپ سمجھ رہے تھے۔ سوچنا رہا اور پھر اس کے کمرے سے باہر نکل گیا اور جاتے ہوئے یہ کہہ گیا کہ اب تم نے کمرے سے باہر نہیں نکلتا۔ جیسا کہ چاہا ہے۔ اب اور دروازہ بند کر دیا۔ تہ خانہ کی بات ہے۔ اب اسے ان تہ خانہ کی خوبصورت صورتیں یاد رہیں رکھانی دینے لگیں۔ پتہ نہیں کیوں اسے ان پر ترس بھی آئے۔ یہ عقار و سیاہی چاہا کہ وہ دوبارہ تہ خانہ میں جائے اور جا کر اس سے پوچھے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے اور کیوں کیا ہے اور ان کی رو میں اس گھر میں کیوں چمک رہی ہیں رات بھر وہ جی سوچیں سوچیں رہی اور پھر سوچیں۔ میں سب نے بڑی باری اس سے رات رات دیا تھا۔ یہ جیسا کہ اس نے بتا دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اب اس کا خوف بہت کم ہو چکا ہے۔ اس میں اتنی بہت پیدا ہو چکی ہے کہ وہ ان پرورد کو دیکھ سکتی ہے۔ دن ایسے ہی گزرتا گیا، شام ہوئی تو وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

دو بار دروازے سے کسی طرف دیکھتی اس کے چہرے پر ہے جیسی وہ خود بھی، آنکھوں میں انتظار تھا لیکن ابھی تک وہ اسے رکھنا نہ دیتی تھی۔ تب وہ خود اپنے گھر اور باغیچہ میں بڑھ کر بغیر اسے قدموں سے چلتی ہوئی دروازے سے نکل چکی۔ وہ ہستہ سے اس کا دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ باہر نکلتے ہی وہ اس طرح بغیر آہٹ کے بغیر خونی کے چلتی ہوئی سڑکیاں اترنے لگی۔ اندر تہ خانہ کے کمرے سے اس نے سرگوشیوں کی آواز سنیں جس میں وہ آواز میں ان دونوں مصلیوں کی دلیں۔ دن کے وقت اس نے جان بوجھ کر دروازے کو باہر سے بند نہ کیا تھا۔ یہی سوچ کر کہ اگر ان تہ خانوں میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آیا تو وہ خود جا کر دروازہ کھول دے گی۔ باغیچے کے پتوں پر اس نے ہاتھ رکھ دیا۔ اس کی یہی سوچ تھی کہ دروازے کو کدیم پاؤں کی خوشگرم سے کھولے گی اور اندر داخلہ کرے گی۔ یہی کدیم باغیچہ رکھ کر کے ان تہ خانوں کو کچھ لے گی۔ وہ اپنی ان سوچوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اب پوری طرح تیار تھی اور پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ دروازے سے پاؤں سے دروازہ کو اندر دھکا دیا اور ساتھ میں باغیچہ میں اس کے اندر روشنی پھیلا دی۔ اس روشنی میں اس نے اندر ان سب کو دیکھ لیا۔ وہ بچوں کے ساتھ ایک خوبصورت عورت بھی موجود تھی۔ ان سب کی گردنوں پر دونوں جما ہوا تھا۔ اس عورت کی آنکھیں کدیم چمکے لگیں اور ایک سینکڑ سے لے لے ان تہ خانوں کے خوبصورت چہرے ٹھونچا رہی تھیں۔ اس سے غلی کہہ کر وہ عورت اٹھ کر صبا کو کچھ لے کر کوشش کرتی جا بھاگے ہوئے سڑکیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں جا چکی۔ جلدی سے اس نے اپنا دروازہ بند کر دیا۔ اس کی سانسیں کسی تیز سفیری کی مانند چلنے لگی۔ تہ خانہ کے قدموں کی آوازیں اور دروازے سے بند ہونے والے دروازے کی آواز اس کی ماں نے بھی سنی۔ اس نے کہا کہ اب ان کو آوازیں دے کر دیکھا اور کہا کہ اب یہ صبا ہی ڈر رہی ہے۔ بھگہ اس کے بھائی کی آواز کی سنائی دیتی تھی۔ یہ وہ پہلے تہ خانہ میں گئی تھی۔ اٹھو دیکھو وہ ٹھیک تو ہے۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔ صبا کا باپ تیزی سے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل گیا اور جاتے ہی صبا کا دروازہ پھینکے گا۔ صبا جی۔۔۔۔۔ صبا میں دروازہ کھولو۔ اس نے آوازیں دے دیں۔ صبا نے دروازہ کھول دیا۔ اس کا چہرہ خوف میں ڈوبا ہوا تھا۔ گھٹے میں پہنے لاکٹ کو وہ ہاتھ کی گھی میں بند کئے رہا ہے تو نے بھی۔ کیا وارنٹی بناؤ۔ تہااری مٹا لے

اسی کرنے میں رکھ دیں اور ہر روز بندہ گھر کے باغ میں چڑھتے ہوئے دعا پڑھتے کہ میں آج بھی اور ہر کوئی ہوگی۔ سچائی بھری سب سے پہلے اس کے قہر تانہ پھوٹ کر نکلا اور یہ دیکھ کر اس کی حیرانی ہوتی تھی کہ تیرے دو بیٹے وہاں سے غائب تھیں۔ اب وہ ہر روز صبح اسیا کرتے تھے۔ دو بیٹے رات کی کار کھینچ کر وہاں کی طرف چلے گئے۔ وہاں آنے میں بیٹوں کی حرکت ٹھوٹھوٹتی اور تیس ہر دو بیٹوں تیار کر کے قہر تانہ کے اندر جا کر بیٹھ جاتے تھے۔ غائب ہو گئی۔ حیرانی اس بات کی تھی کہ جب سے اس نے بیٹوں کو وہاں جا کر قہر تانہ خانہ میں دھنیں شروع کی تھیں نہ اسے کوئی خبر نہ ہوئی تھی اور نہ ہی اس کے گھر میں کسی نے اسے وہاں غائب ہو گئی۔

ایک ماہ میں دو چار بچوں کو بھی لے کر نکلتی کہ وہ چاہے اس کے راز کو
اب بھی چھپی جان نہ سکتی۔ یہ معلوم بھی ہو سکتا کہ کوئی شخص
کس نے کس کی بے باکی اور کدلیں کی تھیں۔ آتی پورے ایک ماہ
جب وہ تین ہفتی روٹیاں کھا کر مارنے کے بعد پورے زمانے کی طرف
پاٹنے لگی تو اس اندر سے کمر بھسک کر آواز مین بھائی دین۔
آواز مین سننے پر اس نے تیزی سے دروازہ کھول دیا اور اس نے
پاٹنی۔ وہ پتیلی کمرے میں موجود تھیں۔ وہاں بھی کئی نظروں
سے اٹھ رہا تھا۔ آواز مین۔ موت کے دھنچکے لے کر آیا۔ وہاں
ان کے پاس جا پہنچی۔ موت نے سر سے پاٹنی تک سب کچھ
چھین لیا اور پھر ایک دیکھ کر جیسا ماسی پیتے ہوئے اپنا دیا اس
بات کو باقی طرف یہ سارا ہیٹھ وہ اس سے بات کرنا چاہتی تھیں۔
وہاں بھی اپنا ہاتھ اٹھ کر دیکھا اور پھر جوت کو ایک ٹہرہ چھین
اس لئے۔ وہ اس سے بات کرنا لگی۔ بات کرنا کے باوجود اس کے ہاتھ میں
سے ٹھہرا۔ موت کا ہاتھ چھو کر دیکھا۔ وہاں بھی اس کے
کمرے سے بات کرنا چاہتی تھیں۔ بات کرنا کے بعد اس کے ہاتھ میں
پھر جوت لیا۔ اس نے دل کی سزا کے لئے بھی اس کے ہاتھ میں
کچل کر دیا اور بھی۔ لوگوں کو ہاتھ لگا کر دیکھا۔ وہاں بھی
کئی ہاتھ لگے۔ موت چلا۔ موت نے ایک دیکھ کر جیسا ہاتھ
اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ لگائے۔ ہاتھ میں لگا کر کمرے کو
پاٹنے کے بارے میں حکم اپنا پتلی میں پات۔ یہ صرف تقرار
والا جوتا تھا۔ ان کی کئی کئی باتیں تھیں اب آپ صرف ان کو
دیکھ سکتی ہو چو کوئی نہیں ہو۔ موت نے اپنے ہاتھ میں
جسم میں اور پھر وہ پتلی ہاتھ لگا کر ان کے اس حصے میں سے لگی۔
جیسا کہ اس نے لگا دیا تھا۔ چار غائب۔ مگر یہ وہی تھی۔ پتلی۔
صرف ہاتھ سے چڑھ کر کچھ سزا دیکھ کر چو کے وقت میں

تھیں انھوں اندر میرا دھڑکا رہا اس کی سچوں میں وہ
 تینوں کھوپڑیاں تھیں بدوہیں آنے لگیں۔ یکدم اسے کمرے
 کے بند دروازے سے کوئی نرولہ اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس
 کی تمام تر توجہ اس پر تھی وہ بچی کی تجا سے دیکھتے ہی جا
 اٹھ کر کہنے لگی۔ آؤ میرے قریب آؤ۔ مجھے اپنے بازو پھینکا
 دیکے تھیں وہ اپنی جگہ رک کر رہی۔ مجھ کو اس لٹک رہا تھا۔ وہ
 تھوڑے لمحے میں چادر ہی سے اسے ہاتھ پکڑ لیا۔ مجھے اس کے اندر
 بہت دلائی۔ نہیں سمجھی روئی دکھائی ہے۔ کک کک..... کب تک
 روئی صاف تر یا پاگل پڑی اور بولی۔ میں تھیں ضرور تھیں روئی
 دولا لگی تھیں ایک شرط ہے۔ کسی شرط۔ وہ ہوسیت سے بولی۔
 نیچے تیار کھینچا رہی کہ ان پر یہ تو کم کیا ہے۔ اس نے جواب نہ
 دیا اور خاموشی سے بند دروازے کے راتے باہر نکلی تھی۔ صبا
 اسے آواز دی میں جا رہی روئی۔ اے۔ وہ ایک دیکھ بھری سانس
 لے کر بولی۔ میں نے بہت بڑی کھٹی کر دی ہے۔ کتھ اس
 بچی سے شرط نہیں کر سکتی چاہئے تھی۔ اس کی ہانسی چاہئے
 تھی۔ ہوسنا ہے کہ وہ خوش ہو جاتی اور پھر وہی بتا دیتی۔ مجھے
 ان تینوں کے لئے سمجھی رہا تھا ہانسی بولی کہ ہوسنا ہے کہ وہ
 تھیں اس راز کو جانکے کر دیں۔ سوچ کر صبا آخر اس نے
 کمرے کے دروازہ کھول دیا۔ ایک نظر گھر کی طرف دیکھا۔ سب
 لوگ کھینچ کر سو رہے تھے۔ وہ وہ بچیاں کھانسی کی طرف بڑھ
 گئی۔ آؤ وہ کھینچ کر کھینچ کر دیا سمجھی تھی کہ وہ جانکے رہی
 ہے۔ کھینچ کر دلا رہی تھی اس نے آہستہ سے کھول دیا اور جلد ہی
 اسے آواز دیا۔ ہاں۔ ہاں اسے کتھ۔ کک۔ کوئی بند دروازہ
 اس نے آئے تھیں جتنی ڈال دی۔ آؤ اسے یہ تو کم کرتے
 رہے ذرا سمجھی تھیں۔ آؤ۔ اس بات پر وہ دیکھ کر ان تھیں
 اسے ڈال۔ وہ کتا ہے وہ۔ سب کو کم نہیں کر رہی ہے کک
 اسے یہ تو کم کرنا ہے چاہئے ہیں اور وہ یہ سب کو کم کر
 کر رہی جا رہی تھی نیچے اسے کرنے کی ہمت مزہ آ رہا۔ جلد ہی
 اس نے تین تھیں دلا دیں تیار کر لیں اور اٹھا کر کھینچ کر دروازہ
 بند کرنے کے بعد جب خانہ کی طرف نکلی۔ تب خانہ کی
 پڑھیاں اترتے وقت وہ اندر ان کی سرخوشیاں سننے کی کھینچ
 کمرے سے کھانا کھانسی پھینک کر وہی تھیں اس نے آنکھیں
 سے دروازہ کھولا اور اندر کمرے کی لامت پانا دینی۔ کمرہ بانس
 سنان تھا ہر طرف غصہ و ماراں ہاں پڑا تھا۔ اس نے ایک ایک
 چیز کو جانکے لیا اور اس کو اس جگہ کو لپکا دیا اس نے کھان
 تھیں کو پکڑ لیا کھانا تھوڑے لمحے میں کھان تھیں۔ تھیں وہ کھان اسے

دلا اور یہ طرح میرے پاس نہ رہا یہاں پہلا جاؤ مارو فہم کر دو تاکہ ہم مکمل سے آسانی کی طرف جا سکیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ان چیزوں کے جسم غائب ہونے لگے۔ خود بصورت اور خود ہر مکمل ہونا چاہئے گئے۔ یہاں ایک گہری سانس لی اور اس پر گاہ کو دیکھنے کی زبان دہن کے اندر ان چیزوں کی کھوپڑیاں خود بخود دھکیلتی چلتی گئیں۔ میں تم لوگوں کو اس لذت سے ضرور چھوڑ دلاؤں گی۔ میں کبھی تجرباؤں گی کہ تک کہ میں جانتی ہوں کہ تین دن تک میں تم لوگوں کو دیکھ سکوں گی اتم سے ہمیں کر سکوں گی۔ انا کہہ کر وہ اٹھ گیا اور چلتے چلتے اپنے گھر سے میں جا چکی۔

آج اسے ذرا دینی ذریعہ خوف نہیں آ رہا تھا میں سوچتی رہی کہ میں اس کے چہرے پر کچھ کیسے کھینچ لوں گی۔ کیسے اسے تلاش کروں کہ وہ اوتار جانتی ہے اور نہ ہی اس نے آتی تک اسے دیکھا ہوا ہے۔ اس نے یہ بات گھر کے کچھ خاص افراد نہ جانی۔ خاصہ وہی کیونکہ اس نے یہاں موجود تھا کہ وہ آج اس سے اس کے شہر سے متعلق کئی معلومات نہ ملنے کے سبب اور پھر چونکہ کچھ کرتے گی۔ یہ سب غائب ہو گیا اس کے لئے تھا کہ وہ دیکھوں اس کے دوست میں چلے گئے۔ اس باپ کا گھر کے سب افراد نے یہ بات سمجھ لی کہ میں اس کے چہرے کا سامان ہر روز کم ہو جاتا ہے، خاص کر چھٹی اور آٹھ بجیں یہ سوچ کر چپ ہو جاتے کہ یہ سب وہ چیزیں کس پر کیا کرتا ہیں لیکن آج جب ماں نے سارا کرات کے پھیلنے پر چکھ میں جاتے دیکھا تو حیران ہی رہ گئی۔ اس وقت اسے سب کی حالت ایسے دکرائی دینی چاہیے اس پر کسی نبوت کا سامان ہے۔ اس نے جلد ہی سے حباب کے باپ کو دیکھا اور اس کی توجہ کچھ کی طرف دلاؤں اور ساتھ ہی جاؤں رد کر سرف دیکھنے کو کہا۔ دونوں کی نظریں کچھ دیر مرکوز ہو گئی۔ جابنے پہلے آٹھ لاکھ پچیس کا یہ معمول کر اس میں کچھ ڈال اور آٹھ لاکھ دے گئی۔ دونوں ماں باپ اسے دیکھتے رہے اور جب وہ دونوں تیار کر کے کچھ سے باہر نکلیں اور کچھ کے دروازے کو آگے نکلیں سے بند کر کے تہ خانہ کی طرف جانے لگی تو حباب کے باپ نے اٹھنا چاہا لیکن اس نے روک دیا اور کہا اس وقت صبا پر کھوت دلاؤں وہ ہم میں سے کسی کو بھی پہچان نہ سکے گی۔ ہوسکا ہے کہ میں نقصان نہ پہنچاؤں۔ جب یہ اصل حالت میں آئے گی تب اس سے بات کر رہیں گے۔ لہذا وہ اس کی داہنی کا ہتھکڑا کرنے لگے۔ میں سن رہی تھی کہ اس کے پاس جاؤں گا اور اسے حباب سے متعلق پوری

محمود ہو چکا ہے کسی مکمل ہونا چاہیے کیا وہ چاہیے ہے اس کی کیا سچی جارہی تھی۔ میرے شہر نے مجھے اور میرے چہرے کو لکھ کر دیا تھا۔ کہ کہ..... کیا جاپور کی طرح اچلتی۔ ہاں میں جی کہہ رہی ہوں۔ شخص اس کی چالوں کو پتہ نہ تھا کہ وہ کبھی کبھار جاتا تھا۔ اٹھا جاتا تھا کہ وہ آدھی رات کے بعد گھر سے باہر نکل جاتا تھا اور پھر واپس نہ آتا تھا۔ صبح دن چڑھے واپس آتا تھا اور سو جاتا تھا۔ دن بدن اس کی آنکھوں کی رنگت بدلتی نظر آنے لگی۔ اس کی نظریں میں نہ میرے لئے محبت رہی اور نہ ہی چہرے کے لئے پیار۔ میں اذیت دینا سے اپنا معمول بدلایا۔ چالیس دن کے اندر اندر میری وہ ہماری چالوں کا دشمن بنا گیا نہیں اس سے خوف آئے گا اور پھر ایک رات اس نے ہم سب کی گردنیں تیز دھارے سے سے کاٹ دیں لیکن جراتی اس بات پر تھا کہ ہماری رد میں اوپر آسمانوں پر جانے کی بجائے اسی مکان میں بیٹھے گئیں اور اس رات ہمیں نکل کرنے کے بعد اس نے ایک توجہ لگایا اور دونوں سے بولا۔ آج میں کا صبا ہو جاؤں گا۔ میں نے اپنے شیطان دیکھا اس کی آج آخری خواہش کو پورا کر دیا ہے۔ میں نے اپنی بیٹی اور بچوں کی روحوں کو بکھڑ کیا ہے۔ شیطان دیناؤں نے یہی کہا تھا کہ تمہاری کامیابی کا آواز توجہ دے گھر سے شرمندہ ہو گا۔ اپنی بیٹی اور بچوں کی دیکھ کر اس کے بعد ان پر چلے والے شہر چاہہ کر چھوٹ کر دینا۔ وہ تیری قید میں آ جا رہی گی۔ یہ باتیں وہ دونوں سے کہتا کہتا گھر سے نکل گیا۔ تب سے آج تک ہم لوگ اسی گھر میں موجود ہیں۔ ہمارے جسموں کو وہ اٹھا کر لے گیا تھا۔ اب ہمارے سر کو پڑیاں منا لینگے ہیں۔ یہی میں تمہیں دن ہمارے دونوں کو ایک جیسا جسم بنا رہے جو دیکھنے میں نام آسانوں جیسا ہوتا ہے لیکن پیوے سے دشمن ہوتا ہے اس کے بعد ہم لوگ گھر کی حال میں آ جاتے ہیں جو عرصہ دراز سے ہے۔ ہمارے جسم نیانے کہاں سے ہیں سرف نہیں اپنے سر میں لگائی دیتے ہیں۔ اس نے ایک دھک ٹھہرے لچے میں اپنی داستان سنا دی اور کہا ہماری بوجہ کی بیہوشی اس گھر میں آج تک کوئی آواز نہ ہو سکا تھا۔ آپ لوگ یہاں آنا ہونے لگے اور ہم نے آپ لوگوں کو بھی روکنا چاہا۔ زانا جا رہا نہیں چاہتے تھے کہ ہماری طرح آپ پر بھی کوئی وار کر سکے لیکن آپ لوگ ہم سے خوفزدہ نہ ہوئے۔ ہم خوفزدہ ہوئی تھی لیکن اب ہم بھی خوفزدہ نہیں ہو بلکہ خوفزدہ ہمارے پاس چلی آتی ہو۔ پلیز ہمیں کسی طرح اس اذیت سے چھوڑنا

یقین نہ دیا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ شہر پر شیطانی قوتیں کو خوش کرنے کے لئے یہی کچل کھینچ کر دیا ہو۔ وہاںے بتایا۔ رات کو اس نے اس کا چہرہ دکھایا تھا کہ وہ ایسی نفسی حالت تھا۔ اب وہ اس نے حلیہ بتایا ہے۔ لکھے تو اس شخص سے ذرا گفتگو کے بعد کمرے والی، کندہ سے کچھ سے سیارہ رحمت و مسرخ آئیں، آف میں تو کانپ ہی لگی تھی۔ آج وہ مجھے بتائے گی کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔ اب وہ سب تک وہ فائدہ ہے۔ یہ تو میں یہاں ہمارے محرمین ہی قید رہیں گی۔ ان کو آزادی نہیں ملے گی۔ وہ آزادی کے لئے کس رہی ہے۔ بہت بڑی طرح سے ان کی رودوں کو اس نے جکڑا دیا ہے۔ صرف آج کی رات صبر کر لیں کچل سچ رہی ہم کریں گے جو وہ ہمیں بتائے گی۔ ہم لوگ ان کی موجودگی کی وجہ سے خوفزدہ ہیں جبکہ وہ خود بھی یہاں رہتے سے خوفزدہ ہیں۔ کئی سالوں سے وہ یہاں جیسے ہوئے ہیں کئی لوگ اس مکان میں رہنے کے لئے آئے لیکن جیسی آئیں یہ تیز کھوپڑیاں پہنی پھرتی رکھتی تھیں ڈر کر یہاں سے بھاگ گئے ہیں۔ کئی کو بھی وہ اپنا کھردور نہیں بتا سکتی صرف یہ کام میں ہی کر سکتی ہوں۔ وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ اس نے ان کی کمراد کی چوڑی تھی۔ انہیں پیشی روئی تھانے کو چاہئے تھی جو پورا ایک دو تھیں کھانی رہی۔ تب جا کر وہ میری دوست بنی اور مجھے اپنا کچھ کہ اس نے سب کچھ بتایا۔ باپ نے ایک پرسکون ماسٹی کی اور کیا۔ یہی ہم لوگ صرف تہیاری وجہ سے پریشان ہیں لیکن آج دل کو سکون ملتا ہے کہ ہم اب ان واقعات سے خوفزدہ نہیں ہو اور باہمت بنی ہیں کہ نہ صرف حالات کا مقابلہ کریں بلکہ ہم سب کو بھی اس خوفناک اذیت سے بچانے کی کوشش بھی کر رہی ہو۔ کیا کو بابا کی باتوں سے بہت سکون ملا اور وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں لگی تھی کہیں کام کے دوران میں بھی اس کی سوچوں کا سرگزشت رہی تھیں پھر سے رہے، وہی سارے رہے، وہی سارے دھواں کے کھس رہے۔ اس کے دل میں نہیں بھی اٹھتی تھی کہ وہ شخص کس قدر خوفزدہ تھا کہ اس نے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اپنے ہی فیصلوں سے بچوں کی گردنیں کاٹ دیں اور ایک دانشور ہونے کو مار ڈالا۔ وہ سوچتی رہی کہ کیا زمانہ تھا ایسا بھی ہوتا ہے۔ مگر کیا حافظہ ہی ان کے خون کا پیا ماہنہ جائے۔ ایسی ہی اچھوں میں وہ دن بھر ابھی رہی اور پھر شام ہو گئی، شام کے بعد رات ہونے لگی۔ تو وہ سب رات کا کھانا کھانے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

تفصیل بتاؤں گا۔ وہ ضرور اس مسئلے کا حل نکالے گا۔ اگر صبا کے اندر محبت سوار نہ ہوتی تو وہ ضرور اسے قید کر کے لے لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا کہ ایسا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو ان پھر بھی صبا کے اندر اس بات کے آثار دکھائی دیتے۔ بلکہ میں تو یہ محسوس کر رہا ہوں کہ یہ پہلے سے بہت بچر ہو چکی ہے۔ پہلے نہ صرف ذہنی تھی بلکہ بے ہوش بھی ہو جاتی تھی اب ایک اذیت سے نہ ذہنی ہے اور نہ ہی اس کے کمرے سے بچنے کی آوازیں آتی ہیں بلکہ بہن بھائیوں کے ساتھ بھی نہیں نہیں کر رہی ہیں۔ باپ نے وہی کچھ کہہ دیا جو پتھر و پھوس کا تھا لیکن ماں کے دل میں بچانے کیوں یہ بات بیٹو کی کہ اس کے اندر محبت ہے جو اس کو راتوں کو بچاتا ہے اور اس سے اپنے کام کو رات ہے۔ وہ ایسا ہی باتیں کرتے کہ صبا ان کو آتی ہوئی دکھائی دیتی۔ اسے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ باپ نے جا کر کمرے سے اندر جھانکا تو وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ کئی لمحات تک باپ وہاں کھڑا بیٹھ رہا۔ باپ کی رات اس نے جاکر کمرہ آوی اور میں سوچتا رہا کہ وہ صبا سے کچھ بات کرے گا۔ وہ کیا جواب دیتی ہے۔ پھر کچھ اور وہ اس نے کہہ دیا کہ اسے ذرا بھی خبر نہیں ہوتی ہے کہ وہ کیا کچھ کرتی ہے تب کچھ لوگ اس کا پاس بہ سارے رات سے وہ نہ تھیں۔

دن نکلی آیا تو صبا اٹھی۔ باپ آج پھر افسانہ لکھا۔ باپ نے دیکھا کہ صبا کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور پھر وہ بھی خوفزدہ نہ تھا۔ اس کی رات دلی کیفیت اور اب دلی کیفیت کا اس نے انداز دلی اتنا ہے شک سا تو راکھو نہ کچھ ضرور ہے۔ دل کی تسلی کے لئے اس نے صبا کو اپنے پاس بلایا۔ وہ فریضہ موز میں ان کے پاس آئیں کر بیٹھیں۔ صبا ہم لوگ تقریباً ایک ماہ سے ایک بات کو مسلسل نوٹ کر رہے ہیں کہ کمرے میں موجود کھوپڑیاں رات کو حرکت کرتی ہیں اور جن میں جا کر تباہی پھاتی ہیں۔ تہیاری میں نے بتایا ہے کہ ایک اذیت سے جیسی اور آتا ہر رات کو کہہ رہا ہے۔ یہ باتیں سن کر صبا مسکرا دی اور بولی۔ ابو گھر میں کھوپڑیاں بھی موجود ہیں اور حرکت بھی کرتی ہیں، چٹنی پھرٹی بھی ہیں لیکن وہ کچھ تک نہیں چلتی ہیں صرف میرے کمرے تک آتی ہیں۔ لیکن میں میں جاتی ہوں ان کے لئے تین تین روٹیاں پکاتی ہوں اور تھوکتا ہوں جا کر رکھ دیتی ہوں۔ یہ سن کر باپ نے ایک میکان بھری ماسٹی کی کہ اس کی بچی بہت بہتر ہو رہی ہے اور جب صبا نے انہیں ہر بات تفصیل سے بتائی تو وہ حیرانی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں

لوگوں کو ہم کئی دنوں تک دکھائی نہ دیے۔ ہمارا مشورہ یہی اپنی عجیب سی حالت میں نظر آتا رہا تو انہیں شک سا بڑا شروع ہو گیا۔ ہمارا کہہ مگر تے نائب ہو جاؤ ان کے دواؤں میں کئی شکوں کو چھوڑ دیا اور پھر جب وہ اُنسی رات کو گھر سے باہر نکل جاتا۔ تو اُنوں پر اس کے مرد لوگ دیوار میں پھانگ کر آ جاتے۔ گھر کی وحشتانہ حالت نے انہیں اور زیادہ شک میں مبتلا کر دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ برے کامیوں کی کوئی نہ کوئی دشمنی ضرور مل جاتی ہے۔ ان لوگوں کو بھی دشمنی مل گئی۔ حالانکہ میرے شوہر نے فرس کو کچھ طرح پروردگار کے ہمارے خوں کے جیوں کو مبرا دیا تھا لیکن چار پائی کے ایک پائے پر انہیں خوں کے نشان مل گئے۔ جو کئی نشانات تھے اُنوں نے گھر کے کونے کونے میں ہماری کونج شروع کر دی۔ تہ خانہ کا دروازہ دالاک کر دیا تھا اور اسی تہ خانہ میں اس نے ہمارے سروں کو زمین کود کر زمین کیا تھا۔ سو لوگ اس تہ خانہ تک آئے تھے۔ اس دوران میں ہمارے سروں کا گوشت زمین اور کھڑے ٹوڑے کھا چکے تھے۔ صرف سروں کے گھرے بال اور کھوپڑیاں بچ گئیں جو انہوں نے تماشہ کر لیں۔ پورے حالات میں ہمارے دل کے چرے پھیل گئے۔ اس کا غیر سے شوہر کو بھی ہو گیا۔ مودہ رات کے اندھیرے میں گھبراہٹ ہو کر اُسکی ہو گیا۔ اس کے کابلے منتروں نے اسے اٹھا کر انسانی ہسپتال سے بہت دور چا پھینکا۔ وہ ایک خوفناک گھنڈہ میں دو دوہے جس کے چاروں طرف ویرانہ ہے، نازدار جھاڑیوں سے اُٹا پڑا ویرانہ۔ وہاں دو جنات کا سردار بٹا بیٹھا ہے۔ اس تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ جنات اسے پھیلے سے باہر کر دیتے ہیں کہ لوگ اس تک پہنچنا چاہتے ہیں اور وہ جنات کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی شکلوں کو اس قدر خوفناک بنا کر ان کے سامنے چاہیں کہ وہ خوف سے نہ صرف بھاگ نکلیں بلکہ بے ہوش جاویں۔ عورت نے ایک دکھ بھری آنکھ بھری اور کہا۔ آج تک اس نے اس دیکھا اسے اُس گھنڈہ کو اس قدر خوفناک بنا دیا کہ وہ اسے کبھی اس گھنڈہ کا نام نہ لے سکتے ہیں۔ اگر تم ہمارے لئے کچھ کر سکتی ہو تو کر۔ ورنہ ہم جانتے ہیں کہ اس وقت تک ہم اسے خوفناک ظلم میں پھنسے رہیں گے جب تک وہ زندہ رہے گا اور پھر اس نے بتایا کہ لوگ ہماری کھوپڑیوں کو کہاں سے نکال کر قبرستان میں دفن کر رہے ہیں لیکن یہ ہم جانتے ہیں کہ اس ظلم نے اسی رات ہمیں اس قبروں سے نکال کر یہاں لایا تھا تھا۔ ہماری کھوپڑیوں کو اس وقت قبر کی سی نصیب ہوئی کہ جب وہ

جسے بھی اپنے گھر سے منہ پھیر کر اندر سے دروازہ بند کر لیا اور بند کر لیتا۔ وہ گھر والوں کے سامنے کی فتنہ رہی۔ بار بار نظریں سامنے لگے تاکہ وہ جا کر گر جائی۔ جب اس نے محسوس کر لیا کہ گھر کے تمام افراد خواب فرم گئے ہیں تو اسے اپنے منہ سے جھٹکتے ہوئے دواؤں اور دھیرے سے دروازہ کھول کر کچن کی طرف بڑھنے لگی۔ اس نے جیسا والا آٹا گوندھا اور تین پتھر دیوایں تیار کر لیں۔ اس کے بعد حسب معمول اس نے ان تینوں روٹیوں کو رومال میں لپیٹا اور انہیں آہستہ آہستہ سے چلنی پر رکھ کر تہ خانہ کی پڑیاں اترنے لگی۔ اندر گھر میں مکمل سکوت موجود تھا۔ کسی کی بھی گھبراہٹ نہ تھی۔ اس نے دروازہ کھول دیا اور بند لٹا کر دروازے پر دھڑکیا۔ ایک نظر کمرے کا جائزہ لیا تو اسے ایک جگہ تینوں کھوپڑیوں پر ڈیڑھ لکھائی دیں۔ اس کی نظریں ان کھوپڑیوں پر جم گئیں کیونکہ کھپلا ہی نظریں اس نے محسوس کر لیا تھا کہ کھوپڑیوں نے دھیرے سے حرکت کی ہے۔ وہ کھڑی یہ خوفناک منظر دیکھتی رہی۔ کھوپڑیوں پر گوشت دھیرے دھیرے اُچھلنے لگا۔ خوفناک آنکھوں کے گوتوں میں خوب صورت آنکھیں نمودار ہونے لگیں اور مانتے ہی سفید جواں ان تینوں کے دھڑکے کو تھپتھپانے لگا۔ صاف تمام منظر بہت دلچسپی سے دیکھتی رہی۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اسے خوف نہ آیا۔ تھوڑی سی دیر میں تین کھوپڑیوں کی جگہ تین چیرے اس کے سامنے نمودار ہوئے۔ روئے اور تیسری ان کی ہاں۔ ان تینوں کو اپنے سامنے دیکھ کر جہانے ایک پرسکون سانس لی۔ اس کے لبوں پر ہنسائی کی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ سوچنے لگی کہ شاید یہ تینوں زندہ ہوتے۔ ان تینوں کو کھلنے کا کہا گیا۔ وہ کھلی دیر تک وہ ان تینوں کو دیکھتے دیکھتے سوچتی رہ گئی۔ تب اس عورت کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ منظر اسے محسوس کیا کہ عورت کی آواز میں بہت درد پوشیدہ تھا۔ آنکھوں میں آنسو نہ تھے لیکن چہرہ ایسے تھکے ہوئے دواؤں پر پڑے گی۔ آپ نے آج گھر کچھ بنانا تھا۔ مہانے کس راولی بات کا سلسلہ وہیں سے جوڑ دیا جہاں سے ٹوٹا تھا۔ ہاں آج ہمارے پاس آخری دن ہے اور پھر ایک ماہ تک ہم کھوپڑیوں کے روپ میں اذیت میں گزار دیں گے۔ اگر آپ نے خداوں کو دیا تو شاید ایک ماہ کی اذیت ہمیں برداشت نہ کرنی پڑے۔ ہم بھی اوپر آسمانوں کی طرف چلے جائیں۔ ہاں ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ مہانے پتہ غلام سے کہا۔ بس آپ نے جو بتانا تھا بتائیں۔ وہ عورت بولی کہ جب

شروع ہو گیا۔ صاحبہ خانہ میں جا سمی۔ اندھیرے مگرے کی لالچ جلا کر ڈولی۔ مجھے یقین ہے آپ لوگ میری آزاد ضرور سم رہے ہوں گے۔ میرے اڈنے آپ لوگوں کی آزادی کے لئے مفر شروع کر دیا ہے۔ سات ساہوکاروں کا ایک گروپ تمہارے اس خام شوہر کو مارنے کے لئے جلی پروا ہے۔ وہ صرف تمہارا اور تمہارے بچوں کا ہی قاتل نہیں ہے۔ تمہارے لئے لوگوں کو اس نے خون میں نہلا دیا۔ بہت جلد انہیں ڈنچہ جی لے گی۔ تمہیں آزادی مل جائے گی اور تمہیں وہی سکون۔ ایسی ہی کئی باتیں کرنے کے بعد صاحبہ خانہ سے باہر نکلی آئی۔ وہ اب بہت مطمئن تھی جو ہر وقت ڈرنی ڈرنی رہتی تھی۔ اب ایسا کچھ بھی نہ تھا بلکہ اب تو وہ چانتی تھی کہ وہ جب خانہ میں رہے۔ وہ تو ان کو چنتی پھرتی کہتی ہیں اسے پروا تو دکھائی دیتیں لگیں۔ انکو دیکھ کر اسے خوف نہ آتا۔ بلکہ وہیں میں درد سا اٹھتا کہ ان معصوم بچوں کا کیا قصور؟ جنہیں بے گناہ ہی بے دردی سے مار دیا گیا ہو۔ اس نے وہی ایک حادثہ جانی تھی کہ ہر رات وہ ڈنچہ روٹیاں کاتی اور قبہ خانہ میں جا کر رکھ دیتی۔ صبح جب جاتی تو وہ قیوں تھی روٹی اس ٹاپ بوتل۔ وہ سٹراوٹی کہ وہ کھا گئے ہیں۔

چلتے چلتے صاحبہ کے باپ اور بھتیجی کو شام ہو گئی۔ بہت طویل رات انہوں نے لے کر لیا تھا۔ ڈنچہ انہیں اس وقت ہوئی جب انہیں اپنے دور سادھو ساتھی دکھائی دیتے۔ ایک دوسرے سے مل کر چلنے والے انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور پھر آپس میں خوشگوار ہو گئے۔ اپنی چاروں ساتھیوں سے متعلق باتیں کرنے لگے۔ صاحبہ کے باپ نے انہیں تمام سنواری سنائی اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ چانتی پھرتی کہتی ہیں کہ صاحبہ کے ہاؤس میں بھی دکھائی دیتی ہیں لیکن ہم ان سے خوف نہ نہیں ہوتے کیونکہ ہم ان سے متعلق جان چکے ہیں کہ وہ منظم ہر دور میں ہیں۔ انہوں نے اپنے فکس کے بعد کسی سے بھی کسی قسم کا اہتمام نہیں لیا ہے۔ وہ نہ جو کہانیاں سننے میں آتی ہیں کہ انہیں ہر روز سننے خواہی کہ مار ڈالا ہے اس کو خرابی لیا ہے۔ اس کے کٹنے کر دیے ہیں یہ کر رہے وہ کہتا ہے اب ہاتھ بھی نہیں ہے۔ ان کی کھوپڑیاں صرف چلتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں۔ وہ بھی کسی کو بھی کچھ نہیں بلکہ وہ اس قدر خوفزدہ ہیں کہ اگر ہم انہیں دیکھ لیں تو چلتے چلتے غائب ہو جائی ہیں۔ ان سب نے صاحبہ کے باپ کی کہانی بہت غور سے سنی اور کہا بات یہ نہیں ہے کہ وہ خوف نہیں پھیلا گئیں بلکہ بات یہ ہے کہ ان کے گرد چاروں

بے باقی تھیں چاروں گروہ بھی وہ رابطے کر رہے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ رابطے جانت کے ذریعے وہ رہے ہیں اور کبھی نے اپنی اپنی جگہ سے چلتا ہے اور دیرانے سے باہر جا کر نہیں ہوتا ہے۔ میں خود بھی ان کے ساتھ جاؤں گا تاکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں کہ یہ مکمل کیسے کھیلا جائے گا۔ اس جادوگر کو مات کہنے دی جائے گی۔ بخوبی مجھے غور لینے آئے گا پہلے وہ جب خانہ کا سامنا کرے گا۔ ایک رات کا چلو وہ اس قبہ خانہ میں کرے گا اسکے بعد جو اس کو دکھائی دے گا اس کے مطابق وہ اپنی ترتیب دے گا۔ باپ نے تمام تفصیل بتادی اور پھر چند دن ایسے ہی بیت گئے کہ ایک شام بخوبی اپنا ان کے گھر کے دروازے کے سامنے جا پہنچا۔

آخر نے دروازہ کھولا اور بھتیجی کو دیکھتی ہی پہچان لیا۔ وہ اسے اندر لے آیا۔ سب لوگ دن گھر میں موجود تھے۔ صاحبہ کے باپ نے اسے پہلے سائیٹ سے ملوایا۔ بھتیجی اپنا سہرے سے تمام کہانی سنا کر زبانی سنی۔ اس کے بعد قبہ خانہ میں جا پہنچا۔ سب گھر والے رات بھر سوئے نہ کیونکہ جب خانہ سے رات بھر نہ رہا جواں تھا رہا۔ اس بخوبی نے سب سے کبھی ککڑیوں کو آگ لگا دی تھی کہ اس کا جواں سانسوں کے ذریعے دماغوں کو چھوڑ رہا تھا۔ رات بیتے بیتے بیت گئی۔ صبح سویرے ہی بخوبی سرخ آنکھوں کے ساتھ قبہ خانہ سے نکلا۔ وہ حد سے زیادہ پریشان تھا۔ آپ کے گھر میں بہت بڑا حمار چھوڑا گیا۔ وہ مجھے حیرانی اس بات پر ہے کہ آپ لوگ یہاں نہ دیکھتے ہیں۔ اس جادوگر کے ذریعہ کیوں نہیں آئے۔ اس کی ان باتوں نے سب کو بخوبی غور کر دیا لیکن پھر کئی دن کو تین دن بعد اس گھر سے اس جادوگر کا جادو ٹوٹ جائے گا۔ ہم سات جادوگروں نے مل کر اس کے خاتمہ کا پروگرام بنالیا ہے اور کئی رات تک ہم اس کے دیوانے تک جا پہنچیں گے۔ صاحبہ کے باپ بولا۔ اس سفر میں میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ چلوں گا۔ بخوبی بولا۔ ہاں کیوں نہیں بلکہ میں خود یہ بات کہنے والا تھا کہ گھر کا ایک فرد ساتھ ضرور ہونا چاہیے۔ میں امانتوں کو اس جادوگر سے نہ کر لینے کے لئے ہمیں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن یہ بھی یقین ہے کہ ہم اسے مات دے دیں گے۔ ہم سات طاقتیں لے کر ایک ساتھ چلیں گے۔ میں اب بچنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک ٹیک تیار کیا۔ اس میں وہ سب پیڑیں رکھتا تھا گیا جو ہر سادھو لے جاتا تھا اور ہر دو دن گھر سے نکلتے ہیں۔ ان کا سفر

آئندہ جس کے زور پر اترتا ہوا اس جگہ آں پہنچا۔ اس کی آنکھوں میں خون اترتا ہوا تھا، چہرہ آگ کی مانند خمر سے سرخ ہو رہا تھا۔ خوفناک انداز میں وہ کمرہ دروازہ میں دیکھنے لگا۔ کون ہے جس نے میری فلسفی بستی میں حملہ کرنے کی ہمت کی ہے۔ وہ بار بار جھنجھکا اور دوسری طرف حصار سے باہر پیچھے جاؤ گھر بالکل خاموش رہے۔ وہ ابھی تک اپنی تمام طاقتوں کو ایک ساتھ ملا کر اس فلسفی بستی میں بیٹ کر رہے تھے۔ وہ کوشش کرتے چارے تھے کہ اس کی بڑی بڑی طاقتیں آگ میں جھل جائیں۔ وہ کمرہ دروازہ میں جانے اور انہیں بستیوں سے خارج کر دینے دھیرے دھیرے اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہیں گے۔ اس جاؤ گھر کا وہاں آتا اس بات کو ثبوت تھا کہ ان کے جتن بہت سخت اور کاہلہ ہرے ہیں۔ انہوں نے صلوات میں اور تیزی ہر پا کر دی۔ جاؤ گھر بھی اپنی باقی طاقتوں کو ان کے سامنے لانے لگا اور تقریبات سمجھنے لگا۔ یہ لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب جاؤ گھر خود زور ہو کر اندر داخل ہو گیا اور پھر اسے گرم ہوا کو ٹھک دے دیا کہ وہ دوسرا تھا کہ بہت دور لے جائے۔ گرم ہوا کے جھوٹے ہر طرف سے نکلے ہوئے تھے اس سے بھی کچھ ایک بہت بڑی آگ میں کاہلہ ہوا اور اس کے سامنے آگیا۔ اس کا قبضہ اس دیرانے میں گر گیا۔ نہیں جاؤ گھر نہیں اب تو تمہیں نہیں جانتا تیرے اندر اور تم نے مجھ پر بہت شک کر رکھا ہے۔ تو اب میرا بھی چاہے تب بھی بھانگ نہ پائے گا۔ کچھ بعد دگر سے سب جاؤ گھر اپنی جہیوں سے نکل کر اس کے سامنے آئے تھے اس کی ناسرگ تواری اور جتن دہی بلکہ خون بھی بہتا چلا گیا۔ وہ ان سب کو پوری پوری دیکھنے لگا اور پھر ایک بلند ترین قبضہ اس کے منہ سے اٹھرا۔ تم ابھی میرے سامنے بہت کمزور انسان ہو۔ چاہوں تو ایک لمحہ سے تمہیں سب کو ختم کر دوں۔ نہیں جاؤ گھر نہیں۔ ان میں سے ایک بولا۔ ایسی باتیں کرنے کا آپ کو کیا فائدہ نہیں ہے تو اب اس کے گے گا اور نہ ہی تجھ سے ایسا ہوگا۔ اگر تو ایسا کرتا بھی چاہے گا تو ہم تمہیں ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ ہم نے تیرا ہی طاقتوں کا اندازہ لگا لیا تھا تمہاری طاقتیں ہماری طاقتوں سے بلیغ گزرا ہوا دی نہیں ہیں جو ہے کہ ہم نے اپنی طاقتوں کو سات گنا کر دیا ہے کہ تم کو ایسا نہیں سمجھا سکتے کہوت و ذمہ کی خبر بھول نہ پائے۔ تم سے بہت سے انتقام لینے ہیں۔ ان بیگانہ اور مقصوم لوگوں کی اسرار کا بدلہ لینا ہے جو تیرا ہی خرابیہاں کی ہیئت پڑ چکے۔ ان سب میں تیرا ہے اپنے دلی بچے بھی وہ جو

نے اپنا حصار باندھ رکھا ہے جس سے وہ باہر نہیں نکل سکتی ہیں۔ اگر آزاد ہو جس تو مکتا کر اسے نکل کا بدلہ نام مردوں سے لیں۔ لیکن جو بھی ہے ہم اسے اس لئے توئے ہیں کہ ان کو اس اندیشے سے چھوڑ دوں گے۔ وہ دیکھو ہانی کے تین ساتھی بھی آگئے ہیں۔ بات کرتے کرتے اس نے ان میں دگر ساتھیوں کو دور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ بھلا چاہا ہو گیا۔ ہم لوگ یہاں ہی اکٹھے ہو گئے ہیں یہاں سے ایک ساتھ اس جاؤ گھر کی طرف ہوتیں گے۔ وہ تینوں ساتھی بھی ان کے قریب آگئے اور پھر سب ہی ایک جگہ بیٹھ گئے اور اس جاؤ گھر پر حملہ کرنے کے پلان طے کرنے لگے۔ ایک نے کہا۔ میں نے اس کی طاقتوں کا اندازہ لگا لیا ہے وہ بہت بڑا جاؤ گھر ہے اس کے پاس کافی فٹکیاں ہیں۔ کاہلہ جات اور کافی ڈانٹیں ہیں۔ اس نے اپنا طاقت بہت وسیع حدود میں اپنے کنٹرول میں کر رکھا ہے۔ جس میں داخل ہونے ہی اس کے جانت کی پکڑ میں آسکتے ہیں۔ اس کی بات پر دوسرے چند لوگوں کے لئے سوچیں میں اٹھ رہے۔ پھر ان میں سے ایک بولا۔ نہیں یہاں بیٹھنے کی بجائے اس جگہ جا کر بیٹھنا چاہئے جہاں اس کا طاقت شروع ہوتا ہے۔ وہاں پہنچ کر ہم لوگ اپنی اپنی طاقتوں سے اس کے حصار کو توڑنے کی کوشش کریں گے۔ ہاں یہ بات ٹھیک ہے۔ سب نے ہن اس کی بات پر اتفاق کیا اور اٹھ کر چل دیے اور رات بھر سفر جاری رہا۔ صبح کے قریب وہ اس حصہ میں جا پہنچے جہاں انہیں لہراتے سواہیل کی موجودگی کا احساس ہوا۔ بس میں ہادی منزل ہے۔ یہاں بندہ کرنی ہم اس سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بس تم لوگ اپنی اپنی جانی طاقتوں کو کٹا ہر کرنا شروع کر دو اور مختلف جگہوں پر جائیں جہاں وہ ہم میں سے کسی کو بھی دیکھ نہ سکے۔ یہ سب جاؤ گھر نے نہایت دلی جس پر عمل کیا گیا۔ ساتوں اس حصار کے اندر گھر پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنی اپنی تمام طاقتوں کو حصار کے کمرہ پھیلا دیا اور محسوس کرنے لگے کہ حصار کی دوسری جانب وہ جو جات جات کچھ گھبرا رہے تھے۔ حصار کے اندر اور تقریبی چھل گئی۔ کئی جات نے ان حصار کو توڑنے کی کوشش کی جس میں انہیں اذیت تو ملی لیکن انہوں نے حصار کو توڑنے میں کامیابی حاصل کرنی اور پھر ساتھ ہی اندر آگ کی چنگاں پان اور آگ کے شعلے ابھرنے لگے۔ نیچے دیکھ کر کاہلہ شروع ہو گیا۔ ہوں کتنے لگا جیسے یہ پورا پرانہ نہ ہو جات کی بہت بڑی بستی ہو۔ نیچے دیکھ کر کے ساتھ ہی دور سے گرم دانی کی آگ میں دھکی دئی۔ ایک چٹکی افسان اس

ہیں جس کو قتل کرنے کے بعد کمرے میں آئیں اپنے جادو میں باندھ رکھا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی تیرے ظلم سے باہر نہ نکل سکے۔ اب ناصر ان کا کیا آزادی کا وقت آگیا ہے بلکہ ان جادوؤں اور جنتا کی آزادی کا وقت بھی آگیا ہے جس کو تم نے باندھ رکھا ہے۔ آگیا کہ جس نے ایک تجربہ لہرا دیا جسے دیکھتے ہی وہ بد فطرت جادوگر خوفزدہ ہو گیا۔ وہ زیر لب کچھ بلازے لے کر اٹھتا تھا کہ صبا کے باپ نے چٹا لگا کر اسے پیچ کر لایا اور اس پر گولہ باری اور تھپڑوں کی بارش کر دی۔ انہوں نے منٹوں میں ہی اس کا طبلہ بٹا دیا۔ اس کی ناک سے خون پینے لگا۔ دوسرے جادوگر نے اس کے پیٹ پر تھپڑ کا دار کر دیا۔ ایک ہی وار میں وہاں کا بادلوں بدل گیا۔ گرم آندھلی چلنے لگی یہ منظر ان سب کے لئے خوفناک تھا۔ آکر وہ اسے اس حالت میں چھوڑ کر بھاگ جاتے تو بڑبڑا دیتے۔ مقدمہ میں ناکام رہ جاتے تھیں گرم آندھی کے چلنے ہی اس جادوگر نے اس بد شکل کی گردن کاٹ دیا وہ بری طرح ترپا۔ چلنے والی گرم آندھی وہیں کی وہیں رگڑی۔ کئی ٹولہ ان کے سامنے آئے جس میں خود تھیں، بچے، مرد، خوجوان سب شامل تھے۔ وہ سب مرنے والوں کی بددھن میں تھیں۔ انہیں اس سے قید کر رکھا تھا۔ سب ہی اس بد شکل جادوگر پر تھوڑے لگے اور ان ساتوں کا شکر یہ ادا کرنے لگے کہ انہوں نے ان کو بہت بڑی اذیت سے چھوڑا دیا ہے۔ اب وہ آسمانوں کی طرف جانے لگی ہیں۔ جاتے جاتے ایک بات کہہ رہی ہیں کہ یہ شخص کالے ستروں والا جادوگر مسلمان نہیں ہے اس کی گردن لاش کو آگ لگا دینا تاکہ ہمیں ہمیشہ کے لئے سکون مل سکے۔ ساتوں جادوگروں نے اسے جاتے جاتے کا پروگرام بنالیا اور کڑیاں بچ کر کرنے لگے۔ سب کڑیاں انہوں نے اس کی لاش کے اوپر پھینک دیں اور ان کڑیوں کو آگ لگا دیا سب بد شکل کی لاش بیلنے لگی۔

صبا ایک ڈراؤنا خواب دیکھ کر اٹھ گئی تھی۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی باہر اسے دھرت اور دونوں بچے کھڑے دکھائی دیے انہیں اپنے سامنے دیکھتے ہی صبا چونک اٹھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ تو ایک راہ بعد اس حالت میں آئیں گے لیکن آج ہی۔ وہ عورت مسکرا رہی اور ایک گہری سانس اس نے لی اور کہا۔ صبا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے جو کام ہم نے تمہیں سونپا تھا وہ کام ہو گیا ہے۔ میں اب میرے بچے اس ظالم انسان کے جادو سے باہر نکل آئے ہیں اب تماری دونوں پر کسی بھی قسم کی دیکھ نہیں

غزال

بیموں نے ہاتھ ڈھکی کیے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں
جب اپنوں نے ٹھکانا دی غیروں سے شکوہ کیا کریں
ہم کبھی تھے آزاد لڑکا کے اپنوں نے ہم کو قید کیا
پرکات کے ہم کو آزاد یا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں
تو آگے آگے چلتے تھے بھی چھٹے مڑ کر دیکھنا تھا
جب منزل ہم سے دور ہوئی راستوں سے شکوہ کیا کریں
نہ واقف تھے مگر کسی شہرانی سے آنکھیں بند کر
کے لو گھٹے

موتیوں نے ہم کو پھال دیا سمندر سے شکوہ کیا
کریں اک چین سے ہم نے پھول چننا پھولوں سے
اگک دنگنا تھا اس پھول نے ہی لب زخمی کیے اب جان
سے شکوہ کیا کریں
ہم تہا تھے تہا ہی رہے کوں کسی اپنے نے اپنا
نہیں کسی اپنے کا نہ ساتھ ملا تہا ہی سے شکوہ کیا کریں

مخل منہ موز جا تیرا
انے تب سے مخل میں بابا ہی پھوڑ دیا
تو نے سمجھا نہ کبھی جواب کے قابل
ہم نے تیرے پیاسہ رونے ہی پھوڑ دیا
ملا ہم سے نہ تو نے گوارہ سمجھا
ہم نے رو روہ آما ہی پھوڑ دیا
تو نے نظر سے جب چرائیں نظریں
ہم نے نظریں اٹھا ہی پھوڑ دیا
تو نے سمجھا انکوں کو منہ پانی
ہم نے آنسو بہا ہی پھوڑ دیا
تو نے مخل کے قابل نہ سجد سمجھا
ہم نے سارو زمانہ ہی پھوڑ دیا
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

فری دہی سے جس کو آپ نے آزادی دلائی ہے۔ اس نے
بار بار شکر یہ ادا کیا تھا اور ساتھ ہی کہا تھا کہ ہم ان کی کھوپڑیوں کو
نکال کر اسلامی طریقہ سے دفن کریں۔ آخر یہائی نے ان کی
کھوپڑیاں نکال لی ہیں۔ اب انہیں دفن کرنا باقی ہے۔ ایلانے
کہا ٹھیک ہے یعنی سب سے پہلے ہم یہی کام کریں گے۔ پھر
انہوں نے غلے میں لگی ہیں یہ خبر پکڑی۔ لوگ اس مکان سے
متعلق پہلے ہی جانتے تھے ان کھوپڑیوں کو دیکھنے کے لئے
آنے اور پھر ایسے ہی انہیں نکلنے والے کرسفہ گیزروں میں
پھپٹ کر قبرستان کی طرف لے جائے گئے۔ دو ڈیڑھ بجوں
سے سب کے سامنے آئی اور پانی۔ صابن دھو سنا ہے کہ اب
ہم نہیں یہاں کئی دکانی نے وہیں تم لوگوں نے ہم پر بہت برا
احسان کیا ہے۔ ترخانہ میں جہاں سے ہماری کھوپڑیاں نکالی
ہیں وہاں جا کر رکھنا جو چیز نے اٹھا لیا۔ یہ احسان کا بدلہ تو
نہیں ہے لیکن پھر بھی میری اپنی خوشی ہے۔ اتنا کہہ کر شاہب دو
گئی اور پھر دو بار دو دو کھائی نہ دی۔ آخر وہ اور لوگ دفن کر
کے آ گئے۔ صابن اس کی آخری باتیں بتائیں تو سب نے تہ
خانہ میں بیٹھ گئیں جہاں سے جائے کھودنی تھی وہاں ایک کلا کچرا
پر اتھا ہے صابن نے اٹھا لیا۔ اسے روزنی سارا دنگا کر باہر نکلی
آئی۔ سب گھر والے بھی اس کے پیچھے اوپر کمرے میں آ گئے
اور دیکھنے لگے۔ ان کے چہرے حیرت و غری سے پھیل گئے۔
اس میں زبردات اور ڈھیر سارے پیسے تھے۔ ہاں مسکرا دی اور
کہا۔ عبادت ہم دونوں میں بھائیوں کی شادیوں کا تہہ نہ گئی
ہے۔ ہاں شاید ایسا ہی تھا۔

اتنا زبرد اور پیسہ شاید پہلی زندگی ہم لوگ نہ دیکھ
پاتے۔ میں بھی زبرد سے لدا اپنے سرسراں چٹائی کی اور آخر کی
دہن کو بھی ہم نے زبرد سے لا دیا۔ اس کی کہانی کو کئی سال
پہلے سنے تھے، میری اولاد دوران ہو سکتی ہے جب میں اپنی
بیویوں اور بیوؤں کے گھروں میں وہی زبرد دیکھتی تھی وہاں وہیں
نے اپنا زبرد دیا کہ سب میں تقسیم کر کے ان کو دیا تھا تو فیصہ یہ
کہانی یاد آ جاتی ہے۔ اتنے سال بیت جانے کے بعد بھی وہ
مجھے آج تک دکھائی نہیں دی اور نہ ہی میرے خواب میں کبھی
آئی ہے۔ شاید وہاں وہ اپنے حال میں بہت خوش ہے۔ خدا
تعالیٰ اسے آخرت کی تمام خوشیاں عطا فرمائے۔ آمین!



خونناک ڈائجسٹ 172

کالاساہ

تحریر: آنسہ کنول - سبیل آباد

جاؤ مگر رام لال کی شقیں آجستہ بند نہ ختم ہوئی جابری جس اور من ہر رات اس کو نو جوان لڑکیوں کا گوشت اور خون لاکر دیتا تھا گوشت جاؤ مگر خود کھاتا تھا جبکہ خون کا لی ماما کے بت پرانہ میل دیتا تھا یعنی وہ خون سے کالی ماما کو اسٹان کر داتا تھا مگر وہ بکرم ہو رہا تھا اور اسے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ روح نے جبار کو بھگا دیا ہے اس لیے وہ روح کی جان کا دشمن بنا، وہ تھا۔ اور اسے اپنی قید میں رکھ کر مختلف ذہنیاتیں دیتا تھا اسے معلوم ہو چکا تھا کہ جبار اس کے مقصد کو کامیاب کر رہا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ قصہ سے اور زیادہ اس حسینہ کی روح کو اذیتیں دیتا کہ یہ عیب اس کی عہد سے دور ہے۔ صبح کا سورج نکل آیا مگر وہ حسینہ ابھی تک نہیں اُٹھی تھی جبار بہت پریشان تھا، وہ را داس بھی کیونکہ اسے حسینہ سے محبت ہو گئی تھی رات بھر وہ سو نہ سکا تھا کیونکہ اسے اس حد تک کا پیر و نظر آتا تھا رات بھر وہ گروٹس بدلتا رہتا تھا اس کا انتظار کرتا رہتا تھا اپنی مخصوص رفتار سے ڈھلتا جا رہا تھا مگر وہ ابھی تک نہیں اُٹھی تھی وہ غارت سے باہر نکل کر مٹنے لگا تو اسے دور سے دو آتی ہوئی دکھائی دی تو وہ دوڑ کر اس کے پاس گئی اور بے اختیار اس کا ہاتھ تھام لیا اور انجانگی پر پیشانی کے عالم میں اس سے پوچھا کہ تو آتی تھی تو کہاں لگاؤی تو حسینہ نے جاؤ مگر سے متعلق کہا کہ اس کو بتا دیا ہے سن کر جبار پریشان ہو گیا۔ ایک شرمک اور سسکی بڑھ گئی۔





جادوگر رام لال انجانی بھیاک جنگل میں اپنے چلے
تیس مصروف تھا کہ اسے اپنے اور گرد کوئی خبر نہ تھی
ایسے میں ایک نو جوان دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے
آپ کی مدد کی سخت ضرورت ہے چند ڈاکو میرے پیچھے لگے
ہوئے ہیں۔ خدا کے لیے مجھے چھپانے کیلئے تو جادوگر نے اسے
اپنی خوشخوار آنکھوں سے دیکھا اور بولا۔ تم یہاں آرام سے بیٹھو
میں اپنے ختم سے انہیں روکتا ہوں چند لمحوں تک جادوگر منہ
میں کچھ پروں تار باور پھر گویا ہوا انہیں گھبرانے کی ضرورت
نہیں اب وہ تم تک پہنچ جائیں گے جبار کا سامن پھولا ہوا قاتل
اسے یہ سن کر ہوا اسکو ملاتو جادوگر بولا اب تم آرام سے جا
سکتے ہو چاہے تو رات یہاں بسر کرو مجھے اس میں کوئی آہٹ نہیں
ہے ورنہ جانے کے تمام تر راستے صاف ہیں۔

جادوگر رام لال انجانی بھیاک جنگل کی صورت کا مالک
تھا جسے دیکھ کر خوف نے لگتا تھا مگر وہ جبار کا محسن تھا اس لیے وہ
اس سے ڈرتا تھا۔ رات وہی پر گزارنے کا فیصلہ کر لیا جادوگر
رام لال بھی دو بار وہ اپنے چلے میں مصروف ہو گیا تو وہ دم
کے سامنے وقتی پانچ ہارے کچھ بڑھ بڑھ جبار مسلسل بھاگے
کی وجہ سے تھکا ہوا تھا اس لیے وہاں پر ہی لیٹ گیا اور سو گیا
صبح جبار کی آنکھ کھلی تو وہاں پر صرف یاہاں جنگل کیسوا کچھ نہ تھا
جادوگر سر سے ہی غائب تھا جنگل انجانی خوف کی

میں ڈوبا ہوا تھا تو جبار نے ایک سمت کا تعین کر کے اس طرف
چل پڑا مسلسل چلنے کی وجہ سے اور رات روز نے کیا وجہ سے
اسے بھوک ستائے گئی اسے اس وقت بھوک نہیں تھی کسی کہہ دیا
کہ رے دو دل ہی دل میں اللہ کو پا کر نے لگا کہ چلے چلے آتے
اور کہیں شیش کے پیٹے کی آواز سنائی دی اور وہ اس طرف چلے
لگا وہاں پہنچ کر اس نے پانی پیا اور اللہ کا شکر ادا کیا پھر وہ تھوڑی
دیر آرام کرنے کی غرض سے وہاں ایک درخت کے نیچے لیٹ
گیا۔ چند لمحوں بعد اسے وہاں کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی
جس کے حیروں میں پاؤں تھکی اور پاؤں کی جھٹکار نے اسے لڑنا
طرف متوجہ کر لیا اور وہ ابھر اچرا ہے دیکھنے لگا جیسے کسی کو تلاش
کر رہا ہو اور اس کی یہ محنت رکھ لائی کہ ایک انجانی کی صورت
دو شیر و اپنے ہاتھوں پہلوں کی ایک نوکری لیے جبار کے
سامنے آگئی جبار تو ایک دم چونک رہا تھا حسینہ اس قدر
خوش صورت تھی کہ جبار کو اسے دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہ
آ رہا تھا وہ ایک تک باندھے اس حسینہ کو دیکھنے میں خود بخود حسینہ
کے گلاب کی کئی معلوم ہو رہی تھی کہ جبار کی نظر میں چمکا تا اور
چلتی چھپکتی نا ہی بھول گیا کچھ دیر بعد اس کی اس کو میت کا
مسند کچھ یوں لگنا کہ حسینہ اس سے مخاطب ہوئی جبار یہ پہل
کیا تو تم بھوکے ہو ساتھ ہی جبار کے ہاتھوں میں اس نے کچل
کچرا دیے وہ اپنا اس کن کر خیرت میں پڑ گیا مگر وہ اس وقت

بھانسنے کیلئے کافی تھا اور پھر بولا گرو جی آپ نے مجھے کیوں بلایا ہے تو جادوگر رام لال بولا کالے پہاڑوں کے درمیان ایک منفرد پہاڑی ہے اس سے شمال کے جانب ایک راستہ ہے جو پہاڑی کے اندر غار میں داخل ہونے میں تہماری مدد کرے گا وہاں غار کے آخری سرے پر تمہیں کافی مانتا کا بت نظر آئے گا اس بات کے دائیں طرف جو جھردن کا ڈھیر ہے اس میں ایک پتھر ہے سیاہ رنگ اسے اسی جگہ سے لے کر آؤ جن نے یہ ستارہ پھر سے ایک اور زوردار قبیلہ لایا۔ بابا بابا اور غائب ہو گیا جادوگر نے منہ میں کچھ پڑھا اور پکوتک باہر تو اس دور دور کہ اپنے خصوصیات انداز میں حاضر کر لیا ایک روٹھا کا بیل نمودار تھا اور روح کی شکل اختیار کر گیا جادوگر رام لال نے اسے کہا مجھے ایک ایسے نوجوان کا انتظام کر دیکو جو مجھے میرے مقصد میں کامیاب کر سکے تو وہ نے کہا گرو جی مجھے کچھ وقت دے دو کہ میں آپ کو چند دن انتظار کرتا ہوں جادوگر رام لال بولا تمہیک سے کچھ زیادہ دنوں تک میں انتظار نہیں کر سکتا مجھے جلدی شادی میں کر دینا پھر حکومت کرنی ہے اور فرائض پانچا ستا ہوں سب کامیاب جاؤ۔ روح سختی غائب ہوئی جادوگر رام لال اپنے جیل میں مصروف ہو گیا۔

صبح کی کریمیں نکل رہی تھیں جہاں بھی خند سے بیدار ہو چکا تھا چند لمحوں تک وہ بوجھ بھارا اور حسینہ کا انتظار کرنے لگا پھر دیر بعد حسینہ ہاتھوں میں کھانے کی شے لیے جہاں کے پاس آگئی جہاں نے حسینہ کو دیکھا تو ہنس دیکھتا ہی وہ گیا کیونکہ وہ کھلے سے زیادہ حسین دکھائی دے رہی تھی جہاں کی نظریں اس کے چہرے پر تھمتھمتھ رہی تھیں حسینہ بولی ایسے کیا دیکھ رہے ہو تو جہاں نے چھپ سا گیا اور ساتھ ہی اپنی اس حرکت پر شرمندہ بھی ہو گیا۔ اور بولا تم جو بی بی اس قدر حسین کہ تمہیں دیکھنے کو دل کرتا ہے تو وہ بولی۔ اچھا پہلے کھانا کھاؤ بعد میں باتیں کریں گے۔ جہاں نے کھانا کھا اور پھر حسینہ سے کہا مجھے اپنے بارے میں بتاؤ کہ تہماری موت کیسے ہوئی تو وہ ایک سرور سے بھر کر رو گئی اور بولی۔

میں اپنے پاس باپ کی اکلوتی اولاد تھی انٹر کے دوران ہمارا کالج ٹیپ پڑ گیا جس میں میں بھی تھی اپنی چند میلوں کے ساتھ میں جس میں میں سوار تھی اس کا ایکسپنڈنٹ ڈرمیا مرگ کے ایک طرف پہاڑ تھے اور دوسری طرف گہری کھائی تھی ہماری بس کھائی میں گر گئی اتفاق سے اس حادثہ میں کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا لیکن اس اور دوسرے لوگوں نے سب کی لاشیں

خاموشی اور بار بار پھل کھانے لگا جب اسے احساس ہوا کہ اس کا پیٹ بھر چکا ہے تو اس نے اپنی توجہ اس حسینہ کی طرف مبذول کر لی جو اسے پیار سے دیکھنے میں خوشی اس کے دل میں بڑا دوسرا سوال جنم لینے لگا۔

یہ کون ہے اس فخریہ تک جنگل میں اس کا کیا کام۔ کیا یہ پاس کسی گاؤں کی ہے۔ میرا نام کیسے جانتی ہو۔ آخر کار جہاں نے اپنے دل کی بات زبان پر لا کر کہی چھوڑی اور سو لوگوں کی بارش کردی۔ جواب میں حسینہ مسکرائی اور بولی میں تمہیں اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہتی ہوں محدودہ کر کے تم نہیں ڈرو گے جہاں پہلے تو بھرا گیا پھر اطمینان سے بولا کیونکر کون ہو حسینہ بولی۔ میں ایک روح ہوں۔ یہ سننا تھا کہ جہاں کی زبان لڑکھرائی۔ رو۔ رو۔ رو۔ جہاں تو بے ہوش ہوتے ہوتے بھا تو حسینہ نے ایک قبیلہ لایا اور بولی مجھ سے ڈرو مت میں جیسے کچھ نہیں کہوں گی میں تو خود کسی کی زیادتی کا نشانہ بنی ہوئی ہوں میرا موت رات ہونے والی تھی اور وہ بولی کہیں جاؤ گے تو جہاں بولا میں کہاں ہوں کس جنگل میں ہوں مجھے کوئی اتنا نہیں ہے تو حسینہ بولی حکومت کرو میں تمہیں ایک محفوظ مقام تک پہنچا دیتی ہوں جہاں کوئی بھی تم تک نہیں پہنچ پائے گا یہ کہنے ہی وہ ایک طرف چلنے لگی اور جہاں بھی اس کے پیچھے چلنے لگا چھوڑ کر بعد وہ اسے ایک غار تک لے گئی اور بولی تم اس غار کے آخری سر میں جا کر بیٹھ جاؤ میں صبح ملے آؤ گی۔ صاف تھی جہاں کو غار سے نہ نکلنے کی سخت تکلیف تھی کہی تھی اور غائب ہو گئی۔ جہاں کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ سب کیا ہو رہا ہے اور جا کر غار میں بیٹھ گیا چند لمحوں بعد وہ یہ سوچنے لگا کہ کیا جلدی بینڈی دیوئی اس پر مہربان ہو گئی اور دھیرے دھیرے سو گیا۔

الھر رام لال اپنے سامنے آگ جلائے اپنی بھینک شکل لیے جیل میں مصروف تھا چند لمحوں بعد اس نے اپنا خوفناک آگاہیں جو انتہائی موٹی تھیں کھولی اور اس میں کچھ بڑا لایا کہ ایک دھماکے کے ساتھ ایک جن نور ہوا جس نے انتہائی بھینک تھا جسے اکر کوئی کڑو دل انسان دیکھ لیتا تو دوسرا سانس لینا اس کے لیے مشکل ہو جاتا اس کی آنکھوں کی جگہ دو گہرے سیاہ گڑھے تھے زبان بھی ایک بڑے جوفت تک باور کوئی ہوئی تھی منہ پر خون لگا ہوا تھا جسم پر بال اس حد تک پڑھے ہوئے تھے کہ خوف آ جاتا تھا وہ اپنا بھینک روپ لیے جیسے حاضر ہوا تو ایک زوردار قبیلہ لایا۔ بابا بابا۔ بابا بابا۔ جو کان کے پردے

عشرت سے باہر نکلتے گئے تو اسے دور سے وہ آتی ہوئی دکھائی
دینی تو وہ زوردار اس کے پاس گیا اور بے اختیار اس کا ہاتھ حجام
لایا اور انجانی پریشانی کے عالم میں اس سے پوچھا کہ آج اتنی
دیر کیوں لگے دینی تو حسینہ نے جاؤ گھر سے متعلق کام کا اس کو بتا دیا
تھے سن کہ جہاد پریشان ہو گیا اور کہا۔ جاؤ گھر کو کہ جسے تو حسینہ
بولی دیکھنا چاہتے ہو اسے۔ جہاد نے ہاں میں سر ہلایا تو زوردار
بولی ٹھیک سے آج رات تم وہاں دو جاؤ جہاں جاؤ گھر چل کر رہے
خیرم کے سامنے گھر سے ہونے لگے تو وہ بھی چلی جہاد بھی اودھن
ہو گیا گر دل میں اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ حسینہ کی مدد ضرور
کرتے گا۔

آج رات کا وقت تھا چاند اپنی پوری تاب و تاب سے
چمک رہا تھا مخمندی غلطی ہوا داخل کو مگر یہ حرف ہمارا بھی
جاؤ گھر نے جن کو حاضر کیا اور پوچھا کہ روح بچے ابھی تک ایک
نوجوان کو ٹھیک لگائی جو میری مدد کرتے تھے میرے مقصد میں
کامیابی دلو ان کے دو ابھی تک نال مولیٰ سے کام لے رہی ہے
بچے اس پر ٹھیک سا ہونے لگے تم بچے اس کے بارے میں پتہ
مگر کے بتاؤ کیا آخر کیا پکڑے جس نے اپنے انداز میں صاب
پتہ کر لیا اور بولا۔ روٹی آپ کا ٹھیک درست ہے ایک لڑکا ہے
جو آپ کی مدد کر سکتا ہے اور وہ اس راز کے پاس محفوظ ہے
اسے اس نے ایک عمارت میں پھنسا رکھا ہے جاؤ گھر نے یہ سنا تو
آگے بڑھ کر بولا۔ اور بولا۔ اس نے میری قیدی ہو کر بیٹھے دھڑک
کیوں دیا تو میں بولا کہ روٹی اسے دے لینا دیکھا ہے اس لیے وہ
اسے بچا دیا جتنی سے جاؤ گھر نے اپنی گردن آواز میں روٹھ کر
ڈایا تو وہ فوراً حاضر ہو گئی۔ وہ اس وقت کسی ہاتھ میں کھینچ کر
طرف لگے وہی تھی تو جاؤ گھر نے اسے کہا کہ تم نے اس نوجوان
کو کیوں پھنسا رکھا ہے جہاد جو ایک شخصہ دور دست کے گھر سے
سنے کے بچے کھڑا ہے منظر دیکھ رہا تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا
اب بارے میں سن کر وہ خوف زدہ ہو گیا۔ ہالہ۔ میں اس
مسمیت میں شخص گھبرا ہوا میری مدد فرما میرے مالک۔ روح
نے سنا تو بولی۔ مرنے میں سے دھم دیکھا تھا۔ میں ایسے نوجوان
کو تلاش کر کے اسے آپ کی تحویل میں دے دوں گی مگر جہاد کو
نہیں۔ میں اس سے یہ تلافی کام نہیں کروا سکتی جاؤ گھر کی آنکھیں
مزید غصے سے لپٹ گئیں۔ اور وہ دونوں کو ہاتھ سے پکڑ کر دروازہ
بند کر دیا اور وہی دینی کا پتہ بھی تو جاؤ گھر نے اسے حکم دیا کہ کل
اتنم اسے لے کر یہاں آؤں گی دن میں اسے انھوں کو لے جاؤ
پھر اسے تپا کر تپا کر جہاد کی آنکھوں کے سامنے قلم کردوں گا

نکال لیں جبکہ میری لاش کا کچھ بچہ نہ جا میرے والدین کا
روداد کر رہا حال تھا میری لاش کو بہت تلاش کیا گیا مگر کسی کو
بھی نہ مل سکی آخر کار پولیس نے بھی ہار مان لی اور میرے
والدین کو گھر گھرنے کو کہا۔ مگر انہیں گھر کہاں لانے والا تھا وہ میر
دقت اللہ تعالیٰ سے دعا میں منتھے اگر ہماری بیٹی زندہ دے تو
ات جس سے ملارے۔ مگر وہ اس دنیا میں نہیں ہے تو اس کی
مغفرت کر دے۔ چنہ وہ گھر سے تو وہاں ایک جاؤ گھر کا گھر
ہو تو اس کی نظر میری لاش پر پڑی اور اس نے میری لاش کو اٹھا
کر ایک غار میں لے گیا اور پھر پر کمر کرنے لگا اور چلے بھی
خروں کر دینے اور پھر نچنے اپنی قیدی بنالیا جب سے وہ پھر سے
بر لیا کام کر داتا ہے۔ جہاد نے جب جاؤ گھر کا سنا تو اسے بے
اختیار رات والا دھتے یاد آ گیا مگر وہ خاموش رہا حسینہ نے بتایا
کہ دن تک اکتھ میری خشتیاں انسانوں کی طرح ہوتی
تیں اور رات کو چارنگا بچہ جاتی ہیں جس سے وہ اپنے مقصد
میں کامیاب ہونے کے لیے ہر طرح کے کام کر داتا ہے اگر
میں انکار کر دوں تو وہ مجھے اذیت پہنچا دے۔

جہاد اس کی کہانی سننے میں اس قدر کو تھا کہ اس کے
خاموش ہونے کو بھی اسے احساس نہ ہونے لگا جتنے لوگوں بعد
اسے حسینہ کی سکھیں کو احساس ہوا تو ایک دم وہ گھبرا گیا اور
بولا تم میرے کام لوگوں میں رہیں جس میں اس شیطانی جاؤ گھر
کے چنگل سے آزاد ہو دلاؤں گی یہ میرا حق ہے وعدہ ہے۔ حسینہ
نے یہ سنا تو اس کی آنکھیں خوشی سے ٹپکتیں گئیں اور اسے ایک
کروں اسے نکال دینی دن اسی طرح گزرا گیا اور پھر شام کی
سیاہی چھٹی چلی گئی۔ رات کے سامنے گھر سے دور سے تھے
جاؤ گھر اس حال نے جن کو حاضر کیا اور کہا تھا۔ وہ چلا وہاں سے
وہ چلا جاؤ گھر کے گھر والے گھر دیا اور مال لے گئے جن کو بولے تو کہہ
دیا اور وہی تپا کر خونخواری تھے غائب ہو گئے جاؤ گھر اسے
پریشانی کرنے لگا اور پھر وہ گھر پہنچے انھوں نے جہاد میں حاضر کر لیا
اور پوچھا تو وہ بولی میں نوجوان عوامی مردہ تھی ہوں جیسے ہی وہ
بچے لے گا میں اسے آپ نے پاس پہنچا دوں گی۔ اتنا کہہ کر وہ
وہاں سے نہ بچے ہوئی۔

صبح کا سورج اٹھ گیا اور وہ حسینہ کو بھی تپے نہیں آئی تھی
ہیں بہت پریشان تھا اور اس میں بھی کیونکہ اسے حسینہ سے محبت
ہوئی تھی رات بھر وہ سوئے کا تھا کیونکہ اسے اس حسینہ کا چہرہ نظر
آج تھا رات بھر وہ سوئے کہ رات صبح کا انتظار کرتا رہا وہ اپنی
خصوصیوں رفتار سے زحمت جا رہا تھا مردہ بھی نہیں آئی تھی وہ

جبار نے جب یہ سنا تو دہاں سے دوڑ لگا دی اور غار میں پہنچ گیا اس کا سانس دھچکنی کی مانند ہل رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں وہ حسینہ اسے جادو کر کے حوالے ہی نہ کر دے یہ سوچ کر اس نے ایک جھرجھری لی اور سانس لی بھال کرنے لگا اسی لمحہ غار میں اسے نیند نے آن دیو باہر دو دو سو گیا۔

صبح کا اجالا پھیل چکا تھا جبار ابھی تک نہ اٹھا نہ کھانا شاید وہ رات دیر تک جاگتا رہا تھا لیکن چند لمحوں بعد اسے اچھٹاس ہوا جیسے کوئی اس کے بالوں میں اسے ہاتھ کی انگلیوں سے چھی کر رہا ہو اس کو شوگر احساس کے ساتھ ہی اسنے اپنی آنکھیں کھولی تو حسینہ کو دیکھا جو اپنی پھل پھل مچھلی گہری آنکھوں میں آنسو لیے جبار کے اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی جبار ایک دم اٹھ گیا اور حسینہ کا ہاتھ قلم کر بولا تم مجھے اس جادوگر کے حوالے تو نہیں کر دی تو وہ بولی، بھراؤ مت میں اپنی جان پر کیل جادوگر کی مگر تمہیں اس کے حوالے نہیں کروں گی مجھے اپنی فکر نہیں ہے بس تمہارا خیال ہے کیونکہ مجھے تم سے محبت ہوگی یہ جبار نے جب یہ سنا تو خوشی کے بارے اس کی آنکھوں میں نمی آ کر آئی اور ساتھ ہی اس نے بھی اپنی محبت کا اظہار کر دیا اور بولا اب چاہئے کچھ بھی دو جاے میں جادوگر سے نہ کہ جاؤں گا اور تمہیں آزادی دلوا کر ہی دم لوں گا میں تم میرا ایک کام کر دو پہلے تو حسینہ حیران ہوئی کہ اس میں اتنی محبت کیسے آئی پھر بولی کہ کیا کام ہے۔ جبار بولا۔ مجھے گاؤں تک پہنچا دو میں ایک بزرگ بابا کو جانتا ہوں جو میری مدد ضرور کریں گے اور میں جادوگر کو اس کے انجام تک پہنچا سکوں گا۔ یہ سن کر حسینہ نے کہا ٹھیک ہے مگر مجھے تم دہاں جا کر قبول تو نہیں جاؤ گے۔ جبار بولا یہ تو ہی نہیں سکتا کہ میں اپنی جان کو قبول جاؤں میں یہ سب تمہاری خاطر ہی تو کرنے جا رہا ہوں بس تم رونا کرنا پھر بولی ٹھیک ہے اب اپنی آنکھیں بند کر دو جبار نے ایسا ہی کیا پھر چند لمحوں بعد اسے آواز سنائی دی آنکھیں کھولو جب جبار نے آنکھیں کھولی تو اپنے آپ کو گاؤں کے کھیتوں میں پایا مگر حسینہ کو اپنے اور گرد نہ پا کر وہ اداس سا ہو گیا اور پھر بزرگ بابا کی جھونپڑی کی طرف چل دیار دہاں پہنچا تو پانچ عبادت الہی میں مصروف تھے وہ ایک طرف بیٹھ گیا اور ان کے غار سے ہونے کا انتظار کرنے لگا جبکہ دیر بعد بزرگ بابا عبادت سے فراغت پا چکے تو جبار سے مخاطب ہوئے جبار کچھ کہنے ہی والا تھا کہ بابا بول پڑے دیکھو جبار بیٹھے میں تمہارے یہاں آنے کا مقصد جانتا ہوں اور اس میں میں تمہاری پوری پوری مدد بھی کروں گا اس

جادوگر کو اپنے انجام تک پہنچانے کے لیے جس میں سات راتوں کا چل کر باہر کا جادوگر کا چلہ شکل ضرور ہے مگر نامکس نہیں تم ضرور اس میں کامیاب رہو گے میں تمہیں دود کے الفاظ یاد کروانا ہوں اور تم آج سے ہی اپنا چلہ شروع کر دو تاکہ جلد از جلد اس شیطان جادوگر کا خاتمہ ہو سکے جبار کو یہ چلہ کسی ویران جگہ پر کرتا تھا جہاں انسانی پہنچ نہ ممکن ہو ایسے میں بابا نے جبار کو درد سکھا دیا اور پھر جبار چلہ کی جگہ منتخب کرنے چلا گیا اور ایک ویران جگہ کا انتخاب کر کے واپس آ گیا۔ اور پھر اس نے چلہ شروع کر دیا آج اس کے چلہ کی پہلی رات تھی اور وہ ذرا ہوا بھی تھا اور برجوش بھی تھا بلے ڈھڑاٹ لپیو دھلے کی دیکھ چا پہنچا تھا اور پھر اپنا حصار کھینچ کر اس میں بیٹھ گیا رات شامی کی کسا تھا بیت گی اور پھر مسلسل چادر تیں اس کی ورام سے بیت گئیں اور ان چادروں میں اس کے ساتھ کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ سامنے نہ آیا۔

جادوگر رام لال کی شکلیاں آہستہ آہستہ ختم ہوتی چادری تھیں اور جن ہر رات اس کو نو جوان لڑکیوں کا گوشت اور خون لاکر دیتا تھا گوشت جادوگر خود کھاتا تھا جبکہ خوں کا لی باتا کے ریت پر اٹھ ل دیتا تھا یعنی دو دنوں سے کالی باتا کو استکان کر داتا تھا مگر وہ ناکام ہو رہا تھا اور اسے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ روح نے جبار کو بھگا دیا ہے اس لیے وہ روح کی جان کا دشمن بننا ہوا تھا۔ اور اسے اپنی قید میں رکھ کر مختلف فوٹیں دیتا تھا اسے معلوم ہو چکا تھا کہ جبار اس کے مقصد کو ناکام بنا رہا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ خصر سے اور زیادہ اس حسینہ کی روح کو اڑھیں دیتا کہ یہ سب اس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

آج جبار کے چلے کی پانچویں رات تھی اور وہ حسینہ کے بارے میں سوچ پڑھ سوچنے چلے کی جگہ پہنچ گیا اور حصار کھینچ کر اس میں بیٹھ گیا پھر الفاظ بھرائے تھے کہ ایک چلہ مل ضرور ہوئی انک ندایا۔ اتنی بیاں کہ کہ جبار کا سانس غل میں اٹک کر رو گیا تھا اس قدر وہ اپنا تھا جیسے جبار پاکستان ہو۔ بائیں کچھ سائیں نے لے کر کھینچی منہ سے خون نکل رہا تھا آنکھوں کی جگہ انگارے ٹھہرے ہوئے تھے جگہ جگہ سے گوشت غائب تھا جن میں کھڑے کھڑے دھڑکنے لگا تھا جبار کھانا کھا دیکھیں سائیں کو جبار کی طرف جھینگی اور کھینچی خونی ہر سات دہلے تھی۔ جس کھونپڑیاں اڑنے لگیں تو کھینچی کچھ وہی طرح رات گزر گئی اور پھر لی آواز آئی تھی جبار واپس جھونپڑی میں رو گیا وہ آج بہت ڈرا ہوا تھا جانتے اس کا چیز پڑنا لیا تھا کہ وہ رات کو چلہ

دی دو غائب ہو چکی تھی۔ جہاں اس کی قبر پر چڑھ کر وہ بارہا لوگوں نے اس کو قتل کی اور اپنے ساتھ اس کو کھڑے کئے۔ سب پر طرف شائق ہو چکی تھی لوگ بھر سے آزادی کی زندگی بسر کرنے لگے تھے کہ اس کو جہاں اس کو اپنی بیٹا کا رشتہ دینے کو تیار تھا سو جہاں نے ایک ٹری کو پسند کر کے اس سے شادی کر لی۔ آج جہاں اپنی بیوی کے ساتھ بہت خوش ہے مگر جب بھی اس کو وہ حسرت یاد آتی ہے تو اس کا دل خون کے آنسو رو دیتا ہے اس کی اپنی کو بیٹے ہوئے پندرہ سال ہو گئے ہیں مگر جہاں کی یادوں میں وہ حسرت آج بھی زندہ ہے۔

غزل

میں جہاں تو مجھے شرابی نہ سمجھا
مگر جہاں مجھ سے میں تو نمازی نہ سمجھا
تھوڑا سا بہک گیا ہوں محبت میں
جو آگے بڑھوں تو شکاری نہ سمجھا
مجھ سے چین لے میں خوشیاں میرے اپوں نے
بچھو پھیلاؤں تو بھکاری نہ سمجھا
مجھے آتا ہے اب بھی دوستوں کا خیال
بہت کچھ کھویا ہے میں نے انازی نہ سمجھا
محمد دھام احمد حیدری۔ سبیل آباد



غزل

اب جو کھرے تو بکھرے کی شکایت کہیں
شگ چوں کی ہواؤں سے رفاقت کہیں
میں نے اس دور کے انسان سے محبت کی ہے
جرم کشیں کیا ہے تو رہایت کہیں
رخ کسی اور طرف روح حق میری طرف
ات میرے دوست محبت میں سیاست کہیں
اک چہ بھی اگر شارب سے دوتا ہوا
کیا کہیں دل پہ گزرنی ہے قیامت کہیں
میں کہے آجائے میں تیری یادوں کے پیرانی
یہ شخص کے رشتوں کی وقت کہیں
آندہ کول۔ سبیل آباد



کاہنے مگی پیسے زور دیاں کا زلزلہ آ گیا ہو جو کچھ دیوہ کے بعد تھم گیا اور اس کے ساتھ ہی جا دو گر کا جلا ہوا جسم وہاں موجود تھا جو جہاں کا وہاں چن چن تھا جہاں وہاں چن چن تھا جہاں کی طرف بھاگا جو اب رہیں اور زنجیروں کی قید سے آزاد ہو چکی تھی اور ہوش میں آ چکی تھی جہاں کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ اس کی طرف چلے اور اس کے مجھے جاگنی اور زور زور سے رونے لگی جہاں بھی رودیا اور کافی دیر تک یہ رونے کا سلسلہ چلتا رہا جب جہاں کو اب اس کے زور و کھوٹم آزاد ہو چکی تھی۔

ہاں جہاں میں آزاد ہو چکی ہوں اور میں بہت خوش ہوں۔ جہاں بولا۔ کیا میں تم کو اپنا سکتا ہوں تو روٹی کی کہ جہاں تم اسے اتنے دیکھ کر دیا کی کوئی بھی ٹری تم کو اپنانے میں ٹھہر نہیں کرے گی لیکن میرا اور تمہارا ساتھ ممکن نہیں ہے کیونکہ میں اب سکون کی نیند سوچا چاہتی ہوں مجھے اس جنگل میں بھٹکنے والے ایک سال سے اوپر نہ چکا ہے اس لیے میرا ایک کام کرو میری لاش کا لے پہاڑوں کے درمیان سفید پہاڑی کے اندر تار ہے اس تار کے آخری سرے میں کافی ماہ کے بت کے چٹوں میں پڑی ہوئی ہے تم اسے وہاں سے نکال کر اسلامی طریقہ سے دفن کرو تاکہ میری منتگتی ہوئی روح کو سکون مل جائے جہاں یہ سن کر بہت رو دیا بابا جی نوک جا دو مگر کی پے پاس چن چنے تھے بولے مینا یہ ٹھیک کتنی ہے بسک اس کی مدد کرنی چاہیے جو یہ کہتی ہے نہیں ایسا ہی کرنا چاہیے تم چلو اس جگہ جہاں میرا مرد جسم مجھے میں تم کو وہاں پہنچا دیتی ہوں اتنا کہہ کر اس نے آنکھیں بند کر کے نہ کہا جو بھی انہوں نے اپنی آنکھیں بند کیں وہ ایک جگہ گئے گی مینا وہ اپنی طرف اچھلے اور پھر پچھ دیر بعد وہاں اس جگہ موجود تھے وہ اس تار کے اندر چلے گئے جہاں اس کی لاش مست شدہ پڑی ہوئی تھی جہاں کو اس کی لاش دیکھ کر بہت دکھ ہوا لیکن کیا کرتا کیا نہ کرتا اسے اس کی لاش کو اٹھا کر چاروں طرف اس تار سے باہر نکل آیا اور پھر اسی طرح آنکھیں بند کیں تو اس کو ایک جگہ لگا اور کچھ دیر بعد وہ گاؤں میں موجود تھے جہاں نے تمام گاؤں کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا اور پھر اس کی لاش کو بڑا کر کیا نہ پھانسی کیا اور نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس کو اسی قبرستان میں دفن کر دیا گیا اور جہاں کی آنکھیں بند رہی تھیں وہ دیکھ کر باخفا کہ جب اس کی لاش کو قبر میں اتار دیا تو وہ قبر کے باہر کھڑی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو موجود تھے جو کہ جہاں کو ادا کر کہ رہی تھی اور پھر قبر چاروں طرف دیکھتا تو وہ اس کو دیکھتی نہ

پھول اور گلیاں

* اردو عالمی نئی زبان ہے۔

اقوال زریں

پرویز اقبال - دریا خان شیر

* داتا سرچ کر بات کرتا ہے اور بے خوف بات کر کے سوچتا ہے۔

گلدستہ

- اللہ کا ذکر ہی ہمیں چین ہے۔
- مشکل کشا صرف اللہ کی ذات ہے۔
- ہر کام میں ایمان داری کو اپناؤ۔
- ہر کام میں اللہ سے شروع کرو۔
- کسی کو بھی کوئی تکلیف نہ دو۔
- اے اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرما۔
- زندگی میں مصیبت اور دکھ آنے رہتے ہیں۔
- سب سے نابود و نالمانجھا جا ہے۔

- * اللہ کی عطا ہونی چیز نلکا نہیں ہونی، ہاں اس کا کرنا و عطا دیکھنا ہے۔
- * تخلیق کا غایت کمال دیکھ خانی عرض دیکھ لے ہیں۔
- * ہوشی پر غلوں: روز خوشی ہوگی مانند ہوتی ہے۔
- * اچھا دوست ایک اولیٰ حق ہوتا ہے۔
- * مال و اولاد اک آزمائش کے سوا کچھ بھی نہیں۔
- * محبت کرو تو اس طرح سے کہ تم ایک مثال دنیا بن جاؤ۔

عمران اعظم راجی - منہ پانی

پرویز اقبال - دریا خان شیر

لطیفہ

دکھ کیا ہے؟

- دکھ دو گھنٹے جو صبح اڑیں میں کھٹے ہیں۔
- دکھ دو سو ہیں جو آٹھ گھنٹوں میں رہتے ہیں۔
- دکھ دو امرت ہے جو دو ہفتوں میں پھٹتے ہیں۔
- دکھ دو موتی ہیں جو ہر اک آدے جملے گئے ہیں۔
- دکھ دو سانچا ہے جو پہلی سانچہ رہتے ہیں۔
- دکھ دو موسم ہیں جو بدل بدل کر مٹتے ہیں۔
- دکھ دو نقشے ہیں جو ہر پل ہوائوں میں رہتے ہیں۔
- دکھوں کا ہم جسے بغض کو گلوں سے ایسا مٹا دیتے ہیں۔

ایک عورت کے سر میں دو دو رہا تھا اس کے پاس ایک اور عورت آئی اس نے اس کو پولا کیا بات ہے کیوں پہچانتا ہوں؟ اس نے جواب دیا سر کو دو دو رہا ہے۔
دوسری عورت: پہچانتا: دیکھنے کی کوئی بات نہیں میرے سر میں بھی دو دو تھا اور میرے سر پر میرا سر اپنی گود میں رکھ کر میرے سر کی بالشی کی اور میرا سر دو دو نہیں ہو گیا تھا۔
پہلی عورت: باجی! آپ کے سر پر صاحب کب گھر پر ہوں گے؟

دو دوئی عورت ادا ت کو
پہلی عورت: باجی! اس سرور ادا ت کو اڑا دیں گی۔
(آفتاب احمد عباسی - سوہنی عرب)

سیاہی میرا نسیم - بول پرو

انصوب مولیٰ

- ||: فزادنی کی ہبک اسیرنی کی اسیرنی تے بنہر ہے۔
- ||: کارخانہ خدمت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔
- ||: بڑا دوست کی کوئی گواہک شخص کی عداوت کے بدلے نہ
- ||: فریب۔
- ||: اگر تو گناہ پر فدا ہوئے تو کوئی ایسا نام عاوش تو پیدا خدا

معلومات

- * تاجک ملک کے چار سو پے ہیں۔
- * جنت کا ٹکڑا اسوات شہر کہتے ہیں۔
- * سب سے زیادہ بے مانی انڈیا کے ملک میں ہے۔
- * خزاں پاک میں 114 سوئش ہیں۔
- * خزاں پاک کی سب سے چھوٹی سویت کوڑ ہے۔

مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے؟

روح محمد اسلم - سرگودھا

لطیفے

● ایک دن ایک چور غریب آدمی کے گھر آیا لاروں سے پوچھا۔ ارے بڑے نہارے گھر میں سوتا کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ میرے بیٹے ساڈا گھر خالی ہے جہاں سرخی ہو جاؤ۔

● ایک شخص سکولی گیا اور اسٹر صاحب سے درخواست کی کہ ان بچوں کو کہیں کہ میرے لئے دعا کریں۔ میرے حالات ٹھیک ہو جائیں۔ ماسٹر صاحب نے جواب دیا اگر میری کلاس کے بچوں کی دعا قبول ہوئی تو میں آج اس سکول میں نہیں بلکہ قبرستان میں ہوتا۔

روح محمد اسلم - سرگودھا

میری رائے

بے وفائی کرنے والے کو معاف نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ اکثر محبت کرنے والے بے وفائی ہی کی وجہ سے خودکشی کر لیتے ہیں اور اپنی زندگی کی بازی ہار کر اپنی آخرت بھی خراب کر لیتے ہیں۔ بے وفائی کرنے والے کا دوسرے کی زندگی کی خوشیاں لوٹنے کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ اگر بے وفا کو معاف کر دیں گے تو اس کا پیش کا بہ شیوہ بن جائے گا کہ وہ ہر کسی کے دل کے ساتھ کھیلے، ہر کسی کی زندگی خراب کرے۔ بہتر یہی ہے بلکہ میری رائے ہے کہ بے وفا کو دنیا اور آخرت میں ضرور سزا ملے تاکہ کسی کے دل کے ساتھ کوئی بھی بے وفائی کا کھیل نہ کھیلے۔

رح - کالا پارخ

سوالات و جوابات

س: اس مقدس پتھر کا کیا کام ہے جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے؟

ج: حجر اسود۔

س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج کئے؟

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حج کیا، وہی پہلا اور آخری تھا۔

س: اسب سے پہلے مکمل ہونے والی سورۃ کا نام بتائیے۔

ندہ جو۔

☆ اللہ کا ذکر دل سے نکلے گا اور کرتا ہے۔

☆ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے ہو۔

☆ خیالوں کو صاف کرنا مظالموں پر غلط فہمی ہے۔

☆ نیکی ایک ایسی شے ہے جو دوست اور دشمن دونوں کے گھر اجالا کرتی ہے۔

☆ محبت ایک اجناس ہے جو داد اور ناداتوں کو آپ ہی سمجھ کر دے۔

☆ ہر ناکامی آپ کے لئے کمال کی راہ تلاش کرتی ہے۔

☆ محمد خیر خاں - سواتوالی ضلع پارخ

جنت میں لے جانے والے اعمال

☆ جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو۔

☆ جب وعدہ کرو تو اس کے خلاف نہ کرو۔

☆ جب کوئی امانت دے تو خیانت نہ کرو۔

☆ اپنی ناکامیوں کو بہت نہ بھانگو۔

☆ اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کو حرام سے بچائے رکھو۔

☆ اپنے رب کی جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

عبدالرشید آؤڈ - عبدالحمید

محبت کی عبادت

جب بھی دو شخص آمد مجھ سے خفا ہو جاتا جائے

اک سو تالی حمرے سینے میں بپا ہو جائے

دل میں پھر کچھ بھی نہیں ہو گا غلاؤں کے سوا

تو کسی روز اگر مجھ سے جدا ہو جائے

وہ بہت دکھتا ہے محبت کی نازوں کا حساب

وہ تو ایک عہدہ نہ بنے جو نفا ہو جائے

تھکے ہاں دے کے سلامتی ہے میری بارہا میں

نیز جس رات بھی آنکھوں سے نفا ہو جائے

یہ طراپہ ہے محبت کی عبادت کا اثر

زس کو چھو لینے سے اک ترکن ادا ہو جائے

اسد حسین - علی، آزاد کشمیر

مسکراہٹ

● مسکراہٹ ایک ابا بھول ہے جو کبھی بھی نہیں سر جھاتا۔

● مسکراہٹ زندہ دلوں کی پکیان ہے؟

تر: حروف مقطعات سے کیا مراد ہے؟
 م: وہ الفاظ جن کے معانی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مثلاً

س۔ ذوالنورین کس سوختی رہاں سلجی اللہ عالیہ وآلہ وسلم کا لقب ہے؟

۴۔ زوال نورین یعنی دونوں والا حضرت عثمان غنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔

س: دین کا پتلا (پڑا) نام کیا تھا؟

نہ: ایک طینت۔

اختر عباس آ کاش۔ بمبک

غم غم

تیرے آنے سے پہلے کوئی تم نہ تھا مجھے..... تو آئی تو تم آئے
 میرے لئے میرے..... خوشی نام کی چیز تیس سے میرے مقدر
 میں..... تم میرے فلم ہیں دوستو!..... یہ میری آنکھیں تم
 کرتے ہیں دوستو!..... تم میری زندگی میں ایک سہانے روپ
 میں آئے..... جیسے کسی کی زندگی میں بھی خوشیاں آتی ہیں
 کیا سوچا زندگی میں بھی کسی نے..... کہ خوشی کا حلق ہمیشہ
 تم سے ہوتا ہے..... مجھے تم سے پیار ہے میں کا عاشق ہوں
 کبھی میں بھی کسی کا تم تھا..... کبھی کوئی میری آس میں رہتا تھا
 لیکن آج میں ہوں میری فلم ہے..... تم کو میں نے دل میں بسایا
 ہے..... مجھے تم نے کہ خوشی کی ہے تم نے..... فقط میری نیک
 عاقل تیرے ساتھ ہیں..... میری پتہ زندگی بھی لگا جائے
 تجھے..... تیرے آنے سے پہلے کوئی تم نہ تھا مجھے

✽ شیاعر مشرق علامہ ذائق سر محمد اقبال نے 1993ء میں

کجرات سے مینٹریٹ میسرک کا امتحان پاس کیا تھا۔

حضرت مولیٰ علیہ السلام کو "حکیم اللہ" کہتے ہیں۔

۱: کیا کامب ہے لم گبرامند و بالنگ ہے۔

دنیا کا سب سے اونچا ریوٹے لائن زیر دستہ جنوبی امریکہ۔

نہ کوئی دیکھ لے ہے۔

محکمہ اعلیٰ تعلیم، حکومت پاکستان

سید علی حسینی

الطائف

ایک صاحب کے گھر مہمان آیا جو گھر کا سارا کھانا کھا

لیا۔ ایک بچہ رونے لگا کہ انی کھانا دیجئے۔ اسی نے بیٹے کو

بپ کراتے : دے کہا "بیٹا! نہ رو مہمان کے جانے کے بعد

مہم سارے کھردالے اکنچے: ذکر و میں مگے۔

مختیار علی کیانی - محاذوں پر

١٢

از خنکبختی: وہاں مجھے اُڑنے دو..... نہ روکو، مجھے اُڑنے دو

ت چٹا جائے گا، مجھے اڑنے سے کچھ یاد میرا مقدر بن

نے کہا، مجھے اڑنے اور..... دیکھو مجھے جانے دو نہ رو کر مجھے

بے ساختگی ہمارے ہے جسے مجھے اڑنے دو درختوں پر

ایسا آگیا ہے یارو!..... کتنے خوش تھے پہلے ہم..... آزاد

نہیں ہوں، مجھے اڑنے دو۔۔۔ کوئی شام کی اڑاؤں میں۔

خونفاک ڈائجسٹ 182

بہترین شعرا پر پیاروں کے نام

ز نے پہلی ہی نہیں ذوقی فراہمی ہم سے

شعبہ شراویہ - جوہر آباد

عہد شہیدی، سارا راکھو کے نام

نہیں یہ ہو نہیں سکا کہ نبی پاؤ نہ آئے
تا میرے نہیں یہ دل کہیں بھی اب میں نہ پائے
جسے ہوائ سے پہلے میری زبان وطن پائے
سہجہ بات تھی - ذوقی آئی نائن

ایم لاہور کے نام

غیر اس سے کچھ کہ نہیں انہوں نے کچھ لا نہیں
میں دو قسم کی کتاب ہوں نے کبھی نے پڑھا نہیں
نیرے معصوم دامن کی قسم اسے بھڑکتے والے
بہت مجھو ہوتا ہوں تو وہ لہجہ نہیں
نکاح تھی - دوئم پرماتان

ابن جبرائیل کے نام

نیرے چہرے کو مٹا کر
ہر مٹا دیں دل پہ تیرا نام لکھ دیا
گزارا یہ کوئی لمحہ تیرا یاد کے سرا
وہ لمحہ نور : حرام لکھ دیا
دُرُخوڑا - جبرائیل

ابن کمانہ کے نام

مجھ کو نہیں لگا کہ آج فی امانت مجھ میں سو پاؤں جو
و کچھ کہتا ہر بار تو وہی ہے میری آنکھوں میں پانی کا
دُرُخوڑا - ابن کمانہ

ساجد پری جبرائیل کے نام

نیشوں کا سنا، نے کہ انہیں کے
ہت لہجہ میں بھی پائے گئے کہ انہیں جے
دب بھی لہجہ میں پائے گئے کہ انہیں جے
دست سے لہجہ میں پائے گئے کہ انہیں جے

SA کے نام

منسوب ہے ہر لوگ میری زندگی کے ساتھ
اکثر دی لے ہیں بنی ہے دنی کے ساتھ
میں نیرے آنے کی امید رکھتا ہوں مگر
نیرے کہ غائب کا پیار ہے اس دُن کے ساتھ
عہد ساز بنائی - ذوقی ملک

اے کے نام

کتنی ناسواں ہے لکھا دکھائی ہے وہ
سانا بائیں نشان ہیں جیسے
اشارہ تو در نہ کہ وہ غنا دینے والا
مگر چوہان ساحل نے بیٹام نے اوراق تھما
محمد طاقی - ذوقی کمران

رئیس ارمند، معبودی عرب کے نام

نیرے بغیر کتنی افسردہ تھی دم نیر
اے دوست اب چرخوں میں غزل کس کو رکھ کر
رئیس ساجد کاوش - خان بلیہ

رئیس ساجد کاوش و خان بلیہ کے نام

اک پہول بھی اکثر برف سجا دیتا ہے
اک ستارہ دیا جگا دیتا ہے
جہاں کام نہیں آنے دیا بھر کے دینے
ہاں اک دوست زندگی بنا دیتا ہے
رئیس ارمند - سرور عرب

وجہ شہیدی، سارا راکھو کے نام

ہم ہیں وہاں کے ہادی ہر دم دغا کیا کریں کے
اک جان ہے جو اپنی قسم پہ فدا کریں کے
عبادت تھی - ذوقی انابل خان

AG حافظ آباد کے نام

نہ کتنی بھی نیرے نام کے چہرے ہوتے

جو اس وقت بھی دیکھ نہیں سکتا
یا سہیں سلیم قادری - کراچی

ایک کے نام

دل بھی روٹی کے نام ہوئی ہے
دلدار کی روٹی کی شان ہوئی ہے
کبھی بھی دہر پر دہر کے سرت دل میں
بہی چکی روٹی کی پہچان ہوئی ہے
یا سہیں سلیم قادری - کراچی

میری اپنے کے نام

نیرے میں جو کسی اور کی چاہت الجھت
جھول کے مجھے یہ بات بتاتا نہ کبھی
یہ نہیں کہنے کہ ہر لمحہ مجھے ہر دھوکہ سنا
پر بیٹھ کے لے مجھ کو بھلا تا نہ کبھی
محمد طاہر - فیض

میری اپنے کے نام

جب سے نیرے نام کر دی زندگی اچھی لگی
نیرا نام اپنا لگا نیری زلف اچھی لگی
نیرا ہنر نیری خوشبو نیرا لہجہ نیری بات
دل کو نیری منتظر کی سادگی اچھی لگی

یا سہیں سلیم قادری - کراچی

K. ملتان کے نام

ٹپنے کی دل میں اک دم رکنا
کبھی نہ خود کو میری چان اوکنا
خوشی لے گی اک دھڑ بادل کی طرح
ان آنکھوں میں غمزدگی ہی پلاس رکنا
محمد ذہیر شاہد - ملتان

ایس کے نام، جہلم کے نام

جانے ہوئے لوگوں کو کون رک سکتا ہے
یہ تو وہ اندھیرت میں جو صبح
ہوئے سے پہلے شمع ہو جانے میں
جانے سے پہلے اڑا سن لینا اے ایس
مدان حیدر - جہلم

اسے رحیم بارخان کے نام

خوش نہ ہوئی میں پرانہ نہ ہوتا
خوش نہ آئی میں نیرا دیانہ نہ ہوتا
درختان - ایک

اپنے کی چاہنے والے نام

اپنا ہاتھ سرے ہاتھوں میں فورو مجھے دپاسے کہو اور نہیں اپنے
مجھے اس محبت کی قسم، مجھے صرف نیرا ساتھ چاہیے
محمد راضی - واہ کبٹ

باتو کی پتی کے نام

چنے کے لے کوئی وجہ تو چاہیے نہیں
اور تم کہتی ہو زندگی ہی یہ ہے
نازنین - جانی کوٹ

زیلا ہور کے نام

میری روٹی کی تم میری آزمائش کر سکو گے
جان سے زیادہ کیا فرمائش کر سکو گے
میری روٹی ہے مسند کے بانی کی طرح
کہا کبھی اس بانی کی پائش کر سکو گے
محمد عثمان - لہہ

ایس لاہور کے نام

کہاں تلاش کر کے مجھ جیسا شخص حسن
جو اپنی ذات سے زیادہ نیرا خیال دیکتا ہو
محمد عثمان - لہہ

بصیر احمد علی پور کے نام

چپ ہو کسی جہ سے ہمیں معلوم نہیں دوست
دل ڈوب جاتا ہے جب غم بار نہیں کرتے
ایک نفا دونی - رحیم بارخان

میری اپنے کے نام

کلی آنکھوں سے ساری عمر دیکھا
اک ایسا خواب جو اپنا نہیں تھا
یہ اکہ آج تک وہ شخص دل میں

مسافر نو گھڑے ہیں رلاؤت کب بٹنی ہے
محبت زہرا رانی جیسے محبت کب بٹنی ہے
ہم قسمی کو پاچے ہیں سبھی سے چار کرتے ہیں
محمد افضل جواد - کلا باغ

K. مانیوال کے نام

مجھے بھلانے کا فہم ۱۱ روز کرتا ہے شاید
مگر اس کا کوئی جس نہیں پتا میری رات کے ساتھ
شاید انبال خشک - کرک ہندوستانی

کسی اپنے کے نام

چکر کے گر نہ باؤں میں اس غز صوب میں
مجھ کو آرا سنہال بڑی نیز صوب ہے
نور احمد گوئل - لالہ دی

انسب مانیوال کے نام

حرف ہر ناک فینوں کا بہرا نہ کرو
جو نہ ہوئی ہو سبھی وہی فنا نہ کرو
حسن کو تم نے ہدا سمجھا ہے لیکن اسے گوارا
خدا جانے ہوئے معبود کی ہوا نہ کرو
سارگر گوارا گوئل - فورٹ عباس

دلچسپ سکندر زمان، ابوطیسی کے نام

خربت نے آجے والے ہر اس طرف سے فہم
رہنے غلوں کے ساتھ اپنے کمر گیا
ریحہ فیصل - مید - کراچی

KK. چٹوڑہ فرشتی کے نام

۱۱ مجھ سے چکر کر فہم ہے تو اسے خوش ہی رہے ۱۱
۱۱ میرے ساتھ رہ کر اس میں ہے : مجھے اچانک نہیں لانا
درا سید - نیم - انگ

دوسوئوں کے نام

سنی میری فہم سے چکر رہا ہے کوئی
مر کے بھی مجھے پار آ رہا ہے کوئی
" ہل کی زندگی اور :
اس میری فہم سے با رہا ہے کوئی
صابر انبال - فہم

کسی اپنے کے نام

۱۱ میرے ظاہر کو کیجئے اپنے بڑے خود کے ساتھ
کوئی اور سے مل گیا اور اسے خبر بھی نہ ہوئی
محمد حسین نذر - اسلام پورہ ہجر

بھائی اطہر خاں مرحوم کے نام

یوں میرے رچا کے لئے رہے رہے
آنسو بھی آنکھوں سے نہ رہے رہے
محبت ہا آئے گی اطہر میری ہے موت محبت
میرے آنسو " خرید سکیں گے
سرمد انبال خاں سنوئی - سرمد گڑھ

آرنا دوری خیال کے نام

بھولی ہوئی مدام ہوں مجھے ہا کیجئے
تم سے کہیں لا ہوں مجھے ہا کیجئے
منزل نہیں ہوں غصہ نہیں ہوں دہڑا نہیں ہوں
منزل کا واسہ ہوں مجھے ہا کیجئے
سچی اللہ سچی - دوری خیال

اک اپنے کے نام

کل رات میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو
کل رات میرے واسے تو پاند رات منی
مس - مکر سہا

زیلہ میر گودھا کے نام

ضمیر نے کے بعد بھی ملے اور زندگی میں
دیکھ کر ہوں نظر : نہ جوتا لہا
دیکھا ہے کہیں شاید آپ کو
یہی سوچ کر ہاتھ لا لہا
سراج خان - کرک

AK. چوکی سنگی کے نام

خوش ہر باہ میں آ رہا ہوں
تم میرے پاس آ باہ میں کہیں " با رہا ہوں
ابھو کی کو ۱۱ - سنگی پانوال

کلا باغ میں یتیم کسی اپنے نام

ایس ایڈ آر ماگنٹ کے نام

ہر دم کے گرد مجھے رو کر نہیں دیکھا
آنکھوں میں نیند تھی مگر وہ کر نہیں دیکھا
کیا ہائے دور و دور محبت کا
جس نے خود بھی کسی کا ہو کر نہیں دیکھا
قرآن کریم - مگر جبر

ظاہر و سرگودھا کے نام

میں تجھ کو بھول ہواں مگر ایک شربا ہے
عشق میں پا کے پھول سے خوشیاں کو جدا کرو
خیر و خیرات - سرگودھا

شاہد حسین جھولے والا ملتان کے نام

تیری دوستی نے سب کو سکوا دیا
خوش دیا کو ہر سے بگا دیا
قرض وار ہوں میں اپنے دہ کا
جس نے تجھ جیسے دوست سے بنا دیا
شاہد حسین جھولے والا - ملتان

راج کمار، منڈی بہاؤ الدین کے نام

میں سر بھی تھے تو ہماری دلی تم سے وفا کریں گی آمد
یہ سب سچو نام نے تمہیں پایا تھا صرف چھوڑ دینے کے لئے
اسد شہزاد - گوجران

سید و کینز جی تقویٰ، کراچی کے نام

کہا میں نے والا میں ہوں مٹی میں کیوں اتروں
غبار آیا کہ سب کو یہ منہ پار کرنا ہے
پروفیسر ذاکر وادجہ - کراچی

جو بھول چکے ہیں ان کے نام

کبھی نہ کبھی تو بہادری کے چول مرتزا جائیں گے
جوسے بھی کبھی ہم حوہیں یاد آئیں گے
احسان ہو گا جیسے ہماری دوستی کا
جب ہم بہت دور چلے جائیں گے
محمد اسحاق - گلشن پور

ایڈیٹر گل و حنا آباد کے نام

تیری نام کشن ڈاؤن تھا زار لب تیر
یہی اک اداسے مسکرائی ک غریب مارو
نغمہ شیرازی - گل و حنا آباد

کسی اپنے کے نام

وہاں - تو بھی کھل کر ہنسنے نہیں ہوتے
اس نے غلام کو کہا ہے کہ میں سرگودھا ہوں
نشان - سرگودھا

ایم۔ لاہور کے نام

غیروں سے کچھ بھی نہیں ہواں سے کچھ ہا نہیں
میں دو نم کی کتاب ہوں جسے کسی نے پڑھا نہیں
حیرت معصوم داس کی قسم اسے پھرتے والے
بہت عجیب ہوتا ہوں تو دور چلتا ہوں
نشان - لاہور

عاشق کریم لاہور کے نام

میرا دور دور فرشتہ پرچہ ہوں سے
ساجد نے ہو بھی چھایوں سے
تیرا ارمان ہے ہر خواب پایا ہو آپ کا
میں دما ہے دل کی کھواہیوں سے
سید عارف شاہ - گلشن

اپنی پارو لالہ موسیٰ کے نام

پارو پائے آؤ کہ اتنا معاف
پارو ہے تم سے ہے یاد میں تو
پارو اک تم ہی کو تو خدا سے ہٹا ہے
جب بھی جاگی کوئی دما میں ا
صدور حسین عیسا - گلشن

ایس، کراچی کے نام

معد کے تھیل ہوتے یاد دہنے میں دین
اگر تم سے نہیں ہٹے تو مجھ سے
دین محمد جانی - کراچی



اک غم بیت چلا ہے تجھے چاہتے ہوئے
تو آن بھی بے خبر ہے کل کی طرح

✽ محمد فیضان شاہ - رحمہ اللہ
میری زندگی کے مالک میرے دل پہ ہاتھ رکھ دے
تیرے آنے کی فکری میں میرا دل جھل نہ جائے

✽ عبد الستار نازکی
یہ اداس شاہیں میری تنہائی کو ایسا غمزدہ بخش ہیں
کہ مجھے پھر وہی اک وہی بس وہی نفس یاد آئے ہے

✽ NAK - کبیر والہ
تو ہوتا ہے رنجیدہ تو کچھ جانتی ہے میری ساری کائنات
نہلے آتی تو التجا ہے مجھ سے ردِ وفا نہ کر دے

✽ رئیس ارشد - ناں بیلہ
ماتا کہ تیری دین کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا عشق رکھے میرا اعتقاد رکھے

✽ عہدات علی - ڈی آئی خان
اداس دہنوں پہ مسکراہٹ کے بھول آئیں تو جان لینا
کہ دل کے اندر کئی کچھ اداسی بہت اداسی میں داخل رہی ہے

✽ شعیب شیرازی - جوہر آباد
انسان تو کبھی مکمل اپنا کبھی نہیں ہوتا
اس نے خط میں لکھا ہے کہ میں صرف تیرا ہوں

✽ عثمان علی - رحیم یار خان
اک اجنبی نفس تھا جو چلی بھر میں کچھ گھبرا گیا
سر بھر کی رفاقت کا اچھا صلہ دیا

✽ محمد وحی گل - واہ کینٹ
کاش وہ میرے جذبات کو سمجھ سکتا کاش
مجھے اچھا نہیں لگتا منہ سے اظہار کرتا

✽ رئیس ساجد کاش - ناں بیلہ
ہم جیتے ہیں تو انہیں لگتا عادت ہے مسکرانے کی
وہ ناواں ہے یہ بھی نہیں سمجھتے کہ یہ ادا ہے غم بھانے کی

✽ مدثر نواز - جڑانوالہ
وفا کے آجکل سے نکل ہے ایک خون کی نہر

✽ محمد نواز - جڑانوالہ

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے . خوفناک ڈرامہ بحث 187

دور اک بستی آباد کریں گے
اس بستی کے لوگ ہمیں یاد کریں گے
جب ہم اقبال اس کی محفل میں نہ ہوں گے
تو ہمیں گے فریاد کریں گے

محمد اقبال رحمتی - سبکی بالا ہزارہ
منا ہے درد کا احساس انہوں کو ہوتا ہے آکاش
جب درد غی اپنے دیں تو احساس کے ہو آکاش

چوہدری سعید آکاش - مظفر آباد
منا کہ ہماری ذات میں سبب ہیں مگر
کہتے نہیں خدا کی قسم کبھی ہم فقیر لوگ

محمد افضل جواد - کالا باغ
بروں بعد جو جیتے ہوئے اس چہرے کو دیکھا اس
ہری طرح سے لرز کے دو گئی میرے دل کی زمین

نصیر احمد اینڈ اداں - مظفر آباد
میرنا محبت کو دولت کے نازد میں مت قول اس دولت
میں نے وہ دیکھی کھائے ہیں جو قسمت میں نہیں تھے

مظفر اداں موہری - مظفر آباد
ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا شاید
وہ بھی لکھتا ہے تو کسی اور کی خاطر

شاہد اقبال تنگ - کرک
دلوں میں نفرت ہے محبت کس سے اٹکتے ہیں
ہاتے زہر کے پھرے ہیں شربت کدہ سے اٹکتے ہیں

شاہد اقبال تنگ - جندری، کرک
عجیب شام گھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
بڑی اداں گھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ

زائے جس کو سمجھتا ہے موتیوں کی چمک
وہ آنسوؤں کی لڑکی ہے کہیں سے آ جاؤ

پرنس مظفر شاہ - پشاور
کوئی مہر نہیں کوئی قدر نہیں پھر سچا شعر سنائیں کیا
اک نجر جو ہم کو لاق ہے تا رہے اسے دہرائیں کیا

محمد اقبال رحمتی - سبکی بالا
مگر تیرے سامنے پرچم کفر بلند ہو
یا لا اللہ نہ کہہ یا است تار تار کر دے

محمد اعظم - عارف والہ
اندر کی ٹوٹ پھوٹ نے دیوان کر دیا ہمیں
درد ناز تھا ہم کو کہ آفتاب ہیں ہم

محمد میر ظہیر رحمتی - سبکیاں
ستاروں سے پہاڑوں سے فریاد کرتا : دوس
قسم خدا کی میں تم کو دن رات یاد کرتا ہوں

فیضان اللہ - دندہ
ایک بھی کیا خلا تھی کہ محبت میں یہ سزا ملی
کہتے ہیں کہ دنیا جدائی دیتی ہے
مگر ہم کو تو دلیر سے ہی بے وفائی ملی

عبدالرحیم لاسی - سبیلہ
پلو اب میری سانسیں غیا فانت دکھ لو باز
شاید اس طرح بن جاؤں تیرے اعتبار کے تابی

آمین علی ہار - ذمک مراد
مت اعتبار کرنا کسی کا اس دنیا میں ہار
اکثر دسی دھوکا دیتے ہیں جن کو ٹوٹ کر جانا جائے

آمین ہار - ذمک مراد
جلا زلا تپتے صغرا نے پاؤں کو
سکنا مشکل تھا چھوڑا اپنے گاؤں کو

مظفر نور بیٹو - ادیانہ
محبت نایاب تھی تو نے نام کر دی
عرسے کی چاہت تھی بھر میں نیام کر دی

عمران اعظم رانی - سہ پانی
دکھ تعلق کے ٹوٹ جانے کا نہیں عمران
درد یہ ہے چاہت اس نے بدنام کر دی

عمران اعظم رانی - سہ پانی
خوش نہ تھا مجھ سے بھجڑ کر وہ بھی مستوی
اس کے چہرے پر لکھا تھا پھر بھی لوگو

سرदार اقبال - سردار گڑھ
خوشبو بتا رہی ہے کہ وہ راستے میں ہے
سونج ہوا کے ہاتھ میں اس کا سراغ ہے

سرदार محمد اقبال خان مستوی - سردار گڑھ
یاد کر کے اور بھی تکلیف ہوئی تھی مستوی
بھول جانے کے سوا اب کوئی بھی چارہ نہ تھا

سرदार محمد اقبال خان مستوی - سردار گڑھ
بعد مرنے کے میری لکھ - آئے گا کون ندا
یہاں لوگ بتوں کو دفناتے نہیں بنا دیتے ہیں

نصیر خدا جگر پوری - خبر پور برس
ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا شعر
وہ بھی لکھتا ہے تو کسی اور کی خاطر

دیتا ہوں ہر اک کو پیار کی نظر سے
کسکے چھڑا ہوا وہ میرا محبوب ہی نہ ہو
..... شاہد شہزادہ - ہڈانی

تقدیر میں جائے گی اس خدا کو یاد تو کر
" سب کچھ دیتا ہے اس کا شکر ادا تو کر
..... سید عارف شاہ - جہلم

اے حسینو! خود پر ہار کرنا چھوڑ دو
عاشقوں کا خون پی کر سکرنا چھوڑ دو
..... سید عارف شاہ - جہلم

بہت دنوں کے بعد عائشہ تمہاری تحریر آئی
خوش ہوئی تم کو عارف کی یاد آئی
..... سید عارف شاہ - جہلم

میرا لکھنے کا انداز شاید تمہیں پسند نہ ہو
پر زبان ساتھ نہ دے تو کیا کروں
..... تقی نور پور - ادیبازہ

انتخاباً مجھ کو وہ درد ونا مجھ کو دے جائے گا
دفع لے کر اک دل درد کیا خبر تھی
جائے جاتے وہ دنا دے جائے گا
..... احمد علی - کلاہاڑ

کانٹوں کے بدلے پھول کیا دو گے
آسمانوں کے بدلے فطش کیا دو گے
ہم چاہتے ہیں آپ سے عمر بھر کا پیار
ہمارے اس سوال کا جواب کیا دو گے
..... احمد علی - ہڈانی

کسی کے چمڑے جانے سے مر گئی نہیں جانا اے دیکھی
مگر زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں
..... مہاں عارف دکنی - پٹنہ گھیب

میں اس بے بسی کی دنیا میں کیسے نہیں اے زیہ
میں سکون تو داتا ہے مگر سب کچھ اٹ جانے کے بعد
..... امجد علی - گول - جلاب گولہ

خود ہی اپنے سائے کے قے کھڑا ہوں ہاتھ پھیلائے
طلب دیتا سے کیا کرتا ہوں میرا سانس ہوں نکلا اٹا
..... ذہر سوانسی - میانوالی

محبت زندگی کے فیضان سے لڑھکیں سکتی
کسی کو کھوٹا پڑتا ہے اور کسی کا ہونا پڑتا ہے
..... ملک اشفاق - ساگر - شی - سندھو

..... خضر علی - گندامس

خوف آیا نہیں سانپوں کے مجھے جنگلوں سے
مجھے محفوظ رکھا میری ماں کی دعا نے
..... نیلسن مکہ بندھو - سی پانی

اک قہر تو کیا مسند ہی اس کے نام کر دیتا
" کہتی تو سہی اک بار پیاسے لکچے میں
..... چانگیر اسلام گوندل - سنڈی بہاؤ اللہ پور

مٹ جاتے ہیں " لوگ ریت کی دیواروں کی طرح اٹھانے
اپنے سے زیادہ جو کسی سے پیار کرتے ہیں
..... چوہدری الطاف حسین دکنی - بھمبر

جب کسی کی میں آئے تو آڑنا لینا اسے دوست
ابو بھی دیں گے چٹخوں میں جلاتے کے لئے
..... چوہدری الطاف حسین دکنی - بھمبر

چاندنی رات میں چاند گوارا نہ ہوا بھور
ہم تو سبھی کے تھے مگر کوئی تارا نہ ہوا
..... دین محمد بھور - ہڈانی

کیاں کروں میں یہ دنا کر اسے میری عمر گناہ طاف
یو سنا ہے آج آفری دن ہو میری زندگی کا
..... چوہدری الطاف حسین دکنی - گندھورہ

وہ مجھ کو بے دنا کا لقب دیتا ہے
سائیں چلتی ہے مگر مردہ بنا دیتا ہے
ست چوچھ اس کے میخانے کا پتہ
اس کے تو شیر کا پانی بھی نشہ دیتا ہے
..... چوہدری الطاف حسین دکنی - گندھورہ

قبروں میں نہیں ہم کو سکتا ہوں میںاں ابو
ہم ہوگے محبت کی کہانی میں مرے ہیں
..... فیض اللہ بھور - جی سرد شریف

ہم تجھے شہر میں یونہی پھرتے رہے ہیں
نہ کسی نے چاہا پوچھی نہ کسی
..... عدلی شہزاد علی - بھکر

ترب اس دل تیرے ترپنے میں بڑاں ٹھیکن ہوئی ہے
جہاں اپنے پیاروں کی بڑاں ٹھیکن ہوئی ہے
..... نصیر الدین نصیر - بھکوت

آکھ کا گنا بھی اک قیامت ہے
نہ کسی آکھ جب سے آکھ بھی ہے
..... جاہر عباس مہر - سرگودھا

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

تیرے قدموں کی آہٹ میرے دل میں مابقی ہے
تیرا چاند سا چہرہ آنکھوں میں بس جاتا ہے
جیسے تیرا نام میرے نام کے ساتھ جاتا ہے
..... محمد واصف - حسن افضل

عمر گزر گئی ہے میری یہ سوچتے سوچتے نرگزار
کہ ہر نوکیلا سواہل آن ہوئے پر کون ہاتھ دلاتے ہیں
..... محمد واصف - جنت

الزام محبت کے در سے چھوڑ دیا شیر اپنا اسے دوست
درد یہ چھوٹی سی نمر پردیس کے قابل تو نہ تھی
..... حسن شاہ رخ خان - کرک

ٹوٹے ہوئے پیمانے پر جام نہیں آتا
عشق کے مریض کو آرام نہیں آتا
اسے دل توڑنے والے تو نے یہ تو سوچا ہوتا
نونا ہوا دل کسی کے کام نہیں آتا
..... عتیقہ علیہ - علی پور احمد

موت سے نہ ڈرا ہے بندے موت تو ایک دن آتی ہے
ڈرتا ہے تو اس سے ڈر جس نے موت لائی ہے
..... محمد رفان - کرکشی

کاش میں ایک کہوڑا ہوتا
ازم نیلے آسمانوں میں
پیار کی بازی ہوتا
اور گھبراہٹ میرے دیکھوں میں
..... ایڈیٹر - لاہور

غور تو ہوتا تھا ان کو ہمارے محبت کی شہرت دیکھ کر
مگر وہ اپنی قدر کی وجہ سے ہماری قیمت ہی بھول گئے
..... اسد شہزاد - کوئٹہ

دھوا کر دیا نیکے زمانے بھر میں
تیری چاہت نے یہ حال کر دیا زمانے میں
اب تو خوشی پاس نہیں آتی صحر
شوں نے گھیر کر نیکے زمانے بھر میں
..... اختر نقی

تس اس کا ہوں یہ بات تو یاد چاہیے راجہ
وہ کسی کا ہے یہ سوال نیکے مونس نہیں دیتا
..... ایڈیٹر - لاہور

..... اکرم امین خان - اہیت آباد

سکھ لو کسی کے پیار کی قدر کرنا تم
کہیں کوئی مر نہ جائے تمہیں یاد کرتے کرتے
..... محمد شہر بخت مراد - علیاں

جب بھی مشکل آئے علم کو افشا کے دکھنا
اپنے پسوں میں حسد کی عبت کو ہٹا کر دکھنا
..... محمد واصف - واہ گینت

آنکھیں اداس، روح پریشان، دل نڈھال
ہرپا ہوئی ہے ایک قیامت کہاں کہاں
..... محمد اسحاق انصاری - ٹنگن پور

مجھے کھرنے نہ دینا میرے مقدر کی طرح
یہ تیری زلف نہیں جو پہلی بھر میں سنور جائے
..... قمر شہزاد گوندل - مگجرو

چلے چلے پسینہ آ گیا
سائے رکھا تو مدید آ گیا
..... محمد انان - رکن شا

بڑی گستاخیاں کرنے لگا ہے میرا دل مجھ سے
یہ جب سے تیرا ہوا ہے میری منتا ہی نہیں
..... محمد قاضی احمد حیدری - سہجی آباد

اک ہستی ہے جو جان ہے میری
جو جان سے بچ کر بڑھ کر ماں ہے میری
خدا حکم کرے تو مجھ کو دوں اسے
کیونکہ وہ کوئی اور نہیں ہاں ہے میری
..... سجاد حسن جوہر - لاہور

ہونٹ چہرے پے یوں اس کے ٹکڑے آتے ہیں
دودھ میں رکھ بول جیسے وہ چٹیاں گلاب کی
..... اسد شہزاد - مگجرو

شعبان میں گر سکی ہوں شاید
دگوں سے بھر گیا ہوں شاید
بیکر رہا ہوں چاہتا آوارہ
تیرے دل سے اتر گیا شاید
..... ایڈیٹر - لاہور

تیرے آنے کی خوشبو میرے دل میں بسا جاتی ہے

انجھاری ہے مجھ کو یہی کٹکٹس مسلسل
 وہ آہا ہے مجھ میں یا میں اس میں کھو گیا
 لہتمان حسن۔ ذریہ اسامیل خان
 کھنکھ کی گرد کھول کے میرا دیدار تو کرو
 بند ہو گئیں وہ آنکھیں جن کو تم رد لایا کرتی تھی
 لہتمان حسن۔ ذریہ اسامیل خان
 مثل شیشہ ہیں ہمیں تمام کے رکنا ایس
 ہم تیرے ہاتھ سے چبوتے تو بکھر جائیں گے
 ساجد انصاری۔ جلاپور بھٹیاں
 ہم تو پھول کی ان پتوں کی طرح ہیں ایس
 جنہیں خوشی کی خاطر لوگ قدموں میں بچھالیتے ہیں
 ساجد انصاری۔ جلاپور بھٹیاں
 سوکھے پتوں کی طرح بکھرے ہیں ہم تو ایس
 کسی نے سمیٹا بھی تو جلاٹے کے لیے
 ساجد انصاری۔ جلاپور بھٹیاں
 عارف رفتہ رفتہ تیری آنکھ جس سے لڑی ہے
 جس سے لڑی ہے وہ دور رفتی ہے
 سید عارف شاہ۔ جہلم
 ٹوٹی قبر پر بال بکھیرے جب کوئی۔ جبین روٹی ہے
 اکثر مجھے خیال آتا ہے موت کتنی حسین ہوئی ہے
 سید عارف شاہ۔ جہلم
 فکر معاش۔ ماتم جاناں اور تم دل
 آج سب سے معذرت کہ موسم حسین ہے
 محمد وقاص احمد حیدری۔ جیجی آباد
 دل کاروگ تھا نہ یادیں تھیں نہ ہی یہ حرکت
 تیرے پیار سے پہلے بندیں بڑی کمال کی تھیں
 محمد وقاص احمد حیدری۔ جیجی آباد
 عطر کی قیمتی گلاب کا پھول
 جنت کا شہزادہ خدا کا رسول ﷺ
 انان محمود۔ رکن
 تاروں میں چرک پھلاں میں رنگت نہ رہے گی
 ارہنہ بونہی نہ رہے اگر محمد ﷺ کا میلان نہ رہے گا

انان محمود۔ رکن
 ادھر آسم گر بنر آزمائیں
 تو تیرا رہا ہم جگر آزمائیں
 محمد علی چغتو۔ آزاد کشمیر
 آج کیوں کوئی شکوہ یا شکایت نہیں مجھ سے
 تیرے پاس تو لفظوں کی جامیر ہوا کرتی تھی
 محمد علی چغتو۔ آزاد کشمیر
 کن لفظوں میں بیان کروں اپنے دل درد کو علی
 سننے والے تو بہت ہیں سمجھنے والا کوئی نہیں
 محمد علی چغتو۔ آزاد کشمیر
 ہم جیسے برباد دلوں کا جینا کیا مرنا ہے
 آج تیرے دل سے نکلے ہیں کل دنیا سے نکل جائیں
 محمد علی چغتو۔ آزاد کشمیر
 یہ شریعت محبت بھی عجیب ہے کہ
 میں پورا کروں تو وہ معیار بدل دیتے ہیں
 وقاص احمد شہزاد۔ گوجرانو
 آنکھوں میں حیا ہو تو پردہ دل کا ہی کافی ہے
 نہیں تو نقابوں سے بھی ہوتے ہیں اشارے محبت
 رفیع کامران راجو۔ کہ
 اجالے اپنی پاروں کے ہمارے پاس رہنا
 نبھانے کس کئی میں زندگی کی شام ہو۔
 رفیع کامران احمد۔ کوٹا
 کبھی نہ ٹوٹنے والا حصار بن
 تو میری ذلت میں رہنے کا فیصلہ نہ
 شکیل خان۔ کوٹہ
 خوش رہنا بھی چاہوں تو رہ نہیں
 کیونکہ غموں نے میرے گھر کاراستہ دیکھ
 محمد عثمان۔
 میر کیا خود سے اسے پکاروں کہ اور
 کیا اتنے خبر نہیں کہ میرا دل نہیں لگتا اس
 شمس۔
 ہر روز ہم اداں ہوتے ہیں اور شام گزر جائے

..... صدائِ حسین صدائِ کیلا سے
 دل کی دھڑکن توقفِ ہوش کا تقاضا ہے
 یہ دنیا تو سانس لینے کی اجازت نہیں دیتی
 رانا بار علی ناز۔ لاہور
 دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
 پر نہیں طاقت پر داز مگر رکھتی ہے
 پرنس عبدالرحمن کجھر۔ نین رائیجا۔
 سارا زندگی توبانیوں کی نظر ہوگئی
 تمام عمر غموں میں بسر ہوگئی
 کیا ریا ہمیں اس زندگی نے
 خوشیاں ملی تو دکھوں کو خبر ہوگئی
 عابدہ رانی۔ گوجرانوالہ
 لذت گناہ کی خاطر بارہی تھی جس نے جنت باوی
 میری رگوں میں بچی اس آدم کا خون ہے
 میرزا بشیر گوندل۔ گوجرہ
 اس نے سمجھائی نہیں نہ سمجھتا چاہا
 میں جانتا بھی کہا تھا اس سے دیکھ سوا
 تنزیل۔ حنیف نلہ۔ دوگیاں
 کسی کے چلے جانے سے کوئی مرنے نہیں جاتا
 بس زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں
 قمر اعجاز گوندل۔ گوجرہ
 میں جہدوں میں تیری غایت کی دعا مانگوں گا
 سنا ہے خدا بیوقوفوں کو سزا نہیں کرتا
 غلام فرید جاوید۔ جھڑ شاہ قیم
 ہوئی ہوگی میرے بوسے کی طلب میں پاگل آکاش
 جب بھی زلزلوں میں کوئی پھول سجانی ہوگی
 رائے اطہر مسعود آکاش
 میرے وعدوں کو اس نے مذاق سمجھا
 میرے پہار کو اس نے جذبات سمجھا
 گزرنی باب اس کی محبت سے لاش میری
 اس جہر دل نے اسی کو بھی بارہا سمجھا
 غلام عباس۔ ساغر لنگرہ

اک روز شام اداس ہوئی نورہم گزر جائیں گے
 اختر علی۔ صوابی
 میں نے پوچھا ہے تجھے تیری عبادت کی ہے
 تجھ کو چاہا ہے ضم نہ سے محبت کی ہے
 عبادت علی۔ ذی آلی خان
 تو اشک بن کر میری آنکھوں میں ساجا
 میں آنکھ دیکھوں تو تیرا کس بھی دیکھوں
 جو نیازی رہے خواب میں آنے سے بھی خائف
 آنکھ دل میں اسے موجود ہی دیکھوں
 اسد شہزاد۔ گوجرہ
 آنکھوں کی طرح راز ہے کھلتا بھی نہیں
 وہ سیلاب بھی بن جاتا ہے دریا بھی نہیں
 اس شخص کے پہلو میں سکون کرتا ہے
 جب کہ گر جائیں مندر نہیں کعبہ بھی نہیں وہ
 عاکشہ رحمن۔ کبیر والا
 تیرے حسن کا روپ چھایا پھولوں کی خوشبو میں
 مت چھپا اپنا چاند سا چہرہ اپنی کالی زلفوں میں
 سید عارف شاہ۔ جہلم
 زندگی کے حسین سفر میں انسان بدل جاتے ہیں
 سانس داس چھڑا کے کہیں دو نکل جاتے ہیں
 خسن عزیز۔ جہلم۔ کٹھ کلاں
 کون کہتا ہے تیری چاہت سے بے خبر ہوں
 بستر کی ہر ٹھکن سے پوچھو کیسے گزرتی ہے رات
 خسن عزیز۔ جہلم۔ کٹھ کلاں
 مت بہاؤ آنسو بے قدروں کیلئے
 جو لوگ قدر کہتے ہیں وہ رونے نہیں دیتے
 مرزا مامرہ۔ منڈی بہاؤ اللہ
 اقی کا شہر وہی مدنی وہ منصف
 ہمیں یقین تھا قصور ہمارا ہی نکلے گا
 تنزیل۔ حنیف نلہ۔ دوگیاں
 یوں تیری چاہیں سنبال رہی ہیں
 جیسے سیدی بد سہرے بچپن کی

غزل

جب تصور میں پائیں گے تمہیں
بھر دھوئے تے جاؤں گے تمہیں
غم نے دہانہ بنایا مجھ کو
لوگ افسانہ بنائیں گے تمہیں
سرور! دیکھو یہ دیوانہ دل
اس نے مگر میں بنائیں گے تمہیں
مری وحشت مرے غم کے قے
لوگ کہا کیا نہ سناؤں گے تمہیں
آہ! میں کتنا اثر ہوا ہے
یہ تماشا بھی دکھائیں گے تمہیں
احتشام علی خواجہ، انک سٹی

غزل

روئے گا دل مگر فریاد نہ نکلے گی
تیری ذولی کے بعد یہاں سے میری میت نکلے گی
اس وقت اس ستم گر چھٹائے گا تو بھی
جب تجھے میرے مرنے کی خبر ملے گی
زب، قرب کے میری یاد میں روئے گا دل روا
اس وقت مگر تیرے منہ سے کوئی آہ نہ نکلے گی
سجاد علی اسد، جھل مگسی

غزل

مجھے تلاش ہے اس کی جو صرف میرا ہو
میرا نصیب بنے میرے دل کے پاس رہے
میرے قریب ہو اتنا کہ سانس رک جائے
مجھی کو چاہے بنائے بنائے پیار کرے
وہ میری مانگ سجاتے بھی کو بہلائے
میں سوچتا ہوں کہ میری دنیا کی شہزادی
کہیں تو ہوگی زمانے کی بھیڑ میں نہ
کبھی تو میرے لئے اس کا دل تڑپے گا
کبھی تو پیار کا شعلہ لبو میں بڑکے گا
ایمن احسان علی قرینسی، تحصیل

کھارباں ضلع گجرات

غزل

تجھے یاد کر کے سلام دہر میں روایا کرتی ہوں
کیسے کہے گی زندگی اپنی یہ سوچا کرتی ہوں
تیرے بنا تو ایک ایک پہل بھی صدیوں کا گزرتا ہے
بڑی حسرت سے تصویر تیری انکوں سے بھگایا کرتی ہوں
میرے جسم و جان کو صبر ہی نہیں آتا تیرے بنا
تیری یاد میں ہر پل آنسوؤں کے موتی پر دیا کرتی ہوں
فرزانہ خان، کوٹ ادو

غزل

بند آنکھوں میں کوئی پہنا تھا چادر دیکھا تو تیری یاد آئی
پہنے میں کوئی اپنا تھا پھول چومنا تو تیری یاد آئی
جب آنکھ کھلی تو ہم نے جانا پوچھی بیٹھے تھے درد نہائی میں
کہ پہنا آخر پہنا تھا دل میرا ہڑکا تو تیری یاد آئی
فرزانہ خان، کوٹ ادو

جو چلی تیری باد آئی
دلت کو سونے میں ایک جھکا نکا
جب جگا نو تیری باد آئی
برہوں بعد جو گزے تیری مٹی سے ہم
نو اس ہل ستم ہرجائی تیری باد آئی
بھول جاؤں گا اسے میں احسان
ایس بھی سوچا تو تیری باد آئی
ابن احسان علی فریبی، کھاریاں،

شاہد عمران مرزا، شیخوپورہ

ضلع گجرات

غزل

بہ شب فراں یہ بے بسی ہے قدم قدم بہ ادا ہاں
ہر امانت کوئی دے سکا تیری حسرتیں ہیں دھواں دھواں
میں زپ زپ کے جانا کیا میرے خواب مجھ سے بجز
میں اس گھر کی صدا کی مجھے دے نہ کوئی نسلباں.....
یہ نفا جو گرو و نفا ہے میری بے کسی کا مراد ہے
میں وہ بھول ہوں جو نہ کھل سکا میری زندگی میں وفا کہاں
چلی ابھی درد کی آندھیاں میرے دل کی ہستی آج بھی
بہ داکھ ہے بھی بھی اسی میں میری ہے نسلباں.....

شاہد عمران مرزا، شیخوپورہ

جب تک بہ آگ دل میں تباہے لگی نہ تھی
بہ عالم نوں سے دوپانگی نہ تھی
تصور آج آپ کی یوں دیکھا دیا
تصور جیسے آپ کی دیکھی کبھی نہ تھی
لطف و کرم کا سلسلہ ہم پر دبا تری
جب تک وفا کی ٹوٹ کے ملا گری نہ تھی
کہاں دی تھیں بھول دی اود وہی جہن
ان سب پر نیرے بعد عمر نازگی نہ تھی
کہے نہ جانے بات وئی عام ہوئی
جو دل کی بات عزیمت کسی سے کہی نہ تھی

ابن ابف محمد سعید ملک آف

بھاو لیور

غزل

کبھی یوں بھی دعاؤں میں میری حسرتیں میرے نام کر
میرے درد مجھ سے تو جھین لے میری پائنیں میرے نام کر
میرے خواب کتنیں بے کراں مجھے اداؤں سے جہاں کتنیں
میرے سادے درد و الم منا بھی فرہیں میرے نام کر
شب فم میں جتنا کتنیں بہت میرے سنا تباہ مجھے جام دے
ہوں سندھوں کو بہام وے سب خفا میں میرے نام کر
میں سلگ دیا ہوں بیاہ میں تری جتنو کے مقام پر
مجھے آرزو سے آواز دے ہوں غائبیں میرے نام کر

غزل

وہ نصیبوں کا جہاں لئے میرے سامنے تھا مثال سا
گمراہ کی اوت میں یہ کیا ہوا وہ جہاں ہے وہ بڈ دل سا
نہ انگ ہے نہ دگا ہے نہ وہ رنگ چہرے کا لال سا
نہ نچو، دولی کھنسی بات ہے نہ ہی دج سا نہ ملاں سا
کسی اود ہنڈ میں ڈوہ ہے کسی اود ہنڈ کا ہے بہ نر

غزل

محبت سے عزایت سے دنا سے چوٹ لگتی ہے
نہرنا پھولوں، زوں نچہ کو ہوا سے چوٹ لگتی ہے
میں شبنم کی زباں سے پھول کی آواز سننا ہوں
عجیب احساس سے اپنی صدا سے چوٹ لگتی ہے
تجھے خود اپنی مجبوری کا اندازہ نہیں..... شاید
نہ کر عجب دنا عجب دنا سے چوٹ لگتی ہے

غزل

پندے پہلا کیوں ہوا سے ڈر رہے ہیں
دروازوں پہ پہلا کب گھر رہتے ہیں
عجیب دربان ہے شہر سننا
ہے کیسے لوگ ہیں کیا کر رہے ہیں
کہانی پھر کوئی ترسب دے دیتے ہیں
ہم ہی ہیں جو بہت بے درد ہیں
شاعری سے ہم کو ہے کیا لگاؤ
شہر ہیں کہ خود ہی بن رہے ہیں
نہ پوچھو نو ہم سے جاں
کیسے نہاری بار میں نوب رہے ہیں
اس دل میں نہارے لئے بہت کچھ ہے
ہم نو داند محبت ہیں رہے ہیں
نم نے مانگا ہے ہم سے دل ابے
سو دل ہم پہ دار رہے ہیں

ناصر یزدیسی، راجہ پور

تمام عمر اسی نے سفر میں رکھا ہے
سندھ سمجھ کر جس کو فکر میں رکھا ہے
بچنے والا کسی رزد مل ہی سکتا ہے
ان ایہ پر قدم انہائی منزل پہ رکھا ہے
پندے کھونٹ میں لٹکے ہیں دانے کی

سو انتظار کے اب کیا شجر میں رکھا ہے
بچا بھی سکا ہے وہ ٹکس کو بکھرنے سے
وہ جس نے ٹکس کو شیشے کے گھر رکھا ہے
اگر وہ دل بھی دکھائے تو دکھ نہیں ہوتا
ہنر دے کر بے ہنر ہی ہم کو رکھا ہے
میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے بچھڑ جائے
وہ جس نے مجھ کو بچھڑنے کے ڈر میں رکھا ہے
ہنر تو مجھ میں نہیں ہے کوئی حکر ناصر
کرم ہے اس کا صف معین میں رکھا ہے

ناصر یزدیسی، راجہ پور

کسی سے نہیں ملے

نم سے نہیں ملے تو کسی سے نہیں ملے
ملنا بھی پڑمبا نو خوشی سے نہیں ملے
دنا تو کیا خود سے بھی کرنے رہے گرد
جب تک نہیں ملے تو کسی سے نہیں ملے
جو نہ طلب تھا اس کی رہی طلب
جو ملنا چاہتا تھا اس سے نہیں ملے
ملنے کی زندگی میں سب کچھ ملا رہا
نم مل گئے تو لوگ خوشی سے نہیں ملے
ہم اپنے دشمنوں سے گلے مل کر آگے رہا
جس کے لئے مجھے سننے اس سے نہیں ملے

اسناد بصرہ ریاض، گھوٹکی قادر پور

غزل

جگمگاتے جگڑوں کا قافلہ میں اور نو
بہ شبیوں کے رنجوں کا سلسلہ میں اور نو
بے بسی کا حیرتوں میں مست ہو کر دیکھنا
زرد موسم خاموشی اک حادثہ میں اور نو
نوری کی سرود شامیں گاؤں کی وہ فی سلال

رہل گاڑی کے ٹھہرنے کی صدا میں اور نو
یاں ایل کے دشتوں کی مہک چارو
ٹھوڑی کی سمت جانا راستہ میں اور نو
استاد بصرہ ریاض، گھوٹکی فادرپور

محمد ساجد سعید، کٹہرے

غزل

خلق توڑ دیتا ہوں کھل توڑ دیتا ہوں
جسے چھوڑ دیتا ہوں کھل چھوڑ دیتا ہوں
محبت ہو کہ نصرت ہو بھرا رہنا ہوں شدت سے
چوہرے سے آئے بہ دربا اصرار ہی موز دیتا ہوں
بغضین رکھنا نہیں ہوں میں کسی کے تعلق پر
جو دھاکا ٹوٹے والا ہو اس کو توڑ دیتا ہوں
میرے دیکھے جو پہنے کپڑے لہریں نہ لے جائیں
گھر در دین کے قبور کر کے چھوڑ دیتا ہوں
بغیر اب تک وہی بچپن وہی غریب کاری ہے
نفص کو توڑ دیتا ہوں پرندے چھوڑ دیتا ہوں
استاد بصرہ ریاض، گھوٹکی فادرپور روڈ

سایہ ہو محبت

وہ چار لفظ کہہ کر میں خاموش ہو گیا
وہ منگرا کر بولے بہت بولتے ہو غم
پیار میں دوری بھی ہوتی ہے کوئی بات نہیں
بات نو باد رکھنے کی ہوتی ہے سب دل کی
آج کس زبان سے تیری بے وفا کی شکوہ کر
کبھی اس زبان سے تیری غریب ہوا کرنی تھی
غم ترک تعلق کا کسی سے ذکر مت کرنا
میں لوگوں سے کہہ دوں گا اسے فرصت نہیں ہے
توڑ گئے چنان و وفا اس دور میں کہے کیسے لوگ
یہ مت سوچ رہا تھی کہ تیرا ہی غم ہر جگہ ہے
استاد بصرہ ریاض، گھوٹکی فادرپور

غزل

جہاں آج اپنی ملاقات ہوگی
نئے لوگ ہوں گے نئی بات ہوگی
درا دشت رخصت اگر رہا کا
تو آنکھوں سے انگوں کی برسات ہوگی
اسی دشت میرا بتاؤ اٹھے گا
کلی میں جو تیری بات ہوگی
خدا کے سوا کون میرا یہاں پر
دہاں گھر ہے میرا جہاں رات ہوگی
نہیں کوئی نیر غم دل اب یہاں پر
نیرے ساتھ رب کی نفاذ ذات ہوگی
غمدل ارشد علی مشوری، لاڑخانہ

غزل

دل میں طوفان چھپائے بیٹھا ہوں
یہ نہ سمجھو مجھ کو پیار نہیں ہے
غم ہو آئے ہو میری دنیا میں
اب کسی اور کا انتظار نہیں ہے
دل میں طوفان چھپائے بیٹھا ہوں
میری قسمت کہ غم سے ہے
اور زندگی سے بھی مجھ کو پیار ہے ہو غم
ساتنے غم ہو نو کر جائیں
بن تیار ہے مجھ کو قرار نہیں
تر ح د کو تو بھول کھلے ہیں
نہیں کہ سراب کرتے ہیں

غزل

زندگی درد کی زنجیر بھی ہو سکتی ہے
سرخ شام کی تعبیر بھی ہو سکتی ہے
وہ بھی انسان ہے پریشان نہ ہونا اسے دوست!
لوٹنے میں اسے تاخیر بھی ہو سکتی ہے
نم جسے رات سے تعبیر کیا کرتے ہو
وہ مرے چاند کی غیر بھی ہو سکتی ہے
دل میں شکر کی طرح دوست ہونے والی
بات ہو سکتی ہے تحریر بھی ہو سکتی ہے
اس لئے دیکھتا رہنا ہوں سداے صابر
ان میں ابھی ہوئی تقدیر بھی ہو سکتی ہے
صابر علی صابر پھلوان، سرگودھا

غزل

تجارت کب کہاں، کچھ کھو گیا ہے
ہوا ایسے گماں، کچھ کھو گیا ہے
مری ہرنی کی سانسیں کہہ رہی ہیں
فلک کے درمیاں، کچھ کھو گیا ہے
دکھائی دے رہا ہے وہ جو مجمع
مرے ہم دم وہاں، کچھ کھو گیا ہے
مری نشوونما بڑھتی جا رہی ہے
مرے احساس جاں، کچھ کھو گیا ہے
را بھی کھو گیا تھا ایک پہنا
ترا بھی خاکداں، کچھ کھو گیا ہے
بیت امراں پر صابر کسی نے
کہا انا یہاں، کچھ کھو گیا ہے
صابر علی صابر، سرگودھا

کوئی نو خدا کہ جو دیتا تھا دعا شام کے بعد
آہیں بھرنی ہے شب بھر تپسوں کی طرح
سزا ہو جانی ہے ہر روز ہوا شام کے بعد
شام تک بند رہا کرنے ہیں دل کے اندر
درد ہو جاتے ہیں سارے ہی رہا شام کے بعد
لوگ تھک مار کے سو جاتے ہیں لیکن جاٹاں!
ہم نے خوش ہو کے تیرا درد سہا شام کے بعد
شام سے پہلے تلک لاکھ سلائے رکھیں جاگ اٹھیں
عجب کئی انا شام کے بعد
خواب کھرا کے لپٹ جاتے ہیں بند آنکھوں سے
جانے کس جرم کی کس کو ہے سزا شام کے بعد
چاند جب رو کے ستاروں سے جھگڑا ہے
اک عجب رنگ کی ہوئی ہے فضا شام کے بعد
ہم نے تھپائی سے پوچھا کہ طو گی کب تک
اس نے بے چینی سے پوچھا کہ طو گی شام کے بعد
میں ار خوش بھی رہوں بھر بھی مہرے بنے میں
سوگداری کوئی روئی ہے سدا شام کے بعد
نم گئے ہو تو سدا رنگ کے کپڑے پہنے
بھرنی رہتی ہے میرے گھر میں فضا شام کے بعد
لوٹ آتی ہے میری شب کی عبادت خالی
جانے کس عرش پر رہنا ہے خدا شام کے بعد
دن عجیب ٹھنکی میں بکڑے رکھا ہے مجھے
مجھ کو اس بات کا احساس ہوا شام کے بعد
کوئی بھولا ہوا غم ہے جو مسلسل مجھ کو
دل کے پاتال سے دیتا ہے صدا شام کے بعد
مار دیتا ہے اجڑ جانے کا دہرا احساس
کاش ہو کوئی کسی سے نہ جدا شام کے بعد
راجہ عرفان، گھمٹکی

عبد الغادر، آزاد کشمیر

غزل

نعت

ذبت جہان کی نو ہمارا رسول ہے
عرش برس کا نور ہمارا رسول ہے
خیر البشر ہے ذات گرامی حضور کی
انسانیت کو جان سے پیارا رسول ہے
مائی نہیں ہے جس کا کوئی بھی جہان میں
نازاں ہے جس پر عرش وہ ہمارا رسول ہے
ہر مشکل حیات میں ان کو پکار لو
سب ہی مہربان ہمارا رسول ہے
کوئی نظیرِ دھوڑ کے لانا آج تک
بے مثل ہے مثال ہمارا رسول ہے
سرِ احسان ان کا سایہ ہے ہر گزری
بے شکل سائباں جو ہمارا رسول ہے
ایتنی احسان ملی فریبتی ڈنگ روڈ
نوناروی، گجرات

آدمی رات کو یہ دنیا والے جب خوابوں میں کھو جاتے
ہیں
ایسے میں محبت کے روٹی باورں کے چراغ جلائے ہیں
کرتے ہیں محبت سب ہی مگر ہر دل کو صلابت مہیا ہے
آنی ہیں بہادری بخش میں ہر پھول مگر کب کھلتا ہے
میں رانجنا نہ خاتا تو بہر نہ بھی ہم اپنا پیار بھانہ سکے
ہوں پیار کے خواب نو بہت دیکھے تعبیر مگر ہم پانہ سکے
میں نے نو بہت پایا لیکن نو دکھ نہ سکی وعدوں کا بھرم
اب وہ رو کے باؤ آتا ہے کیا جو نے اس دل پہ ستم
پردہ جو اٹھا چہرے سے نو لوگ کہیں گے ہر جانی
مجبور ہوں میں دل کے ہاتھوں منظور نہیں نیری رسوائی
سوچا ہے اپنے ہونٹوں پر میں چپ کی ہر لگاؤں کا
میں تیری سلائی باورں سے اب اس دل کو بھلاؤں کا
عثمان چودہ دھری البند چودہ دھری
عبد الغادر، آزاد کشمیر

مجھے تم اچھی لگتی ہو

غزل

بھلا لگتا ہے سب کو مگر تم مجھے اچھی لگتی ہو
جو ہوتا ہو سو ہوتا ہو مجھے تم اچھی لگتی ہو
کبھی بھی اجاگے بنے مجھے اچھے نہیں لگتے
مگر تم سوڑا جاگو مجھے تم اچھی لگتی ہو
یہ بات غیر ممکن ہے لیکن تیرا میری جان
مگر میں کہا کروں یو، مجھے تم اچھی لگتی ہو
نہیں ہے گریبن تم کو میری باتو کا میری جان
میرے احباب سے پوچھو، مجھے تم اچھی لگتی ہو
اگر پھر بھی بغین نہ آئے میری صداؤں کا
میرا دل چیر کر دیکھو، مجھے تم اچھی لگتی ہو
میرے خدا! جو دنیا لوں میں تمہاری یاد آئیں ہیں

دکھ کر دل پریشان ہے محبت دیکھ لی ہم نے
امیدیں بن گئیں آنسو بہ چاہت دیکھ لی ہم نے
لگی ہیں ٹھوکریں ایسی کہ اب جینا بھی مشکل ہے
کسی سے کیا کر بس شکوہ یہ قسمت دیکھ لی ہم نے
کبھی بھولے سے دل دلو کسی سے پیار نہ کرنا
بیباں اپنے پرانے ہیں حقیقت دیکھ لی ہم نے
سنائے آسمان تو بھی سنائے غم کے باروں کو
مصیبت اور کہا ہوگی مصیبت دیکھ لی ہم نے
چمک کر کہے جئے ہیں کبھی نہ پوچھا تم نے صبر!
محبت گر بھی ہے نو محبت دیکھ لی ہم نے
عثمان چودہ دھری البند چودہ دھری

ہم یار ہیں تمہارے بیچتے ہیں چھوہارے
ہم سے لیا کرو ہم سے لیا کرو
جاں میں نے بیوپار کیا ہے
ہاں میں نے کادبار کیا ہے
ہم یار ہیں تمہارے بیچتے ہیں چھوہارے
ہم سے لیا کرو ہم سے لیا کرو
سائیکل کو گرا کے لوری کو جھکایا
سیکھا ہے کہاں سے یوں درنا لگتا
آتا ہے تمہیں تو یوں چھوہارے چماتا
جاؤ گی ہو گی چھوڑ یوں ستاتا
ہم یار ہیں تمہارے بیچتے ہیں چھوہارے
ہم سے لیا کرو ہم سے لیا کرو
محمد شریف، پیر جگی موڑ TDA

غزل

کچھ ایسی ابتدا ہے میری محبت میں کیا بتاؤں
کہ آج تک تڑپ رہا ہوں محبت میں کیا بتاؤں
وہ ستم گر ہی کچھ ایسا ملا مجھے محبت میں
کہ دل کے کٹڑے ہوئے تھے میری محبت میں
کچھ ایسی داستان غم تھی میں کیا بتاؤں
کہ اتنے طے تھے دُخم بچھ کو اس کی محبت میں
بکھرا تھا جو رہزہ رہزہ ہو کر کچھ اس طرح
کہ آج تک ترس رہا ہوں بوند بوند کو محبت میں
میں اتنا جو ہواں تھا اس کی محبت میں
لی اتنی سزا بچھ کو اس کی محبت میں
کہ نہ جی سکا نہ ہی مر سکا اس کی محبت میں
ساعر شہزاد

غزل

کیسا دل کو روک لگائے پھرتا ہے دیکھی ساغر

میری درد آگہوں کو خواب دے میری سادی سوچوں کو تاب
مجھے نفرتوں کا جواز دے سبھی اکتیں میرے نام کر
شیخ محمد شاہد، شیخوپورہ

غزل

زندگی اسے زندگی دیکھ میری بے بسی
میرے ہر سوال کا تو جواب دے
یا تو مجھے زہر دے یا شراب دے
اسے آپ سے خفا کر دیا نصیب نے
مجھ کو اپنوں سے جدا کر دیا نصیب نے
ہر دعا کو بددعا کر دیا نصیب نے
میری خوشیاں کیا ہوئیں کچھ حساب دے
یا تو مجھے زہر دے یا شراب دے
مرزا عمران، شیخوپورہ

غزل

حالات نیکو دے کے کدوٹ بدل رہے ہیں
ہماری بہک رہے ہیں سے کش سنبھل رہے ہیں
کم شو سے مناد ہشن بہار یاد!
اس روشنی تلے کچھ گھر بھی جل رہے ہیں
اے ہم سفر یہ شاید تم کو خبر نہیں ہے
کچھ حادثے بھی میرے ہمراہ چل رہے ہیں
کتے غلوں کو ہم نے فہم کر چھپا لیا ہے
کچھ غم امیر لیکن انگلوں میں دھل رہے ہیں
ساتی بہک رہے ہیں سے کش سنبھل رہے ہیں
حالات نیکو دے کے کدوٹ بدل رہے ہیں
عمر فاروق، پستہ داد خان

مزاحیہ غزل

غزل

انھو اے دل زدگان آسمان بنانا ہے
ہیں اڑا کے دھواں آسمان بنانا ہے
لال حسرتِ تعمیر کہا بنا کہیں
مکان بنانا بہاں آسمان بنانا ہے
زمین بتائی ہے دم نے برائے دردِ رواں
برائے گمشدگان آسمان بنانا ہے
ابھی سے کرنے لگے ہیں مکان کی باتیں
ابھی تو ہمسفر آسمان بنانا ہے
پروفیسر رمضان جانی، پنڈ دادنخان

غزل

تلی جو ابک مجھ کو ملی تھی کتاب میں
وہ اپنا عکس چھوڑ گئی میرے خواب میں
اب تک وہ میرے ذہن میں الجھا سوال ہے
شال رہا جو ہر گھڑی میرے نصاب میں
آنکھوں میں نیند ہے نہ کوئی خواب دور تک
رہنا ہوں میں بھی آج کل کیسے عذاب میں
مٹا خاکِ گردنوں سے گلے لگ کے چاند بھی
آئے سمت کے قاصد کتنے سہراں میں
آخر میری دقا کا مجھے کہا ملا خیر
لکھا نہ ایک حرف بھی اس نے جواب میں
ذکاء اللہ فریسی، گندیان

شام کے بعد

آنکھ بن جانی ہے سادوں کی گھا شام کے بعد
لوٹ جاتا ہے اگر کوئی خفا شام کے بعد
وہ جو ٹل جاتی رہی سرتے بلا شام کے بعد

آنکھوں میں کچھ خواب سجائے پھرتا ہے دہلی سانہ
آشناؤں کے دیپ جالے پھرتا ہے دہلی سانہ
تیرے غم کا بوجھ اٹھائے پھرتا ہے دہلی سانہ
ہر موسم سادوں بھادوں گرمی ہو کہ سردی ہو
آنکھوں میں برسات برساتے پھرتا ہے دہلی سانہ
اک دن تو آن ملیں گے رنڈھ کے جانے والے
کبھی کبھی آس لگائے پھرتا ہے پھرتا ہے دہلی سانہ
شائد ہم کو یاد نہ کرتا ہوگا بھولنے والے
یونکہ اپنا دل بہائے پھرتا ہے دہلی سانہ
شیشے کی دکان سجائے دالو! نم بھی عطا رہنا
ہاتھوں میں سنگ اٹھائے پھرتا ہے دہلی سانہ
دکن چاک گر جاں چاک مٹی ننگے پالوں میں
ایسا اپنا حال بنائے پھرتا ہے دہلی سانہ
ساغر جس دیکھی، چک حسن اراغین

غزل

آنکھوں میں بنا لوں تجھے خواب کی طرح
دیکھوں گا ہر گھڑی تجھے کتاب کی طرح
آنکھوں میں سا کر تیری دقا کی دلکشی
مہکا مہری راسوں کو پھر کتاب کی طرح
دیکھوں تیری آنکھوں میں تو ہو جاتا ہوں مدھوش
چڑھ جاتا ہے مجھے نشہ شراب کی طرح
مہوتا نیرا رشاد گر ہوتا نیرا انجیل
جب چہرے پہ چڑھائی ہے مجھے نقاب کی طرح
نیرے چہرے سے نظر فنی نہیں اک پل بھی
چھتا ہوں تیرے حسن میں گرداب کی طرح
اے کاش میں ہوتا دبا نیرے آنکھ کا
چکاتا تیرے آنکھ کو مہتاب کی طرح
ساغر جس دیکھی، چک حسن اراغین

اس نے پوچھا کب سے نہیں سوئے تم
میں بے جا کی ہوں راتوں کا حساب لے پھرتا ہوں
اس کی خواہش تھی کہ میری آنکھوں میں پانی دیکھے
میں اس وقت سے آنسوؤں کا سیلاب لے پھرتا ہوں
آنسوؤں سے کہ پھر بھی در میری نہ ہوئی
میں جس کی آرزو کی کتاب لے پھرتا ہوں
جس کو لے کی آرزو بھی بہت دور سے لی تو کچھ یوں
کہ ہم نظر اٹھا کر نپ گئے وہ نظر جھکا کر چلی گئی
☆ آفاق احمد کنڈی - زیر اہتمام میل خان

لٹ گیا

میری بار دل سے بھلا تو رہا ہوں
اچھڑتا ہے لیکن بھلاتے بھلاتے
میں دھمی جگر تجھے کیسے رکھاؤں
رکھانے کے قابل ہو تو رکھاؤں
مجھے یہ بھی ذرا ہے میرا ذمہ بازگ
کہیں بڑھ نہ جائے رکھاتے رکھاتے
غیروں کی دنیا سے تجھ کو بھابا اب
سمجھ آجائے خورل گیا ہوں اے شیر سے تجھے بچانے بھاتے
☆ عدنان خان - ذی آئی خان

غزل

بدلتی رات کا اشارہ دیکھنے ہیں
اب کیسے گزرا ہو گا یہ دیکھتے ہیں
محبت کی رسم بھی کتنی عجیب ہے
جانے والے پلٹ کے دوبارہ دیکھتے ہیں
ڈرے والے ڈرے سے ذرا پہلے
اک اسید پہ سکنارہ دیکھنے ہیں
کیا محبت ہمیں بھی داس آئے گی
آز اپنا اپنا سکنارہ دیکھتے ہیں
☆ جنید اقبال - انک

غزل

ہر کسی کا اب نہیں کرنے
پہلے کرتے تھے اب نہیں کرنے
صرف تجھ کو خدا سے مانگا ہے

اسے کہتا ہوں ہم بھی نہیں ہیں
منا ہے اس نے رفا کا دھڑی کہا ہے
اسے کہتا ہے رفا ہم بھی نہیں ہیں
☆ جنید اقبال - انک

کچھ نہیں ملتا

کسی کی آنکھوں سے چنے چھا کر کچھ نہیں ملتا
مزاروں سے چرخوں کو بچھا کر کچھ نہیں ملتا
حبیب سے کہو کہ چنگوں پر نہ تاتے خواب کے مہار
سمندر کے کنارے گھر بنا کر کچھ نہیں ملتا
نہ جانے کون سے جذبے کی سیٹ یوں تسکین کرتا ہوں
بظاہر تو تیرے خط چلا کر کچھ نہیں ملتا
مجھے اکثر ستاروں سے تیرا آواز آتی ہے
کسی کے جگر میں یوں خندیں تمہارا کچھ نہیں ملتا
مگر ہو جائے گا چلتی آنکھیں خون سے روئیں گی
کسی کا دل رکھانے سے کچھ نہیں ملتا
قلیل بیاہونی - عدنان خان - ذی آئی خان

غزل

میں کسی اور کا ہوں انا بتا کر رہا
وہ مجھے ہندوی گئے ہاتھ دکھا کر رہا
مجھے انہام محبت نہیں معلوم تھا ہرگز
یہ کہا اور مجھے بننے سے لگا کر رہا
جو مجھے ضبط کی تلخیں کیا کرتا تھا
وہ زمانے کو میرا حال سنا کر رہا
آنسو بن کر نہ نکل جاؤں کہیں
اس زمر سے اپنے انگوں کو وہ آنکھوں میں چھپا کر رہا
رسل کا آخری لمحہ جزمیر تھا ہمیں
اس لمحے میں وہ صدیوں کو سا کر رہا
☆ ایم امیر عاصم ملک - سہاواں

آرزو

جانے کیوں گفت کا حساب لے پھرتا ہوں
میں کہا ہوں اور کیا خواب لے پھرتا ہوں
اس نے اک بار کیا تھا سوال محبت
میں ہر لمحہ رفا کا جواب لے پھرتا ہوں

اور کچھ بھی طلب نہیں کرتے
دھج جائے گا غم اسی دود سے
آپ دے کرب نہیں کرتے
اسنے محلا جس زمانے سے
بات کہی ہے سب نہیں کرتے
لفظ بھی ہم سے دھج جاتے ہیں
ہم تیرا ذکر جب نہیں کرتے اتنا
☆ ایلا شہزادی

غزل

اسی طرح سے ہر اک دھج فرشتا دیکھے
دو آنے تو مجھے اب بھی ہرا بھرا دیکھے
مزد مئے ہیں بہت دن رفاقت شب میں
اب عمر ہو گئی چہرہ دو چاند سا دیکھے
مرے سکو سے جس کو بچھ رہے کہا کہا
پڑتے وقت ان آنکھوں کا ہونا دیکھے
میرے سوا بھی کبھی دیکھ خوش نظر تھے
تجھ کو دیکھ چکا ہو دو ادویا دیکھے
تجھے عزیز تھا اور میں نے اس کو بیت لیا
میری طرف بھی تو اک ہل تیرا خدا دیکھے
☆ دانی خان-پٹاود

غزل

انہی جانب میں کیا حال بھیجوں
کھدو بھیجوں یا زندگی کا زوال بھیجوں
بھیجوں آنکھوں سے مگر کے اٹک
با اٹکوں کا بیجا ہوا دوال بھیجوں
اپنی ہے جی کو بیان کر دوں
یا مجھو یوں کو میں امتحان بھیجوں
دکھوں کے اک اک دکھ بھیجوں
یا یادوں کا پورا سال بھیجوں
ہمارا دلت و آپ کے پاس ہے
کبر تو جان کو ہی اپنی نکال بھیجوں
☆ راجہ عزیز محمد قوال

بے بسی

موم بدل مجھے زمانے بدل مجھے
لکھوں میں دوست برسوں پرانے بدل مجھے
دن بھر دے جو میری عبت کی جھاڑ میں
دو لوگ دھوپ ڈھلتے ہی لکھانے بدل مجھے
کس جہی کے لفظ لفظ میں جاہت تھی پیار تھا
لو آج ان لبوں کے زمانے بدل مجھے
اک شخص کیا کیا میرا شہر چھوڑ کر
جینے کے سادے ڈھنگ بہانے بدل مجھے
☆ فرید علی خاں - بیت پور

غزل

تو شریک سخن نہیں تو کیا
ہم سخن نیری خاموشی بیابھی
یار کے ہے نشاں جزیرے سے
تیری آواز آنی ہے ابھی
شہر کی ہے چراغ گلیوں میں
زندگی تجھے ڈھونڈ رہی ہے ابھی
سو مجھے لوگ اس حویلی کے
اک کھڑکی مگر کھلی ہے ابھی
وقت ضرور اچھا آئے گا دوسرا
غم نہ کر زندگی چلی ہے ابھی
☆ دادا صاحب خان نیاوی - داس بھجراں

اجنبی

غزلیں و نظمیں

کوئی رست ہو کوئی موسم، مجھے تم اچھی لگتی ہو
ریاض علی راجپوت، کھولکی قادر
پور روڈ

غزل

ٹوٹے ہوئے دل کو
ہم جڑ دیں گے
اے یاد آنے والے
تجھے یاد کرنا
ہم چھوڑ دیں گے
جب تیری وفا میں
ساتھ میں ہمارے
خوشیوں کے اشیانے
ہیتے تھے اس دل میں
جب تم نے روپ بدلا
دکھایا اصلی چہرہ
غم کے اندھیروں کا
بن گیا خوشیوں پہ سہرا
اب میں ہوں ہر دم کا
اور ہر دم ہے میرا
اب تم بن ہے جینا
اور تم بن ہے مرنا

سجاد علی اسد، جھل مگسی،
بلوچستان

غزل

نیون کالی رات ہے
تہا میری ذات ہے
دن نہ بھرنا موش نگاہیں

ہر لمحہ بد سات ہے
خالی کرد اور کھلوئے
بچپن میرے ساتھ ہے
کیسی چاہت اور تنہا
اپنوں کی سوغات ہے
میں پاگل دیوانہ مجنوں
تیری سند ذات ہے
تو مہتاب کے کرنوں جیسی
کیا میری اوقات ہے
تنبہائی سے ڈر لگتا ہے
شاہد میری مات ہے
تیرے خواب سجائیے میں
یہ بھی کوئی بات ہے
اک دن رادر جائے گا
میں ہوں اور فٹ پاتھ ہے

مرزا عمران، شیخوپورہ

آنسو

نیشم اب تک سہا سا چپ چاپ کھڑا ہے
بھیکا بھیکا، بھٹکا بھٹکا
بوندیں چاچا کر کے
نپٹ کر گئی فوٹی ہیں تو سسکی کی آواز آتی ہے
بارش کے جانے کے بعد بھی
دیر تک پکار رہتا ہے
تم کو چھوڑے دیر ہوئی ہے
آنسو اب تک ٹوٹ رہے ہیں

سجاد حسین نومی، پنڈ دادن خان

☆☆☆

مجھے بھول جانے کا شکریہ

میں راتوں رات کی سلیب پر در قدم اٹھانے کا شکریہ
پڑا پر فخر قابہ راستہ نیرا لوٹ جانے کا شکریہ
جو دھاس ہیں نیرے اجر میں جنہیں بوجھ گئی ہے زندگی
سر بزم آئیں رکھ کر نیرا سکرانے کا شکریہ
غیر بارگاہ کس کبھی میں میرے شعر رفتہ میں رعل گئی
بہ کمال عطا نیری بار کا مجھے بار آنے کا شکریہ
جو زمانے بھر کا اصول عارہ اصول نو نے بھلا دیا
بکی دم ٹھہرے کی سحر مجھے بھول جانے کا شکریہ
☆ فریڈیٹی۔ سبت پور

محبت اب نہیں ہوگی

میری حسرت کے جتانے کو اٹھانے والے
کہتے ہیں وہ ہیں بہ لوگ زمانے والے
کوئی اپنا نہیں مطلب کی ہے رنیا ساری
اب کہاں ملنے ہیں وہ بار بار آنے والے
میں رنیا کو ہوں سدا نیند ہو سہارک تجھ کو
اجر کا وہ مجھے دے کے جگانے والے
بس یہی سوچ کے ہر بار سنا ہوں تجھے
لوٹ کے آنے نہیں روکھ کے جانے والے
ان کے سبوں میں کبھی جھانک کے رنیکو نو میں
کہنے افسردہ ہیں اور ان کو ہٹانے والے
☆ فریڈیٹی۔ سبت پور

بڑی حسین رات تھی

چراغ و آفتاب تم بڑی حسین رات تھی
شباب کا شباب تم بڑی حسین رات تھی
مجھے پلا دے تھے وہ کہ خود ہی شمع بجھ گئی
گلاس گم شراب تم بڑی حسین رات تھی
لوں سے بے جہل مجھے ہوں سے بے جہل مجھے
سوال تم جواب تم بڑی حسین رات تھی
کھانا جس کتاب میں کہ عشق نو حرام ہے
فریہ وہ کتاب تم نصیب تم بڑی حسین رات تھی
☆ فریڈیٹی۔ سبت پور

غزل

اپنے لئے شاہراہ حیات ہموار کرنے کا
اظہار کرنے کے بھی میں تجھے پیار کرنے کا
مجھے میرے پیار سے ہاں عزیز نہ تھی لیکن
میں پیار کر بھی تجھ پہ جان نثار کرنے کا
نو ہو بھی جانی شاید غنڈہ میری
بس میں ہی تجھ کو اپنا کرنے کا
انسو بہ نہیں ہے کہ تو میرا ہو نہ سکا
رکھ رہے ہیں کہ میں خود کو نیرا کرنے کا
نیرے صن کا یہ وہب ہے دل میں ظاہر
میں آج تک کسی اور کو پیار کرنے کا
☆ ایم طاہر القادری سردانہ۔ مغل

اک ماں نے بیٹے سے کہا

کہنے اراکوں سے پالا تھا میں نے مجھ کو
پھر رانگی سوگ ریا نو نے مجھ کو
پار کہ حالات کھین کو نو زرا
نہ سوچ کر: غنا نو پاس بائے با مجھ کو
آگئی ہیں کہیں نقیصا اب دل میں نیرے
کہا میرے جوش محبت میں فطرت کی بنیاد مجھ کو
نیرے واسطے میں نے کہنے جن کہتے تھے
اب ہو گیا ہے دشوار تجھ پہ سنبھالنا مجھ کو
اک بلبلی تھی جو ممکن اغیار میں تھی
آؤ! کہا خبر تھی حالات ذہن کی مجھ کو
اب سے گزرنے ہیں شب و روز بحر میں نیرے طاہر
کہ تھیں کی طرح زانی ہیں دریاں رافعی مجھ کو
☆ ایم طاہر القادری سردانہ۔ مغل

غزل

تجھے اپنے ہاتھوں کی نگہوں میں نہ بسانا تو پھر کہا
آ کے تجھے نیرے خوابوں میں نہ سنا تو پھر کہا
نیری سوچوں میں گزربانی ہے ساری رات
زندگی بھر راتوں کو نہ چکا تو پھر کہا
دھوئے پھر مجھے نم بر جگہ ہم کہ
اپنے عشق میں تجھے پاگن نہ بنا تو پھر کہا

آپ کے خطوط

اسلام علیکم۔ جولائی کا خوفناک پانچ جولائی کو ملا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جس میں درود پاک کی برکات بیان کی تھی مگر اس سے محبت اور اس کی یاد میں علی شان لاہور نے خوب لکھا ہے گڈ بھائی غلام عباس میوانی جی گڈ بھائی حقیقت تو آپ خود ہی جاننے ہیں کہ سنوری میں کمال کس کا ہے بھید بھائی خالد شاہان ہر بار نیورنگ سے قسط لاتے ہیں کہ پچھلی قسط کا تو قصہ ہے ختم ہوتا ہے اچھا قصہ ہے ہزاروں سال کا تھوڑی سی دلچسپی پیدا کرو خشک سنوری اچھی نہیں لگتی۔ کوٹ جناح ابنا س سعادت اشرف گڈ سنوری جی تو مختصر حد آپ کا نام کافی چھوٹا ہے مزید بھی ۴ ام بڑھا میں امید ہے کہ اگلی قسط مزے دار ہوگی آبی کم کم نشا اور انکل ریاض احمد کہاں غائب ہیں مایا کال محمد وارث آصف گڈ جی گڈ۔ مگر کیا تھک گئے ہو لکھتے لکھتے جو صفحات کم لکھے ہیں عاشق پچھو ریا محمود ایسا لگتا ہے آپ کو بھی کسی بچھو سے محبت ہو گئی ہے روز سنوڑی بچھو کی اتنی تعریف کہاں بلیر نو مانڈ صرف جو کہ تھا بی بی مون کا شیف عبید کاوش۔ عجیب کھیل۔ فلک زام لاہور۔ قاتل دھاگہ راجہ ارشد۔ معصوم بی بی عمرانہ سرور۔ پری کی ربائی سمیرہ۔ قاتل عاشق صاحبہ لیاقت۔ سرور عشق رواجیل سب نے خوب لکھا ہے سب کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ خوفناک کی محفل کو یوں ہی سچائے رکھے۔ ہماری طرف سے سب کو سلام۔

فرخندہ جمیں بہاد پور

اسلام علیکم اللہ تعالیٰ یوں ہی ہماری محفل کو ہمیشہ آباد رکھے میں فرسٹ ایئر کے انگریز ام کی وجہ سے قسط دار کہنا نہیں پڑا ہائی سب سے پہلے بات کرتے ہیں بھید کی بھائی محمد خالد شاہان نے اپنی انتہائی محنت سے ہمیں پہنچائی ہے کہ قسط کافی مزے دار تھی دوسری نے کچھ اور کیا تیسری چوٹی پانچویں زبردست تھیں مگر بھائی جان آپ ماشاء اللہ بہت اچھا لکھتے ہیں پلیز مانڈ نہ کرنا آپ کی قسطوں میں کچھ بدل نہیں ہے کیوں کہ ابھی تک ہیرہ صاحب نے کسی بھی ڈسمن کا مقابلہ نہیں کیا اور مقابلہ کس سے کرتے ہو پلیز کچھ تو خیال کرو ایک ہے نو یک پر سنوری کو چلا میں ہر قسط الگ ہوتی ہے تلاش عشق انکل جان ہم آپ سے بہت ہی ناراض ہیں کیوں کہ آپ لکھتے لکھتے کہا غائب ہو جاتے ہوا تک تو سات قسطیں ہو جاتی مگر آپ غائب ہو جاتے ہو سبھی قسطیں ویری گڈ اور تو ساحل کو بھی اڑنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے پلیز پھر غائب نہ ہو نارنہ پھر ہم غائب ہو جائیں گے سیاہ بولہ۔ آبی قسم قسم نشا گڈ جی گڈ ایڈ ویری گڈ مگر آپ بھی بھی بھی بھائی خالد شاہان کی طرح کرنے لگ جاتی ہو۔ کمال کا سیاہ بولہ ہے کیا آبی جان پر یاں بھی گالیاں دیتی ہیں فارا انگریز بیل۔ کہتے کہنے۔ ہا ہا۔ پھر لگتا ہے آپ کو بھی ہماری طرح بیچ و بیچنے کا شوق ہے لایا کال بھائی محمد وارث گزشتہ چار قسطوں کا خلاصہ بالکل سمجھ آ گیا تھا بانی پانچویں اور چھٹی قسطیں بہت ہی اچھی تھیں پڑا کر مزہ آ گیا آخری قسط کا بے صبری سے انتظار سے قاتل دھاگہ راجہ ارشد گڈ جی گڈ نمبر شمارہ آئے پر مبارکباد قبول فرمائیں عاشق پچھو ریا محمود یونیم تم خود تو نہیں کہیں گڈ سنوری تھی کوٹ جناح ابنا س سعادت اشرف نے خوب اپنے قلم کے ساتھ انصاف کیا گڈ جی اسی طرح لکھتے رہیں باقی ابھی نہیں پڑھیں امید

پہ سب ہی پسند آئیں گی خوفناک کے تمام مناف کو مہر کی طرف سے سلام ہو۔ (اسلام)

۔ مصباح کریم میوانی۔ چوکی۔

اسلام علیکم جولائی کا شمار ملا بہت ہی لیت ملا بیس جولائی کو ملا پہلے میں بوجہ رالا سے لیتا تھا کیوں کہ میں رہاں رہتا تھا اب چھٹیاں گزرنے چوکی آئے گاؤں آیا ہوا ہوں اس وجہ سے کافی زلزل کیا ہے جولائی کے شمارے نے کیا بڑی رالو آپ بھی ایسے ہی زلزل ہوتے ہو جولائی کے شمارے میں میری سندوری شائع کرتے پر شکریہ میں ان لوگوں کو غیر مبارک کہتا ہوں جنہوں نے مجھے سندوری شائع ہونے پر مبارک باروری اور سندوری پسند کیا میں بھائی خالد شایان۔ بھائی اسد شہزاد۔ محمد آفتاب میرے سویت سے درست مار شاہ تصور عباس جھنگ محمد کاشف قبولہ شریف ملک غلی۔ محمد سلمان۔ محمد لغمان پنڈی محمد طالب حسین میوانی۔ مصباح کریم میوانی۔ محمد نوید میوانی سویت آبی ناریہ۔ اپنی عاصمہ مرتضیٰ زریہ کشمیر۔ شینا لاہور۔ رخندہ جنیں بہار لیڈر۔ شاز یہ چوکی۔ اقراء ایڈ راشدہ پورے والا لیاقت عباس چوکی صاحبہ اقبال چوکی۔ فلک زابد لاہور۔ وغیرہ اور سوری بسنا بھائیوں میں جن کے میں نام نہیں لکھا سکا پلیز نوٹامند ز۔ جولائی کے شمارے میں مجھے بھائی خالد شایان۔ بھائی درین کاشف نے بہت اچھا لکھا ہے قاتل رحاکہ آپ کی رالو ارشد آپ کو میری طرف سے بہت بہت مبارک۔ بھائی سندریاں ابھی پڑھی نہیں ہیں اتنے تھکے کیا میری طرف سے تمام اور قارئین کو گزرنی عید مبارک ہووا السلام علیکم۔ محمد ندیم عباس میوانی چوکی۔

جون کا ڈائجسٹ میں نے جیو ٹائیٹ کر اچی سے خریہ انقریاد سال کے عرصے کے بعد میں نے خوفناک خرید اجریہ بھی کہ شہزادہ انگل کے انتقال کے بعد چار ماہ خوفناک میں ملا تھا گھوگی کے چکر لگا لگا کر تھک گیا تھا پھر میں نے لکھنا چھوڑ دیا تھا خیر آتے ہیں کہانیوں کی طرف اس میں اسلامی مغز بہتر تھا تلاش عشق اچھی سے ریاض صاحب اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں مگر افریقہ میں پتہ نہیں کہاں چلی گئی بید سرنی کہانی سجاد حسین کی فرما بدار جن ابھی گئی باقی تو بچوں جیسی کہانیاں تھیں اور میری رہا بھی آلی کشور کرین کا خط سے درندہ ریاض بھائی سے تو میں ناراض تھا محبت خان افریدی کی غزل اچھی لگی بس سب سے گزارش ہے کہ اچھی کہانیاں لکھا کریں خوفناک زبار تونی کرے اقراء بسنا ناراض ہیں تو پلیز واپس آجائیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

۔ بہادر عار بانی بلوچ گھوگی

اسلام علیکم شہزاد بھائی صدا خوش رہو آہور ہو آمین۔ بھائی جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ چند مہینے پہلے میں خوفناک میں لکھا کرتا تھا مگر ایک حادثے کی وجہ سے میں نے لکھنا چھوڑ دیا تھا اب میں پھر سے لکھنے آیا ہوں کہ پہلے کی طرح لکھ کر خوفناک کے قارئین تک معیاری کہانیاں پہنچاؤں ایک کہانی شرع کی ہوئی ہے پری جو بہت جلد خوفناک کی زینت بنے گی اور مجھے یقین ہے کہ خوفناک کے قارئین کو بہت پسند آئے گی شکریہ۔

۔ لغمان حسن بی آر ٹی سی چوک۔ بینظیر کالونی

اسلام علیکم امید ہے رمضان اچھا ہی گزر رہا ہوگا اور سب نے خوب عید کی خوشی کرانجوائے کیا ہوگا جولائی کا شمارہ تموز ایٹ ملا سردرقی جازب نظر رہا اس بار تمام کہانیاں عمدہ تھیں بعض لوگوں کو شاید یہ لفظ عجیب سا لگے گا کہ میں ایک تنقید نگار رہا ہوں کہ لکھنا عمدہ کیسے یوز کر رہا ہوں تو اس کی ایک ناس وجہ ہے اور یہ کہ اس بار میرا کسی سے لڑنے کا کوئی ارادہ نہیں لیکن اس شمارے میں کچھ کہانیاں ایسی تھیں جن پر تنقید کرنا میرا حق تھا جیسے کہ رالو ارشد کی قاتل رحاکہ جیسے بی کلاس سندوری لیکن پھر میں اسے ایک بار پھر غفل میں کچھ اور لے آیا ہوں میرا مقصد ان تمام

لوگوں سے صلح کرتا ہے جو لوگوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کوہدارت آصف کی تحقید سے غلبہ اگر چھوڑ دیا ہے لیکن میں ان کو یہ بات ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے ان پر تنقید اس لیے کی تھی کہ ان کی سنو ریڈ میں مہارت اور درجہ کی پیدا ہو یہ بات بھی میں نے ان لوگوں سے سنی کہ میں جس سنو ریڈ پر بھی تنقید کرتا ہوں لوگ اس سنو ریڈ کو دوبارہ پڑھتے ہیں میں آج خوفناک کی ترقی کیلئے ہر حد سے گزرنے کو تیار ہوں آج میرا مقصد صرف اتنا ہے کہ میں کسی بھی طرح ان رائٹرز کو واپس لے آؤں جو کبھی خوفناک کا حصہ تھے میں سب سے پہلے اپنی پسندیدہ رائٹرز کا نام لوں گا جن کی وجہ سے میں خوفناک پڑھتا تھا اور لکھنے بھی لگا تھا جی ہاں میری پسندیدہ رائٹرز کا نام ہے یاسمین سلیم قادری فرام کراچی جن کی کہانی سنگ تراش میں نے سب سے پہلے پڑھی اور وہ میری نبوت بن گئی وہ میری پسندیدہ رائٹرز میں پہلے نمبر پر فائز ہیں میں نے ہمیشہ انہی کے انداز کو اپنی کیا میری ان سے بڑو دراپیل ہے کہ وہ اپنے اس فن کی رائے اور درخواست پر عمل کرتے ہوئے خوفناک میں دوبارہ لکھیں ہمیں آپ کی تحریر کی سخت ضرورت ہے عمران رشید صاحب ہانا کہ آپ میں اور مجھ میں کافی تمغیاں رہیں لیکن اگر آپ میری وجہ سے چھوڑ گئے ہیں تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں پلیز دوبارہ لکھیں میں یوری سیوت دروں کا اپکار دروں میں اپنی گزشتہ تمام غلطیوں پر صرف اس وجہ سے کہ آپ دوبارہ لکھیں معذرت بھی کرنے کو تیار ہوں میرے بہترین دوست احسان خان سحر فرام میانوالی میں آپ کو اپنا دوست ہونے کے نا طے حکم دے رہا ہوں کہ اگلے دو ماہ بعد آپ کی تحریر بھیجے خوفناک میں پڑھنے کو ملتی چاہئے زابد اللہ فرام تجوڑی و درغل آپ بھی پلیز واپس آجا میں اور بیادوان جن جیسی سنو ریڈ لکھیں بلال احمد دل جیلے اور شہنشاہ گل ہماری آنکھیں آپ کی تحریر پر کھینچے کو تو س مٹی ہیں کب لکھیں گے آپ یسین احمد میں آپکو اپنا غزل تسلیم کرنے کو تیار ہوں پلیز جوائن ان خوفناک مجھ باہار ای اور صائمہ نسیم میری آپ سے بھی گزارش ہے کہ آپ بھی ہماری محفل کو روشنی بخشیں عقیذہ اندلیب اور انیلہ شہزادی اگر آپ دروں میری یہ تحریر پڑھیں تو پلیز ہماری یہ نگری آپ دروں کے بغیر سوئی ہے آپ دروں خوفناک کی اس نگری کو اپنی تحریروں سے روشن کریں صفدر محمود عباسی - اسد علی ظفر - رمضان قمر - امیر عالم صاحب - آپ لوگ کہاں کم ہیں ہم آپ کو بڑا یاد کرتے ہیں منیر محری صاحب لگتا ہے آپ افطاری کے چکر میں پڑ گئے ہیں خوفناک میں آجا میں آپ کی سرمنشی کی افطاری کرادیں گے قسم سے - رنجہ کامران حیدر - عمران نواز گورچہ - محمد فاروق - انعام علی فرام جنڈ - اور ایس امتیاز احمد صاحب لگتا ہے آپ لی اینڈ لی کالونی کے انجی تک چکر کاٹ رہے ہیں ایک اور چکر رسالے میں بھی لکھ لیں نواز شہر ہوگی رائٹیں برادران ہم سے دوستی کے بھی وعدے کرتے ہو اور تحریر بھی لکھنا چھوڑ دیا یہ یاد دہانی ہے جلد واپس آئیں سجاد حسن جھولے والا آپ کہاں کم ہیں راجس آجا میں لقمان حسن صاحب آپ کہیں دیوی کے چکر میں دیوتا تو نہیں بن گئے پلیز واپس آجا میں خریدنی بھی صاحب آپ تو میرے اچھے دوست تھے چار پار بھی کم ہو جا رہے تھے یہ امید نہ تھی کہیں آپ بھی شاہ رخ تو نہیں بن گئے جو راج نہیں مل رہا رہیں آجا میں اور ہاں ساتھ میں سراج اللہ خٹک کو بھی لیتے آئیں اس کے بعد سب سے اہم نام جن کی ناک میں میں نے دم کر رکھا تھا جی ہاں دایلی خان فرام پشاور اور عبداللہ حسن چشتی میرے خیالوں میں جس ذرا محنت نے نہیں اتنی شہرت دی ہے اسے آج ہماری ضرورت ہے ہمیں تمام اختلافات بھلا کر اس کی ترقی کے لیے مل جل کر کام کرنا ہو گا تو کیا آپ اس کام میں میرا ساتھ دیں گے اگر سرعام معذرت کرنے والی شرط ہے تو میں تیار ہوں شعیب شیرازی جو ہر آد - بار یہ شیم رائے حسین ولی - بہادر عار بانی سید عارف شاہ آپ لوگوں سے اپیل ہے کہ آپ واپس آجا میں دیکھتے ہیں میری گزارش کا کیا رد عمل ہوتا ہے خدا حافظ محمد دارت آصف دال پتھر ال

برادر دوستیں بسا دے بھی اسے داغ
جو نہ چکے جن میں ان کو جگہ نہ بھی
پردہ فیروز اکبر داغ گئی۔ لیر کا لڑکی کراچی

اداس نظر

دراں خیال، قلب پریشان، بھر اداس
بھلی ہوئی ہے کہاں تک فضاں پاس
گم کرد واپسوں ہوں صحرائے دلت میں
منزل اس کی کوئی توقع نہ کوئی اس
اب ان کی اجن میں ہے پاس وفا کے
ایک ایک کر کے اٹھ گئے چہنہ سے حق شناس
جب بات ہے ہمیں بھی لے منزل مراد
نظام سر خوش ہی سہی اٹھائے پاس
رہنے دے میرے غم کا بحر میری جہنم ز
بے سود مرض حال ہے بیکار کرد گئے
آجائے جن کو آپ دہوائے الم بھی داس
داغ غن کی قدر تو کیا دہمئی ہے آج
مفقود شعر گوئی دل کی نکتہ بھراس
پردہ فیروز اکبر داغ گئی۔ لیر کا لڑکی کراچی

اپنوں کے ظلم

میرے دشمنوں نے جو بھی وار کئے یار ہیں کر
اپنوں نے جو بھی ظلم کئے بہار ہیں کر
وہ بھی ہے وفا کلا زمانے کی طرح
میرے دوستوں نے جو دکھ دیے دلدرا ہیں کر
میری ہے بھی کا خداں اڑیا ہر کسی نے
مجھے اپنوں نے جو زہر دیا اعتقاد ہیں کر
بے سود پھرتا ہوں میں باگوں کی طرح
مجھے کسی نے بھی نہ دل سے لگا خدا سے ذکر
میرے دکھوں نے مجھ کو مار ڈالا جانے بیکر
یہاں کوئی طا مجھے بے وفا ہیں کر
ایک سانسو کی دزدی ہے یہ بھی فوٹ جاگی
عزیر کوئی بھی نا آئے گا تیرا بہار ہیں کر
میرزا احمد یحییٰ۔ ٹیلی روڈ لاہور

میری چاہت

میری چاہنوں کو میں بھلا نہ سکو
یہ درد دل تم میں جوں سا نہ سکو
کر دیں گے عشق میں ہم تیرا ایسا حال
کہ میری برادری کا جہنم تم سا نہ سکو
ہوئے ہو خوش دیکھ کر میرا جو حال
کہ حال دل تم بھی سا نہ سکو
کہ دامن کو میرے ہم بکھڑیں۔ ایسے
کہ چاہ کر بھی تم میں چھڑا نہ سکو
کہ جھین لی ہیں مجھ سے میری کیوں خوشیاں
کہ تم بھی اسے ظالم اب سکو نہ سکو
اگر نوٹ جائے بھی اٹھانے سے دل بگو
کہ دل سے تم دل کو ملا نہ سکو
دوٹھ مہیا اگر پونگی خود سے مزیر
کہ عمر بحر اسے پھر تم سا نہ سکو
میرزا احمد یحییٰ۔ ٹیلی روڈ لاہور

اس کا چہرہ

در جب رہے بھی تو مجھ کو سناں دیتا ہے
ہر چہرہ اس کا چہرہ دکھائی دیتا ہے
کسی بھی چیز کی دل میں طلب نہیں پائی
مجھے بھی رون دیتا پسند ہے لیکن
تیرا خیال مجھے کب رہائی دیتا ہے
وہ ایک پل بھی مجھے جھوٹا نہیں انتہا
کبھی دکھائی کبھی در سناں دیتا ہے
یہ دلت کیسے ڈمائے گی مجھ کو مزیر
تم فران مجھے روشنائی دیتا ہے
میرزا احمد یحییٰ۔ ٹیلی روڈ لاہور

اجنبی شہر

اجنبی شہر کے اجنبی رستے ہیں یہ
میری تنہائی میں سکرانے رہے در
میں بہت دور تک میں ہی رہتا رہا
تم بہت دور تک باو آتے رہے
دل لگی دل کی گئی ہیں کے سا رہتی ہے
نزدک دشمن کو بھی نہ پارہب لگا دل کا
وہ بھی اپنے نہ ہونے دل بھی کیا ہانوں سے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سیریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✧ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

← ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

← ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1